محمود الفتاویٰ

جلد دوم

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سابق صدر مفتی و حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ترتیب

مفتی عبد القیوم راجکوٹی

مکتبہ محمودیہ

محمود نگر، ڈابھیل، گجرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محمود الفتاویٰ (مبوب)

جلد دوم

از کتاب الایمان: باب ما یتعلق بالفرق الباطلۃ

تا کتاب الصلاۃ: باب القراءۃ وزلۃ القاری

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

(سابق صدر مفتی، حال شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)

مرتب: مفتی عبد القیوم صاحب راجکوٹی

ناشر

مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل، گجرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تفصیلات

نام کتاب: .... محمود الفتاویٰ (جلد دوم)

مرتب: .... مفتی عبد القیوم صاحب راجکوٹی

کمپیوٹر سیٹنگ: .... محمد ساجد بن مصطفیٰ پٹنی ، عبد اللہ بن اشرف مانگرولی

ناشر: .... مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل

ملنے کے پتے

مکتبۂ انور، محمود نگر، ڈابھیل، 9924693470

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، نزد جامعہ، 9913319190 / 9904886188

ادارۃ الصدیق دیوبند، نزد مدنی مسجد، مدنی روڈ، دیوبند، 9997953255

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۞	**باب ما یتعلق بالفرق الباطلة**	۞
١	مولانا وحید الزماں (غیر مقلد) ہمارے اکابر کی نظر میں	۲۹
۲	فرقۂ مہدویہ سے تعلق رکھنے والا کلمہ گو شخص کا حکم	۲۹
۳	ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کیوں؟	۳١
۴	جماعت اسلامی کا رکن شریعت کی نظر میں	۳۲
۵	تقلید کیوں ضروری ہے؟	۳۳
٦	دینی ضرورت کے خاطر مسلک بدلنا	۳۵
۞	**باب ما یتعلق بالقرآن**	۞
۷	کتبِ سماویہ کس زبان میں نازل ہوئیں؟	۳۷
۸	نابینا کے قرآن پڑھنے کے لیے مخصوص تحریر کا حکم	۳۸
۹	قرآن کریم کی آیات ورکوعات کی تعداد ورسم عثمانی کی رعایت	۳۹
١۰	آیت کریمہ "الخبیثٰت للخبیثین" الخ کا مطلب	۵١
١١	"سلام هي حتى مطلع الفجر" میں فجر سے مراد	۵۲
١۲	"الکتاب" سے کیا تورات مراد ہے؟	۵۴
١۳	حج سے متعلق ایک آیتِ کریمہ اور حدیث نبوی میں تطبیق	۵۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۴	”یھدی بہ کثیرا ومایضل“ میں ادغام	۵۶
۱۵	آیتِ درود اور درود میں وصل	۵۷
۱۶	مسابقۃ القرآن کا اجلاس منعقد کرنا	۵۷
۱۷	مروجہ مسابقۂ قرآن کی اصل	۵۸
۱۸	قرآنی مسابقہ کا حکم	۶۳
۱۹	امراض کے دفعیہ کے لیے چالیس دفعہ یٰس شریف کا ختم کرنا	۶۷
۲۰	ختم قرآن کا طریقہ۔ ایصال ثواب کے لیے لیلۃ الجائزہ کا انتظار	۶۸
۲۱	قرآن کس وقت ختم کرے	۶۹
۲۲	تلاوت کے وقت کسی دوسرے کا کرسی پلنگ وغیرہ پر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے	۷۰
۲۳	غیر مسلم کو آیت کریمہ لکھ کر دینا	۷۱
۲۴	بدبودار دھواں کتبِ دینیہ کو مس کرے تو بے ادبی ہے	۷۲
۲۵	عورت کے لیے تلاوتِ قرآن کے وقت کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟	۷۲
۲۶	بے وضو قرآن مجید پڑھنے کا حکم	۷۴
۲۷	پانی پر قدرت کے باوجود تیمم سے قرآن مجید چھونا	۷۴
۲۸	کیا منبر پر قرآنِ کریم رکھنا بے ادبی ہے؟	۷۵
۲۹	پیکٹ میں بند یٰس لے کر استنجاء خانہ میں جانا	۷۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۰	کلام مجید تعویذ وغیرہ جیب میں رکھ کر بیت الخلاء جانا	۷۶
۳۱	ٹی-وی والے گھر میں تلاوتِ قرآن شریف	۷۶
۳۲	سرکاری تقریب کے موقع پر قرآن پڑھنا	۷۷
۳۳	سیاسی جلسہ میں تلاوت قرآن کا حکم	۷۷
۳۴	ہونٹ ہلائے بغیر تلاوت واذکار	۷۸
۳۵	قرآن مجید کی تلاوت ترنم سے کرنا	۷۹
۳۶	منبر پر قرآن شریف رکھنا	۸۰
۳۷	قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق اور ناخن وبال کہاں ڈالیں؟	۸۰
۳۸	قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو کیا کریں؟	۸۱
	باب ما یتعلق بالفقہ والحدیث	
۳۹	فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے؟	۸۲
۴۰	مجتہد فیہ امر کے متعلق فتویٰ کے منکر کا حکم	۸۴
۴۱	فتویٰ کون لکھ سکتا ہے؟	۸۵
۴۲	مسئلہ اور فتویٰ میں فرق	۸۸
۴۳	فتویٰ کو نہ ماننا	۸۸
۴۴	مسئلہ بتلانے کے لیے مفتی ہونا ضروری نہیں	۸۸
۴۵	کسی خاص شخصیت یا ادارہ کے متعلق فتویٰ معلوم کرنا	۹۱
۴۶	ہدایہ کی ایک عبارت کا مفہوم	۹۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۷	"ان الکتابة اقیمت مقام العبارة" قاعدہ کا محلِ استعمال	۹۲
۴۸	اسقاطِ حمل کے متعلق "جواھر الاخلاطی" کی ایک عبارت	۹۳
۴۹	حنفی کا شوافع کی حدیثوں پر عمل کی خواہش کرنا	۹۵
۵۰	"المؤمن في المسجد كالسمك في الماء" اور "الفاسق في السوق كالطير في القفص" حدیث کی تحقیق	۹۵
۵۱	۱۵؍رمضان کی جمعہ میں بھیانک آواز کے متعلق روایت	۹۶
۵۲	جمعہ یا رمضان میں مرنے والے سے قبر میں سوال وجواب ہوں گے؟	۹۷
۵۳	کیا شب جمعہ میں مرنے والے سے قبر میں سوال جواب نہیں ہوں گے	۱۰۴
۵۴	درود پاک میں لفظ "سیدنا" کا اضافہ	۱۰۴
۵۵	ایک درود شریف کی تحقیق	۱۰۸
۵۶	"أنا وكافل اليتيم" إلخ کا مطلب	۱۰۹
۵۷	إنه ليغان علىٰ قلبي کا مطلب کیا ہے؟	۱۱۰
۵۸	طعام الميت يميت القلب کا مطلب	۱۱۱
۵۹	ایک حدیث شریف اور موجودہ مشاہدہ	۱۱۲
۶۰	حدیث "من بنىٰ مسجدا" الخ	۱۱۳
۶۱	کتاب "انوار العارفین" میں وحی کی کیفیت کے متعلق ایک لفظ کا ترجمہ محل نظر	۱۱۴
۶۲	کھانے میں مکھی گر جائے تو ڈبونے سے کونسی بیماری دور ہوتی ہے؟	۱۱۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

٦٣	"جزى الله عنا محمدا" الخ ضعیف حدیث ہے	١١٧
٦٤	کیا دعا مانگنے کے لیے امر بالمعروف شرط ہے؟	١١٨
٦٥	سفر کی ایک دعا کی فضیلت	١٢٠
٦٦	ایک مسنون دعا کا ثبوت	١٢١
٦٧	"تقوية الايمان" کی ایک عبارت	١٢٢
٦٨	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی نام کتنے ہیں؟	١٢٣
٦٩	محمد نام رکھنے کی فضیلت	١٢٤
٧٠	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات پاک ہیں	١٢٥
٧١	نعلین شریفین جیسے چپل بنا کر پہننا	١٢٦
٧٢	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ	١٢٧
کتاب التاریخ والسیر		
٧٣	واقعۂ کربلا کی حقیقت	١٣١
٧٤	یزید کی شخصیت کی تحقیق میں پڑنا	١٣٤
٧٥	یزید کے متعلق ایک واقعہ کی تحقیق	١٣٦
٧٦	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کا ثبوت	١٣٧
٧٧	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں وہ خود موجود تھے یا نہیں؟	١٣٨
٧٨	حضرت سلیمان علیہ السلام کی سونے کی مسجد	١٣٩
٧٩	مصر میں کون سے فرعون کی لاش محفوظ ہے؟	١٤٠

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۸۰	دروس التاریخ کی دو عبارت کا حل	۱۴۱
۸۱	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی صاحبزادی کی تکفین وتدفین میں شرکت	۱۴۲
۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر غلاف	۱۴۲

کتاب التصوف والعملیات

۸۳	بیعت کا فائدہ	۱۴۷
۸۴	ایک پیر صاحب کی پیری مریدی کا شرعی جائزہ	۱۴۷
۸۵	مرشد کے پانچ شرائط، مرشد کا مریدہ کے گلے ملنا	۱۵۷
۸۶	لفظ عشق ومحبت کا استعمال	۱۵۸
۸۷	کسی عمل کے ثواب پر خوشی حظ نفس نہیں	۱۶۳
۸۸	مصلح سے اصلاحی تعلق اور حضوری	۱۶۴
۸۹	سلب خلافت کے بعد بیعت کرنا	۱۶۶
۹۰	دین ودنیا کا فرق	۱۶۸
۹۱	حال طاری ہونا حق کی دلیل نہیں	۱۷۱
۹۲	مریدین کا شیخ کے پیچھے چلنا	۱۷۳
۹۳	اپنے پیر کے ہوتے ہوئے دوسرے پیر سے بیعت ہونا	۱۷۳
۹۴	غنائے قلبی حاصل کرنے کا مجرب عمل	۱۷۶
۹۵	”صلى الله عليك يا محمد“ کا وظیفہ پڑھنا	۱۷۶
۹۶	عاملہ کے جسم میں جن کا حلول کرنا اور دوسروں کا علاج کرنا	۱۸۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۹۷	ایک عاملہ کے جسم میں جن کا آنا اور اس کے ذریعہ علاج کرنا	۱۸۷
۹۸	عملیات کی بنیاد پر چوری کا الزام حرام ہے	۱۹۳
۹۹	بلا دلیل کسی پر جادو کرانے کا الزام لگانا	۱۹۴
۱۰۰	ہندو سادھو کے ذریعہ سفلی عمل کرانے کا حکم	۱۹۶
۱۰۱	کسی کو کہنا کہ تم پر جادو کا اثر ہے	۱۹۷
۱۰۲	تعویذ باندھنا	۱۹۸
۱۰۳	جھاڑ پھونک کا حکم	۱۹۸
۱۰۴	عملیات میں خاص اشیاء کا اہتمام	۱۹۹
۱۰۵	۴۰ ؍دن کے عمل میں دو روز ناغہ کرنا	۲۰۰
۱۰۶	دو عمل ایک ساتھ کرنا	۲۰۰
۱۰۷	وساوس کا علاج	۲۰۱
۱۰۸	وظائف میں بھی ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا	۲۰۱
۞	**باب ما یتعلق بالتبلیغ**	۞
۱۰۹	عورتوں کی تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت	۲۰۲
۱۱۰	عورتوں کا جماعت میں نکلنا	۲۰۷
۱۱۱	عورتوں کا ہفتہ واری اجتماع میں بیان اور تعلیم کرنا	۲۰۸
۱۱۲	ایضاً	۲۰۸
۱۱۳	یہ بھی احکام شرع کی تبلیغ ہے	۲۰۹

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۱۴	مروجہ تبلیغ شریعت کی نظر میں	۲۰۹
۱۱۵	دین کی تبلیغ فرض کفایہ ہے	۲۱۱
۱۱۶	ایک سال کے لیے تبلیغی جماعت میں جانا	۲۱۱
۱۱۷	ایک تبلیغی مقرر کا واقعۂ ہرقل سے غلو آمیز استدلال کا جواب	۲۱۳
۞	**متفرقات کتاب العلم**	۞
۱۱۸	غریب گھرانے کے بچوں کو پڑھانے کی ذمہ داری	۲۱۶
۱۱۹	عالم کسے کہتے ہیں؟	۲۱۷
۱۲۰	’’فال نامہ‘‘ جیسی کتابوں کا پڑھنا	۲۱۸
۱۲۱	’’دنیا کے کتوں سے بچا‘‘ یہ دعا مانگنا اسلاف سے ثابت ہے؟	۲۱۸
۱۲۲	حامداً ومصلیاً ومسلماً کا ترجمہ	۲۱۹
۱۲۳	عرفی عالم واصطلاحی عالم	۲۱۹
۱۲۴	لفظ مولانا اور مولوی کا مطلب واستعمال	۲۲۲
	کتاب الطہارۃ	
۞	**باب احکام المیاہ**	۞
۱۲۵	اندرونی گولائی بیالیس فٹ ہو وہ شرعی حوض نہیں	۲۲۷
۱۲۶	درمیانِ حوض واقع ستون حوض کی مساحت پر اثر انداز نہیں	۲۲۷
۱۲۷	جس کنویں میں مینڈک گر کر پھول پھٹ گیا ہو اس پانی سے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟	۲۲۸

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۲۸	ناپاک کنویں کا پانی نکالنے میں نیت ضروری نہیں	۲۲۹
۱۲۹	کنواں ناپاک ہوجائے تو پاک کرنے کا طریقہ	۲۳۰
۱۳۰	کنویں کا ناپاک پانی حوض میں بھر گیا تو کیا حکم ہے؟	۲۳۱
۱۳۱	ناپاک پانی جاری کرنے سے پاک ہوجاتا ہے	۲۳۲
۱۳۲	مَنْفَذْ سے ناپاک پانی کنویں میں جائے تو کیا حکم ہے؟	۲۳۳
۱۳۳	دہ دردہ حوض کی شکلیں	۲۳۴
۱۳۴	نجاست کا محض احتمال ہو تو کیا حکم ہے؟	۲۳۵
۱۳۵	ٹب میں ناپاک و پاک کپڑے ایک ساتھ دھونے کا حکم	۲۳۶
۱۳۶	تالاب میں پاک ناپاک تمام کے غسل کرنے سے پانی کا حکم	۲۳۷
۱۳۷	ٹرین کے پانی سے غسل کرنا	۲۳۹
✿	**باب نواقض الوضوء**	✿
۱۳۸	سر میں تیل غسل جنابت کے لیے مانع نہیں	۲۳۹
۱۳۹	عورت کا بچہ کو دودھ پلانا ناقضِ وضو نہیں ہے	۲۴۰
۱۴۰	ستر کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۲۴۰
۱۴۱	بلا وجہ غسل جنابت میں تاخیر کرنا	۲۴۱
۱۴۲	دوائی کے ذریعہ بالوں کو بھورا بنانا، وضو اور غسل کا حکم	۲۴۱
۱۴۳	غسل خانہ میں وضو	۲۴۲
۱۴۴	مرد اور عورت پر کن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے؟	۲۴۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۴۵	زوجین کا باہم عضو مخصوص اور پستان کو چومنا چاٹنا، دبانا، اس سے غسل واجب ہے؟	۲۴۳
۱۴۶	متعدد بار خروجِ ریح کا عارضہ	۲۴۴
۱۴۷	پیشاب کے بعد قطرہ نکلتا رہتا ہو تو طہارت کیسے حاصل کرے؟	۲۴۵
۱۴۸	بیدار ہونے کے بعد گاڑھا پانی نکلے تو کیا کرے؟	۲۴۶
۱۴۹	پیشاب کی مصنوعی تھیلی والے معذور کے متعلق چند احکام	۲۴۷
۱۵۰	ریح کے ساتھ نکلنے والی تری ناپاک ہوگی؟	۲۵۰
۱۵۱	مرد وعورت کے غسل جنابت میں فرق کیوں؟	۲۵۰
۱۵۲	ناپاک تہبند میں غسل کرنا	۲۵۱
۱۵۳	جنبی کا ناپاک پانی سے غسل کرنا	۲۵۲
۱۵۴	وضو میں ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا	۲۵۲
۱۵۵	سنن وضوء کا پورا کرنا ضروری ہے چاہے جماعت ختم ہو جائے	۲۵۳
۱۵۶	ریخوں میں سونا چاندی بھروانا حصول طہارت سے مانع ہے؟	۲۵۶
۱۵۷	انگلی پر ووٹ ڈالنے کا نشان مانع طہارت نہیں	۲۵۸
۱۵۸	ہاتھ پیر میں مچھلی کے چھلکے لگے ہوں تو مانع وضو ہیں	۲۵۹
۱۵۹	صحبت کے بعد کب غسل کرے؟	۲۶۰
۱۶۰	شافعی مسلک میں منی پاک ہے	۲۶۱
۱۶۱	ماءِ مستعمل پونچھے ہوئے رومال پر سجدہ کرنا	۲۶۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۶۲	قرآن کریم بھرے ہوئے آلات کو بلا وضو چھونا	۲۶۲
۱۶۳	سوتی موزوں پر مسح کا حکم	۲۶۲
۞	**باب الحیض والنفاس**	۞
۱۶۴	حائضہ عورت قرآن کے علاوہ ذکر وغیرہ کرسکتی ہے	۲۶۳
۱۶۵	حائضہ کے لیے آیات قرآنیہ پر مشتمل دعائیں پڑھنا	۲۶۴
۱۶۶	کئی ماہ حیض نہ آئے تو کیا حکم ہے؟	۲۶۵
۱۶۷	اگر کوئی حالتِ حیض میں جماع کرے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟	۲۶۵
۞	**متفرقات طہارت**	۞
۱۶۸	بیت الخلاء کا انحراف سمتِ قبلہ سے کتنا ہو؟	۲۶۶
۱۶۹	استنجاء کرتے اور کھاتے، پیتے وقت سر پر ٹوپی پہننا	۲۶۷
۱۷۰	کیا کوے کا جھوٹا دودھ ناپاک ہے؟	۲۶۷
۱۷۱	بندر کا جھوٹا پاک ہے؟	۲۶۸
۱۷۲	بھینس کے تھن گوبر آلود ہوتے ہوئے دودھ دوہنا	۲۶۹
۱۷۳	بھینسوں کو نہلانے کے حوض سے دودھ کے برتنوں کو دھونا	۲۷۰
۱۷۴	ناپاک پانی سے دھوئے ڈھکن کے قطرات دودھ میں گرے تو کیا حکم ہے؟	۲۷۰
۱۷۵	دھلائی مشین میں کپڑوں کی پاکی ناپاکی کا حکم	۲۷۱
۱۷۶	ڈرائے کلین میں کپڑے دھلوانا	۲۷۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۷۷	ڈرائی کلین کرانے سے کپڑے پاک ہو جائیں گے	۲۷۲
۱۷۸	سولر ہیٹرس کے ذریعہ پانی گرم کرنا	۲۷۶
۱۷۹	کتا یا سوّر کپڑوں سے چھو جائے تو کیا حکم ہے؟	۲۷۶
۱۸۰	کتا اگر کپڑے یا بدن کو چھو جائے تو کیا حکم ہے؟	۲۷۷
۱۸۱	کتے کے ناک کی ریزش پاک ہے یا ناپاک؟	۲۷۸
۱۸۲	گیلی زمین پر کپڑا الگ کر گیلا ہو جانے کا حکم؟	۲۸۰
۱۸۳	ٹائلس والے ناپاک فرش کی پاکی	۲۸۰
۱۸۴	پانی لگنے سے معفو عنہ نجاست کا زیادہ ہو جانا	۲۸۱
۱۸۵	کھانے کی چیز میں چیونٹی مر گئی تو کیا حکم ہے؟	۲۸۱
۱۸۶	ناپاک گڑ کو پاک کرنے کا طریقہ	۲۸۲
۱۸۷	استنجاء کے بعد بھی پیشاب کے قطروں کا شک رہے تو؟	۲۸۳
۱۸۸	عورت کا وضو کے لیے نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنا	۲۸۳
۱۸۹	نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان بعد الغسل کہی جائے	۲۸۴
	باب المواقیت	
۱۹۰	دو تقویموں میں تقابل سے صبح صادق، طلوع وغروب اور شفق میں فرق کی بنیاد	۲۸۷
۱۹۱	دائمی احمدی تقویم اور شمسی تقویم میں کونسی قابل عمل ہے؟	۳۰۲
۱۹۲	نماز کا ٹائم ٹیبل بنانے میں احتیاط والے قول کی رعایت	۳۰۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۹۳	برطانیہ میں اوقاتِ نماز میں اختلاف کا صحیح حل	۳۰۶
۱۹۴	برطانیہ میں غروبِ شفق اور عشا کا وقت	۳۰۸
۱۹۵	غروبِ آفتاب سے طلوع تک کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر والا قاعدہ تخمینی ہے	۳۱۱
۱۹۶	کیا صبح صادق کی پہچان آسان ہے؟	۳۱۳
۱۹۷	جماعت کا وقت ہونے کے بعد پانچ منٹ کی تاخیر	۳۱۴
۱۹۸	صبح صادق، طلوع، غروب، غیبوبت شفق کا دورانیہ اور نمازِ عشاء	۳۱۴
۱۹۹	اوقات نماز	۳۱۷
۲۰۰	نماز اشراق و چاشت کا وقت	۳۱۸
۲۰۱	فجر و عصر کے بعد قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے	۳۱۹
۲۰۲	اوقات مکروہہ میں کون کونسی عبادت جائز ہے؟	۳۲۰
۲۰۳	اوقات مکروہہ میں نماز کی حد	۳۲۰
۲۰۴	طلوع شمس اور احمرار شمس سے پہلے نفل نماز کی وجہ کراہت	۳۲۱
۲۰۵	بہ وقتِ زوال ممانعتِ نماز کی وجہ	۳۲۲
۲۰۶	زوال کا وقت	۳۲۲
۲۰۷	ظہر کا آخری اور عصر کا ابتدائی وقت کب سے ہے؟	۳۲۴
۲۰۸	حنفی کا مثل ثانی میں شافعی امام کی اقتدا میں نماز عصر پڑھنا	۳۲۵
۲۰۹	جہاں چھ مہینے رات اور چھ مہینہ دن ہو وہاں نماز کیسے پڑھیں؟	۳۲۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۞	**مسائل لباس ومکان**	۞
۲۱۰	وضو کے پانی کو پونچھ کر رومال کو بوقتِ نماز آگے رکھنا کیسا ہے؟	۳۲۶
۲۱۱	ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنا	۳۲۷
۲۱۲	ناپاک رومال جیب میں رکھ کر نماز پڑھادی	۳۲۷
۲۱۳	چڈی پہن کر نماز پڑھنا	۳۲۸
۲۱۴	نیکر اور انگیہ پہن کر نماز پڑھنا	۳۲۹
۲۱۵	چمڑے کا بیلٹ لگا کر نماز پڑھنا	۳۲۹
۲۱۶	ناجائز کمائی سے خریدے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا	۳۲۹
۲۱۷	دعا کے لیے دوپٹہ کے اندر ہاتھ اٹھانا	۳۳۰
۲۱۸	پرانی قبر کو مسمار کر کے اس پر نماز پڑھنا	۳۳۱
۲۱۹	قبرستان میں نماز پڑھنا	۳۳۱
۲۲۰	ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا درست ہے؟	۳۳۲
۲۲۱	ہوائی جہاز میں نماز کیسے پڑھیں؟	۳۳۲
۞	**باب استقبال القبلۃ**	۞
۲۲۲	کمپاس کے ذریعہ مسجد قدیم کے قبلہ میں تغیر وتبدل کرنا	۳۳۳
۲۲۳	استقبال قبلہ سے کتنا انحراف مفسدِ صلوۃ ہے؟ اور مسجد بنانے والوں کو ہدایت	۳۳۴
۲۲۴	سمت قبلہ معلوم کرنے کا شرعی معیار	۳۳۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۲۵	قبلہ سے ۲۷/درجہ انحراف کی وجہ سے جماعتِ ثانیہ کا حکم	۳۴۸
۲۲۶	مسجد کی ظاہری خوب صورتی برقرار رکھنے کے لیے ۴۵ ڈگری منحرف کردینا	۳۵۰
۲۲۷	ریل گاڑی میں انحراف قبلہ کی حالت میں نماز	۳۵۴
❁	**باب الاذان**	❁
۲۲۸	اذان واقامت سے پہلے تعوذ وتسمیہ پڑھنا	۳۵۵
۲۲۹	اذان میں کوئی کلمہ چھوٹ گیا تو کیا کرے؟	۳۵۶
۲۳۰	سفر میں اذان دینا مستحب ہے	۳۵۶
۲۳۱	مسجد میں اذان دینا	۳۵۷
۲۳۲	اذان کے بعد کی دعا میں "والدرجة الرفيعة" کے الفاظ ثابت ہیں؟	۳۵۸
۲۳۳	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان دی ہے یا نہیں؟	۳۵۹
۲۳۴	حالت جنابت میں اقامت کی صورتیں	۳۶۰
۲۳۵	نومولود کے کان میں عورت کا اذان کہنا	۳۶۱
۲۳۶	اذان میں "اللہ اکبر" متعدد بار کیوں؟	۳۶۱
۲۳۷	اذان، اقامت، ادعیۂ ماثورہ میں قوانینِ تجوید کی رعایت	۳۶۲
۲۳۸	اذانِ اوّل کے بعد تلاوتِ قرآن	۳۶۲
۲۳۹	غیر مؤذن کا اقامت کہنا	۳۶۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۴۰	ٹیپ کی اذان ناکافی ہے	۳۶۳
۲۴۱	ڈاڑھی منڈے شخص کا اذان دینا	۳۶۴
❁	**باب مسائل الصفوف**	❁
۲۴۲	افضل صف کونسی؟	۳۶۵
۲۴۳	نماز میں قدم سے قدم ملانا	۳۶۶
۲۴۴	نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حد	۳۶۹
۲۴۵	نمازی کے آگے سے گزرنے اور ہٹنے میں فرق	۳۷۰
۲۴۶	صف اول کا مطلب اور امام کے جانبین بچوں کو کھڑا رکھنا	۳۷۱
۲۴۷	محراب حائل ہو تو پہلی صف کونسی شمار ہوگی؟	۳۷۳
۲۴۸	صفوں کی درستگی کے دو طریقے	۳۷۳
۲۴۹	جگہ کی تنگی کی وجہ سے ترچھی صفوں کی گنجائش کی حد	۳۷۸
۲۵۰	امام اور منبر کے درمیان ایک مصلی کی جگہ خالی رکھنا	۳۸۰
۲۵۱	لوگوں کو پھلانگ کر پہلی صف پُر کرنا	۳۸۱
۲۵۲	دوسری صف میں نماز پڑھنے والے کو صف اول کا ثواب نہیں ملے گا	۳۸۱
۲۵۳	جلدی آنے پر پہلی صف کا ثواب	۳۸۲
۲۵۴	منبر کو توڑے بغیر صف اول	۳۸۳
۲۵۵	پہلی صف کون سی ہے؟	۳۸۳
۲۵۶	قلت جگہ کی وجہ سے امام کے پیچھے ایک آدمی کھڑا رہ سکتا ہے	۳۸۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۵۷	بچوں سے متعلق صفوف کے چند مسائل	۳۸۴
۲۵۸	بچوں کو صف میں کہاں کھڑے کرے؟	۳۸۸
۲۵۹	بچوں کی صف کے آگے سے گزرنا	۳۸۸
۲۶۰	کیا امام کے لیے صفوں کی درستگی کا اعلان کرنا ضروری ہے؟	۳۸۹
۞	**باب الامامة**	۞
۲۶۱	امام اور مؤذن سے متعلق چند سوالات	۳۹۱
۲۶۲	امام کیسا ہونا چاہیے؟	۳۹۶
۲۶۳	امامت کو کورٹ کے ذریعہ رجسٹریشن کرالینا درست نہیں	۳۹۷
۲۶۴	عالم کا عامی کی اقتدا میں نماز پڑھنا	۴۰۰
۲۶۵	امام کی وجہ سے جماعت کو مؤخر کرنا	۴۰۱
۲۶۶	کبھی کبھار مثل اول پر عصر پڑھانا	۴۰۱
۲۶۷	بے ریش غیر مقلد کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۴۰۲
۲۶۸	کپڑے کے موزوں پر مسح کرنے والے کے پیچھے نماز	۴۰۳
۲۶۹	غیر مقلد خطیب کی اقتداء میں جمعہ	۴۰۴
۲۷۰	مہدوی فرقہ سے تعلق رکھنے والے حافظ کی اقتداء میں نماز	۴۰۴
۲۷۱	مرضِ برص میں مبتلا آدمی کی امامت کیا مکروہ ہے؟	۴۰۵
۲۷۲	ٹی۔وی دیکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے	۴۰۶
۲۷۳	ٹی وی پروگرام میں کردار ادا کرنے والے کی امامت	۴۰۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۷۴	پتا کھیلنے اور ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے	۴۰۷
۲۷۵	مؤذن کی اجازت سے دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے	۴۰۷
۲۷۶	تنخواہ دار امام بہتر ہے یا غیر تنخواہ دار؟	۴۰۹
۲۷۷	حرام کمائی سے دعوت کھانے والے امام کی امامت	۴۱۰
۲۷۸	غیر منتشر آلہ والے کی امامت	۴۱۱
۲۷۹	حرام خور اور کاذب کی امامت	۴۱۱
۲۸۰	ناپسند امام کی امامت	۴۱۲
۲۸۱	فاسق کی امامت	۴۱۳
۲۸۲	فاسق کی امامت	۴۱۴
۲۸۳	فاسق کی امامت	۴۱۵
۲۸۴	مودودی امام کی امامت	۴۱۶
۲۸۵	غیر مقلد کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۴۱۶
۲۸۶	طامع دنیا بناوٹی شافعی کی اقتداء میں نماز کا حکم	۴۱۷
۲۸۷	شافعی المسلک کی جماعت ثانیہ میں حنفی کی شرکت	۴۱۸
۲۸۸	نماز عید، شافعی امام کی اقتداء میں	۴۲۳
۲۸۹	شافعی حافظ کی امامت کا حکم	۴۲۴
۲۹۰	شافعی امام کی اقتداء میں فجر کی نماز	۴۲۵
۲۹۱	حنفی کا شافعی امام کے پیچھے قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا	۴۲۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۹۲	کیا حنفی امام نماز میں شوافع مقتدیوں کی رعایت کرے گا؟	۴۲۶
۲۹۳	حنفی امام کا مقتدیوں کے فقہی مسالک کی رعایت کرنا	۴۲۷
۲۹۴	سات ماہ میں پیدا ہونے والے کی امامت	۴۲۸
۲۹۵	نصف آستین کا کرتہ پہن کر نماز پڑھانا	۴۲۹
۲۹۶	کفریہ عقیدہ رکھنے والے بریلوی کے پیچھے نماز	۴۲۹
۲۹۷	بریلوی عقائد والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۴۳۱
۲۹۸	اہل حدیث کی امامت	۴۳۲
۲۹۹	فرقۂ مہدوی سے متعلق شخص کی امامت	۴۳۴
۳۰۰	تارک فجر کی امامت	۴۳۵
۳۰۱	دواعیٔ زنا کے مرتکب کو امام و مدرس رکھنا	۴۳۵
۳۰۲	ٹرسٹی نامزدگی کے لیے غلط عریضہ دینے والے امام کی امامت	۴۴۰
۳۰۳	تولیت کا مستحق کون ہے؟	۴۴۱
۳۰۴	دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے والے کی امامت	۴۴۲
۳۰۵	ناحق قتل کرنے والے اور منکر قرآن کی امامت	۴۴۲
۳۰۶	پتلون پہن کر امامت کرنا	۴۴۳
۳۰۷	لنگی پہن کر امامت کرنا	۴۴۴
۳۰۸	شیعہ کی امامت	۴۴۴
۳۰۹	بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۴۴۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۱۰	بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۴۴۶
۳۱۱	بدعتی امام کی اقتداء میں نماز	۴۴۶
۳۱۲	بدعتی کی امامت	۴۴۷
۳۱۳	بدعتی امام کی اقتداء	۴۴۸
۳۱۴	ڈاڑھی منڈانے والے کی امامت	۴۵۰
۳۱۵	ڈاڑھی تراشنے والے امام کی امامت	۴۵۱
۳۱۶	ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت واذان	۴۵۱
۳۱۷	داڑھی کٹوانے والے کوامام بنانا مکروہِ تحریمی ہے	۴۵۲
۳۱۸	قرآن مجید غلط پڑھنے والے کی امامت	۴۵۲
۳۱۹	قرآن شریف غلط پڑھنے والے کی امامت	۴۵۳
۳۲۰	غلط خواں امام کی امامت	۴۵۴
۳۲۱	قواعد تجوید سے ناواقف اور ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت	۴۵۵
۳۲۲	نس بندی کرانے والے کی امامت	۴۵۷
۳۲۳	امامِ مسجد کا سفرِ تبلیغ کرنا	۴۵۷
۳۲۴	اونچی تنخواہ کے خاطر حنفی مسلک چھوڑ دینا	۴۵۸
۳۲۵	ایک امام کے قابل اصلاح افعال	۴۶۲
۳۲۶	ایک امام صاحب کا قابلِ اصلاح طریقۂ نماز	۴۶۵
۳۲۷	نماز میں سوجانے والے شخص کی امامت	۴۶۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۲۸	مقتدیوں میں سے کس کو امام بنایا جائے؟	۴۶۷
۳۲۹	بینک کے ملازم کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۴۶۷
۳۳۰	سفید داغ والے امام کی امامت	۴۶۸
۳۳۱	کچی پیاز کھا کر امامت کرانا	۴۶۹
۳۳۲	سودخور امام کی امامت	۴۷۰
۳۳۳	سودخور کی امامت	۴۷۱
۳۳۴	بجلی چوری کرنے والے امام کی امامت	۴۷۲
۳۳۵	قبلیہ سنت پڑھے بغیر امامت کرنا	۴۷۲
۳۳۶	امامت کی تنخواہ اور ثواب	۴۷۳
۳۳۷	حروف میں "أأ" بولنے والے کی امامت	۴۷۳
۳۳۸	کم ڈاڑھی والے کی امامت	۴۷۵
۳۳۹	ایک ہاتھ والے کی امامت	۴۷۵
۳۴۰	بے شادی شدہ کی امامت	۴۷۶
۳۴۱	کان کی لو سے نیچے بال والے کی امامت	۴۷۶
۳۴۲	ٹخنہ سے نیچے پائجامہ والے کی امامت	۴۷۶
۳۴۳	زکوۃ کھانے والے صاحبِ نصاب امام کی امامت کا حکم	۴۷۷
۳۴۴	دو اماموں میں سے کونسا امام امامت کا حق دار ہے	۴۷۷
۳۴۵	نکاحِ حلالہ میں خطبۂ نکاح پڑھانے والے کی امامت	۴۷۸

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۴۶	چار بیوی رکھنے والے کی امامت	۴۷۹
۳۴۷	مسجد کی جگہ پر امام کا قابض ہونا	۴۷۹
۳۴۸	امام صاحب کا سنن ونوافل مصلے پر ہی ادا کرنا	۴۸۱
۳۴۹	امام کا کسی امتیازی جگہ کھڑا رہنا اور اس کی اقتدا	۴۸۱
۳۵۰	مقتدیوں کی ناراضگی کے باوجود امامت کرنا	۴۸۳
❁	**باب الجماعۃ**	❁
۳۵۱	تعمیرِ مسجد کے دوران کسی اور مکان میں جماعت کرنا	۴۸۳
۳۵۲	تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ ہے	۴۸۴
۳۵۳	میاں بیوی کا با جماعت نماز پڑھنا	۴۸۶
۳۵۴	مسجد شرعی میں تکرار جماعت مکروہِ تحریمی ہے	۴۸۷
۳۵۵	طلبہ کی راحت کی خاطر مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا	۴۸۸
۳۵۶	کالج میں مخصوص جگہ میں تکرارِ جماعت	۴۸۹
۳۵۷	بغرضِ تعلیم مسجد کے بجائے مدرسہ میں جماعت سے نماز پڑھنا، ایک مسجد میں اوپر اور نیچے الگ الگ جماعت کرنے کا حکم	۴۹۰
۳۵۸	تہ خانے میں اور بالائی منزل پر اقتدا	۴۹۲
۳۵۹	جماعت خانہ کے باہر اقتداء	۴۹۲
۳۶۰	مسبوق کو نائب بنانا	۴۹۳
۳۶۱	حرم شریف میں تہجد کی جماعت میں شریک ہونا	۴۹۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۶۲	امام کی اقتداء کی نیت ضروری ہے	۴۹۷
۳۶۳	گھر پر رہ کر امام کی اقتداء کرنا	۴۹۷
۳۶۴	امام سے پہلے رکوع، سجدے میں چلے جانا	۴۹۸
۳۶۵	واجب الاعادہ نماز میں شرکت	۵۰۰
۳۶۶	مائک کی خرابی کی وجہ سے امام کی آواز نہ پہنچے تو مقتدی کیا کریں؟	۵۰۱
۳۶۷	جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا	۵۰۱
۞	**باب القراءۃ وزلۃ القاری**	۞
۳۶۸	فجر میں قرأت کے طول وقصر کا مدار	۵۰۲
۳۶۹	نماز میں مفصلات پڑھنے کا حکم	۵۰۴
۳۷۰	فجر میں اسفار، فجر کی سنت جماعت کھڑی ہونے کے بعد ادا کرنا، سنتِ فجر کی قضاء اور فجر کی قرأت کی تفصیل	۵۰۷
۳۷۱	بروز جمعہ فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟	۵۱۴
۳۷۲	جمعہ کے روز فجر میں مسنون قراءت پر کراہت کے شبہ کا ازالہ	۵۱۵
۳۷۳	سورتیں ترتیب سے پڑھنے کا حکم فرائض کے ساتھ خاص ہے	۵۱۹
۳۷۴	نماز میں دو سورتوں کے درمیان ایک سورت ترک کرنا	۵۲۰
۳۷۵	نماز میں خلاف ترتیب قرآن پڑھنا	۵۲۱
۳۷۶	نماز میں قرأت سبعہ پڑھنا	۵۲۱
۳۷۷	ظہر وعصر میں قرأت سراً اور مابقیہ نمازوں میں جہراً کیوں؟	۵۲۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۷۸	منفرد اپنی قرأت آہستہ کرے یا زور سے؟	۵۲۲
۳۷۹	رکوع میں یاد آیا کہ سورت نہیں پڑھی تو کیا کرے؟	۵۲۳
۳۸۰	آیت چھوڑنے سے نماز میں نقص نہیں آتا	۵۲۴
۳۸۱	نماز میں سورۂ توبہ سے قبل أعوذ بالله من النار پڑھنے کا حکم	۵۲۵
۳۸۲	درمیان قراءت میں چند آیات چھوڑ کر آگے پڑھنا	۵۲۵
۳۸۳	دو سورتوں کے بیچ میں بسم اللہ پڑھنا	۵۲۶
۳۸۴	نوافل کی جماعت میں جہراً قرأت کرنا	۵۲۷
۳۸۵	سورۂ ماعون سے سورۂ نصر تک چار رکعت میں پڑھنا	۵۲۸
۳۸۶	زلۃ القاری کا ایک مسئلہ	۵۲۸
۳۸۷	ان اللہ لا یحب المتقین پڑھنا	۵۲۹
۳۸۸	"یدافع عن الذین کفروا" پڑھ دیا	۵۳۰
۳۸۹	"هم عن صلوتهم" کی جگہ "هم صلوٰتهم" پڑھنا	۵۳۰
۳۹۰	"فاقرة" کی جگہ "فراق" پڑھنا	۵۳۱
۳۹۱	"وتواصوا بالصبر" پھر "وتواصوا بالحق" پڑھنا	۵۳۱
۳۹۲	نماز میں إنك بالمرصاد پڑھ دیا	۵۳۲
۳۹۳	قرآن میں وسبحه کی جگہ سبه پڑھا تو نماز فاسد ہوگی؟	۵۳۳
۳۹۴	قرأت میں فاحش غلطی کر کے صحیح پڑھا تو کیا نماز ہو جائیگی؟	۵۳۳
۳۹۵	نماز میں "یعلمون" کی جگہ "لا یعلمون" پڑھنا	۵۳۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۹۶	فرض قرأت کے بعد فاحش غلطی سے نماز کا فساد	۵۳۴
۳۹۷	نماز میں قراءت کی چند غلطیاں	۵۳۵
۳۹۸	اعراب کی تبدیلی مفسد صلاۃ نہیں	۵۳۷
۳۹۹	اللہ کے ہمزہ اور اَکبر کے با کو کھینچ کر پڑھنے سے نماز کا حکم	۵۳۹
۴۰۰	التجارہ کے بہ جائے التجارۃ پڑھنے سے نماز کا حکم	۵۴۰
۴۰۱	زلۃ القاری کے اصول کے مراجع	۵۴۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب مایتعلق بالفرق الباطلة

مولانا وحید الزماں (غیر مقلد) ہمارے اکابر کی نظر میں

سوال: مولانا وحید الزماں خان صاحب (دہلوی) کے متعلق اور ان کی تصانیف کے متعلق ہمارے علماء کی کیا رائے ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

میری نظر سے ہمارے اکابر کا کوئی کلام یا تحریر نہیں گذری۔

وہ غیر مقلد ہیں، اس لیے غیر مقلدین کی ساری قباحتیں ان کی تصانیف میں ہونا فطری امر ہے، اس کا مطالعہ یقیناً اہل حق سے بدگمانی کا باعث ہوگا، جمعیت اہل سنت لاہور نے ایک کتاب شائع کی ہے، جس کا نام ہے "مسائل اہل حدیث" اس میں ص ۴۲ تا ۴۵ نواب وحید الزماں صاحب کا بھی تذکرہ ہے، ان کی تصانیف سے چند مسائل بھی وہاں منقول ہیں، اسی میں ملاحظہ فرمالیجئے، اندازہ ہوجائے گا، ایک مسئلہ نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں: ولید، معاویہ، عمرو، مغیرہ، سمرہ فاسق ہیں، العیاذ باللہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

فرقۂ مہدویہ سے تعلق کے ساتھ کلمہ گو کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: زید کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ محمد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رسول اللہ'' پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کا یہی کلمہ ہے اس کے سوا اور کوئی کلمہ نہیں ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے، اور علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں ہے؛ نیز زید حضرت سید محمد جونپوری کو ''مہدی موعود'' ''خلیفۃ اللہ'' ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع تام'' مانتا ہے، اور تمام فرائض شرعیہ کا اقرار کرنے والا اور اس پر عامل ہے، ان عقائد مذکورہ کے باوجود زید کو خارج عن الاسلام قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کفریہ عقیدہ کا ماننے والا نہ ہو، سوال میں زید کے عقائد کی جو تفصیل ذکر کی گئی ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ اس کا تعلق فرقۂ مہدویہ سے ہے اور یہ فرقہ مہدی ''جونپوری'' کو صرف مہدئ موعود ہی نہیں سمجھتا؛ بلکہ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ تمام انبیاء سے اور خلفائے راشدین: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں، اور ان کا مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کے بالکل برابر ہے، سرمو کمی بیشی نہیں ہے، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ انبیاء کو (معاذ اللہ) کامل الایمان نہیں سمجھتے، اور جو ان عقائد کے مطابق محمد جونپوری کو مہدی موعود نہ مانے وہ کافر ہے، اس کے علاوہ اور بھی تمام عقائد باطلہ ہیں جن کو علامہ ابو رجاء محمد نے اپنی کتاب ''ہدیۂ مہدویہ'' میں ان ہی کی کتابوں کے حوالوں سے نقل کر کے تفصیل کے ساتھ ان کا رد کیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۴۱)

حضرت مولانا عبدالحق حقانی (صاحب تفسیر حقانی) اپنی کتاب ''عقائد اسلام'' میں تحریر فرماتے ہیں: اسی طرح اکبر کے عہد میں سید محمد جونپوری نے مہدی ہونے کا دعویٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا تھا، جن کے مرید اب تک دکن میں موجود ہیں، ان کا مہدی بھی وہ مہدی نہیں کیوں کہ جس قدر علامات امام مہدی کے ہیں، ان میں سے کوئی بھی محمد جونپوری میں نہیں پائی گئی، نہ ان کے عہد میں دجال موجود تھا، نہ نصاریٰ سے مقابلہ ہوا، نہ اشاعت دین ہوئی، نہ اس مہینہ میں دو بار کسوف وخسوف ہوا، نہ مکہ میں لوگوں نے ان سے بیعت لی؛ بلکہ کل علمائے مکہ نے ان کے پیروؤں کے قتل کا فتویٰ دیا، اور امراء پر ان کا قتل واجب ٹھہرایا۔

(عقائد اسلام ۲۸۵ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند)

آپ نے سوال میں جس زید کے متعلق دریافت فرمایا ہے کیا وہ ایسے تمام عقائد سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہے جن کا تعلق "فرقۂ مہدویہ" سے ہے اور وہ عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں؟ اس تنقیح کا جواب ملنے پر آپ کے سوال کا جواب دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کیوں؟

سوال: ائمۂ اربعہ صرف چار عدد پر کیوں محصور ہیں؟ اس سوال پر شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے شافی جواب دیا ہے، مگر جواب ذہن سے نکل گیا اور اس وقت کتاب بھی موجود نہیں اور جواب طلب کیا جارہا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تقلید کے لیے ان مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے جن میں تقلید کی جاتی ہے، اور آج جس قدر تفصیل کے ساتھ ہر باب اور ہر فصل کے مسائل ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مدون اور مجتمع ہیں؛ یہاں تک کہ کتاب الطہارت سے لے کر کتاب الفرائض تک عبادات،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معاملات وغیرہ غرض ہر شعبہ کے ایک ایک مسئلہ کو جمع کر دیا گیا ہے، اس طرح تفصیل کے ساتھ کسی کا مذہب مدون نہیں ملتا، پھر ائمہ ٔ اربعہ کو چھوڑ کر کسی اور کی تقلید کی جائے تو کس طرح کی جائے؟ اس لیے ائمہ ٔ اربعہ ہی کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ملخصا ۱/ ۳۸۳، ۳۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جماعتِ اسلامی کا رکن شریعت کی نظر میں

سوال: جماعت اسلامی کے رکن پر شریعت کا کیا فتویٰ ہے؟ ہمارے علماء ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مولانا ابوالاعلی مودودی اور ان کی جماعت کے لیٹریچر میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، کچھ باتیں معتزلہ کی ہیں، کچھ خوارج کی ہیں، کچھ روافض کی ہیں، کچھ غیر مقلدین کی ہیں، کچھ منکرین حدیث کی ہیں۔ دین اسلام، ایمان، توحید، رسالت، تقویٰ، عبادت، سنت، اسوہ، بدعت، وغیرہ کی تشریح وہ سب سے الگ کرتے ہیں، اور اب تک ان کا جو کچھ مفہوم امت میں شائع ہے اس کو غلط اور دین میں تحریف قرار دیتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ ان کا پیش کردہ دین اسلام گویا ایک جدید قسم کا دین اسلام ہے، اور وہ اس پر اپنے اجتہاد کے ذریعہ استدلال بھی کرتے ہیں، استدلال میں بھی کسی مجتہد ومحدث وغیرہ کے پابند نہیں، جس دلیل کو چاہیں رد کر دیں، جس کو چاہیں اختیار کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۲۴۹، ۲۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تقلید کیوں ضروری ہے؟

سوال: کیا کسی ایک امام کی اتباع ضروری ہے؟ حالاں کہ قرآن میں ہے : ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ تو کیا ہر حدیث پر عمل نہیں کر سکتے؟ ایک ہی امام کی اتباع کیوں ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہر مسلمان پر اطاعت دراصل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرض؛ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت بھی اس لیے کی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تشریح فرمائی، ورنہ مطاع بالذات سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی نہیں، لیکن ظاہر ہے کہ ایک عام آدمی کے لیے نہ تو یہ ممکن ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلام ہو کر اس کی مرضی معلوم کر سکے اور نہ یہ ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست رجوع کر کے اللہ کے احکام کا علم حاصل کر سکے؛ لہٰذا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا راستہ اب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کے کلام، یعنی: قرآن کریم اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال، یعنی: سنت کی طرف رجوع کیا جائے، اب قرآن وسنت کے بعض احکام تو ایسے ہیں، جو قطعی الثبوت بھی ہیں اور قطعی الدلالۃ بھی، اور ان میں نہ کوئی ابہام واجمال ہے اور نہ کوئی تعارض ادلہ، مثلاً: زنا کی حرمت، صلوات خمسہ کی فرضیت، صوم، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت، محرمات سے نکاح کا عدم جواز وغیرہ۔ اس قسم کے احکام کو ہر شخص قرآن وسنت سے سمجھ سکتا ہے، (بشرطیکہ علوم عربیہ پر عبور رکھتا ہو) لہٰذا یہ مسائل نہ تو اجتہاد کا محل ہیں اور نہ تقلید کا؛ البتہ قرآن وسنت کے احکام کی دوسری قسم وہ ہے جس میں کوئی ابہام یا اجمال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یا تعارض ادلہ پایا جاتا ہے، مثلاً قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ اس میں ’’قروء‘‘لغوی اعتبار سے مشترک ہے، جس کے حیض کے معنی بھی آتے ہیں اور طہر کے بھی، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے کونسے معنی پر عمل کیا جائے؟ اسی طرح حدیث میں ارشاد ہے: من لم یذر المخابرۃ فلیؤذن بحرب من اللہ ورسولہ۔ اس میں مخابرہ یعنی مزارعت کی ممانعت کی گئی ہے، اب مزارعت کی کئی صورتیں ہوتی ہیں اور حدیث میں اس کا بیان نہیں کہ کونسی صورت جائز اور کونسی ناجائز؟ اس قسم کے مسائل قرآن وسنت کی تشریح میں بکثرت پیدا ہوتے رہتے ہیں، ایسے مواقع پر عقلاً دو ہی صورتیں ممکن ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ ان جیسے معاملات میں ہم خود اپنی عقل اور اپنے علم پر اعتماد کر کے کسی ایک جانب کو متعین کر دیں اور اس پر عمل کریں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہم اپنی عقل وعلم پر اعتماد کرنے کے بجائے یہ دیکھیں کہ ہمارے جلیل القدر اسلاف نے ان معاملات میں کیا طرز عمل اختیار کیا؟ اور اسلاف میں سے جس عالم مجتہد کے علم پر ہمیں زیادہ اعتماد ہو، ان کے قول پر عمل کریں، یہ دوسرا طریقۂ کار اصطلاحاً تقلید کہلاتا ہے، اور انصاف کے ساتھ دیکھا جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ ان طریقوں میں سے پہلا طریقۂ کار زیادہ خطرناک ہے اور اس میں گمراہی کے زیادہ امکانات ہیں، اس لیے کہ اس حقیقت سے کوئی بدترین جاہل ہی انکار کرسکتا ہے کہ ہمارے علم اور تقویٰ کو اسلاف کے علم اور تقوی سے کوئی نسبت نہیں، ائمۂ مجتہدین اول تو ہمارے مقابلہ میں عہدِ رسالت سے کہیں زیادہ قریب تھے، اس لیے ان کے لیے نزول قرآن کے ماحول اور قرآن وسنت کے ارشادات کے پورے پس منظر سے واقف ہونا ہمارے مقابلہ میں کہیں زیادہ آسان تھا، دوسرے ان حضرات کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قوت حافظہ اور جو علم وفضل عطا فرمایا تھا، ہمارے علم اور حافظہ کو اس سے کوئی نسبت نہیں، جس کا امتحان ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔ تیسرے اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے حقائق ومعارف اس شخص پر نہیں کھولتا ہے، جو اس کی نافرمانیوں پر کمر بستہ ہو۔

لہٰذا قرآن وسنت کی صحیح مراد سمجھنے کے لیے علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی شدید ضرورت ہے، اس لحاظ سے بھی ہم اپنے حالات کا موازنہ ائمۂ مجتہدین سے کرتے ہیں، تو بلاشبہ خاک اور عالم پاک کی نسبت نظر آتی ہے، اس لیے انصاف پسند آدمی مذکورہ دو راستوں میں سے لازماً اسی راستہ کو محتاط قرار دے گا کہ اپنی عقل وعلم پر اعتماد کے بجائے ائمۂ مجتہدین میں سے کسی کی عقل وعلم پر اعتماد کرکے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ (درس ترمذی ۱/۱۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دینی ضرورت کے خاطر مسلک بدلنا

سوال: جس جگہ مذہب شوافع کے مقلدین اپنے مذہب کے کوئی ثقہ، فارغ البال عالم ومفتی اپنے مذہب کے ضروری مسائل طہارت وصلوۃ تک بھی سکھانے اور بتانے کے لیے (چہ جائیکہ باریک ودقیق مسائل بیوع ومثلہا میں) نہ پائیں تو ایسی افسوس ناک صورت میں رہبری وہدایت کے واسطے ''مذہب شافعی'' چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کرنا، جس میں ان کے واسطے بوجہ کثرت فضلاء وعلمائے احناف ان دیار میں دین پر عامل ہونا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور مسائل سے واقف وعارف ہونا حد درجہ سہولت وآسانی ہوگی، یہ مذہبی انتقال بدواعیٔ مذکورہ ان کے واسطے کیسا ہے؟ مباح، واجب، فرض، مکروہ یا حرام؟

مذکورہ صورت کے پیش نظر اگر کوئی حنفی المسلک عالم ومفتی، شافعی مقلدین کی رفعِ حاجت کے خاطر کتبِ شوافع کا اچھی طرح مطالعہ کر کے ان کو ان کے مذہبی مسائل میں فتویٰ وہدایت دے تو کیا اس کی گنجائش ہوگی؟ الامر اھم فبینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں مذہبِ شافعی چھوڑ کر مذہبِ حنفی اختیار کرنا واجب اور ضروری ہے؛ اس لیے کہ خود فقہ شافعی سے واقف نہیں ہے، اور وہاں کوئی ایسا عالم جو فقہ شافعی میں ماہر ہو موجود نہیں، جس سے بہ وقتِ ضرورت مسائل معلوم کیے جا سکیں، ان حالات میں نام کا شافعی بنے رہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی کوئی عبادت درست نہ ہوگی، اور بالکلیہ دین کا ترک لازم آوے گا۔ تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں علامہ جلال الدین سیوطی شافعی کے حوالہ سے اس صورت میں مسلکِ شافعی چھوڑ کر مسلکِ حنفی کے اختیار کرنے کو واجب بتلایا ہے۔

الحال الثاني: أن يكون الانتقال لغرض ديني، وله صورتان: الاولىٰ ان تكون فقيها فى مذهبه، وقد ترجح عنده المذهب الآخر لما رآه من وضوح أدلته وقوة مداركه، فهذا مايجب عليه الانتقال أو يجوزكما قاله الرافعي، ولهذا لما قدم الشافعي مصر تحول أكثر أهلها شافعية بعد أن كانوا مالكية؛ والثانية: أن يكون عاريا من الفقه، وقد اشتغل بمذهبه فلم يحصل منه على شيء و وجد مذهب غيره سهلا عليه سريعا إدراك بحيث يرجوا التفقه فيه، فهذا يجب عليه الانتقال قطعا ويحرم التخلف؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لان التفقه على مذهب امام من الائمة الاربعة خير من الاستمرار على الجهل، وليس له من المذهب سوى اسم حنفى او شافعى او مالكى؛ فالمذهب على مذهب أى امام كان خير من الجهل بالفقه على كل المذاهب، فان الجهل بالفقه تقصير كبير، وقل أن تصح معه عبادة الخ.

(تنقيح الفتاوى الحامدية ۲ ۳۲۸)

حنفی عالم کو چاہیے کہ مذہب حنفی کے مطابق مسائل بتلائے۔ درمختار میں ہے: كتب ما قول الشافعى يكتب جواب ابى حنيفة (درمختار) (قوله كتب الخ) مثل الكتابة السوال بالقول ومثل الشافعى غيره من اصحاب المذاهب (شامی ۵/ ۲۹۹) البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے گنجائش دی ہے؛ لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ احتراز کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب ما یتعلق بالقرآن

کتبِ سماویہ کس زبان میں نازل ہوئیں؟

سوال: آسمانی تین کتب (توریت زبور انجیل) کس زبان میں نازل ہوئی وہ زبانیں کہاں بولی جاتی ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نزول ہر کتاب کا عربی زبان میں ہوا، پھر ہر رسول نے اس کتاب کا اپنی قوم کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زبان میں ترجمہ کیا اور اس کو سمجھایا، قیامت کو سب کی زبان سریانی ہوگی، پھر لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کی زبان عربی ہو جائے گی، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے۔ كذا في تفسير ابن كثير ٣ /٣٤٧۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی نے "الیواقیت والجواہر" (١ / ٩٤) میں لکھا ہے کہ قرآن، توراۃ، انجیل سب کلام اللہ ہیں، اول عربی میں، ثانی عبرانی میں، ثالث سریانی میں۔

(فتاویٰ محمودیہ ١ / ١٨)

عبرانی زبان یہودیوں میں بولی جاتی ہے، سریانی کے بارے میں تحقیق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نابینا کے لیے قرآن پڑھنے کے لیے مخصوص تحریر کا حکم

سوال: اندھوں کے قرآن پڑھنے کے لیے مخصوص تحریر آتی ہے، جس کے حروف عربی نہیں ہوتے، کیا ایسے قرآن کو بغیر وضو پکڑ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

قرآن شریف عربی کے علاوہ دوسری زبان میں لکھنے سے قرآنی رسم الخط جو قرآن کا ایک رکن ہے، چھوٹ جاتا ہے، اور تحریف رسمی لازم آتی ہے، جس سے احتراز ضروری ہے، قرآنی رسم الخط قیاسی نہیں ہے۔ بلکہ توقیفی اور سماعی ہے، لوحِ محفوظ میں تحریر شدہ قرآن کے رسم الخط کے مطابق ہے، منزل من اللہ ہے، تواتر اور اجماع سے ثابت ہے، اعجازی ہے، اس میں قراءتِ سبعہ وغیرہ شامل ہیں، اور ساری قراءتیں جاری کی جاسکتی ہیں، یہ کمال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور خوبی دوسرے رسم الخط میں نہیں ہو سکتی، لہٰذا اس کا اتباع واجب ہے، اور تبدیلی ناجائز اور حرام ہے، اس لیے دوسرے رسم الخط والے قرآن میں تلاوت نہ کرے، اندھے کے لیے زبانی طور پر جتنا یاد کرنا ممکن ہو اتنا سیکھ لینا چاہئے۔ (ماخوذ فتاویٰ رحیمیہ ۱/۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قرآن کریم کی آیات ورکوعات کی تعداد ورسم عثمانی کی رعایت

سوال: ایک صاحب کو آیات ورکوعات قرآنی کی تعداد میں اشکال ہے، اشکال کی نوعیت یوں ہے:

① آیات قرآنی عوام الناس کے درمیان مشہور ۶۶۶۶ ہیں، حالاں کہ تحقیق اس کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ کل آیات ۶۲۳۶ ہیں۔

② رکوعات قرآنی مشہور ۵۴۰ ہیں؛ حالاں کہ تحقیق اس کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ کل رکوعات ۵۵۷ ہیں۔

③ قرآن کریم کے شروع کے قریب قریب تین پاروں میں ہر جگہ لفظ "ابرٰھم" (البقرۃ: ۱۲۴) لکھا ہے، بعد ازاں چوتھے پارے سے لے کر جہاں جہاں مذکورہ لفظ آیا ہے وہاں بشکل "ابراھیم" لکھا ہے، یعنی یاء کے ساتھ لکھا ہے، یہ فرق کیوں ہے؟ مذکورہ بالا مسائل کا تشفی بخش کافی وشافی مدلل جواب تحریر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

نوٹ: سائل نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ مذکورہ اشکالات کے جوابات فلاں فلاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اہل علم سے دریافت کئے تھے؛ مگر تشفی بخش جوابات نہ ملے؛ نیز استفتاء میں غیر مناسب الفاظ بھی مرقوم تھے، استفتاء میں ان تمام کو حذف کردیا گیا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے ان سوالات کا تعلق فنون قرأت سے ہے، یہ وہ علوم وفنون ہیں جن میں ہمارے اسلاف کی ایک جماعت نے زندگیاں کھپادیں، ان موضوعات پر تصانیف کا ایک مستقل ذخیرہ چھوڑا ہے؛ لیکن آج وہ ہماری غفلت کا شکار ہے، آپ کے سوالات کے جوابات دینے سے پہلے چند باتیں بطور تمہید پیش کرتا ہوں؛ تاکہ جواب آسانی سے سمجھ میں آجائے۔

(الف) قرآن کریم چوں کہ ایک ہی دفعہ میں پورا نازل نہیں ہوا؛ بلکہ اس کی مختلف آیات ضرورت اور حالات کی مناسبت سے نازل کی جاتی رہی ہیں، اس لیے عہد رسالت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ شروع ہی سے اس کو کتابی شکل میں لکھ کر محفوظ کرلیا جائے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو دوسری آسمانی کتابوں کے مقابلہ میں یہ امتیاز عطا فرمایا تھا کہ اس کی حفاظت قلم اور کاغذ سے زیادہ حفاظ کے سینوں سے کرائی جائے، چناں چہ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا "ومنزل عليك كتابا لا يغسله الماء" (یعنی میں آپ پر ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جسے پانی نہیں دھو سکے گا) مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تمام کتابوں کا تو حال یہ ہے کہ وہ دنیوی آفات کی وجہ سے ضائع ہوجاتی ہیں؛ چناں چہ تورات، انجیل اور دوسرے آسمانی صحیفے اسی طرح نابود ہوگئے؛ لیکن قرآن کریم کو سینوں میں اس طرح محفوظ کردیا جائے گا کہ اس کے ضائع ہونے کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔
چناں چہ ابتداء اسلام میں قرآن کریم کی حفاظت کے لیے سب سے زیادہ زور حافظہ پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دیا گیا، شروع شروع میں جب وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ اس کے الفاظ کو اسی وقت دہرانے لگتے تھے؛ تاکہ وہ اچھی طرح یاد ہو جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿لا تحرك به لسانك لتعجل به، ان علينا جمعه وقرآنه﴾ ان آیات میں یہ بات واضح کر دی گئی کہ قرآن کریم یاد رکھنے کے لیے آپ کو عین نزول وحی کے وقت جلدی جلدی الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ خود آپ میں ایسا حافظہ پیدا فرمادے گا کہ ایک مرتبہ نزول وحی کے بعد آپ اسے بھول نہ سکیں گے؛ چناں چہ یہی ہوا کہ ادھر آپ ﷺ پر آیات قرآنی نازل ہوتیں، ادھر آپ ﷺ کو یاد ہو جاتیں، اس طرح سرکار دو عالم ﷺ کا سینۂ مبارک قرآن کریم کا سب سے محفوظ گنجینہ تھا، جس میں کسی ادنیٰ غلطی یا ترمیم و تغیر کا امکان نہیں تھا، پھر آپ ﷺ مزید احتیاط کے طور پر ہر سال رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنایا کرتے تھے، اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دور کیا، پھر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کریم کے صرف معانی کی تعلیم ہی نہیں دیتے تھے؛ بلکہ انہیں اس کے الفاظ بھی یاد کراتے تھے، اور خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کریم سیکھنے اور اسے یاد رکھنے کا اتنا شوق تھا کہ ہر شخص اس معاملہ میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں رہتا تھا، سیکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو ہر غم ماسوا سے آزاد کر کے اپنی زندگی اسی کام کے لیے وقف کر دی تھی؛ غرض ابتدائے اسلام میں قرآن کریم کی حفاظت کے لیے بنیادی طریقہ یہی اختیار کیا گیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یاد کرایا گیا، اس دور کے حالات کے پیش نظر یہی طریقہ سب سے زیادہ محفوظ اور قابل اعتماد تھا، اس لیے کہ اس زمانہ میں لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی، کتابوں کو شائع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنے کے لیے پریس وغیرہ کے ذرائع موجود نہ تھے، اس لیے اگر صرف لکھنے پر اعتماد کیا جاتا تو نہ قرآن کریم کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو سکتی تھی، اور نہ اس کی قابل اعتماد حفاظت، اس کے بجائے اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو حافظہ کی ایسی قوت عطا فرمادی تھی کہ ایک ایک شخص ہزاروں اشعار کا حافظ ہوتا تھا، اور معمولی معمولی دیہاتیوں کو اپنے اور اپنے خاندان ہی کے نہیں؛ بلکہ اپنے گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد ہوتے تھے، اس لیے قرآن کریم کی حفاظت میں اس قوت حافظہ سے کام لیا گیا، اور اسی کے ذریعہ قرآن کریم کی آیات اور سورتیں عرب کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئیں۔

حفاظت قرآن کا اصل مدار تو اگرچہ حافظہ پر تھا؛ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی کتابت کا بھی خاص اہتمام فرمایا، اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق کار کی تفصیل طبرانی کی روایت میں موجود ہے، کتابت وحی کا یہ کام مختلف حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ لیا جاتا تھا، جن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتب وحی کو یہ ہدایت بھی فرمادیتے تھے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے؛ چناں چہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق لکھ لیا جاتا تھا، اس زمانہ میں چوں کہ عرب میں کاغذ کمیاب تھا، اس لیے یہ قرآنی آیات زیادہ تر پتھر کی سلوں، چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں اور جانوروں کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں؛ البتہ کبھی کبھی کاغذ کے ٹکڑے بھی استعمال کئے گئے ہیں، لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم کے جتنے نسخے لکھے گئے تھے، ان کی کیفیت یہ تھی کہ یا تو وہ متفرق اشیاء پر لکھے ہوتے تھے، کوئی آیت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چمڑے پر، کوئی ہڈی پر، کوئی پتھر کی سل پر- کسی صحابی کے پاس ایک سورت لکھی ہوئی تھی، کسی کے پاس دس پانچ سورتیں، اور کسی کے پاس صرف چند آیات- اس بناء پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہ ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کے ان منتشر حصوں کو یکجا کر کے محفوظ کر دیا جائے، انہوں نے یہ کارنامہ اس وقت انجام دیا جب کہ جنگ یمامہ میں قرآن کریم کے حفاظ کی ایک بڑی جماعت شہید ہوگئی؛ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے یہ کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا، (بخاری شریف میں اس کی تفصیل موجود ہے) حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بڑی احتیاط کے ساتھ آیات قرآنی جمع کر کے انہیں کاغذ کے صحیفوں پر مرتب شکل میں تحریر فرمایا؛ لیکن ہر سورت علیحدہ صحیفہ میں لکھی گئی، اس لیے یہ نسخہ بہت سے صحائف پر مشتمل تھا، اصطلاح میں اس نسخہ کو "اُم" کہا جاتا ہے، یہ نسخہ تیار ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، اور ان کی شہادت کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب اسلام عرب سے نکل کر روم اور ایران کے دور دراز علاقوں میں پہنچ گیا، اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق ہر نئے علاقہ کے لوگ جب مسلمان ہوتے تو وہ ان مجاہدین اسلام یا ان تاجروں سے قرآن کریم سیکھتے جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوئی، اور چوں کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا تھا اور مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قرأتوں کے مطابق سیکھا تھا، اس لیے ہر صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو اسی قرأت کے مطابق قرآن پڑھایا جس کے مطابق خود انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا، اس طرح قرأتوں کا یہ اختلاف دور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دراز ممالک تک پہنچ گیا، جب تک لوگ اس حقیقت سے واقف تھے کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے، اس وقت تک اس اختلاف سے کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی؛ لیکن جب یہ اختلاف دور دراز ممالک میں پہنچا اور یہ بات ان میں پوری طرح مشہور نہ ہوسکی کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے، تو اس وقت لوگوں میں جھگڑے پیش آنے لگے، بعض لوگ اپنی قرأت کو صحیح اور دوسرے کی قرأت کو غلط قرار دینے لگے، ان جھگڑوں سے ایک طرف تو یہ خطرہ تھا کہ لوگ قرآن کریم کی متواتر قرأتوں کو غلط قرار دینے کی سنگین غلطی میں مبتلا ہوں گے، دوسرے سوائے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے ایک نسخہ کے جو مدینہ طیبہ میں موجود تھا، پورے عالم میں ایسا کوئی معیاری نسخہ موجود نہ تھا جو پوری امت کے لیے حجت بن سکے؛ کیوں کہ دوسرے نسخے انفرادی طور پر لکھے ہوئے تھے، اور ان میں ساتوں حروف کو جمع کرنے کا کوئی اہتمام نہ تھا، اس لیے ان جھگڑوں کے تصفیہ کی قابل اعتماد صورت یہی تھی کہ ایسے نسخے پورے عالم اسلام میں پھیلا دئے جائیں، جن میں ساتوں حروف جمع ہوں اور انہیں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کونسی قرأت صحیح اور کونسی غلط ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہی عظیم الشان کارنامہ انجام دیا، اس کی تفصیل بڑی طویل ہے، مختصر یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے تیار کرائے ہوئے جو صحائف موجود تھے اور محفوظ تھے، وہ منگوائے اور چار صحابہ کرام کی ایک جماعت بنائی: حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم، ان کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صحائف سے نقل کر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے کئی ایسے صحائف تیار کریں، جن میں سورتیں بھی مرتب ہوں، دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان کی مدد کے لیے ساتھ لگا دیا گیا، ان حضرات نے کتابت قرآن کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور انجام دیے:

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو نسخہ تیار ہوا تھا اس میں سورتیں مرتب نہیں تھیں؛ بلکہ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی، ان حضرات نے تمام سورتوں کو ترتیب کے ساتھ ایک ہی مصحف میں لکھا۔

(۲) قرآن کریم کی آیات اس طرح لکھیں کہ ان کے رسم الخط میں تمام متواتر قرأتیں سما جائیں، اسی لیے ان پر نہ نقطے لگائے گئے، اور نہ حرکات (زبر، زیر، پیش) تاکہ اسے تمام متواتر قرأتوں کے مطابق پڑھا جا سکے، مثلاً "ننشزها" لکھا تاکہ اسے نَنْشُزُها اور نُنْشِزُها دونوں طرح پڑھا جا سکے؛ کیوں کہ یہ دونوں درست ہیں۔

(۳) ان حضرات نے اس نئے مرتب مصحف کی ایک سے زائد نقلیں تیار کیں، ابوحاتم سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: کل سات نسخے تیار کئے گئے، جن میں سے ایک مکہ مکرمہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ بھیج دیا گیا، اور ایک مدینہ طیبہ میں محفوظ رکھا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ کارنامے کے بعد امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن کریم رسم عثمانی کے خلاف کسی اور طریقہ سے لکھنا جائز نہیں؛ چناں چہ اس کے بعد تمام مصاحف اسی طریقہ کے مطابق لکھے گئے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے مصاحف عثمانی کی نقول تیار کرکے قرآن کریم کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کی؛ لیکن ابھی تک قرآن کریم کے نسخے چوں کہ نقطوں اور زیر وزبر اور پیش سے خالی تھے، اس لیے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اہل عجم کو ان کی تلاوت میں دشواری ہوتی تھی، چناں چہ جب اسلام عجمی ممالک میں اور زیادہ پھیلا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس میں نقطوں اور حرکات کا اضافہ کیا جائے؛ تاکہ تمام لوگ آسانی سے اس کی تلاوت کرسکیں، اس مقصد کے لیے بعد کے زمانوں میں مختلف اقدامات کئے گئے، اس میں روایتیں مختلف ہیں کہ قرآن کریم کے نسخہ پر سب سے پہلے کس نے نقطے ڈالے؟ بعض روایتیں یہ کہتی ہیں کہ یہ کارنامہ سب سے پہلے ابوالاسود دئلی نے انجام دیا، بعض کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلقین سے کیا، نقطوں کی طرح شروع میں قرآن کریم پر حرکات (زبر، زیر، پیش) بھی نہیں تھیں، اور اس میں بھی روایات کا بڑا اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کس نے حرکات لگائیں، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ کام سب سے پہلے ابوالاسود دئلی نے انجام دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کا معمول تھا کہ وہ ہر ہفتہ ایک قرآن کریم ختم کرلیا کرتے تھے، اس مقصد کے لیے انہوں نے روزانہ تلاوت کی ایک مقدار مقرر کررکھی تھی، جسے منزل کہا جاتا ہے، اس طرح قرآن کریم کو سات منزلوں پر تقسیم کیا گیا، آج کل قرآن کریم تیس (۳۰) اجزاء پر منقسم ہے، جنھیں تیس پارے کہا جاتا ہے، یہ پاروں کی تقسیم معنی کے اعتبار سے نہیں؛ بلکہ بچوں کو پڑھانے کے لیے آسانی کے خیال سے تیس (۳۰) مساوی حصوں پر تقسیم کردیا گیا، یہ تقسیم بھی عہد صحابہ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لیے کی گئی ہے۔ ایک اور علامت جس کا رواج بعد میں ہوا اور آج تک جاری ہے، رکوع کی علامت ہے، اور اس کی تعیین معنیٰ کے لحاظ سے کی گئی ہے، یعنی جہاں ایک سلسلۂ کلام ختم ہو وہاں رکوع کی علامت (حاشیہ پر حرف ''ع'') بنادی گئی، جستجو کے باوجود مستند طور پر یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ رکوع کی ابتداء کس نے کی اور کس دور میں کی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ رکوع والی علامت عموماً صرف ان مصاحف میں پائی جاتی ہے، جو بلادِ عجم میں طبع ہوتے ہیں، بلادِ عرب میں طبع شدہ مصاحف عموماً اس سے خالی ہوتے ہیں۔)

(ب) تلاوت کی سہولت کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو متعدد قرأتوں میں نازل فرمایا تھا، قرأتوں کے اس اختلاف سے آیات کے مجموعی معنیٰ میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوتی؛ لیکن تلاوت اور اس کی ادئیگی کے طریقوں میں فرق ہو جاتا ہے، اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو آسانی پیدا ہوگئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیار کردہ مصاحف کو نقطوں اور حرکات سے اس لیے خالی رکھا گیا تھا؛ تاکہ اس میں تمام مسلّم قرأتیں سما سکیں، چناں چہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ مصاحف عالم اسلام کے مختلف خطوں میں روانہ کئے تو ان کے ساتھ ایسے قراء کو بھی بھیجا، جو ان کی تلاوت سکھا سکیں، چناں چہ یہ قاری حضرات جب مختلف علاقوں میں پہنچے تو انہوں نے اپنی اپنی قرأت کے مطابق لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی، اور یہ مختلف قرأتیں لوگوں میں پھیل گئیں، اس موقع پر بعض حضرات نے ان مختلف قرأتوں کو یاد کرنے، اور دوسروں کو سکھانے ہی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں، اور اس طرح علم قرأت کی بنیاد پڑ گئی، اور ہر خطہ کے لوگ اس علم میں کمال حاصل کرنے کے لیے ائمہ قرأت سے رجوع کرنے لگے۔

(ماخوذ از علوم القرآن باب پنجم تاریخ حفاظت قرآن مؤلفہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ملخصاً)

(ج) قرآن کریم کی آیات کی تعداد میں حضرات قراء میں اختلاف ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں مستقل عنوان سے اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے، شیخ عبدالعظیم زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مناھل العرفان" میں اس کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے، چناں چہ وہ لکھتے ہیں: کہ تعدادِ آیات کے سلسلہ میں تمام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قراء اتنی بات پر تو متفق ہیں کہ وہ چھ ہزار دو سو سے کچھ اوپر ہیں، آگے اس اوپر والی تعداد میں اختلاف ہے، قرائے کوفہ کے نزدیک وہ تعداد ۳۶ ہے، قرائے بصرہ کے نزدیک ۵ ہے، اہل مکہ کے نزدیک ۲۰ ہے، اہل مدینہ کا پہلا قول ۱۷ کا ہے، اور دوسرا قول ۱۴ کا ہے۔ (مناہل العرفان ۱/۳۳۶)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) کا بھی نقل کیا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن ۱/۸۹)

علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "علوم القرآن" میں مولانا عبد الصمد کی "تاریخ القرآن" اور ابن جوزی کی "فنون الافنان" کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) نقل فرمایا ہے۔ (علوم القرآن افغانی ۱۴۳)

تعداد آیات قرآنی کے سلسلہ میں حضرات قراء میں جو اختلاف پیش آیا اس کی وجہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے؛ تاکہ غلط فہمی سے کوئی اشکال پیدا نہ ہو، اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس اختلاف کے باوجود قرآن کریم میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقت تلاوت ختم آیات پر وقف فرماتے تھے؛ تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں آیت ختم ہوئی، جب وہ حضرات اس سے واقف ہو جاتے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معنوی مناسبت کی رعایت فرماتے ہوئے ایک آیت کو بعد والی آیت سے ملا کر تلاوت فرماتے، اس کی وجہ سے بعض حضرات یہ سمجھتے کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ٹھہرے تھے، وہاں آیت مکمل نہیں ہوئی، اور بعد والی کے ساتھ ملا کر ایک آیت شمار کرتے، جب کہ بعض دونوں کو مستقل آیت قرار دیتے، مثلاً قرائے کوفہ نے "الٓمّٓ" جس سورت کے بھی شروع میں آیا ہے اس کو مستقل آیت شمار کیا، جب کہ دیگر قراء نے مستقل آیت قرار نہ دیتے ہوئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعد والی آیت کے ساتھ ملا کر اس کا جزء قرار دیا، اسی اصول کے پیش نظر سورہ بقرہ کے شروع میں ﴿الٓمّٓ ذلك الكتاب لا ريب فيه، هدى للمتقين﴾ قرائے کوفہ کے نزدیک دو مستقل آیتیں ہیں، جب کہ دیگر قراء کے نزدیک دونوں ملا کر ایک آیت ہے، یا مثلاً ﴿حٰمٓ عٓسٓقٓ﴾ کو قرائے کوفہ نے دو آیت شمار کیا ہے، جب کہ دوسرے حضرات نے اس کو مستقل آیت نہیں مانی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سورۂ شوریٰ کے شروع میں ﴿حٰمٓ عٓسٓقٓ كذلك يوحى اليك والى الذين من قبلك الله العزيز الحكيم﴾ قرائے کوفہ کے نزدیک تین مستقل آیات ہیں، جب کہ دیگر حضرات کے نزدیک یہ تمام ملا کر صرف ایک آیت ہوئی۔ (ماخوذ از الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی)

اب میں آپ کے سوالات کا بالترتیب جواب دیتا ہوں۔

① جیسا کہ تمہید جواب میں واضح کیا جا چکا کہ آیات کی تعداد میں اختلاف ہے، ساتھ ہی عوام کے درمیان جو تعداد ٦٦٦٦ کی مشہور ہے، وہ قرأت متواترہ میں نہیں ہے، ایک ضعیف روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے، آپ نے ہمارے یہاں (براعظم ہندو پاک میں) رائج قرآن کریم نسخوں سے جو تعداد جمع کی ہے (٦٢٣٦) یہ وہی تعداد ہے جو قرائے کوفہ کے نزدیک ہے؛ چوں کہ ہمارے علاقہ میں حضرت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت رائج ہے، اور ان کا شمار قرائے کوفہ میں ہے، اس لیے یہ تعداد ان کی تعداد کے موافق ہوئی۔

② رکوع کی علامت کے سلسلہ میں تمہید جواب میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے بعد اہل عجم کے لیے قرآن کریم کی تلاوت کو آسان کرنے کے لیے جو اقدامات کئے گئے ان میں سے ہے، اور رکوع والی اس علامت کے متعلق تو حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے تصریح فرمائی ہے کہ: باوجود تفتیش کے یہ معلوم نہ ہوسکا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ اس کی ابتداء کب ہوئی اور کس نے کی؟ اور جیسا کہ بندہ نے عرض کیا کہ یہ علامت بلادِ عجم میں طبع شدہ مصاحف میں عموماً ہوتی ہے، بلادِ عرب کے مصاحف میں نہیں، تو اگر اس کی تعداد میں کوئی اختلاف وفرق بھی ہو تو چنداں قابلِ تعجب نہیں۔

نوٹ: بندہ نے بلادِ عجم میں طبع شدہ مصاحف والی جو بات عرض کی ہے اس پر خادم الحرمین ملک فہد کے مطابع میں طبع شدہ حالیہ ان مصاحف سے اعتراض نہ ہو، جو ہند و پاک و بنگلہ دیش والوں ہی کے لیے طبع ہوتے ہیں، اس لیے کہ وہیں سے جو مصاحف اہلِ عرب کے لیے طبع شدہ ہیں، ان میں یہ علامت نہیں ہے۔

③ تمہید جواب میں یہ بھی واضح کیا جاچکا ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن کریم کو رسمِ عثمانی کے خلاف کسی اور طریقہ سے لکھنا جائز نہیں ہے، اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والے اس رسم الخط میں آیاتِ قرآنی اس طرح لکھی گئی ہیں کہ تمام متواتر قرأتیں اس میں سما جائیں، لفظ "ابرٰھم" مصحفِ عثمانی میں سورۂ بقرہ میں جتنی جگہ آیا ہے اس طرح بغیر یاء کے آیا ہے، اور سورۂ بقرہ کے علاوہ دیگر تمام مواقع میں "ابراھیم" یاء کے ساتھ آیا ہے، اس لیے ہمارے لیے بھی اس کی پابندی ضروری ہوئی۔

رہا یہ سوال کہ خود رسمِ عثمانی میں فرق کیوں کیا گیا تو اس کا جواب بھی وہی ہے کہ سورۂ بقرہ میں واقع "ابرٰھم" کی قرأت میں اختلاف ہے، ابن عامر سے ابن ذکوان کی روایت میں "ابراھام" پڑھا گیا ہے جب کہ دیگر قرائے کرام "ابرٰھیم" پڑھتے ہیں اس لیے اس کو اس طرح لکھا گیا کہ دونوں قرأتیں سما جائیں: "ابراھام" "ابرٰھیم"، سورۂ بقرہ میں ابرٰھم چودہ مواضع پر آیا ہے۔ (آیت نمبر ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۰، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک ضروری نوٹ: مفتی کا دائرہ علم فقہ تک محدود ہے، اور سوال میں دریافت طلب امور کا تعلق علم فقہ سے نہیں ہے؛ بلکہ علم قرأت سے ہے، اس لیے اگر کسی مفتی نے ان سوالات کے جوابات نہیں دیے تو وہ قابل ملامت یا قابل اعتراض نہیں ہے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ مفتی کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر بات کا جواب دے، خصوصاً جب کہ اس کا تعلق عمل سے نہیں ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ بعض سوالات اس وقت تک حل نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس فن کی مبادیات اور ضروری باتوں سے سائل واقف نہ ہو اس عدم واقفیت کے ساتھ لِم دریافت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی بچہ بلوغ کی کیفیت دریافت کرے، اگر کسی ڈاکٹر سے علاج کی کوئی لِم دریافت کی جائے تو آپ کس جواب کی امید رکھتے ہیں؟۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

آیت کریمہ "الخبیثٰت للخبیثین" الخ کا مطلب

سوال: قرآن مجید میں لکھا ہے، ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لیے، گندے مرد گندی عورتوں کے لیے، اس کا کیا مطلب ہے؟ واضح فرمایئے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام ضابطہ بتلایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے طبائع میں طبعی طور پر جوڑ رکھا ہے، گندی اور بدکار عورتیں بدکار مردوں کی طرف، اور گندے اور بدکار مرد گندی، بدکار عورتوں کی طرف رغبت کیا کرتے ہیں، اسی طرح پاک صاف عورتوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی رغبت پاک صاف مردوں ک طرف ہوتی ہے، اور پاک صاف مردوں کی رغبت پاک صاف عورتوں کی طرف ہوا کرتی ہے، اور ہر ایک اپنی اپنی رغبت کے مطابق جوڑ تلاش کرتا ہے، اور قدرۃً اس کو وہی مل جاتا ہے۔ (معارف القرآن ۶/ ۳۸۳)

آپ نے دیکھا ہوگا کہ نکاح کے لیے جب جوڑ کی تلاش ہوتی ہے، تو ایسی لڑکی جو سینما اور بے پردگی کی دلدادہ ہو، وہ کسی نمازی اور دیندار لڑکے کو پسند نہیں کرتی؛ بلکہ وہ اپنی قماش کے لڑکے ہی کی طرف مائل ہوا کرتی ہے، یہی حال لڑکے کا بھی ہوتا ہے، اسی طرح جو لڑکا نمازی دیندار صالح ہوتا ہے، وہ اپنے نکاح کے لیے ایسی ہی لڑکی پسند کرتا ہے جو نمازی باپردہ نیک اور صالح ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

"سلام هي حتى مطلع الفجر" میں فجر سے مراد

سوال: سورۃ القدر کی آیت ﴿سلام هي حتى مطلع الفجر﴾ میں مطلع الفجر کی تفسیر کرتے ہوئے ماہنامہ "ھدیٰ" ڈائجسٹ کے لیلۃ القدر نمبر میں کسی صاحب نے لکھا ہے کہ اس سے طلوع آفتاب مراد ہے، اور اس رات میں نازل ہونے والی سلامتی کا نزول طلوع آفتاب تک رہتا ہے، اس کو دلیل بنا کر ایک صاحب نے اس کی صحیح تفسیر احقر سے دریافت کی، احقر نے ﴿حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر﴾ کی روشنی میں ان کو یہی جواب دیا کہ مطلع الفجر سے مراد صبح صادق ہے، ویسے مزید تفصیل تحقیق کے بعد لکھ کر بھیج دوں گا۔

اکثر کتبِ تفسیر سے صراحتاً تو نہیں؛ لیکن کنایتاً صبح صادق تک ہونا ہی سمجھ میں آتا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مثلاً فتح القدیر کی عبارت ہے ﴿ھی حتی مطلع الفجر﴾ قال وذلك من غروب الشمس إلى أن يطلع الفجر. (فتح القدیر٥/ ٤٧٣)

اور تفسیر جمل کی عبارت یہ ہے کہ: وعبارة الخطيب ويستمرون أي على التسليم من غروب الشمس حتى مطلع الفجر. (جمل:٥٦٨)

لیکن ''کشف الاسرار'' کی مندرجۂ ذیل عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ سلامتی کا یہ سلسلہ طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے، ''کشف الاسرار'' کی عبارت مندرجۂ ذیل ہے: بوقتِ صبح جبرئیل آواز داد کہ یا معشر الملائکہ: الرحیل، الرحیل، علَمھا بردارید تا برآسمان بمقام معلوم خود باز شویم، فرمان آید از جبار عالم کہ برآوردن شما روی نیست کہ خفتگان امت محمد را سلام نہ کردید توی کہ ہنوز در خواب ند صبر کنید تا بیدار شوند، بجائے خویش حلقہ حلقہ بنشینند و یکے دیگرے را بتعجب بازمی گویند کہ حق جل جلالہ امشب با امت محمد چہ فضل کرد الخ۔ (کشف الاسرار ١٠/ ٥٦٥، مولفہ: ابوالفضل رشید الدین المیدبی)

احقر کی ناقص فہمی کے مطابق ''کشف الاسرار'' کی عبارت دیگر تفاسیر سے معارض ہو رہی ہے، کیا اس معارض کا ازالہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ''فتح القدیر'' اور ''جمل'' وغیرہ کی عبارت کو نزول سلامتی کے بند ہونے پر محمول کیا جائے کہ صبح صادق کے بعد نزول رحمت کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے، اور ''کشف الاسرار'' کی عبارت کو بقاء پر محمول کیا جائے کہ وہ نزول شدہ رحمت طلوع آفتاب تک باقی رہتی ہے، یا ''کشف الاسرار'' کی عبارت کا کوئی اور مطلب ہے؟ حضرت والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تفصیلی و تحقیقی جواب سے مطلع فرما کر مشکور و ممنون ہوں، میرے سائل کا مزاج تحقیقی تو ضرور ہے؛ لیکن وہ صرف اردو خواں ہے، اس لیے اگر کتبِ تفاسیر میں سے کسی بھی عربی یا اردو تفسیر میں مطلع الفجر کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تفسیر میں صراحتاً صبح صادق کا لفظ موجود ہو تو اس کی بھی نشان دہی فرمادیں تو زیادہ بہتر ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عربی زبان میں ''فجر'' کا اطلاق صبح پر ہوتا ہے، آفتاب پر نہیں، اگر طلوع آفتاب مراد ہوتا تو ﴿ھی حتی مطلع الشمس﴾ مذکور ہوتا؛ چوں کہ اس کا یہ معنی متعین ہے، اس لیے مفسرین نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی، آپ کتب لغت کا حوالہ دیجئے، روح المعانی میں اس جملہ کے استعمال کی جو علت بتلائی ہے اس میں صراحت موجود ہے۔
لغات القرآن میں ہے: ''الفجر'' اسم فعل مصدر، پو پھٹنا، صبح کی روشنی نمودار ہونا، پھاڑ کر بہانا، وقت فجر، گناہ کرنا، فجر، بخشش، سخاوت، مروت، احسان، مال۔ مال کی کثرت۔ پ ۲ ع ۲، پ ۱۵ ع ۹، پ ۱۸ ع ۱۴، پ ۳۰ ع ۲۲، قرآن مجید میں صرف وقت فجر اور طلوع سحر کے لیے اس کا استعمال ہوا ہے۔ (لغات القرآن ۵/۴۲)

تمام اردو تراجم قرآنی میں اس کا ترجمہ طلوع صبح سے کیا گیا ہے، کیا وہ کم حجت ہے؟ ''کشف الاسرار'' کی عبارت سے بھی فجر سے آفتاب مراد ہونا نہیں معلوم ہوتا، اس لیے اس کی تاویل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٦/ شوال ١٤١٧ھ

''الکتاب'' سے کیا تورات مراد ہے؟

سوال: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی؛ جبکہ قرآن مجید میں ہر جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''الکتٰب'' دینے کی بات کہی گئی ہے، تو اس ''الکتٰب'' سے کیا مراد ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: احتج آدم وموسى عند ربهما، فحج آدم وموسى قال آدم: انت موسى الذى اصطفاك الله برسالته وبكلامه، واعطاك الألواح فيها تبيان كل شيء وقربك نجيا فبكم وجدت الله كتب التوراة قبل أن اخلق الخ (مشکوۃ ۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/شوال ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حج سے متعلق ایک آیتِ کریمہ اور حدیث نبوی میں تطبیق

سوال: اس تعارض کے متعلق کیا حکم ہے جو اس آیت میں واقع ہے: قال اللہ تعالیٰ: ﴿اذن فى الناس بالحج﴾ جس کے لیے حج مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا، وہی شوق کی دبی چنگاری ہے کہ ہزاروں آدمی پیادہ تکلیفیں اٹھاتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ الخ۔ (فوائد عثمانی علی الترجمۃ الشیخ الہند)

مذکورہ عبارات سے یہ واضح ہے کہ جس نے لبیک کہا وہی حج ادا کرنے جائے گا، وإلا فلا لیکن دوسری طرف روایت میں ہے کہ عن علی قال: قال رسول الله ﷺ: ”من ملك زاداً وراحلة تبلغه إلى بيت الله ولم يحج فلاعليه أن يموت يهود يا أو نصرانيا وذلك أن الله تبارك وتعالىٰ يقول: ﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا﴾“. (رواه الترمذى وقال هذا حديث غريب)

مذکورہ آیت کا مقتضی یہ ہے کہ جس نے لبیک کہا وہ حج ادا کرے گا اور جس نے قدرتی طور پر لبیک نہ کہا چاہے وہ کروڑ پتی ہو حج کی توفیق نہ ہوگی، یہ فیصلۂ الٰہی ہے؛ لیکن پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حدیث شریف میں صاحب ثروت ہونے کے بعد حج کی ادائیگی نہ ہونے پر سخت وعید وارد ہے جو ظاہراً تعارض نظر آرہا ہے، اور اگر حدیث کو ضعیف قرار دے کر صرف نظر کیا جائے جیسا کہ امام ترمذی نے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ شاید توضیح درست نہ ہو، اس لیے بقول شیخ الحدیث کہ اگرچہ حدیث کی سند میں کلام ہے؛ لیکن کچھ آیات قرآنیہ اور دیگر روایات سے حدیث بالا کی تائید ہوتی ہے، حدیث شریف حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچ گئی ہے جو قابل استدلال ہے۔ (فضائل حج ۲۹)

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فوائد عثمانی میں جو بات لکھی ہے اس کا تعلق تکوین وتقدیر سے ہے، اور ترمذی کی روایت میں جو کچھ لکھا ہے وہ تشریع سے متعلق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

"یھدی به کثیرا وما یضل" میں ادغام

سوال: نون ساکن وتنوین کے بعد "یرملون" میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوتا ہے، "یومن" میں ادغام مع الغنہ ہوتا ہے، اگر نون ساکن اور تنوین کے بعد ان "یرملون" کے حرف پر تشدید نہ ہو تو بھی ادغام ہوگا؟ جیسے ﴿وَيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْراً وَمَا يُضِلُّ بِهٖ﴾ الخ نون تنوین کے بعد واؤ پر تشدید نہیں تو ادغام ہوگا؟۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

﴿وَيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْراً﴾ پر بات مکمل ہوجاتی ہے، اس لیے اس پر وقف کریں گے اور ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖ﴾ کو از سر نو شروع کریں گے، جب درمیان میں وقف ہوگیا تو اب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ادغام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لیے کہ ادغام مسلسل پڑھنے کی صورت میں ہوتا ہے اور اسی لیے واؤ پر تشدید نہیں لگائی ہے، اس کے باوجود اگر کوئی آدمی مسلسل پڑھے گا، تو اس کو چاہیے کہ ادغام کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

آیت درود اور درود میں وصل

سوال: یہاں پر آیتِ درود کے وقت درود (جمعہ کے خطبہ میں) زور سے پڑھتے تھے، تو میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ: تسلیما اللّٰھم صل وسلم الخ پڑھنا شروع کر دیا تو جن کو موقع نہ ملا تو انھوں نے مجھے کہا کہ امام صاحب آپ آیت پر رکتے نہیں ہو، میں نے کہا کہ جمعہ میں انشاء اللہ اس کا مکمل خلاصہ کروں گا، تو الحمد للہ گزشتہ جمعہ میں خلاصہ کر لیا؛ مگر پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ آیت کے ساتھ درود کو ملانے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس طرح آیت کا وصل درود شریف کے ساتھ جائز اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسابقۃ القرآن کا اجلاس منعقد کرنا

سوال: در یکے دیارِ ما چند علماءِ کرام بطورِ مسابقۃ القرآن جلسہ منعقد کردہ اند، دراں محفل طلبہ از روئے تجوید قرآن یکے ہر دیگر مسابقہ می کند، آیا ایں جلسہ مسابقۂ قرآن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائز است یا نہ؟ ایں طور جلسہ کردن در قرأت قرآن مسابقہ کردن بازی شود یا نہ؟ ہم چنیں عمل در شریعتِ مطہرہ چہ حکم دارد؟ از دلائل احادیث وقرآن وفقہاء تفصیل جواب بنویسید۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر مقصدِ انعقادِ مسابقۂ مذکور ایں ست کہ در مسلماناں تحفیظ قرآنِ مجید مع تصحیح حروف وتجوید رواج یابد روا ست، در مدارسِ دینیہ طالبانِ علومِ دینیہ را از انعامات نوازیدن از ہمیں قبیل ست۔

در درمختار ست: وكذا الحكم في المتفقهة، فإذا شرط لمن معه الصواب صح (درمختار) قال الشامى (قوله: وكذا الحكم فى المتفقهة) أي على هذا التفصيل، وكذا المصارعة على هذا التفصيل، وإنما جاز لأن فيه حثا على الجهاد وتعلم العلم، فإن قيام الدين بالجهاد والعلم مجاز فيما يرجع اليها لا غير، كذا فى فصول العلائى (شامی ۵ /۲۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ /شوال ۱۴۰۷ھ

مروجہ مسابقۂ قرآن کی اصل

سوال: عصر حاضر میں جب کہ ہر چہار جانب سے اسلام اور اہل اسلام کی سرکوبی اور اس کے شعائر وعلامات کو مٹانے کی پیہم کوششیں جاری ہیں، اور جوں جوں زمانہ شمع رسالت سے دور ہوتا جارہا ہے مسلمانوں کی دینی وشرعی کمزوریاں بھی بڑھتی جارہی ہیں، خصوصاً قرآن پاک جو شریعتِ اسلامیہ کا منبع اور اصل ہے، علمی اعتبار سے تو درکنار قرأت وتلاوت بھی اپنے حقوق حاصل کرنے سے محروم ہے، جبکہ ربِ ذوالجلال کے فرمانِ مبارک ﴿ورتل القرآن ترتيلا﴾ الآیۃ پر عمل کرنے سے عوام وخواص دور ہوتے چلے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جارہے ہیں، ایسے موقع پر صرف قرآنِ پاک کی تعلیم کو عام اور تام کرنے کے لیے حاملینِ قرآنِ مجید کی ایک جماعت مسابقۂ قرآن کے عنوان سے ملکی وصوبائی اور ضلعی سطح پر مجالس منعقد کر کے قرآنِ پاک کو تجوید وصحت کے ساتھ پڑھنے والے شرکاء کو استحقاق کی بنیاد پر انعامات تقسیم کرتی ہے؛ نیز مجالس میں اکابر علماء وصلحاء کی شرکت ہوتی ہے جس میں شرکائے مسابقہ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ حاضرین مجلس کے لیے ترغیبی کلمات بھی ہوتے ہیں، اور حقوقِ قرآنِ مجید سے متعلق ضروری احکام بھی بتائے جاتے ہیں، ویڈیو کیسٹ تصویر کشی؛ نیز اس طرح کے دیگر خرافات سے بالکلیہ اجتناب کیا جاتا ہے، تو کیا اربابِ افتاء کے نزدیک اس قسم کی مجلس کے انعقاد کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

لوگوں میں قرآن پاک کے صحت حروف اور تجوید کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کا شوق وذوق پیدا ہو اور اس کا رواج عام ہو، اس مقصد سے اگر کوئی ادارہ یا کوئی شخص اپنی طرف سے انعام کا نظم کر کے علومِ دینیہ کے طلبہ میں مسابقہ رکھے تو یہ جائز ہے، یہ چیز قرآن وحدیث اور علومِ دینیہ جو مدارِ دین ہیں ان کی ترویج وتقویت کا باعث ہے، مدارسِ عربیہ میں امتحانات کے موقع پر تمام درجات وعلوم میں اعلیٰ نمبر پانے والے طلبہ کو خصوصی انعامات سے نوازنے کا دستور زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے۔

بعض حضرات کو حدیث بخاری ”عن أبي موسی قال: جاء رجل إلی النبی ﷺ، فقال: الرجل يقاتل للمغنم، والرجل للذكر، والرجل يقاتل ليرى مكانه، فمن فی سبيل الله؟ قال: من قاتل لتكون كلمة الله هی العليا فهو فی سبيل الله (۱/ ۳۹٤) کی وجہ سے اشکال پیدا ہوتا ہے؛ لیکن اس سے عدمِ جواز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ثابت نہیں ہوتا، خود جہاد (جو اس روایت میں منصوص ومنطوق ہے اس) میں خصوصی کارنامہ انجام دینے والے مجاہدین کو نفل (یعنی خصوصی انعام) سے نوازا جاتا ہے یہ کتب حدیث وفقہ میں مصرح ہے، کتب فقہ وشرحِ حدیث سے چند عبارات پیش ہیں:

(۱) ولا بأس بالمسابقة فى الرمي والفرس والبغل والحمار كذا فى الملتقى والمجمع والابل وعلى الاقدام حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد، وحرم لو شرط فيها من الجانبين؛ لأنه يصير قماراً إلا إذا ادخله ثالثا محللا بينهما، وكذا الحكم فى المتفقهة (تنوير الابصار مع الدر المختار) (قوله وكذا الحكم فى المتفقهة) اى على هذا التفصيل وإنما جاز لأن فيه حثا على الجهاد وتعلم العلم، فإن قيام الدين بالجهاد والعلم فجاز فيما يرجع إليها لا غير، كذا فى فصول العلائى (شامی۵ /۲۸۶)

(۲) ولو قال واحد من الناس لجماعة من الفرسان وعلى هذا الفقهاء إذا تنازعوا فى المسائل وشرط للمصيب منهم جعل جاز ذلك إذا لم يكن من الجانبين على ما ذكرنا فى الخيل؛ لأن المعنى يجمع الكل إذا التعليم فى البابين يرجع إلى لقوية الدين واعلاء كلمة الله الخ . (زیلعی شرح کنز ۶ /۲۲۸، شامی ۵ /۵۲۱)

(۳) وحكى عن الشيخ الامام الجليل أبي بكر محمد بن الفضل أنه إذا وقع الاختلاف بين المتفقهين فى مسئلة واراد الرجوع إلى الاستاذ وشرط أحدهما لصاحبه أنه إن كان الجواب كما قلت فلا آخذ منك شيئا، ينبغي أن يجوز على قياس الاستباق على الافراس، وكذلك إذا قال واحد من المتفقهة لمثله: تعال حتى نطارح المسائل فإن اصبت وأخطأتُ اعطيتُك كذا وإن اصبتُ وأخطأتَ فلا آخذ منك شيئا، يجب أن يجوز وبه أخذ الشيخ الإمام الأجل شمس الأئمة الحلوانى، كذا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فی المحیط وما یفعله الأمراء فهو جائز ایضا بأن یقولوا لإثنین أیکما سبق فله کذا . (عالمگیری٥/ ٣٢٤)

(٤) ان الرجل یقاتل للذکر أی لیذکر بین الناس ولیشتهر بالشجاعة، ویقاتل لیحمد أی لیحمده الناس علی شجاعته، ویقاتل لیغنم أی لیحصل له من مال الغنیمة، ویقاتل لیریٰ مکانه أی مرتبته من الشجاعة فمرجع الذی قبله إلی السمعة ومرجع هذا إلی الریاء وکلاهما مذموم، فقال رسول الله ﷺ: من قاتل حتی تکون کلمة الله هی الاعلیٰ فهو فی سبیل الله عزوجل قال الحافظ: المراد بکلمة الله دعوة الله إلی الاسلام، یحتمل أن یکون المراد أنه لایکون فی سبیل الله إلا من کان سبب قتله طلب اعلاء کلمة الله فقط، بمعنی أنه لو اضاف إلی ذلک سببا من الاسباب المذکورة أخل ذلک، ویحتمل أن لا یخل إذا حصل ضمنا لا أصلا ومقصوداً وبذلك صرح الطبری فقال: إذا کان أصل الباعث هو الأول لا یضره ما عرض له بعد ذلك وبذلك کان الجمهور والحاصل ان القتال منشاه القوة العقلیة والقوة الغضبیة والقوة الشهوانیة ولا یکرن فی سبیل الله إلا الأول . (بذل المجهود١١/ ٤٣٥ بیروت)

(٥) (عن أبي هریرة أن رجلا) لم أقف علی تسمیته (قال: یا رسول الله ﷺ! رجل یرید الجهاد فی سبیل الله وهو یبتغی عرضا من عرض الدنیا) بفتح المهملة والراء ای متاعها، وهـذا القول یحتمل معنیین: أولهمـا: معناه یرید الجهاد فی سبیل الله باعتبار الظاهر والحال أن مطلوبه الاصلی ومقصوده الحقیقی عرض الدنیا، وثانیهما: أنه یرید الجهاد فی سبیل الله باعتبار نیته والحال انه یطلب معه عرض الدنیا ویخلط معه نیة حصولها،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(فقال النبی ﷺ: لا أجر له) فعلی الأول لا أجر له مطلقا وهو خائن مفوت، وعلی الثانی لا أجر کاملا (بذل المجهود٤٣٤،٤٣٣/١١ بیروت)

(٦) وفی السیر الکبیر: ان طلب الدنیا علی نوعین: الاول: أن یکون مقصودا فذاك هوذا، والثانی: تبعا فلا بأس به ﴿ولا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾ الآیة(حاشیة بذل المجهود١٢/١٣ بیروت)

(٧) أما المسئلة الثالثة: وهی هل یجوز الوعد بالتنفیل قبل الحرب أم لیس؟ یجوز ذلك، فانهم اختلفوا فیه فکره ذلك مالك واجازه جماعة، وجه قوله: ان الغزو انما یقصد به وجه الله العظیم ولتکون کلمة الله هی العلیا، وإذا وعد الإمام بالنفل قبل الحرب خیف ان یسفك الغزاة دماء فی حق غیر الله ووجه قول الجماعة: ظاهر حدیث حبیب بن مسلمة ان النبی ﷺ کان ینفل فی الغزو فی البدء وفی القفول الثلث (بذل المجهود٣٠٣/١٢)

(٨) ثم ذکر حدیث أبي هریرة ان رجلا سأل النبی ﷺ فقال: رجل یرید الجهاد فی سبیل الله وهو یرید عرض الدنیا(إلی ان قال) واما إذا کان معظم مقصوده الجهاد و یرغب معه فی الغنیمة فهو داخل فی قوله تعالیٰ ﴿لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾ یعنی التجارة فی طریق الحج فکما أنه لا یحرم ثواب الحج فکذا الجهاد (شامی٣/ ٢٣٨)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی خانپوری، ١١/ ربیع الاول ١٤١٩ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرآنی مسابقہ کا حکم

سوال: قرآن پاک کی تجوید وقراءت وغیرہ خالص دینی امور میں مسابقہ کا رواج دینا صحیح ہے؟ حدیث پاک میں وسائل جہاد، گھوڑ دوڑ اور ترامی میں ثابت ہے؛ لیکن وہ وسائل ہیں، دینی امر جو عبادت ہے اس میں اور وسائل میں زمین وآسمان کا فرق ہے، تلاوت قرآن خوانی اور قراءت وتجوید یہ تو عبادت اور خالص دین ہے اس میں مسابقہ کیسا؟ اگر کسی نص سے یا فقہاء کے کلام سے ثابت ہو تو اس کی نشان دہی صراحت وصفائی کے ساتھ ظاہر فرمائیں، مجھے اس سلسلہ میں صرف خلجان ہی نہیں بلکہ نص صریح سے عدم صحت نظر آتی ہے؛ اس لیے اس کی وضاحت کا طالب ہوں۔ بخاری شریف جلد اول کتاب الجھادص: ۳۹۴ پر روایت موجود ہے: عن ابی موسی قال: جاء رجل الی النبی ﷺ فقال: الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانك، فمن فی سبیل اللہ؟ قال: من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ حدیث پاک کے کلمات میں غور کرلیجیے صاف نظر آرہا ہے یہ روایت اور کتب حدیث میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے، بہت سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

لوگوں میں قرآن پاک کو صحتِ حروف اور تجوید کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کا شوق وذوق پیدا ہو، اور اس کا رواج عام ہو اس مقصد سے اگر کوئی ادارہ یا کوئی شخص اپنی طرف سے انعام کا نظم کرکے علومِ دینیہ کے طلبہ میں مسابقہ رکھے تو یہ جائز ہے، یہ چیز قرآن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وحدیث اور علومِ دینیہ جو مدارِ دین ہیں ان کی ترویج اور تقویت کا باعث ہے، مدارس عربیہ میں امتحانات کے موقع پر تمام درجات وعلوم میں اعلیٰ نمبر پانے والے طلبہ کو خصوصی انعامات سے نوازنے کا دستور زمانۂ قدیم (زمانۂ اکابر) سے چلا آرہا ہے۔

آپ نے جو روایت پیش فرمائی ہے اس سے عدمِ جواز ثابت نہیں ہوتا اس میں تو نیت پر کلام کیا گیا ہے، خود جہاد میں (جو اس روایت میں منصوص ہے) خصوصی کارنامہ انجام دینے والے مجاہدین کو نفل (یعنی خصوصی انعام) سے نوازا جانا کتبِ حدیث وفقہ میں مصرح ہے، کتبِ فقہ اور شروح حدیث سے چند عبارتیں پیش ہیں:

(ولا باس بالمسابقة فی الرمی والفرس) والبغل والحمار كذا فی الملتقی والمجمع (والا بل و) علی (الا قدام) (حل الجعل) (ان شرط المال) (من جانب واحد وحرم لو شرط) فیها (من الجانبین) لا نه یصیر قمارا (الا اذا ادخلا ثالثا) محللا (بینهما) (و) كذا الحكم فی (المتفقهة) (تنویر الابصار مع شرحه الدر المختار) (قوله وكذا الحكم فی المتفقهة) ای علی هذا التفصیل، وكذا المصارعة علی هذا التفصیل وانما جاز لا ن فیه حثا علی الجهاد وتعلم العلم فان قیام الدین بالجهاد والعلم فجاز فیما یرجع الیهما لا غیر كذا فی فصول العلائی (شامی ۵/ ۲۸۴ کوئٹہ)

ولوقال واحد من الناس لجماعة من الفرسان اوللا ثنین فمن سبق فله كذا من مال نفسه او قال للرماة من اصاب الهدف فله كذا جاز لانه من باب التنفیل من بیت المال كالسلب ونحوه یجوز فما ظنك بخالص ماله فصار انواع السبق اربعة: ثلاثة منها جائزة وواحد منها لا یجوز وقد ذكرنا الجمیع ویعرف ذلك بالتأمل وعلی هذا الفقهاء اذا تنازعوا فی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المسائل وشرط للمصيب منهم جعل جاز ذلك اذا لم يكن من الجانبين على ماذكرنا فى الخيل لان المعنى يجمع الكل اذ التعليم فى البابين يرجع الى تقوية الدين واعلاء كلمة الله الخ (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعى ٦/ ٢٢٨، شامى ٥/ ٥٣١)

وحكى عن الشيخ الامام الجليل ابى بكر محمد بن الفضل انه اذا وقع الاختلاف بين المتفقهين فى مسئلة وارادا الرجوع الى الاستاذ وشرط احدهما لصاحبه انه ان كان الجواب كماقلت اعطيتك كذا، وان كان الجواب كما قلت فلا آخذ منك شيئا ينبغى ان يجوز على قياس الاستباق على الافراس، وكذلك اذا قال واحد من المتفقهة لمثله تعال حتى نطارح المسائل فان اصبت واخطأت اعطيتك كذا وان اصبت واخطأت فلا آخذ منك شيئا يجب ان يجوز وبه اخذ شيخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانى كذا فى المحيط وما يفعله الامراء فهو جائز ايضا بان يقولوا لاثنين ايكما سبق فله كذا (عالمگيرى ٥/ ٣٢٤)

ان اعرابيا جاء الى رسول الله ﷺ فقال ان الرجل يقاتل للذكر ويقاتل ليحمد ويقاتل ليغنم ويقاتل ليرى مكانه، فقال رسول الله ﷺ من قاتل حتیٰ تكون كلمة الله هى الاعلى فهو فى سبيل الله عز وجل (سنن ابو داؤد) ان الرجل يقاتل للذكر اى ليذكر بين الناس ويشتهر بالشجاعة ويقاتل ليحمد اى ليحمده الناس على شجاعته ويقاتل ليغنم اى ليحصل له من مال الغنيمة ويقاتل ليرى مكانه اى مرتبته من الشجاعة، فمرجع الذى قبله الى السمعة ومرجع هذا الى الرياء وكلاهما مذموم، فقال رسول الله ﷺ من قاتل حتى تكون كلمة الله

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

هى الاعلى فهو فى سبيل الله عز وجل، قال الحافظ المراد بكلمة الله دعوة الله الى الاسلام يحتمل ان يكون المراد انه لا يكون فى سبيل الله الا من كان سبب قتاله طلب اعلاء كلمة الله فقط بمعنى انه لو اضاف الى ذلك سببا من الاسباب المذكورة اخل بذلك ويحتمل ان لا يخل اذا حصل ضمنا لا اصلا ومقصودا وبذلك صرح الطبرى فقال اذا كان اصل الباعث هو الاول لا يضره ماعرض له بعد ذلك وبذلك قال الجمهور والحاصل ان القتال منشأة القوة العقلية والقوة الغضبية والقوة الشهوانية ولا يكون فى سبيل الله الا الاول (بذل المجهود ١١/ ٤٣٥ بيروت)

(عن ابى هريرة ان رجلا) لم اقف على تسميته (قال يارسول الله ﷺ رجل يريد الجهاد فى سبيل الله وهو يبتغى عرضا من عرض الدنيا) بفتح المهملة والراء اى متاعها وهذا القول يحتمل معنيين او لهما معناه يريد الجهاد فى سبيل الله باعتبار الظاهر والحال ان مطلوبه الاصلى ومقصوده الحقيقى عرض الدنيا وثانيهما معناه انه يريد الجهاد فى سبيل الله باعتبار نيته والحال انه يطلب معه عرض الدنيا ويخلط معه نية حصولها (فقال النبى ﷺ لااجر له) فعلى الاول معناه لااجر له مطلقا وهو خائب ممقوت وعلى الثانى لااجر له كاملا (بذل المجهود ١١/ ٤٣٣،٤٣٤ بيروت)

وفى السير الكبير: ان طلب الدنيا على نوعين، الاول: ان يكون مقصودا فذاك هوذا والثانى تبعا فلا بأس به ﴿ولا جناح عليكم ان تبتغوا فضلا من ربكم﴾ الآية (حاشية بذل المجهود ١٣/١٢)

اماالمسئلة الثالثة: وهى هل يجوز الوعد بالتنفيل قبل الحرب ام ليس يجوز ذلك فانهم اختلفوا فيه فكره ذلك مالك واجازه جماعة وجه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قوله ان الغزو انما یقصد به وجه الله العظیم ولتکون کلمة الله هی العلیا واذا وعد الامام بالنفل قبل الحرب ضیف ان یسفك الغزاة دماءً فی حق غیر الله ووجه قول الجماعة ظاهرحدیث حبیب بن مسلمة ان النبی ﷺ کان ینفل فی الغزو فی البدء وفی القفول الثلث. (بذل المجهود ۱۲/۳۰۳)

ثم ذکر حدیث ابی هریرة ان رجلا سأل النبی ﷺ فقال رجل یرید الجهاد فی سبیل الله وهویرید عرض الدنیا فقال علیه الصلوٰة والسلام لااجر له الحدیث قال ثم تاویله من وجهین احدهما ان یری انه یرید الجهاد و مراده فی الحقیقة المال فهذا کان حال المنافقین ولااجر له او یکون معظم مقصوده المال وفی مثله قال علیه الصلوٰة والسلام للذی استؤجر علی الجهاد بدینارین انما لك دینارك فی الدنیا والآخرة واما اذا کان معظم مقصوده الجهاد ویرغب معه فی الغنیمة فهو داخل فی قوله تعالیٰ ﴿لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾ یعنی التجارة فی طریق الحج فکما انه لا یحرم ثواب الحج فکذا الجهاد (شامی ۳/ ۲۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

امراض کے دفعیہ کے لیے چالیس دفعہ یٰس شریف کا ختم کرنا

(سوال): آج کل مختلف قسم کے امراض: سرطان، کینسر، فالج، لقوہ، ہارڈ وغیرہ؛ کی وبائیں پھیلی ہوئی ہیں، بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یٰسین شریف کا ختم ۴۰/مرتبہ پڑھوا کر مسجد میں بعدِ عشاء صحت یابی کے لیے دعا کرتے ہیں، کیا شرعاً ایسا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کر سکتے ہیں؟ اگر بعد ختم یٰسین کے درود شریف یا کوئی ذکر اللہ یا توبہ واستغفار کی تسبیح کا بھی ذکر کرالیا جائے اور ذکر کرانے والا کسی کا مجاز بیعت ہو تو کرا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بھی ہمیشہ نہیں؛ صرف ماہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سورۂ یٰسین شریف کو چالیس دفعہ پڑھ کر دعاء کرنے کا عمل اگر تجربہ سے مفید ثابت ہو اور اس سے مصائب وامراض دور ہو جاتے ہوں تو درست ہے، مصائب دور کرنے کے لیے اصل عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنا اور گناہوں سے پرہیز؛ نیز سنت کی اشاعت کرنا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۳۴۳ بتغییر یسیر)

ختم یٰسین کے بعد درود شریف یا ذکر کی بھی اجازت ہے؛ البتہ ان تمام امور کو ضروری نہ سمجھا جائے کہ شرکت نہ کرنے والوں پر دلوں میں اعتراض ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ختم قرآن کا طریقہ

ایصال ثواب کے لیے لیلۃ الجائزہ کا انتظار

سوال: قرآن کے ختم کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور قرآن کے ختم پر دعائے ختم قرآن پڑھنا ضروری ہے؟ خصوصاً رمضان میں قرآن کے ختم کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو ہر ختم پر دعا پڑھنا ضروری ہے یا رمضان کے اخیر میں لیلۃ الجائزہ دعا ختم قرآن پڑھ کر بخش

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دیں (ایصال ثواب کردیں)؟ نیز ایصال ثواب کے طریقے سے بھی آگاہ فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو آدمی نماز میں پورا قرآن ختم کرے وہ جب معوذتین یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ایک رکعت میں پڑھ چکے، تو دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ بقرہ کا ابتدائی حصہ الم سے ھم المفلحون تک پڑھے؛ اس لیے کہ حدیث شریف میں اس طرح ختم کرنے کی خوبی وارد ہوئی ہے، نماز کے باہر بھی یہی طریقہ ہے۔ دعائے ختم قرآن پڑھنا جائز ہے، (یعنی ضروری اور واجب نہیں)۔ (عمدۃ الفقہ)

ایصال ثواب کے لیے بھی لیلۃ الجائزہ کا انتظار ضروری یا مستحب نہیں ہے، جو کچھ پڑھ کر بخشنا ہے اس کے بعد یہ کہہ دے کہ: اے اللہ! میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں فلاں (یعنی جس کو ثواب پہنچانا مقصود ہے اس کا نام) کو پہنچا دے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۳/ ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

قرآن کس وقت ختم کرے؟

سوال: ختم قرآن کے بارے میں یہ سنا ہے صحیح ہے؟ کہ: موسم سرما میں قرآن شروع رات میں ختم کیا جائے تاکہ رات لمبی ہونے کی وجہ سے ملائکہ کی دعا طویل رات تک ملتی رہے، اور موسم گرما میں دن کے شروع میں ختم کیا جائے تاکہ..... تو میرا معمول ہے کہ اگر دونوں وقتوں کے علاوہ اگر قرآن ختم کے قریب ہوتا ہے تو میں دس سورتیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چھوڑ کر دوسرا قرآن شروع کر دیتی ہوں، پھر موسم کے اعتبار سے شروع دن یا شروع رات میں ختم کرتی ہوں، یعنی بقیہ ۱۰ر سورتیں پڑھ کر الحمد شریف الم سے مفلحون تک پڑھ لیتی ہوں، کیا میرا یہ فعل درست ہے؟ اور یہ صورت صرف رمضان میں ہی آتی ہے، غیر رمضان میں تو دن میں ایک پارہ ہی پڑھنا مقصود ہوتا ہے تو یہ بات نہیں ہوتی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! جو سنا ہے، صحیح ہے؛ البتہ رمضان میں جو طریقہ آپ نے اپنایا ہے وہ درست نہیں؛ کیوں کہ ایک قرآن ختم کرنے کے وقت الم سے مفلحون تک پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ دوسرا قرآن فوراً شروع ہو جائے، حالاں کہ دوسرا قرآن آپ پہلے ہی شروع کر چکی ہیں، اور یہ جو پڑھ رہی ہیں اس سے دوسرا قرآن شروع کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۳ر ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

تلاوت کے وقت کسی دوسرے کا کرسی پلنگ وغیرہ پر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے

سوال: بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عورتیں تلاوت قرآن پاک کرنے کے لیے جمع ہوتی ہے اس میں بعض کرسی پلنگ وغیرہ پر بیٹھ جاتی ہیں اور دوسری نیچے بیٹھتی ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کچھ عورتیں اپنی بیماری اور معذوری کی وجہ سے نیچے بیٹھ نہیں سکتی وہ پلنگ یا کرسی پر بیٹھ جائیں اور دوسری عورتیں نیچے بیٹھ کر تلاوت قرآن پاک کریں تو درست ہے بلا عذر ایسی شکل اختیار کرنا جو بہ ظاہر قرآن پاک کے ادب کے خلاف ہو درست نہیں۔

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رہے کہ دن یا وقت کی تعیین کے ساتھ ایصال ثواب کے لیے قرآن پڑھنے کے واسطے جمع ہونا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری ۱۸ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غیر مسلم کو آیت کریمہ لکھ کر دینا

سوال: کسی ہندو کے لیے قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ بنا کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر قرآن کی آیت کو شیشے کی فریم کر کے اس کو دکان یا مکان میں لٹکا سکتا ہے؟ اس لیے اس کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ اس کی تعظیم وتکریم کرتا ہے، اور اس کی طرف سے اس کی بے ادبی وتوہین کا اندیشہ نہیں ہے تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بدبودار دھواں کتبِ دینیہ کومس کرے تو بے ادبی ہے

سوال: جس مکان یا گھر میں کلام اللہ شریف اور دیگر کتبِ دینیہ مثلاً حدیث شریف وغیرہ ہوں تو اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اسی مکان میں اہل خانہ یا مہمان وغیرہ بیڑی، سگریٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں، اور دھواں تقریباً قرآن شریف کومس کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ دھواں بدبودار ہوتا ہے، اور ہمارے دیار (بہار وغیرہ) میں حقہ نوشی ہوتی ہے اور اس میں اور اضافہ کے ساتھ دھویں کا صدور ہوتا ہے؛ لہٰذا ان صورتوں میں اعمال مذکورہ قرآن شریف کی موجودگی میں کرنا کیسا ہے مکروہ یا حرام؟ اگر مکروہ ہے تو اقسام مکروہ بھی ذکر فرمائیں یا مکروہ نہ ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر یہ بدبودار دھواں قرآن پاک کومس کرتا ہے اور قرآن پاک جزدان یا ڈبے وغیرہ میں بند نہیں ہے تو اس سے احتراز کرنا چاہئے، خلاف ادب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عورت کے لیے تلاوتِ قرآن کے وقت کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

سوال: عورت کے لیے کسی ذی رحم محرم کے سامنے جن اعضاء کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے ان اعضاء کا تلاوت قرآن کے وقت ڈھانپنے کا کیا حکم ہے فرض ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عمدۃ الفقہ میں آدابِ تلاوت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: لباس وغیرہ درست رکھے، ممنوع لباس نہ پہنے۔ (۲/۱۷۵)

عورت کے لباس کے لیے شریعتِ مطہرہ کی طرف سے جو اصول وضوابط مقرر کئے گئے ہیں اس پر کلام کرتے ہوئے ''عورت کے لباس اور پردہ کے شرعی احکام'' میں لکھا ہے: لباس کا پہلا بنیادی اصول یہ ہے کہ خواتین کا لباس اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ جس سے ان کے جسم کی بناوٹ اور وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں جن کو چھپانا واجب ہے؛ بلکہ لباس ایسا ہونا ضروری ہے کہ جس سے مکمل طور پر ستر پوشی ہو۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں لباس کا پہلا مقصد یہ بیان فرمایا کہ لباس ایسا ہو جو عورت کی پوشیدہ اور شرم کی چیزوں کو چھپا سکے، اس سے واضح ہوا کہ گویا لباس کا بنیادی مقصد سترِ عورت ہے، اور یہ خواتین میں سر سے لے کر پاؤں تک ہے جس کو چھپانا ان کے لیے ہر حال میں ضروری ہے، بلا ضرورتِ شرعیہ اس حصہ کو کھولنا جائز نہیں، اس لیے عورت کو سر سے لے کر پاؤں تک کا حصہ ایسے کپڑے سے چھپانا ضروری ہے جو اتنا موٹا ہو کہ اندر سے جسم کا کوئی حصہ کھلا نہ رہ جائے، عورت کے لباس میں خاص کر یہ تینوں چیزیں ضروری ہیں۔ (۲۲، ۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ سوال میں جن اعضاء سے متعلق پوچھا گیا ہے وہ بھی ستر کا حصہ ہونے کی وجہ سے بوقتِ تلاوت ان کو چھپانا بھی آدابِ تلاوت میں سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ
الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بے وضو قرآن مجید پڑھنے کا حکم

سوال: مجھے زیادہ تر حدث لاحق ہوتا ہے، وضو کرتا ہوں اور آدھا گھنٹہ اور ایک گھنٹہ تو مشکل سے وضو رہتا ہے، تو قرآن کس طرح پڑھا جائے؟ کیا اگر بغیر وضو کے پڑھے تو گناہ ہوگا یا نہیں، اور اگر گناہ ہوتا ہے تو قرآن پڑھنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آدھا یا پورا گھنٹہ تو آپ کا وضو رہتا ہی ہے پھر کیا حرج ہے؟ اتنے وقت میں تو آدمی بہت کچھ پڑھ سکتا ہے، پھر یہ بھی کہ حالتِ حدث میں قرآن چھونا ممنوع ہے، اور کوئی آدمی زبانی قرآن پڑھ رہا ہے اور قرآن کو ہاتھ نہیں لگا رہا ہے تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸ / جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

پانی پر قدرت کے باوجود تیمم سے قرآن مجید چھونا

سوال: پانی پر قدرت کے باوجود عجلت بازی کے خیال سے تیمم کے ساتھ قرآن کا مس کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جائز نہیں ہے۔

الضابط انه يجوز لكل مالا تشترط الطهارة له ولو مع وجود الماء، وأما ما تشترط له فيشترط فقد الماء كتيمم لمس مصحف فلا يجوز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لواجد الماء (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کیا منبر پر قرآنِ کریم رکھنا بے ادبی ہے؟

سوال: منبر پر کلام مجید کا رکھنا جب کہ اس پر کپڑا اچھا کر رکھتے ہیں، کیا بے ادبی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ادب اور بے ادبی کا مدار عرف پر ہے، عرف میں جو بات یا جو معاملہ بے ادبی سمجھا جاتا ہو ایسا معاملہ قرآن پاک کے ساتھ کرنا روا نہیں۔ سوال میں دریافت فرمودہ صورت کا حکم بھی اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، مؤرخہ ۱۳/ذوالحجۃ ۱۴۱۴ھ

پیکٹ میں بند یٰس لے کر استنجاء خانہ میں جانا

سوال: مثلاً میرے جیب میں سورۂ یٰس شریف ہے اور پیکٹ میں پیک ہے، تو کیا اس کو نکالے بغیر اس کو ساتھ میں رکھ کر پیشاب، پاخانہ میں جا سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب وہ پیکٹ میں بند ہے اور پیکٹ جیب میں ہے تو اس کے ساتھ بیت الخلاء میں جا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کلام مجید تعویذ وغیرہ جیب میں رکھ کر بیت الخلاء جانا

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلوں میں۔ وہ تعویذ وغیرہ جس میں قرآن پاک کی مکمل آیت ہو جیسے آیت الکرسی وغیرہ اسی طرح سفر وغیرہ کے دوران چھوٹا کلام پاک جیب میں ہو تو کیا دریں صورت بیت الخلاء جا سکتے ہیں؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ جیب میں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ شوال المکرم ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ٹی۔وی والے گھر میں تلاوتِ قرآن شریف

سوال : ایک گھر میں دس بھائی لوگ رہتے ہیں، ایک بھائی نے (T. V) لے کر رکھا ہے، اس میں ناچ گانا ہوتا ہے اس کو دیکھتا ہے، اور اللہ کی وہاں لعنت اترتی ہے، کیا اسی گھر میں دوسری جگہ بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت یا تسبیح یا نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا گناہ ہے؟ (اسی جگہ یعنی دوسرے کمرہ میں)۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس گھر کے دوسرے کمرہ میں کلام پاک کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ کرنی چاہئے؛ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت وصدقہ میں دوسرے بھائی کو اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لعنت سے۔جس میں وہ گرفتار ہے۔نجات عطا فرمائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

سرکاری تقریب کے موقع پر قرآن پڑھنا

سوال: کسی سرکاری تقریب (گاندھی جنم دن وغیرہ) کے موقع پر قرآن پڑھنا اس مجلس میں درست ہے جب کہ ہر مذہب کے رہنماؤں کو بلایا جاتا ہے؟ جو امام کمیٹی مسجد کی وجہ سے شرکت پر مجبور ہیں وہ کیا کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر اس مقصد سے تلاوت کی جائے کہ اللہ کے کلام سے غیر مسلموں کے دل متأثر ہو کر اسلام سے قریب ہو جائیں تو گنجائش ہے، اگر محض رسمی طور پر ہو یا اس کے اعزاز میں ہو تو اجازت نہیں۔(ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ شوال ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سیاسی جلسہ میں تلاوت قرآن کا حکم

سوال: بکر سیاسی جلسہ کی تلاوت قرآن پاک سے ابتدا کرتا ہے؛ لیکن محمد اس کو ناجائز کہتا ہے، اور تلاوت کلام پاک سے منع کرتا ہے، دریافت امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں کون حق بجانب ہے؟ آیا قرآن شریف کی تلاوت سیاسی جلسہ میں کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ جلسہ اہل اسلام سے متعلق سیاسی امور کے لیے منعقد کیا گیا ہے تو سیاسی جلسہ ہونے کے باوجود اہل اسلام کا جلسہ ہونے کی وجہ سے اس کی ابتداء تلاوت کلام اللہ شریف سے ہو تو مستحسن اور باعث برکت ہے؛ لیکن یہ فرض واجب بھی نہیں کہ اس کے ترک سے گناہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ رجب ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ہونٹ ہلائے بغیر تلاوت واذکار

سوال: کیا ذکر وتلاوت کرتے وقت آواز نکالنا ہے یا نہیں؟ یا صرف ہونٹ ہلاوے تو چلے گا یا بغیر ہونٹ ہلائے منہ بند کر کے ذکر وتلاوت کر سکتے ہیں؟ اور عصر اور فجر کے بعد کے اذکار کو نماز سے پہلے پڑھ لیا تو کافی ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بغیر ہونٹ ہلائے منہ بند رکھنے سے تلاوت اور تسبیحات وغیرہ ان تمام امور کا تحقق نہ ہوگا، جن کا تعلق زبان کی ادائیگی سے ہے، حروف کو صحیح نکالنا ضروری ہے، اس طور پر کہ اپنے کان کو سنائی دے۔ (شامی ۱/ ۳۹۴، ۳۹۵) حدیث میں جن اذکار کے لیے جو محل متعین کیا گیا ہے اس کی رعایت ضروری ہے، اور مشائخ کے بتلائے ہوئے اذکار کے سلسلہ میں انہیں سے رجوع کر لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ صفر ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرآن مجید کی تلاوت ترنم سے کرنا

سوال: کیا قرآن مجید کی تلاوت نعت یا نظم پڑھنے کے طرز پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نعت یا نظم کے طرز پر پڑھنے سے مراد ترنم سے پڑھنا ہے۔ تو اگر اس طرح پڑھنے سے وہ حدود قراءت سے نہیں نکلتا ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

وحکی ابن بطال عن جماعة من الصحابة و التابعین الجواز وھو منصوص للشافعی و نقله الطحاوی عن الحنفیة و قال الفورانی من الشافعیة فی الابانة یجوز بل یستحب و محل ھذا اذا لم یختل بشئ من الحروف عن مخرجه فلو تغیر قال النووی فی التبیان اجمعوا علی تحریمه الخ (فتح الباری ۹/ ۵۹)

الترجیع بالقرآن و الاذان بالصوت الطیب طیب إن لم یزد فیه الحروف و إن زاد کره له ولمستمعه (در مختار) (قوله الترجیع بالقرآن و الاذان الخ) الاولی التلحین ای التغنی وفی الذخیرة و ان کانت الالحان لا تغیر الکلمة عن وضعھا ولا تؤدی الی تطویل الحروف الّتی حصل التغنی بھا حتی یصیر الحرف حرفین بل لتحسین الصوت و تزیین القراءة لا یوجب فساد الصلوة و ذلك مستحب عندنا فی الصلوة و خارجھا الخ (شامی ۵/ ۲۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

منبر پر قرآن شریف رکھنا

سوال: منبر پر کپڑا اچھا کر کلام مجید رکھنا بے ادبی تو نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق اور ناخن و بال کہاں ڈالیں؟

سوال: قرآن مجید اور کتابوں کے پتے جو پھٹ جاتے ہیں ان کو دفنانا ہے یا جلانا ہے یا پانی میں ڈالنا ہے؟ اسی طرح پرانی جائے نماز اور ناخن اور سر کے بالوں کو کہاں ڈالے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قرآن کریم کے اوراق کو جو بوسیدہ یا دیمک خوردہ ناقابل انتفاع ہو چکے ہوں، پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ میں جہاں لوگوں کی آمد و رفت بالکل نہ ہو یا کم ہو، دفن کر دیا جائے، جیسا کہ مسلمان میت کو دفنایا جاتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ بوسیدہ قرآن مجید کے ساتھ کوئی وزنی شیء باندھ دی جائے، اور اس طرح اس کو بہتے ہوئے گہرے پانی یا کنویں کی تہہ میں احترام کے ساتھ پہنچا دیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ۱/ ۸۳، ۸۴)

ناخن اور سر کے بال کے لیے بہتر تو یہ ہے کہ دفن کئے جائیں؛ لیکن یہ ضروری نہیں، پاک جگہ میں ڈالنا بھی درست ہے۔ (بحوالہ الاختیار، فتاوی رحیمیہ ۳/ ۲۱۴)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پرانی جائے نماز دوسرے جائز کام میں لی جا سکتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو کیا کریں؟

سوال : شہر میں قرآن کریم کے اوراق دفن کرنے کی جگہ نہ ہو، اور قبرستان میں لوگ دفن نہ کرنے دیتے ہوں، حال یہ کہ ہمارے پاس دو تین قرآن کی بوریاں ہیں جو قابل استعمال نہیں، تو اس کی حفاظت کی کیا شکل ہے؟ اور دریا میں ڈالنے سے اس کی بے ادبی ہوگی کیوں کہ موجیں ان اوراق کو دریا سے باہر پھینک دیتی ہیں، اور قرآن کے اوراق کو اپنے ہاتھوں جلا کر اس کی راکھ کو پانی کے کنویں میں ڈالیں تو کیسا ہے؟ اور نا قابل استعمال قرآن کے اوراق کو جلانا کیسا ہے؟ حالاں کہ بعض موقع پر مسلمان کے پورے گھر کو کافر جلا دیتے ہیں؛ مگر قرآن باقی رہتا ہے، خدا اس کی حفاظت کرتا ہے، تو کیا انسان اس کو اپنے ہاتھوں سے جلا سکتا ہے؟ اور اگر جلا سکتا ہے تو کیا اس میں قرآن کی توہین نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

قرآن کریم (کے اوراق) جو بوسیدہ یا دیمک خوردہ، نا قابل انتفاع ہو چکے ہوں، ایسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ میں جہاں لوگوں کی آمد و رفت بالکل نہ ہو یا کم ہو (قبرستان ہونا ضروری نہیں ہے) دفن کر دیا جائے، جیسا کہ مسلمان میت کو دفنایا جاتا ہے، یعنی اس کے لیے لحد (بغلی قبر) بنائی جائے؛ تا کہ قرآن پر مٹی نہ پڑے، اور اگر لحد بنانا ممکن نہ ہو تو شق (صندوقی قبر) بنا کر قرآن رکھ کر تختوں سے چھت بنا لی جائے، اس کے بعد اس پر مٹی ڈالی جائے؛ تا کہ سیدھے طور پر قرآن پر مٹی نہ پڑے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسری صورت یہ ہے کہ بوسیدہ قرآن مجید کے ساتھ کوئی وزنی شیء باندھ دی جائے، اور اس طرح اس کو بہتے ہوئے گہرے پانی میں یا کنویں کی تہہ میں احترام کے ساتھ پہنچا دیا جائے، جہاں مذکورہ بالا صورتوں پر عمل ممکن ہو اور یہ صورتیں اطمینان بخش بھی ہوں تو جلانے کی اجازت نہ ہوگی، خصوصاً جبکہ جلانے کو بے حرمتی سمجھا جاتا ہو تو جلانے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۱/ ۸۳ تا ۸۵)

آپ کے لیے مناسب یہ ہے کہ قرآن پاک کے بوسیدہ اور ناقابل انتفاع اوراق کو جمع کرتے رہیں، جب اس کی معتد بہ مقدار ہو جائے تب پورے احترام کے ساتھ ان کو شہر سے باہر غیر آباد مقام پر لے جاکر مندرجۂ بالا طریقہ پر دفن کر دیا جائے، یا پاک کپڑے میں رکھ کر پاک بوریوں میں اچھی طرح بند کر کے اس کے اندر ہی وزنی پتھر (پاک کر کے) رکھ دیئے جائیں، اس کے بعد کشتی کے ذریعہ سمندر کے کچھ اندر کو جا کر احترام کے ساتھ پانی میں اتار دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب ما يتعلق بالفقه والحديث

فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے؟

سوال: فتویٰ نقل کرنا کس کا کام ہے؟

ایک شخص نے صرف معمولی طور پر مخارج قرآن یاد کر رکھا ہے، نہ وہ حافظ ہے اور نہ وہ صاحبِ سند قاری ہے، نہ وہ عالم؛ البتہ ٹوٹا پھوٹا اردو جان لیتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسری شق: ایک شخص صرف حافظ وقاری ہے، عالم اور درسِ نظامی سے دور کا بھی واسطہ نہیں، کیا ایسے دونوں حضرات اردو فتاویٰ کی کتابوں سے کسی معاملہ میں فتویٰ نقل کرکے فتویٰ جاری یا اس کو اختیار کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

فتویٰ نقل کرنے کا حق کس کو حاصل ہے؟ ایک شخص ماہرِ علوم شرع ہے، فنِ فقہ، اصولِ فقہ، فنِ حدیث، اصولِ حدیث، فنِ تفسیر، اصولِ تفسیر، فنِ فصاحت و بلاغت، فنِ میراث، فنِ علمِ کلام، علمِ منطق وفلسفہ؛ گویا تمام علومِ نحو، صرف وغیرہ میں بھی مہارت رکھتا ہے اور اس کے نزدیک زمانہ کے علمائے مشاہیر کی جانب سے سند بھی ہے، تو یہ شخص فتاویٰ کی کتب (فتاویٰ دار العلوم قدیم جدید، کفایت المفتی، فتاوی رشیدیہ، فتاوی محمودیہ، امداد الفتاوی، فتاوی رحیمیہ وغیرہ) سے یہ عالم فتاوی نقل کرکے عوام کو بتا سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور فتاویٰ نقل کرنے والا عالم جامع العلوم ہونے کے باوجود ظاہری و باطنی اعمالِ صالحہ کی پابندی بھی کرتا ہے، جلد جواب مع حوالجات کے بیان کرکے لکھ دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے اور کس کو نہیں ہے؟ اس سلسلہ میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح عقود رسم المفتي" میں فتاوی ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اصولی بات نقل فرمائی ہے، اسی کو پیش کرتا ہوں:

وقد رأيت في فتاویٰ العلامة ابن حجر: سئل في شخص يقرأ و يطالع في الكتب الفقهية بنفسه، ولم يكن له شيخ، ويفتي ويعتمد على مطالعته في الكتب، فهل يجوز له ذلك ام لا؟ فأجاب بقوله لا يجوز له الافتاء بوجه من الوجوه؛ لأنه عامي جاهل، لا يدري مايقول؛ بل الذي يأخذ العلم عن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المشائخ المعتبرين لا يجوز له أن يفتي من كتاب، ولا من كتابين؛ بل قال النووي: ولا من عشرة، فإن العشرة والعشرين قد يعتمدون كلهم على مقالة ضعيفة في المذهب، فلا يجوز تقليدهم فيها، بخلاف الماهر الذي أخذ العلم عن أهله، وصارت له فيه ملكة نفسانية، فإنه يميز الصحيح من غيره، ويعلم المسائل، وما يتعلق بها على الوجه المعتد به، فهذا هو الذي يفتي الناس، ويصلح أن يكون واسطة بينهم وبين الله تعالىٰ، وأما غيره فيلزمه إذا تسور هذا المنصب الشريف التعزير البليغ، والزجر الشديد، الزاجر ذلك لامثاله عن هذا الامر القبيح الذي يؤدى إلى مفاسد لا تحصى، والله أعلم انتهىٰ (شرح عقود رسم المفتی ٤٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ ذوقعدہ ۱۴۱۰ھ

مجتہد فیہ امر کے متعلق فتویٰ کے منکر کا حکم

سوال: ایک شخص نے مجھے سوال کیا کہ عورتیں ایک امام کے پیچھے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہیں کہ نہیں؟ تو میں نے انکار کیا، تو اس شخص نے کہا کتابوں میں آتا ہے کہ پہلی صف آدمیوں کی، پھر بچوں کی پھر خنثوں کی، پھر عورتوں کی، تو عورتوں کو کیوں صف میں شمار کیا؟ تو میں نے اس آدمی سے کہا کہ جو آپ کہہ رہے ہیں وہ بات منسوخ ہوگئی، تو اس نے کہا اِس وقت کے علماؤں نے یہ ابھی نکالا ہے، تو میں نے کہا کہ یہ بات جو آپ کر رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود عورتوں کو منع کر دیا، تو اس آدمی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہی نہیں ہے، اور اس کے بارے میں علماؤں نے اپنی طرف سے فتویٰ لگایا ہے، اور اس نے صاف انکار کر دیا کہ میں مانتا نہیں ہوں کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہو، تو کیا اس آدمی پر کافر کا فتویٰ لگا سکتے ہیں؟ خلاصہ لکھیں اور کتاب کے حوالے بھی لکھیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسے آدمی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، اگر کوئی آدمی کسی فتویٰ کے ماننے سے انکار کرے، اور وہ فتویٰ کسی قطعی چیز کے متعلق نہیں ہے؛ بلکہ کسی مجتہد فیہ امر سے متعلق ہے تو اس کا انکار کفر نہیں۔ (کفایت المفتی ۱/ ۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فتویٰ کون لکھ سکتا ہے؟

سوال: مسئلہ بتانے اور لکھنے کا حق کیا صرف مفتی ہی کو ہے یعنی اگر کوئی آدمی کسی مسئلہ کو استفتاء کی شکل میں پیش کرے تو اس کا جواب صرف مفتی ہی لکھ سکتا ہے چاہے وہ کیسی ہی ادنیٰ صلاحیت رکھے؟ اور کوئی جید الاستعداد عالم ہو تو بھی وہ صرف بتا سکتا ہے لکھ نہیں سکتا ہے؟ براہِ کرم نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتویٰ نویسی کے لیے کچھ شرائط ہیں، جو آدمی ان شرائط کے مطابق ہو، وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے، علامہ ابن عابدین شامی نے اس موضوع پر مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے، جس میں فتویٰ دینے کے لیے جن چیزوں کا لحاظ کرنا مفتی کے لیے ضروری ہے ان کو خوب وضاحت سے لکھا ہے، ہمارے مدارس عربیہ میں مفتی کے نصاب میں یہ داخل ہے اس کا مطالعہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مفید ہوگا، مدارس عربیہ میں عالم فاضل کا جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ اگر فتویٰ دینے کے لیے کافی ہوتا تو ہمارے اکابر فتوی نویسی کے لیے مستقل نصاب تجویز نہ فرماتے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ مفتی کے شرائط بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: شرط المفتی كونه مكلفا، مسلما، ثقة، مامونا، متنزها عن اسباب الفسق، وخوارم المروءة، فقيه النفس، سليم الذهن، رصين الفكر، صحيح التصرف، والاستنباط متيقظا الخ.

علامہ شامی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:

وقد رأيت فى "فتاوىٰ العلامة ابن حجر" سئل فى شخص يقرأ ويطالع فى الكتب الفقهية بنفسه، ولم يكن له شيخ ويفتى ويعتمد على مطالعته فى الكتب، فهل يجوز له ذلك ام لا؟ فاجاب بقوله: لا يجوز له الافتاء بوجه من الوجوه، لأنه عامى، جاهل لايدرى مايقول، بل الذى يأخذ العلم عن المشائخ المتعبرين لايجوز له ان يفتى من كتاب ولا من كتابين، بل قال النووى: ولا من عشرة، فإن العشرة والعشرين قد يعتمدون كلهم على مقالة ضعيفة فى المذهب، فلا يجوز تقليدهم فيها، بخلاف الماهر الذى أخذ العلم عن أهله، وصارت له فيه ملكة نفسانية، فإنه يميز الصحيح من غيره، ويعلم المسائل، وما يتعلق بها على الوجه المعتد به، فهذا هو الذى يفتى الناس ويصلح أن يكون واسطة بينهم وبين الله تعالىٰ (شرع عقود رسم المفتى ٤٤)

آگے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

فللمفتى اتباع عرفه الحادث فى الألفاظ العرفية، وكذا فى الاحكام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

التی بناها المجتهد علی ماکان فی عرف زمانه، وتغیر عرفه إلی عرف اخر اقتداء بهم لکن بعد أن یکون المفتی ممن له رأی، ونظر صحیح، ومعرفة بقواعد الشرع حتی یمیز بین العرف الذی یجوز بناء الاحکام علیه وبین غیره، فإن المتقدمین شرطوا فی المفتی الاجتهاد وهذا مفقود فی زماننا،، فلا اقل من ان یشترط فیه معرفة المسائل بشروطها وقیودها التی کثیرا مایسقطونها، ولا یصرحون بها اعتمادا علی فهم المتفقه، وکذا لابدله من معرفة عرف زمانه واحوال اهله، والتخرج فی ذلك علی استاذ ماهر، ولذا قال فی آخر منیة المفتی: لو ان الرجل حفظ جمیع کتب اصحابنا لا بد أن یتلمذ للفتویٰ حتی یهتدی إلیه، لأن کثیرا من المسائل یجاب عنه علی عادات اهل الزمان فیما لا یخالف الشریعة الخ (۹۷)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فتویٰ دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ عالم، صاحب بصیرت، کثیر المطالعہ، وسیع النظر، احوال زمانہ سے واقف ہو، جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ افتاء کا اہل نہیں اور اس کے فتویٰ پر بدون تحقیق وتصدیق کے عمل جائز نہیں اور اس کو خود فتوی دینا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ۲/۲۳۶)

یہ تو ہوئی جید الاستعداد عالم کی بات، امید ہے کہ عبارات بالا سے آپ کو تسلی وتشفی ہوگئی ہوگی، اب رہا وہ مفتی جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں: چاہے وہ کیسی ہی ادنی صلاحیت رکھے تو اس کا جواب تو یہ ہے کہ کسی نے اگر کسی بھی مدرسہ سے ایک عدد سند مفتی کی حاصل کرلی ہے لیکن اس میں مندرجۂ بالا اوصاف موجود نہیں ہیں تو اس کے لیے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے، اس سند کا حال ایسا ہی ہے جیسا عالم فاضل کی اس سند کا ہوتا ہے جو ایسے شخص کو دے دی جاتی ہے جو مروجہ نصاب تعلیم کسی بھی مدرسہ میں جوں توں پورا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرلیتا ہے، یہ امر آپ پر مخفی نہیں ہے۔ فإلی اللہ المشتکی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسئلہ اور فتویٰ میں فرق

سوال: ہمارے بعض ساتھی یہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ اور فتویٰ میں کوئی فرق نہیں ہے، کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ اور مسئلہ اور فتویٰ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کوئی عالم دین شریعت کا حکم بیان کرے اس کا نام فتویٰ ہے، اور جس معاملہ کا حکم بیان کرنا مقصود ہو اس کو مسئلہ کہتے ہیں، عام بول چال میں ایک دوسرے پر بھی ہر ایک کا اطلاق ہوتا ہے، اس اعتبار سے یہ کہنا بھی درست ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

فتویٰ کو نہ ماننا

سوال: اگر کوئی آدمی فتویٰ کو نہیں مانتا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

گنہ گار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسئلہ بتلانے کے لیے مفتی ہونا ضروری نہیں

سوال: راقم الحروف سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ بالغ لڑکا لڑکی صرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک دوسری بالغ لڑکی کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرلیں تو کیا نکاح ہو جائے گا؟ بندہ نے معارف القرآن (از حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جلد اول ﴿الطلاق مرتان﴾ الخ کی ذیل میں تفسیر میں تحریر عبارت ''اگر دو مرد و عورت بغیر گواہوں کے آپس میں نکاح کرلیں اور دونوں فریق میں کوئی بھی اختلاف وانکار بھی نہ کرے اس وقت بھی شرعاً وہ نکاح باطل کالعدم ہے، جب تک دو گواہوں کے سامنے دونوں کا ایجاب وقبول نہ ہو''۔ اور درس نظامی کی اساسی بنیادی کتاب ''مختصر القدوری'' کی عبارت ''لا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدین: حرین، بالغین، عاقلین، مسلمین، أو رجل وامرأتین عدولا کانوا أو غیر عدول الخ اور بہشتی زیور (از حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ) میں نوشتہ مسئلہ ''نکاح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہونے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہوگا'' کی روشنی میں سائل کے جواب میں کہا کہ آپ نے جو صورت بیان کی ہے اس صورت میں نکاح نہیں ہوگا، کچھ دنوں کے بعد ایک دوسرے صاحب تشریف لائے اور بندہ سے کہا کہ آپ اس طرح سے غلط مسئلہ بتا کر لوگوں کو گمراہ نہ کریں، آپ عالم ہیں، مفتی نہیں ہیں جو آپ لوگوں کو مسئلہ بتاتے ہیں، یہ کام صرف مفتی کا ہے، بندہ نے جواباً عرض کیا کہ اگر مسئلہ معلوم ہو تو بتانے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ اس کے بعد آں صاحب نے ایک مفتی صاحب (جو شہر چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے ہیں) کے حوالہ سے بتایا کہ اگر لڑکا لڑکی بغیر گواہوں کے ایجاب وقبول کرلیں تو نکاح ہو جائے گا؛ بشرطیکہ زنا کی نیت نہ ہو۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان صاحب کا یہ کہنا کہ عالم مسئلہ نہیں بیان کرسکتا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صرف مفتی صاحب کو ہی مسئلہ بتانے کی اجازت ہے، کیا ان کی یہ بات صحیح ہے؟ اور ان صاحب کا مفتی صاحب کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ اگر لڑکا لڑکی بغیر گواہ کے ایجاب وقبول کرلیں تو نکاح ہو جائے گا بشرطیکہ زنا کی نیت نہ ہو، کیا واقعی حضرت مفتی صاحب کی یہ بات صحیح ہے؟ بندہ کا مقصد صرف اور صرف اپنی اصلاح ہے، کسی کو ذلیل کرنا نہیں، اگر حضرت مفتی صاحب کی بات درست اور احقر کا بیان کردہ مسئلہ غلط ہے تو بندہ برسرعام اپنی بات سے رجوع کرنے کے لیے تیار ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ سے دریافت کئے گئے سوال کے جواب میں آپ نے نکاح نہ ہونے کا حکم سائل کو بتلایا وہ درست اور صحیح ہے، کچھ دنوں کے بعد دوسرے صاحب نے آکر آپ کو جو مسئلہ بتلایا وہ صحیح نہیں ہے؛ نیز اگر کسی آدمی کو کسی معتبر کتاب سے پڑھ کر یا کسی معتبر عالم ومفتی سے سن کر کوئی مسئلہ معلوم ہو تو وہ اس کو دوسرے کے سامنے بیان کرسکتا ہے، وہ صاحب -آپ نے معتبر کتاب سے معلوم کر کے جو مسئلہ بتلایا اس پر اعتراض کرتے ہوئے اس کو صرف مفتی کے لیے جائز بتلاتے ہیں تو پھر وہ- خود بھی تو مفتی نہیں، وہ کیوں مسئلہ بتاتے ہیں، چاہے مفتی کے حوالہ سے ہی کیوں نہ ہو، انہوں نے جن مفتی صاحب کے حوالہ سے غلط مسئلہ بتلایا ہے آپ ان مفتی صاحب سے بھی براہ راست تحقیق فرمالیں کہ آپ کی طرف نسبت کر کے یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے، کیا واقعۃً آپ نے ایسا مسئلہ بتلایا ہے؟ اگر ان کا جواب اثبات میں ہو تو ان سے اس مسئلہ کا مأخذ دریافت فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۹/محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کسی خاص شخصیت یا ادارہ کے متعلق فتویٰ معلوم کرنا

سوال: کسی خاص مدرسہ کی کیفیت کو سامنے رکھ کر فتویٰ معلوم کرنا گناہ میں شمولیت کا درجہ تو نہیں رکھتا جب کہ خلوص سے ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مدار نیت پر ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے بخوبی واقف ہے، إن الله عليم بذات الصدور۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹؍شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ہدایہ کی ایک عبارت کا مفہوم

سوال: ایک شخص نے کسی سمت میں تیر پھینکا، اور اس کا گمان یہ تھا کہ وہاں کوئی آدمی ہوگا، اور وہ شکار نکلا؛ تو ہدایہ میں ہے کہ اس کا کھانا حلال ہوگا؛ تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، اس لیے کہ جب اس کا گمان یہ ہے کہ وہ آدمی ہوگا؛ تو اس کا ارسال ہی صحیح نہیں ہوا، اور جب ارسال صحیح نہیں ہوا؛ تو پھر شکار کیسے حلال ہوگا؟ برائے مہربانی اشکال رفع کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ولو أصاب المسموع حسه وقد ظنه اٰدميا فاذا هو صيد يحل لانه لا معتبر بظنه مع تعينه.(ہدایہ اخیرین، ص:۹)

تیر کے ذریعہ شکار کردہ جانور کے حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ فعلِ اصطیاد پایا جائے، اور فعل کا اصطیاد ہونا اس پر موقوف ہے کہ جس نشانہ پر تیر چلایا گیا ہے وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صید ہو۔ صورت مسئولہ میں چاہے اس نے جس جاندار کا کھڑ کا سنا اس کو آدمی سمجھ کر تیر چلایا؛ لیکن واقعۃً وہ شکار ہے تو اس کے ظن اور ارادہ کا اعتبار نہیں ہوگا، اس لیے کہ محسوسِ معین میں ظن کا اعتبار نہیں کیا جاتا؛ بلکہ حقیقتِ حال کا اعتبار ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کا یہ فعل اصطیاد قرار پا کر شکار حلال ہوا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر کے یہ کہے کہ: ''اس کتیا کو طلاق''، تو بیوی کو طلاق پڑ جائے گی (کما فی البدائع)۔ الحاصل! حلتِ صید کے لیے ''رمی الی الصید'' ہونا شرط ہے جو یہاں موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

''ان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ'' قاعدہ کا محلِ استعمال

سوال: بندہ فتاوی شامی کا مطالعہ کر رہا تھا، بندہ نے ایک عبارت دیکھی:

وفي البحر: أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق إمرأته، فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولاحاجة هنا كذا في الخانية (شامی مکتبہ نعمانیہ ۲/ ۴۲۱)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبارت مذکورہ میں ''أن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة'' یہ ایک قاعدہ ہے، اور اس قاعدے کے ماتحت ایک جزئیہ بھی ہے، اب اس قاعدے کے ماتحت یہ صورت کہ ایک آدمی کی شادی گاؤں میں ہی ہوئی ہے اور اس کی بیوی گھر میں موجود ہو یا اسی گاؤں میں بیوی اپنے باپ کے یہاں ہو، اور شوہر کاغذ میں طلاق لکھ کر مکان کی چوکھٹ پر ڈال کر چلا جائے، تو اس صورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ وجہ دریافت یہ ہے کہ جس طریقہ پر شامی کے جزئیہ میں کتابت کی حاجت وضرورت نہیں ہے، اسی طریقہ پر صورت مذکورہ میں بھی کتابت کی حاجت وضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ عورت گھر میں موجود ہے، اس کو زبان سے ہی طلاق دے دی جائے، تو کیا اسی علت جامعہ کی بناء پر صورت مذکورہ کو شامی کے جزئیہ پر قیاس کر کے عدم وقوع طلاق کا حکم ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

گھر میں موجود ہونا عدم حاجت کے لیے کافی نہیں ہے، اس لیے کہ ایک ہی عمارت اور مکان میں مختلف کمروں میں موجود اشخاص میں بھی بذریعہ تحریر پیغام کی لے دے ہوتی ہے۔ کما لا یخفی علی المتأمل۔ اور دوسرے مکان میں ہو تو عدم حاجت کا تحقق اس سے زیادہ مستبعد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اسقاط حمل کے متعلق "جواھر الاخلاطی" کی ایک عبارت

سوال: فقہ کی کتابیں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسقاطِ حمل چار مہینے سے پہلے عذر کی وجہ سے جائز ہے اور چار مہینے کے بعد کسی حال میں بھی جائز نہیں؛ لیکن فتاویٰ ہندیہ میں جواہر الاخلاطی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مطلقاً اسقاطِ حمل جائز ہے اور اس پر "وعلیہ الفتویٰ" بھی کہا۔ ہندیہ کی عبارت یہ ہے:

العلاج لاسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر و الظفر و نحوهما لا يجوز، و إن كان غير مستبين الخلق يجوز، و أما في زماننا يجوز على كل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حال و علیه الفتویٰ، کذا فی جواهر الاخلاطی.

(فتاوی ہندیہ٥/ ٣٥٦ باب:١٨ کتاب الکرھیة)

اور ''ہدایہ''٢ / ٢٩٢ کتاب النکاح کے حاشیہ نمبر ٩ پر بھی یہی لکھا ہے؛ حالاں کہ ہمارے بزرگوں میں سے کسی نے اس پر فتویٰ دیا ہو نظر سے نہیں گزرا، تو کیا اس زمانہ میں اس پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسی قول کے متعلق کسی کتاب میں ''علیه الفتویٰ'' کہنا یہ اس کی ترجیح وتصحیح ہے، اور ترجیح وتصحیح اسی کی قابل قبول اور معتبر ہوگی جو اس کا اہل ہو یعنی ترجیح دینے والا عالم فقہاء کے اس طبقہ سے تعلق رکھتا ہو جو ترجیح وتصحیح کی اہلیت رکھتے ہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ نویسی کے اس اصول کی صراحت اپنی کتاب ''شرح عقود رسم المفتی''(ص:٤٤، زکریا) میں فرمائی ہے:

اعلم بأن الوا جب اتباع ما		ترجيحه عن أهله قد علما

و قولی عن أهله أی أهل الترجیح إشارة إلی أنه لا یکتفی بترجیح أيّ عالم کان الخ(ص:٤٨مکتبہ زکریا)

صورت مسئولہ میں فتاوی عالمگیری میں جواھر الاخلاطی کے حوالہ سے جو ترجیح نقل کی گئی ہے اس میں تلاش بسیار کے باوجود نہ یہ معلوم ہو سکا کہ ''اخلاطی'' کون ہیں؟ اور نہ ان کی کتاب ''جواہر'' کا پتہ چل سکا؛ اس لیے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، غالباً اسی لیے علامہ شامی نے باوجود اس کے کہ اس مسئلہ پر اپنے مشہور حاشیہ ''رد المحتار''المعروف بہ ''شامی'' میں تین مقامات (٢ / ٤١٢، ٥ / ٢٦٤، ٥ / ٣٠٤) پر بحث کی ہے؛ لیکن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس قول کی طرف معمولی اشارہ بھی نہیں کیا، بحر الرائق کے حاشیہ ”منحة الخالق“ (۳/ ۲۱۵) میں بھی کوئی ادنیٰ اشارہ اس قول کی طرف نہیں کیا ہے، درمختار کی شرح طحطاوی میں بھی دو مقام (۲/ ۷۶، ۷۷- ۴/ ۲۱۲) پر یہ مسئلہ ہے؛ لیکن یہ قول نقل نہیں کیا ہے، اس لیے عالمگیری کی اس عبارت سے دھوکہ نہ کھائیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابر میں سے کسی نے اس پر فتویٰ نہیں دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حنفی کا شوافع کی حدیثوں پر عمل کی خواہش کرنا

سوال: میں حنفی مسلک کا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں پر میرا عمل ہو، تو کیا میں شوافع کی حدیثوں پر عمل کرسکتا ہوں؟ جبکہ ان کی حدیثیں بھی ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دو حدیثوں میں تعارض ہونے کی صورت میں ہر حدیث پر آپ کیسے عمل فرمائیں گے؟۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

”المؤمن في المسجد كالسمك في الماء“ اور ”الفاسق في السوق كالطير في القفص“ حدیث کی تحقیق

سوال: باعثِ تحریر یہ ہے کہ ”المؤمن في المسجد كالسمك في الماء“ اور ”الفاسق في السوق كالطير في القفص“ یہ دونوں جملے کیا کسی حدیث سے ثابت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں؟ یا یوں ہی کسی بزرگ کے قول ہیں، یا کہ ضرب المثل میں سے ہیں، مع حوالۂ کتب جلد از جلد روانہ فرمائیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے یہاں بہت بڑا تنازع پیدا ہوا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تتبع اور تلاشِ بسیار کے باوجود مسئولہ عبارت کا حدیث ہونا کسی کتاب میں نہیں ملا، کتبِ موضوعات میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ہے؛ البتہ اس کا دوسرا جملہ کچھ تغیر کے ساتھ یعنی "المنافق في المسجد كالطير في القفص" حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ (جن کا صحابی ہونا مختلف فیہ ہے) کی طرف منسوب ملا، جس کی تصریح "تنبیه الغافلین" میں ہے: وقال النزال بن سبرة: "المنافق في المسجد كالطير في القفص". (١١٥)

اس میں تنازع کی ضرورت نہیں ہے، اگر کوئی اس کے حدیث ہونے کا مدعی ہے تو اس سے اس کی دلیل طلب کی جائے، اور کوئی اس کے کسی بزرگ کا مقولہ ہونے کا قائل ہے تو اس سے بھی دلیل کا مطالبہ کیا جائے، اس لیے کہ حوالہ مدعی کے ذمہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، مؤرخہ: ٨/ ربیع الاول ١٤٠٨ھ

١٥/ رمضان کی جمعہ میں بھیانک آواز کے متعلق روایت

سوال: اس ١٩٩٩ء کے رمضان شریف میں ایک بات ہمارے علاقے میں پھیل گئی تھی کہ: ١٥/ رمضان شریف جمعہ کے دن پڑا ہے؛ اس لیے آج کی رات کوئی بھیانک منظر یا خطرناک قسم کی آواز آئے گی، جس نے بھی دروازہ کھلا رکھا یا اس کی آواز کا جواب دیا وہ مرجائے گا۔ اور اس بات کی نسبت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی طرف کی گئی تھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ حضرت موصوف نے تحریر فرمائی ہے، اور بدعتی حضرات نے رمضان کے مہینے میں ایک ہفتہ قبل جمعہ میں اس قسم کا بیان دیا تھا، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس روایت کی صحت ثابت نہیں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اللآلی المصنوعہ'' میں اس طرح کی روایت ذکر کی ہے؛ لیکن وہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جمعہ یا رمضان میں مرنے والے سے قبر میں سوال وجواب ہوں گے؟

سوال: بچپن سے دیکھتا رہا کہ کسی شخص کا انتقال جمعہ کو یا رمضان المبارک میں ہوتا تو اہلِ علم بھی خوش ہوتے تھے، اور یہ بھی سنتا رہا کہ ان ایام میں مرنے والا حساب کتاب سے بچ جاتا ہے۔ کل ندوہ سے نکلنے والے ۱۵/ روزہ ''تعمیر حیات'' کی اشاعت ۲۵/ مارچ ۲۰۰۱ء ص: ۲۲ پر سوال وجواب دیکھا، جس میں تحریر ہے کہ: جمعہ کے دن یا رمضان کے مہینے میں اگر کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے تب بھی اس سے حساب کتاب کیا جائے گا، قبر میں سوال جواب ہوگا، یہ غلط بات ہے جو مشہور ہو گئی ہے کہ قبر میں اس سے سوال جواب نہیں ہوگا۔ چوں کہ احقر کے لیے یہ نیا علم تھا؛ لہٰذا اس کی توثیق کے لیے آں محترم کو زحمت دے رہا ہوں، حق کیا ہے؟ واضح فرمائیں؛ تاکہ اس کے مطابق عقیدہ رکھوں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

ومن لا يسأل ينبغي أن لا يلقن.(درمختار) (قوله:ومن لا يسأل إلخ) أشار إلى أن سؤال القبر لا يكون لكل أحد، ويخالفه ما في السراج: كل ذي روح من بني آدم يسأل في القبر بإجماع أهل السنة؛لكن يلقن الرضيعَ الملكُ، وقيل: لا؛ بل يلهمه الله تعالى كما ألهم عيسى في المهد. اه لكن في حكاية الإجماع نظر،فقد ذكر الحافظ ابن عبد البر أن الآثار دلت على أنه لا يكون إلا لمؤمن أو منافق ممن كان منسوبا إلى أهل القبلة بظاهر الشهادة دون الكافر الجاحد، وتعقبه ابن القيم، لكن رد عليه الحافظ السيوطي، وقال ما قاله ابن عبد البر هو الأرجح، ولا أقول سواه. ونقل العلقمي في شرحه على الجامع الصغير: أن الراجح أيضا اختصاص السؤال بهذه الأمة، خلافا لما استظهره ابن القيم، ونقل أيضا عن الحافظ ابن حجر العسقلاني: أن الذي يظهر اختصاص السؤال بالمكلف، وقال: وتبعه عليه شيخنا يعني الحافظ السيوطي. ثم ذكر أن من لا يسأل ثمانية: الشهيد، والمرابط، والمطعون، والميت زمن الطاعون بغيره إذا كان صابرا محتسبا، والصديق، والأطفال، والميت يوم الجمعة أو ليلتها، والقارئ كل ليلة تبارك الملك؛ وبعضهم ضم إليها السجدة، والقارئ في مرض موته قل هو الله أحد.اه وأشار الشارح إلى أنه يزاد الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام-؛لأنهم أولى من الصديقين.(شامی ۱/۶۳۹)

قال في الأشباه في أحكام يوم الجمعة:ويأمن الميت فيه من عذاب القبر، ومن مات فيه أو في ليلته أمن من فتنة القبر وعذابه. (الأشباه والنظائر۳۹۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قوله:ويأمن الميت فيه من عذاب القبر. أقول: قال أهل السنة والجماعة: عذاب القبر حق، وسؤال منكر ونكير وضغطة القبر حق، سواء كان مؤمنا أو كافرا، مطيعا أو فاسقا؛ لكن إذا كان كافرا فعذابه يدوم إلى يوم القيامة، ويرفع العذاب عنهم يوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبي ﷺ لأنهم ما داموا في الأحياءلا يعذبهم الله في الدنيا بحرمة النبي ﷺ فكذلك في القبر يرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وكل رمضان بحرمته، فيعذب اللحم متصلا بالروح، والروح متصلا بالجسم، فتتألم الروح مع الجسد وإن خارجا منه؛ ثم المؤمن على وجهين: إن كان مطيعا لايكون له عذاب ويكون له ضغطة، فيجد هول ذلك وخوفه، وإن كان عاصيا يكون له عذاب القبر وضغطة القبر؛ لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة، ثم لا يعود العذاب إلى يوم القيامة.وإن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر، ثم ينقطع عنه العذاب؛ كذا في المعتقدات للشيخ أبي المعين النسفي الحنفي. قيل: يشكل كلامه في حق الكفار لقوله تعالى:فلا يخفف عنهم العذاب؛ اللّٰهُمَّ إلا أن يراد بالتخفيف رفع العذاب بالكلية.

قوله: ومن مات فيه أو في ليلته إلى آخره. في التجنيس والمزيد: من مات يوم الجمعة يرجى له فضل؛ لأن لبعض الأيام فضلا على البعض (انتهى) وفي جامع المضمرات والمشكلات: وسئل أبو نصر عمن مات يوم الجمعة أو بمكة هل يرجى له فضل؟ قال: نعم؛ لأن لبعض المكان والزمان على البعض فضلا، فهذا يدل على إرادة السعادة والفضيلة. وجاء في الأخبار عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ثلاثة يعصمهم الله

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعالى من عذاب القبر: المؤذن، والشهيد، والمتوفّٰى ليلة الجمعة (انتهى).
وأفاد المصنف بالمسألة الثانية الأمن من الفتنة؛ إذ لا يلزم من عدم العذاب عدم الفتنة.(الاشباہ والنظائر مع شرحہ للحموی ۲/۲۳۹)

وفي الدر المختار: ويأمن الميت من عذاب القبر، ومن مات فيه أو في ليلته أمن من عذاب القبر؛قال الشامية:(قوله ويأمن الميت من عذاب القبر إلخ) قال أهل السنة والجماعة: عذاب القبر حق، وسؤال منكر ونكير وضغطة القبر حق؛ لكن إن كان كافرا فعذابه يدوم إلى يوم القيامة، ويرفع عنه يوم الجمعة وشهر رمضان،فيعذب اللحم متصلا بالروح، والروح متصلا بالجسم، فيتألم الروح مع الجسد، وإن كان خارجا عنه، والمؤمن المطيع لا يعذب؛ بل له ضغطة يجد هول ذلك وخوفه، والعاصي يعذب ويضغط؛ لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لا يعود، وإن مات يومها أو ليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم ينقطع، كذا في المعتقدات للشيخ أبي المعين النسفي الحنفي من حاشية الحموي ملخصا.(شامی۱/۶۱۰)

وفى المشكاة:وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ: ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر.
(رواه أحمد والترمذي وقال: هذا حديث غريب وليس إسناده بمتصل)

وقال الملا علي القاري في المرقاة:(وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ: ما من مسلم): زيادة "من" لإفادة العموم،فيشمل الفاسق إلا أن يقال: إن التنوين للتعظيم (يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة): الظاهر أن "أو" للتنويع لا للشك (إلا وقاه الله)،أي: حفظه (فتنة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

القبر)، أي: عذابه وسؤاله، وهو يحتمل الإطلاق والتقييد، والأول هو الأولى بالنسبة إلى فضل المولىٰ، وهذا يدل على أن شرف الزمان له تأثير عظيم، كما أن فضل المكان له أثر جسيم.

(رواه أحمد، والترمذي، وقال: هذا حديث غريب وليس إسناده بمتصل) .

قلت: ذكره السيوطي في باب من لا يسأل في القبر، وقال: أخرجه أحمد والترمذي وحسنه، وابن أبي الدنيا عن ابن عمرو، ثم قال: وأخرجه ابن وهب في جامعه، والبيهقي أيضا من طريق اٰخر عنه بلفظ: "إلا برئ من فتنة القبر"، وأخرجه البيهقي أيضا من طريق ثالثة عنه موقوفا بلفظ: "وقي الفتان"، قال القرطبي: هذه الأحاديث أي التي تدل على نفي سؤال القبر لا تعارض أحاديث السؤال السابقة، أي: لا تعارضها بل تخصها وتبين من لا يسأل في قبره ولا يفتن فيه ممن يجري عليه السؤال ويقاسي تلك الأهوال، وهذا كله ليس فيه مدخل للقياس ولا مجال للنظر فيه، وإنما فيه التسليم والانقياد لقول الصادق المصدوق، قال الحكيم الترمذي: ومن مات يوم الجمعة فقد انكشف له الغطاء عما له عند الله؛ لأن يوم الجمعة لا تسجر فيه جهنم وتغلق أبوابها ولا يعمل سلطان النار فيه ما يعمل في سائر الأيام، فإذا قبض الله عبدا من عبيده، فوافق قبضه يوم الجمعة كان ذلك دليلا لسعادته وحسن ماٰبه، وأنه لا يقبض في هذا اليوم إلا من كتب له السعادة عنده، فلذلك يقيه فتنة القبر؛ لأن سببها إنما هو تمييز المنافق من المؤمن.

قلت: ومن تتمة ذلك: أن من مات يوم الجمعة له أجر شهيد، فكان على قاعدة الشهداء في عدم السؤال، كما أخرجه أبو نعيم في الحلية عن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جابر قال: قال رسول الله ﷺ: ”من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة أجير من عذاب القبر، وجاء يوم القيامة وعليه طابع الشهداء“.وأخرج حميد في ترغيبه عن إياس بن بكير أن رسول الله ﷺ قال: ”من مات يوم الجمعة كتب له أجر شهيد، ووقي فتنة القبر“. وأخرج من طريق ابن جريج عن عطاء قال: قال رسول الله ﷺ: ”ما من مسلم أو مسلمة يموت في يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقي عذاب القبر وفتنة القبر، ولقي الله ولا حساب عليه، وجاء يوم القيامة ومعه شهود يشهدون له أو طابع“. وهذا الحديث لطيف صرح فيه بنفي الفتنة والعذاب معا.اهـ كلام السيوطي رحمه الله.(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح۳/۲۴۳)

عبارتِ منقولہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں سوال وجواب اور عذابِ قبر اور ضغطۂ قبر کے عقیدہ پر اجمالی طور پر اہلِ سنت وجماعت میں اتفاق ہونے کے باوجود اس کی بعض تفصیلات میں علمائے اہل سنت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، چناں چہ بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ ہر انسان سے قبر میں سوال وجواب ہوگا چاہے وہ مومن ہو یا کافر، امتِ محمدیہ کا فرد ہو یا امم سابقہ سے تعلق رکھتا ہو، جب کہ بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ قبر کا سوال وجواب امتِ محمدیہ کے ساتھ خاص ہے، نیز کافرِ جاحد یعنی کھلم کھلا کافر سے یہ سوال وجواب نہیں ہوگا؛ بلکہ جو لوگ اہلِ قبلہ کی طرف منسوب ہیں اور کلمہ گو ہیں چاہے وہ مومن ہو یا منافق، ان ہی سے سوال ہوگا۔حافظ ابن عبد البر کا یہی موقف ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو راجح اور صحیح قرار دیا ہے، ساتھ ہی بہ قول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ: یہ سوال وجواب مکلفین کے ساتھ خاص ہے۔ان سارے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اختلافات کے باوجود یہ تصریح بھی کتابوں میں موجود ہے کہ بعض حضرات قبر کے سوال وجواب سے مستثنیٰ ہیں، روایاتِ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ منقولہ بالا عبارات میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت بہ حوالہ مشکوۃ اور اس کی شرح مرقاۃ کے ساتھ پیش کی گئی، مرقاۃ میں اَور روایات کا بھی تذکرہ موجود ہے جن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ بہر حال! تعمیرِ حیات کے شائع شدہ جواب میں مجیب کا یہ لکھنا ''یہ بات غلط ہے جو مشہور ہوگئی کہ قبر میں اس سے سوال وجواب نہیں ہوگا'' یہ علی الاطلاق درست نہیں۔ ہاں! بعض حضرات علما اس طرف گئے ہیں جیسا کہ منقولہ بالا عبارات کے نمبر ۱ر میں تفصیل موجود ہے، اس پر ان روایات کی وجہ سے جن میں علی الاطلاق قبر میں سوال وجواب کا ہونا مذکور ہے اشکال نہ کیا جائے؛ بلکہ دوسری روایات کے ذریعہ سے ان روایات میں تخصیص تسلیم کی جائے گی، جیسا کہ میدان حشر میں اعمال کے متعلق حساب ہونا کئی قرآنی آیات اور احادیث میں مصرح ہے، اس کے باوجود یہ بھی تسلیم شدہ بات ہے کہ بہت سے لوگ وہ ہوں گے جو بلا حساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ عذابِ قبر، فتنۂ قبر اور ضغطۂ قبر کے الفاظ حدیث میں وارد ہوئے ہیں، ضغطۂ قبر سے مراد قبر کی ہولناکی ہے یہ ہر ایک کو پیش آئے گی، چاہے بچہ ہی کیوں نہ ہو، عذابِ قبر کفار اور گنہ گار مسلمانوں کو ہوگا، فتنۂ قبر کا لفظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عذاب اور سوال وجواب دونوں کو شامل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰ر رجب ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا شب جمعہ میں مرنے والے سے قبر میں سوال جواب نہیں ہوں گے؟

سوال: سنا ہے کہ جس مسلمان کا جمعہ کی شب یا روز میں انتقال ہو تو اسے قبر میں سوال نہیں کئے جاتے ہیں، تو کیا ایسے شخص کے پاس منکر نکیر آتے ہی نہیں ہیں، اور یہ میت اسی طرح قیامت تک سوتا رہے گا یا اس کی اور کونسی صورت ہے؟ اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

سوال نہیں کئے جانے کا یہی مطلب ہے کہ اس کے پاس قبر میں منکر نکیر نہیں آئیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴؍ ذو القعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

درود پاک میں لفظ "سیدنا" کا اضافہ

سوال: درود شریف لکھتے وقت دل میں بار بار وارد ہوا کہ درود شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مقدس سے پہلے لفظ "سیدنا" کا اضافہ کرتا چلوں؛ مگر پھر خیال آیا کہ اس کے متعلق اپنے حضرات مشائخ اور مفتیان کرام سے رجوع کرنے کے بعد عمل کیا جائے، اپنی تائید میں شواہد کے طور پر پانچ سات حوالے رقم کر رہا ہوں امید کہ اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① علماء کرام کی ایک بڑی جماعت نے لفظ ''سیدنا'' پڑھنے اور لکھنے کو ظہیریہ، شرح منہاج النووی اور الدر المختار وغیرہ کتب میں مستحب، مناسب اور افضل بتایا ہے۔ (شامی ۵۱۳)

② درمختار میں ہے کہ لفظ ''سیدنا'' کا بڑھا دینا مستحب ہے، علامہ رملی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔

③ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مواہب میں لفظ ''مولیٰ'' (مولانا) بھی شمار کیا ہے، یعنی درود شریف میں اس طرح پڑھنا اولیٰ، افضل اور باعث ادب ہے۔ ''اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم'' (جامع صغیر ۲؍۵۴)

④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درود شریف میں لفظ ''سیدنا'' اس طرح منقول ہے: اللهم صل على سيد المرسلين ﷺ۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف میں لفظ ''سیدنا'' بڑھانا اور پڑھنا مناسب اور مستحب ہے۔

(از فضائل درود شریف ۴ ۲۳ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

⑤ ایک مرتبہ مولانا ولایت حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام ربانی حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ: حضرت! نماز کے درود شریف میں لفظ ''سیدنا'' پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ تو حضرت محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ ''سیدنا'' پڑھنے کے لیے نہ فرمایا ہو؛ مگر ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم ''سیدنا'' پڑھتے رہیں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال پر مزید فقیہانہ عقلی تشریح فرمائی ہے جو حضرت کی سوانح تذکرۃ الرشید ۲/ ۲۹۱ پر مرقوم ہے۔

⑥ لفظ ''سیدنا'' پڑھنے کے متعلق مدینہ طیبہ میں وہاں کے قاضی القضاۃ الشیخ امیر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ابن بلیہد کے ساتھ مملکت سعودیہ کے فرماں روا سلطان عبد العزیز کی موجودگی میں محدث سہارنپوری حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عربی زبان میں علمی مکالمہ ہوا، اس میں محدث سہارنپوری نے حدیث پاک کی روشنی میں لفظ ''سیدنا'' پڑھنا ثابت فرمادیا تھا، یہ پوری بحث تذکرۃ الخلیل ۲۹۸ سوانح مولانا خلیل احمد سہارنپوری میں مرقوم ہے۔

⑦ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زاد السعید میں لکھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے ''سیدنا'' بڑھادینا مستحب اور افضل ہے۔

(از فضائل درود شریف ۱۴۸ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

⑧ شیخ المحدثین مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: درود شریف میں لفظ ''سیدنا'' کا اضافہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ضرور کردیں۔

(از مولانا محمد زکریا صاحب اور ان کے خلفاء کرام ۱/ ۲۳۲ مرتبہ: مولانا یوسف متالہ صاحب مدظلہ)

مذکورہ بالا شواہد میں حضرت اقدس گنگوہی اور محدث سہارنپوری کی علمی بحث مختصراً لکھی ہے، اصل مضمون قابل مطالعہ ہے، سوال طویل ہوگیا، معاف فرمائیں۔

اصل مقصد یہی ہے کہ مذکورہ بالا اکابرین امت کی آراء اور اقوال کی روشنی میں درود پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مقدس سے پہلے لفظ ''سیدنا'' لکھنے میں کسی قسم کی ممانعت یا حرج تو نہیں؟ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درمختار میں ہے: وندب السيادة؛لأن الزيادة الاخبار بالواقع عين سلوك الأدب فهوأفضل من تركه، ذكره الرملي الشافعي وغيره وما نقل: لا تسودوني فى الصلوة فكذب. (درمختار)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(قوله ذكره الرملي الشافعي) اى فى شرحه على منهاج النووى، ونصه، والافضل الاتيان بلفظ السيادة كما قاله ابن ظهيرية، وصرح به جمع، وبه افتى الشارح لأن فيه الاتيان بما امرنا به وزيادة الاخبار بالواقع الذى هو ادب، فهو افضل من تركه وإن تردد فى افضليته الاسنوى، وما حديث لاتسيدونى فى الصلوة فباطل لا اصل له، كما قاله بعض متأخرى الحفاظ، وقول الطوسى انها مبطلة غلطاهواعترض بان هذا مخالف لمذهبنا لمامر من قول الإمام من انه لو زاد فى تشهده أو نقص فيه كان مكروها، قلت: فيه نظر، فإن الصلوة زائدة على التشهد ليست منه، نعم ينبغى على هذا عدم ذكرها فى "واشهد ان محمداً عبده ورسوله" وانه يأتى بها مع ابراهيم عليه السلام (درمختار مع الشامی ۱/ ۳۷۹)

عبارت بالا سے نماز میں بھی درود شریف میں حضور انور علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ لفظ "سیدنا" کہنے کا افضل و بہتر ہونا معلوم ہوتا ہے، چناں چہ صاحب احسن الفتاویٰ اسی طرف گئے ہیں۔

(دیکھئے احسن الفتاوی ۳/ ۲۷)

امداد الفتاویٰ (۱/ ۷۹۳) میں عبارت بالا نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس اضافہ کے افضل ہونے میں تردد کیا اور اکثر نے افضل کہا ہے، اور تشہد میں اضافہ نہ کیا جائے اور ابراہیم علیہ السلام کے نام کے ساتھ اضافہ کا یہی حکم ہے۔اھ۔

عمدۃ الفقہ میں ہے: نماز میں بھی درود شریف میں حضور انور علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ لفظ "سیدنا" کہنا افضل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور بہتر ہے، اور تشہد میں ''اشهد أن محمدا'' کے ساتھ ''سیدنا'' کا لفظ نہ ملاوے، بعض کے نزدیک نماز کے درود شریف میں لفظ ''سیدنا'' نہ ملانا بہتر ہے۔ (۱۱/۲)

بہر حال نماز کے علاوہ درود شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے لفظ ''سیدنا'' کا اضافہ مستحب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں؛ البتہ نماز میں اس کا حکم مندرجۂ بالا عبارتوں میں آچکا ہے، اس لیے آپ درود شریف کی نسبت سے جو رسالہ لکھ رہے ہیں اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے لفظ سیدنا کا اضافہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جواب فتاویٰ مظاہر العلوم سے نقل کیا جاتا ہے:

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ سیدنا کا اضافہ صلوۃ میں اولیٰ لکھا ہے تو غیر صلوۃ میں بھی بالا ولیٰ اولیٰ ہوگا اور کتابت میں بھی لکھنا اولیٰ ہے۔ (فتاوی مظاہر العلوم ۱/ ۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ الجواب صحیح: عبدالقیوم راجکوٹی

ایک درود شریف کی تحقیق

سوال: کیا یہ درود حدیث پاک سے ثابت ہے: ''صَلاَةً وَّسَلاَماً عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله'' کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر پڑھ سکتے ہیں؟ کیا اس کا ثبوت کسی امام کے نزدیک ہے یا حرف ندا حاضر کے لیے، مگر ہم حضور کہتے ہیں اس کا معنی حاضر کا ہوا؟ تو کیا حضور کہہ سکتے ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں مذکور الفاظ کے ساتھ احقر کی نظر سے نہیں گزرا، ترکیبِ نحوی کے اعتبار سے اس کو درست قرار دینے کے لیے بھی مقدر ماننا پڑے گا، کسی امام سے بھی اس کا منقول ہونا میرے علم میں نہیں، قبرِ اطہر پر پڑھنے کی گنجائش ہے؛ البتہ وہاں بھی ان الفاظ میں پڑھنا مناسب ہے جو علمائے کرام نے آدابِ زیارت کے تحت بیان فرمائے ہیں، اردو زبان میں حضور کا لفظ تعظیم وعزت کا لقب ہے، جیسے: حضرت کا لفظ، اس لیے بول سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

"أنا وكافل اليتيم" إلخ کا مطلب

سوال: عن سهل بن سعد قال: قال رسول الله ﷺ: أنا وكافل اليتيم له ولغيره في الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطى وفرج بينهما شيئا (البخاری) سوال یہ ہے کہ "يتيم له" سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے مرد کے سوتیلے بچے مراد ہیں جن کا باپ مر چکا ہو، وضاحت فرمائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس حدیث میں آپ کے نزدیک کسی لفظی صحت کی ضرورت ہے تو صحیح حدیث صاف لکھ کر بھیج دیجئے اس کے معنوں کے ساتھ۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے یہ روایت بخاری شریف میں کہاں دیکھی؟ حوالہ نہیں لکھا ہے، میں نے عجلت میں بخاری شریف کی ورق گردانی کی تو "باب اللعان" میں ۷۹۹ (مطبوعہ اصح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المطابع) اور "باب فضل من يعول يتيما" ۸۸۸ (طبع مذکور) میں یہ روایت حسب ذیل الفاظ میں ملی: سعمت سهل بن سعد عن النبي ﷺ قال: أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا وقال: بإصبعه السبابة والوسطى آپ نے "له ولغيره" کا جو اضافہ نقل فرمایا ہے وہ مجھے نظر نہیں آیا؛ البتہ مشکوۃ شریف ۴۲۲ پر یہ روایت بخاری کے حوالہ سے اس طرح لکھی ہوئی ہے جیسی آپ نے نقل فرمائی ہے۔ مرقات شرح مشکوۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "رواہ البخاری" پر یہ شرح فرماتے ہیں:

وفي الجامع الصغير أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا رواه أحمد والبخاري وأبوداؤد والترمذي عن سهل بن سعد اه وظاهره أن قوله في المشكاة له ولغيره من كلام سهل أو من بعده أدرج في الحديث أو هو رواية أخرى وفيها زيادة مقبولة الخ (۹/ ۲۱۴،۲۱۳)

"لہ" کی وضاحت مرقات میں ان الفاظ سے کی گئی ہے۔ أي كائنا لذا نك الكافل كولد ولده وإن سفل أو ابن أخيه ونحوه (۹ /۲۱۳) یعنی یہ یتیم اس پرورش و کفالت کرنے والے کا ہو، مثلاً اس کی اولاد کی اولاد اگر چہ نیچے تک ہو۔ (مثلاً اسکا پوتا، پڑپوتا، نواسا پڑنواسا وغیرہ) یا اس کا بھتیجا وغیرہ (بھانجا) ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

إنه ليغان على قلبي کا مطلب کیا ہے؟

سوال: حدیث میں جو یہ الفاظ آئے ہیں "انه ليغان على قلبي" (مشكوة المصابیح، ص: ۲۰۳) اس کا کیا مطلب ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس کی تفصیل مرقات شرح مشکوۃ جلد پنجم ۱۲۳/ ۱۲۴ پر ملاحظہ فرمالیں۔

سئل الأصمعی عن هذا الحدیث فقال عن قلب من تروون هذا فقالوا عن قلب النبی ﷺ فقال لو کان عن قلب غیرہ لکنت افسرہ لك (مرقات ۵/ ۱۲۴)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نورانی حجاب مراد ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طعام المیت یمیت القلب کا مطلب

سوال: طعام المیت یمیت القلب اس عبارت کا مفہوم بوضاحت رقم فرمائیں۔ یہ عبارت کہاں کی ہے اور درست کیا ہے؟ بحوالہ لکھیں، اس سے یہ سمجھنا کہ قرآن خوانی مروجہ میں کھانا درست نہیں کہاں تک مطابق ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں ”طعام المیت یمیت القلب“ حدیث نیست، کلام بعضے از تجربہ کاران ست، گویند: مراد از طعام میت الخ (فتاویٰ عزیزی ۲/ ۱۰۶) ترجمہ: ”طعام المیت یمیت القلب“ یہ قول حدیث نہیں؛ بلکہ بعض تجربہ کاروں کا قول ہے، اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ: میت کے کھانے سے وہ کھانا مراد ہے جو چالیس دن تک لوگ کھلاتے ہیں اور وہ کھانا دل کو مردہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میت کی موت کے آثار ظاہر ہونے کے وقت سے اور اس کے بعد اس کھانے کے سرانجام اور تقسیم کا خیال رہا کرتا ہے کہ یہ کھانا اقرباء میں یا ان لوگوں میں جو کہ مسجدوں میں رہا کرتے ہیں تقسیم کیا جاوے گا، تو جن لوگوں کو یہ کھانا پہنچتا ہے وہ لوگ متوقع اور منتظر اس کھانے کے رہتے ہیں، اور شرع کا مقصود یہ ہے کہ میت کی موت سے لوگ عبرت پکڑیں، اور نصیحت سے مستفید ہوں، اور آخرت کی فکر میں مشغول ہوویں، اور غفلت سے ہوشیار ہوویں، اور یہ مقصود اس صورت میں بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ (سرور عزیزی ترجمۂ فتاوی عزیزی جلد دوم ۲۲۸)

اس جملہ کی ایک تشریح حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے جو "تذکرۃ الرشید" ۱/ ۱۷۱ (شائع شدہ کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور) پر ملاحظہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹ رشوال ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ایک حدیث شریف اور موجودہ مشاہرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ تحت الذیل میں:

"حامل كتاب الله تعالىٰ له في بيت مال المسلمين في كل سنة مئتا دينار" (جامع صغیر ۱/ ۱۲۲) اہل علم کے لیے دوسو دینار مذکور ہیں، ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہے تو یہ کل رقم کتنی بنتی ہے؟ اسی طرح فقہاء نے ائمہ وغیرہ کے لیے جو مشاہرہ مقرر کیا ہے وہ اس کے حق دار ہیں؟ موجودہ متولیان اگر یہ مقدار نہ دیں تو یہ گناہ ہے یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں، جبکہ دینے کی گنجائش بھی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عصر حاضر میں بیت المال توختم ہوچکا ہے اس لیے جامع صغیر کی منقولہ عبارت کا محل ہی موجود نہیں: نیز حامل قرآن سے وہ عالم مراد ہے جس نے اپنے آپ کو کلی طور پر لوگوں کو فقہ اور قرآن سکھلانے کے لیے فارغ کرلیا ہو، فقہاء نے مشاہرہ کی کوئی مقدار متعین نہیں فرمائی ہے؛ البتہ اس کی صراحت موجود ہے کہ: ان کو اتنا دیا جائے جو ان کی ضروریات کے لیے کفایت کرتا ہو۔

ویجب علی الإمام أن یتقی اللہ تعالیٰ ویصرف إلی کل مستحق قدرحاجته من غیر زیادة، فإن قصر في ذلك کان اللہ تعالیٰ علیه حسیباً (شامی ۳/ ۳۰۸)

اس لیے اگر وقف کی آمدنی میں گنجائش موجود ہے تو نہ دینے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محاسبہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حدیث "من بنیٰ مسجدا" الخ

سوال: حدیث "من بنی مسجدا بنی اللہ بیتا في الجنة" کے الفاظ مختلفہ مطلوب ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری (۴/ ۳۱۱، ۳۱۲) میں "باب من بنی مسجداً" کے تحت اس روایت کے مختلف طرق، رواۃ اور الفاظ کی تفصیل فرمائی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، ان میں سے چند نقل کرتا ہوں:

من بنی مسجدا یبتغی به وجه الله، بنی الله له مثله فی الجنة

(حديث عثمان بروايت بخاري)

من بنی مسجدا لله ولو مثل مفحص قطاة.(حديث ابی بكر علل ابی حاتم)

من بنى لله مسجداً يذكر فيه اسم الله بنى الله له بيتا في الجنة.

(حديث علی بروايت ابن حبان)

من بنى لله مسجداً صغيراً كان أو كبيراً، بنى الله له بيتا في الجنة.

(حديث انس بروايت ترمذی)

من بنی مسجدا يصلی فيه، بنی الله له بيتا فی الجنة افضل منه.

(حديث واثله بروايت طبرانی كبير)

من بنی بيتا يعبدالله فيه حلالا، بنی الله له بيتا فی الجنة من الدرر والياقوت. (حديث أبي هريرة بروايت طبرانی اوسط)

من بنی مسجدا كمفحص قطاة، أو أصغر، بنی الله له بيتا في الجنة.

(حديث جابر ابن خزيمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸ / جمادی الاخری ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کتاب ''انوار العارفین'' میں

وحی کی کیفیت کے متعلق ایک لفظ کا ترجمہ محل نظر

سوال: حضرت صوفی عابد میاں ڈابھیلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''انوار العارفین'' میں نزول وحی کی کیفیت میں وحی کی گرانی کے بیان کے تحت ۱۷۹ پر لکھا ہے: ''اور آپ کی مبارک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیشانی پر پسینہ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے ہوش ہوجاتے تھے''۔اس تعبیر و بیان کو پڑھ کر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاظ وحی کو یاد کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور اس کے لیے حالت بیداری موزوں؛ بلکہ ضروری معلوم ہوتی ہے، پھر حالت بے ہوش میں یاد کرنا کیسے ہوتا تھا؟ ویسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے عین ممکن ہے کہ آپ کو کسی بھی حالت میں الفاظ وحی یاد ہوجائیں، سوال کی ضرورت اس لیے زیادہ پیش آئی کہ اس اقتباس کا گجراتی ترجمہ ایک صاحب نے کیا ہے اسے شائع کرنا چاہتے ہیں تو یہ ''بے ہوش'' ہوجاتے تھے یہ تعبیر موزوں اور مناسب ہے یا اس سے بہتر وانسب کوئی تعبیر ہوسکتی ہے؟ یہ دریافت کرنا ہے، ورنہ حضرت صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی اور مقام عالی مسلم و معروف ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

''انوار العارفین'' اس وقت میرے سامنے نہیں ہے، تعطیلات جاری ہونے کی وجہ سے کتب خانہ بھی بند ہے، اس لیے اصل عبارت اور اگر کوئی حوالہ انہوں نے دیا ہے تو وہ پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے کسی نوع کا تبصرہ نہیں کرسکتا، میں نے بھی بے ہوشی کا لفظ کہیں نہیں دیکھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الإتقان في علوم القرآن'' میں کیفیت نزول وحی کے سلسلہ میں ایک روایت بایں الفاظ نقل فرمائی ہے:

اخرج ابن سعد عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: كان رسول الله ﷺ إذا نزل عليه الوحي يغط في رأسه ويتربد وجهه أي يتغير لونه بالجريدة، ويجد برداً في ثناياه، ويعرق حتى يتحدر منه مثل الجمان.

(الاتقان فی علوم القرآن ۱/ ۶۰)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سانس رکنے لگتا، چہرۂ انور متغیر ہو کر کھجور کی شاخ کی طرح زرد پڑ جاتا، سامنے کے دانت سردی سے کپکپانے لگتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا پسینہ آتا کہ اس کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے۔ (علوم القرآن ۳۵)

اتقان کی عبارت کا یہ ترجمہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کا ہے، عموماً ارباب لغت "یغط" کا ترجمہ خراٹوں کی آواز سے کرتے ہیں، اس لیے "یغط في رأسه" کا مطلب "سر مبارک سے خراٹوں کی آواز آتی تھی" کا بھی کر سکتے ہیں؛ لیکن بے ہوشی کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کھانے میں مکھی گر جائے تو ڈبونے سے کونسی بیماری دور ہوتی ہے؟

سوال: مجھے میرے ساتھی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث: اگر تم میں سے کسی کے کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے دوبارہ ڈباؤ؛ کیوں کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔ اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد میرے ساتھی نے کہا: بیماری سے مراد بدنی بیماری ہے اور شفاء سے مراد بدنی شفاء ہے، تو میں نے اسے یہ کہا میں نے یہ سنا ہے کہ بیماری سے مراد روحانی بیماری ہے یعنی تکبر اور گھمنڈ ہے اور شفاء سے مراد تواضع اور عاجزی ہے تو آپ والا اس بحث پر محقق بات بیان کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جسمانی بیماری بھی مراد ہے جیسا کہ اس روایت کے دوسرے الفاظ دلالت کرتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں۔ دیکھئے: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲۱ / ۲۹۳① ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/شوال ۱۴۱۷ھ

"جزى الله عنا محمدا الخ" ضعیف حدیث ہے

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص نے یہ درود شریف "جزى الله عنا محمداً ﷺ ما هو أهله" اس کے بارے میں دیوبند سے فتویٰ منگایا تھا جو ۱۹۹۷ / ۱۰ / ۴ کو لکھا تھا اس کا جواب آیا؛ مگر تسلی نہیں ہوئی، اس لیے اسی درود شریف کے متعلق ایک دوسرا خط لکھا جو ہم نے بتاریخ: ۱۹۹۷ / ۱۰ / ۲۳ کو روانہ کیا اس کا بھی جواب الحمد للہ ملا؛ مگر تسلی نہیں ہوئی؛ کیوں کہ جواب یہ ملا کہ معتبر کتبِ احادیث میں یہ درود شریف ثابت نہیں، تو کیا اس کے متعلق کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں؟ اور یہ خط ہے ۱۹۹۷ / ۱۰ / ۲۳ کا اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اس لیے اس خط کے ساتھ دونوں فتوے بھیج رہا ہوں، برائے کرم تفصیلی جواب عطا فرمائیں، مختصر جواب ہم جاہلوں کی سمجھ میں نہیں آتا، اس لیے تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

حافظ عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغيب والترهيب" میں معجم طبرانی کے حوالہ سے روایت نقل فرمائی ہے: وروى عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: من قال "جزى الله عنا محمداً ما هو أهله" أتعب سبعين كاتبا

① قوله: داء: المراد به السم الذى فيه ويوضحه حديث ابى سعيد فان فيه انه يقدم السم ويؤخر الشفاء (عمدة القارى ۲۱/ ۳۹۳)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ألف صباح (رواه الطبراني في الكبير والأوسط) (الترغيب والترهيب ٣/١٦٤) (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ الفاظ کہے "جزى الله عنا محمداً ما هو أهله" تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا، یعنی وہ ایک ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کے شروع میں تخریج حدیث کے سلسلہ میں اپنا جو طریق کار واضح کیا ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں: فيكون للإسناد الضعيف دلالتان تصديره بلفظ: روى، واهمال الكلام عليه في آخره (١/٤) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب فضائل درود شریف کی فصل دوم میں نمبر ۶/ پر ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے: "وبسط السخاوي في تخريجه، ولفظه: انهب سبعين ملكا ألف صباح" یعنی علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج تفصیل سے فرمائی ہے، ان کے الفاظ بجائے "اتعب" کے "انهب" ہیں۔ بہر حال یہ حدیث ضعیف ہے؛ لیکن فضائل اعمال میں اتنا ضعف قابل تحمل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

کیا دعا مانگنے کے لیے امر بالمعروف شرط ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے اپنی کتاب فضائل اعمال میں یہ حدیث تحریر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو الخ۔

تو خاص بات یہ کرنی ہے کہ موجودہ دور میں پوری امت مسلمہ مصیبت زدہ مظلوم اور پریشان حال ہیں، ہم مسلمانوں کے لیے عمومی دعا کرتے ہیں نیز یس شریف یا آیت کریمہ کا ورد کر کے اجتماعی دعا بھی کرتے ہیں تو بعض ہمارے مسلمان بھائی کہہ دیتے ہیں کہ ہم امر بالمعروف تو کرتے نہیں اس لیے ہماری دعا قبول نہ ہوگی تو کیا ہم اس طرح دعا کرنا ترک کردیں؟ اور کیا قبولیت دعا کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شرط ہے؟ اور مندرجہ بالا حدیث کا صحیح مطلب کیا ہے؟ امید ہے کہ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تمام علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ دعاء مستحب اور افضل ہے بلکہ جو شخص بطور استکبار اپنے آپ کو دعا سے مستغنی سمجھ کر دعا چھوڑ دے یہ علامت کفر ہے، ارشاد ربانی ہے: ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرين (المؤمن:٦٠) آیت مذکورہ میں تو بظاہر کوئی شرط نہیں یہاں تک کہ مسلمان ہونا بھی قبولیت دعا کی شرط نہیں ہے کافر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، یہاں تک کہ ابلیس کی دعا تا قیامت زندہ رہنے کی قبول ہوگئی، نہ دعا کے لیے کوئی وقت شرط ہے نہ طہارت اور باوضو ہونا شرط ہے البتہ احادیث میں بعض چیزوں کو موانع قبولیت فرمایا ہے ان سے بچنا لازم ہے، انہی میں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دعا چھوڑ دی جائے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ امر بالمعروف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور نہی عن المنکر کا اہتمام کیا جائے بعض مسلمانوں کا وہ قول جہالت پر مبنی ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے یہاں مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، احادیث میں اس کی تصریح ہے ہم مامور ہیں کہ دعا کی قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کریں نیز جس کو دعا کی توفیق مرحمت ہوتی ہے اس کو اجابت سے بھی نوازا جاتا ہے، بقول حافظ شیرازی:

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ست وبس	در بند آں مباش کہ شنید یا نشنید

(یعنی اے حافظ! تیرا کام تو دعا کرنا ہے اس فکر میں نہ پڑ کہ سنی یا نہیں سنی)۔

شان عبدیت یہ ہے کہ دعا مانگنے کے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیے جائیں اور ساتھ ہی شرائط قبولیت پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے رہیں، ان حضرات سے پوچھئے کہ شرائط قبولیت پیدا کرنے کے بعد کیا اللہ تعالیٰ پر دعا قبول کرنا واجب اور ضروری ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ وہ نفی میں جواب دیں گے تو جس طرح اس وقت بھی قبولیت اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اب بھی فضل خداوندی ہی سے امید رکھ کر دعا کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱ رجب ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سفر کی ایک دعا کی فضیلت

سوال: مندرجۂ ذیل دعا کے ثبوت کے بارے میں؛ نیز یہ دعا جن فضائل کے ساتھ بیان کی گئی ہے، کیا مستند کتابوں میں بھی یہی فضائل موجود ہیں؟ دعا برائے حفاظت سفر ''اللہ حفیظ، لطیف، قدیم، أزلي، حي، قیوم لاینام'' جو کوئی سفر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر جانے سے پہلے اس دعا کو سات مرتبہ پڑھے، تو ہر قسم کے حادثے سے محفوظ رہے گا۔ جو کوئی سفر کے وقت اس دعا کی نقل اپنے ساتھ رکھے، تو سواری ہر قسم کے حادثے سے محفوظ رہے گی، اگر اس دعا کی نقل سامان یا گھر میں رکھی جاوے، تو چوری سے محفوظ رہیں گے، اگر کوئی صبح وشام گیارہ مرتبہ اس دعا کو پڑھے، تو امن وامان رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت دے گا۔ (انشاء اللہ)

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عام متداول کتبِ حدیث میں، صحاح ستہ میں اس دعا کے یہ فضائل نظر سے نہیں گذرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

ایک مسنون دعا کا ثبوت

سوال: "اللّٰهم إنى أسئلك و أتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة يارسول الله، إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لى حاجتى هذه" بڑی بڑی مشکلات کے لیے دعاء ہے، کیا اس کا ثبوت روایت سے ملتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ دعا سنن ترمذی میں بایں الفاظ ہیں: "اللّٰهم إني أسئلك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة، إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي اللّٰهم فشفعه فيّ" (۲/ ۱۹۷) یہ روایت مسند احمد (۴/ ۱۳۴)، مستدرک حاکم، الترغیب والترہیب للمنذری (۱/ ۲۴۱) وغیرہ میں بھی موجود ہے، ایک نابینا آدمی حضور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، تو اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے صحت یاب کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کروں، اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور صبر تیرے لیے بہتر ہے، اس نے کہا کہ آپ دعا فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضوء کرے اور یہ دعاء پڑھے۔ اس طرح دعا کرنے کی اجازت ہے، اس کی کوئی خصوصی فضیلت حدیث میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

''تقویۃ الایمان'' کی ایک عبارت

سوال: شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' میں اس طرح عبارت ہے: ''کہ اگر نماز میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز فاسد ہے'' تو کیا اس طرح عبارت ہے؟ اگر ہے تو اس کی کیا توجیہ (وجہ) ہو سکتی ہے؟ میں جس علاقہ میں مقیم ہوں وہاں بدعتی حضرات ایسے اللہ والوں کی شان میں گستاخی کرتے ہیں بدعتی آدمی نے یہ سوال مجھے بطور امتحان پوچھا تھا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں مندرجہ عبارت ''تقویۃ الایمان'' میں موجود نہیں ہے، جس بدعتی نے سوال کیا ہے اس سے آپ حوالہ کا مطالبہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی نام کتنے ہیں؟

سوال: ۹۹: /اسماء حسنیٰ کی طرح ۹۹ / صفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی منقول ہیں کیا یہ مستند وصحیح روایت سے ثابت ہیں؟ اگر ہے تو صفات نبوی میں ''الاول والآخر والظاهر والباطن'' میں اور اللہ تعالیٰ کے لیے ﴿هو الاول والآخر﴾ الخ میں کیا فرق ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صفاتی نام آئے ہیں، مثلاً بخاری شریف میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: قال رسول الله ﷺ: لی خمسة اسماء: أنا محمد، وأحمد، وأنا الماحی الذی یمحو الله بی الكفر، وأنا الحاشر الذی يحشر الناس على قدمي، وأنا العاقب (بخاری ۱/ ۵۰۱)

البتہ کسی حدیث میں ننانوے کی تحدید نہیں آئی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری شریف میں ابن دحیہ کی ایک تصنیف کا تذکرہ کیا ہے جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ شمار کرائے ہیں، اسی میں بعض کا قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کی طرح ننانوے ہیں، اسی میں یہ بھی ہے کہ کوئی تلاش وجستجو کرنے والا تلاش کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی تعداد تین سو تک پہنچ سکتی ہے۔ (فتح الباری شرح البخاری ۶/ ۴۳۵)

لیکن حافظ نے بھی اس کی تمام تفصیل نقل نہیں فرمائی، اس وقت احقر کے سامنے جو کتب شروح حدیث وسیرت موجود ہیں ان میں آپ کے بیان فرمودہ نام نہیں ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محمد نام رکھنے کی فضیلت

سوال: شمع شبستان رضا حصہ دوم ۵۶ پر حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا، اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ملائکہ اس کے گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔ ایک روایت میں ہے جس مشوروں میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تمھارا کیا نقصان ہے کہ تمھارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں؟ اور کونسی کتاب کی ہیں؟ امید ہے کہ حضرت والا تشفی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

"الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعة" میں پہلی روایت کے متعلق لکھا ہے: ذكره إبن الجوزي في الموضوعات: وقال في اسناده من تكلم فيه، وقال في اللآلي: هذا أمثل حديث اورده في الباب واسناده حسن (۴۷۱)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی "اللآلي الموضوعة" کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی گئی "الفوائد المجموعة" کے محشی تحریر فرماتے ہیں: هيهات! راح السيوطي ينظر في آخر السند، وغفل عن أوله، وفي "الميزان واللسان" (حامد بن حماد العسكرى عن اسحٰق بن سيار النصيبي خبر موضوع) نذكر هذا وهذا أول سنده (ایضاً)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: مامن أهل بيت فيهم إسم نبي إلا بعث الله تعالىٰ إليهم ملكا (يقدسهم) بالغداة والعشي۔

اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے صاحب "الفوائد المجموعة" لکھتے ہیں:

رواه الخطيب عن علي وابن عباس وابن عمر مرفوعاً، وفي اسناده من رمى بالكذب، وقد أورده ابن الجوزي في الموضوعات، ورواه ابن عدى بلفظ: من بركة الطعام أن يكون عليه رجل إسمه اسم نبي، وقال: باطل، ورواه ايضاً بلفظ ماطعم طعام على مائدة ولاأجلس عليها وفيها إسمي الأقدس كل يوم مرتين، وقال هذا الحديث غير محفوظ، انتهى وفي اسناده من لا يجوز الاحتجاج به (٤٦٩،٤٧٠)

تیسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

مااجتمع قوم في مشورة فيهم رجل اسمه محمد لم يدخلوه في مشورتهم إلا لم يبارك لهم فيه۔ اس پر تبصرہ فرماتے ہیں: رواه ابن عدي عن علي مرفوعاً، وقال: حديث غير محفوظ، وقال في الميزان: أنه كذب، وقد اورده ابن الجوزى في الموضوعات (٤٧١)

چوتھی روایت باوجود تلاش کے نہ ملی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات پاک ہیں

سوال: کتاب فضائل اعمال میں اس طرح ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات، پیشاب، پاخانہ پاک ہے۔ ایک صاحب نے اپنے بیان میں اس مذکورہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عبارت کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ کھانا بھی جائز ہے۔ عبد ضعیف کے گاؤں میں اس مسئلہ کی وجہ سے نوبت لڑائی تک پہنچی ہے براہ کرم جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضلات کی طہارت پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے بعض صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خون اور بول کا پینا بھی ثابت ہے۔ اس موضوع کو نزاع بنانا امہات مسائل سے غفلت کی علامت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نعلین شریفین جیسے چپل بنا کر پہننا

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نعلین شریف کا جو نقش مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں جو مکتوب ہے اسی جیسی چپل بنا کر پہننا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ بہ نیت سنت پہننے کا شوق ہے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتح الباری (۱۰/۲۵۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نعلین بھی اسی طرح کے تھے۔ اس لیے اگر کوئی شخص بغرض اتباع سنت اس طرح کے نعلین پہنے تو اجازت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے مبارکہ

سوال: اللہ جلّ جلالہ کے نام ننانوے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسرے کتنے اسماء ہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ابن دحیہ نے اسمائے نبویہ کے موضوع پر مستقل تصنیف فرمائی ہے۔ اس کے حوالہ سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء حسنی کی تعداد کے بقدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء بھی ننانوے ہیں۔ (فتح الباری ۶/۴۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب
التاريخ والسير

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واقعۂ کربلا کی حقیقت

سوال: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزیدی لشکر کے درمیان کربلا کے میدان میں جو کچھ ہوا، یعنی تلواروں کا چلنا، ایک دوسرے پر بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہونا، بچوں کا پیاس کی بناء پر دم توڑنا، آپ کا بچوں کے لیے پانی مانگنا، خیموں کا لوٹا جانا، عورتوں کی پریشانی وغیرہ؛ کیا ایسے واقعات کا کھول کھول کر بیان کرنا جمعہ میں یا عید کے مجمع میں، جس کو سن کر عام طور پر لوگ روتے ہیں، علمائے کرام نے منع فرمایا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے جواب میں ہم کچھ عرض کرنے کے بجائے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی مدظلہم کے مطبوعہ مجموعہ فتاویٰ ''احسن الفتاویٰ'' میں مستقل ایک رسالہ منکراتِ محرم کے نام سے شامل ہے، اس کے ضروری اقتباسات پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں:

محرم کی حقیقت اصلاحِ منکرات میں بات یہاں سے چلتی ہے کہ یہ مہینہ معظم و محترم ہے یا منحوس ہے؟ شیعہ لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے نزدیک شہادت بہت بری اور منحوس چیز ہے، اور چوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اس میں ہوئی ہے، اس لیے اس میں وہ کوئی تقریب اور خوشی کا کام شادی نکاح وغیرہ نہیں کرتے، اس کے برعکس مسلمانوں کے ہاں یہ مہینہ محترم، معظم اور فضیلت والا ہے، محرم کے معنیٰ محترم، معظم اور مقدس کے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینہ کو اس لیے فضیلت ملی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اس میں ہوئی، یہ غلط ہے، اس مہینہ کی فضیلت اسلام سے بھی بہت پہلے سے ہے، بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون سے اس دن میں نجات ہوئی، اس نعمت پر ادائے شکر کے طور پر اس دن میں روزہ رکھنے کا حکم ہوا، اور بھی بہت سی فضیلت کی چیزیں اس میں ہوئی ہیں؛ البتہ یوں کہیں گے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں زیادہ فضیلت اس لیے ہوئی کہ ایسے فضیلت والے ماہ میں ہوئی، جب یہ ثابت ہوا کہ یہ مہینہ اور دن افضل ہے، تو اس میں نیک کام بہت زیادہ کرنے چاہئے۔ نکاح وغیرہ خوشی کی تقریبات بھی اس میں زیادہ کرنی چاہئے، اس میں شادی کرنے سے برکت ہوگی؛ لیکن یہ بڑی بات اس لیے کہ بہت دنوں سے یہ غلط باتیں کوٹ کوٹ کر دل میں بھری ہوئی ہیں، سو سال کا رام بھرا ہوا جلدی سے نہیں نکلتا، وہ نکلتے ہی نکلتے نکلتا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا حادثہ اگرچہ انتہائی المناک ہے، مگر شیعہ ذہنیت نے اسے حد سے زیادہ بڑھا دیا ہے، عام مسلمانوں کے اذہان میں یہ غلط بات جما دی گئی ہے، کہ دنیا میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ جیسا اور کوئی سانحہ واقع نہیں ہوا؛ حالاں کہ اس سے بدرجہا زیادہ مظلومیت کے بے شمار اندوہناک واقعات ہیں: مثال کے طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت دیکھئے، مدافعت پر پوری قدرت کے باوجود ظلم عظیم پر کس قدر صبر واستقامت کے ساتھ جان دے دیتے ہیں، کیا اس کی نظیر کہیں دنیا میں ملتی ہے؟ مگر مسلمان اس خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بڑی مظلومیت سے اس قدر بے خبر ہے کہ گویا یہ فرش وعرش کو لرزا دینے والا سانحہ واقع ہی نہیں ہوا، کیا آپ نے کبھی کسی زبان کو اس مظلومیت کی داستان بیان کرتے ہوئے کسی کا اس طرف التفات،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کسی قلم کو یہ جانفگار حادثہ لکھتے ہوئے، اوراق تاریخ میں اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے کسی نگاہ کی توجہ، اس مظلومیت پر کسی دل میں احساس درد اور کسی آنکھ کو کبھی اشکبار دیکھا ہے؟ اس سے بھی بڑھ کر حضور ﷺ کے اقدامِ مبارکہ کا لہولہان ہونا، دانت مبارک کا شہید ہونا، چہرۂ انور کا زخمی ہونا، اور اس سے نہ رکنے والا خون جاری ہونا، انگلی سے خون بہنا اور بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کا شہید ہونا، دنیا بھر کے اولیاء اللہ کا خون نبی کے ایک قطرۂ خون کے برابر نہیں؛ مگر یہاں تو زبان، کان، قلم، نگاہ، دل اور آنکھ سب ایک ہی کرشمہ میں مست ہیں، نہ کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی شہادت کسی شمار میں، نہ کسی نبی علیہ السلام کی، غور فرمائیں کہ یہ شیعیت کا زہر نہیں تو اور کیا ہے؟ (۱/۳۸۸، ۳۹۰)

شہادت کے قصے سننا اور سنانا: اس مہینہ میں دیگر خرافات کے ساتھ ایک یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں مجلس اور جلسے کئے جاتے ہیں، جن میں شہادت کے قصے سنے سنائے جاتے ہیں، اس میں ایک گناہ تو یہ ہے کہ اہل باطل کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو شرعاً منع ہے؛ چناں چہ جب دسویں محرم کے روزے کے بارے میں بارگاہِ رسالت میں یہ عرض کیا گیا کہ اس میں یہود روزہ رکھتے ہیں، تو فرمایا کہ ایک روزہ اور ملالو، نویں یا گیارھویں، عبادت میں مشابہت کی اجازت نہ دی .... نیز یہ رونے رُلانے کے واقعات جو ان مہینوں میں سنائے جاتے ہیں، اکثر غلط ہیں، اس لیے ان کا سننا تو ویسے بھی ناجائز ہے، تاریخ پر اہلِ تشیع کا تسلط، تقیہ باز منافق شیعوں کا مسلمانوں میں گھس کر مَن گھڑت روایات کی اشاعت کرا کر اور مسلمانوں کا آل رسول ﷺ سے غیر معمولی محبت وعقیدت کی وجہ سے مظلومیت کی ہر داستان کو صحیح باور کر لینا، یہ ایسے امور ہیں کہ ان کی وجہ سے واقعۂ شہادت کی صحیح حقیقت کا انکشاف ناممکن ہے؛ حتی کہ بظاہر معتبر و مستند کتابوں میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مندرجہ تفاصیل بھی قابل اعتماد نہیں، اکثر روایات آپس میں متضاد اور عقل واصولِ شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے یقیناً غلط ہیں؛ بلکہ نفسِ شہادت کے سوا اس کی تفصیل کا شاید ہی کوئی جزئیہ ایسا ہو جس کی صحت پر پورا اعتماد کیا جا سکے، جگر گوشۂ رسول ﷺ کو شہید کرنے والوں نے اپنی شقاوت پر پردہ ڈالنے اور حقیقت کو مسخ کرنے کی غرض سے جھوٹی روایات وضع کرنے میں اپنی مخصوص مہارت سے پورا کام لیا ہے۔ (۱/ ۳۹۲، ۳۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

یزید کی شخصیت کی تحقیق میں پڑنا

سوال: (۱) ایک شخص یزید کو حضرت یزید کہتا ہے، اس کے نام کے آگے ”رض“ لکھتا ہے اور اسے جنتی کہتا ہے، اور ان سب کے ثبوت میں ”بخاری شریف“ کی ایک حدیث پیش کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت کا وہ پہلا لشکر جو قیصرِ روم کے پایۂ تخت (قسطنطنیہ) میں جنگ کرے گا، اس کی مغفرت فرما دی گئی ہے، اس حدیث کی روشنی میں مذکورہ شخص کہتا ہے کہ قسطنطنیہ پر سب سے پہلے اول جہاد یزید ابن معاویہ نے کیا تھا، اس لیے وہ یعنی یزید ابن معاویہ جنتی ہے، اور اس کی مغفرت بھی ہو چکی ہے، اس لیے عرض خدمت یہ ہے کہ مذکورہ شخص کا کہنا کہاں تک صحیح ہے یا غلط؟ اور وہ جس حدیث کو پیش کر رہا ہے کیا اس جہاد میں اول یزید ابن معاویہ شریک تھا؟ مستند ومعتبر حنفی کتابوں سے جواب عنایت فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یزید کی حیثیت کیا ہے؟ اس پر لعن طعن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) یزید کو امیر المومنین یا خلیفۃ المسلمین کہہ سکتے ہیں؟ کیا یزید متفقہ طور پر تخت سلطنت پر بیٹھا تھا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یزید کے فسق و فجور کے جانتے ہوئے کیوں خاموش تھے؟ اول امام حسین نے کیوں آواز حق بلند فرمائی؟

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات میں یزید تھا یا نہیں؟

(۵) واقعاتِ کربلا کن معتبر و مستند کتابوں سے ثابت ہے؛ نیز ''ابن خلدون، تاریخ طبری اور ناسخ التواریخ'' کی شرعی و تاریخی حیثیت معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے جن امور کے متعلق دریافت فرمایا ہے وہ ﴿لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت﴾ میں داخل ہیں، ہمیں اس کا مکلف نہیں کیا گیا کہ گڑے مردے اکھاڑیں، ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، وہ جو چاہے کرے، ہمارے عمل و عقیدہ سے جس کا تعلق ہوگا، اسی سے بروز قیامت باز پرس ہوگی۔

محمود احمد عباسی صاحب کی کتاب ''خلافت معاویہ ویزید'' جب شائع ہوئی تھی، تب اس قسم کے سوالات پیدا ہوئے، اور اس زمانہ میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جاچکا تھا۔ حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند) کا ایک مختصر مگر جامع رسالہ ''حقیقت یزید'' کے نام سے، اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) کا ایک کتابچہ ''شہید کربلا اور یزید'' کے نام سے اسی زمانہ میں شائع ہوچکا ہے، ان دونوں کتابوں کا مطالعہ انشاء

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللہ آپ کے تمام سوالات کے حل کے لیے کافی ہوگا۔

اتنا یاد رہے کہ اس پُرفتن دور میں جب کہ عوام مسلمین دین اسلام سے برگشتہ ہوتے جارہے ہیں، اور اسلام دشمن طاقتیں اسلام و مسلمین کی بیخ کنی کے لیے متحد ہوکر ایڑی چوٹی کا زور لگارہی ہیں، اس قسم کی بحثوں کو چھیڑنا دین وملت کی کوئی خدمت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

تنبیہ: کتبِ تواریخ کی شرعی حیثیت کے سلسلہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند ومفتیٔ اعظم پاکستان) نے اپنی تصنیف ''مقام صحابہ'' میں تفصیل سے بحث فرمائی ہے، اس کا مطالعہ فرمالیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/صفر ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

یزید کے متعلق ایک واقعہ کی تحقیق

سوال: میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں بچھو نے ڈنک مارا، اور اسی اثنا میں انھوں نے اپنی بیوی سے صحبت کی، اس سے یزید پیدا ہوا، کیا یہ صحیح ہے؟ حدیث میں اس کا کہیں تذکرہ ہے، یا کسی صحابی کا قول ہے، یا کسی تاریخ میں یہ واقعہ ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں، شکرگزار رہوں گا؛ چوں کہ ایک صحابی پر جو کاتب وحی ہو، ایسی گندی باتیں ایمان کے مفقود کا سبب ہے، بینوا وتوجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

میرے علم میں نہیں ہے، کسی کتاب میں دیکھنا بھی یاد نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶ صفر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کا ثبوت

سوال: جیسا کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات نہیں ہوئی، آپ ذرا بتائیں کتاب کا حوالہ دے کر، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کون کون سے صحابی سے ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تبييض الصحيفة بمناقب ابي حنيفة" میں متعدد روایات نقل کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس، حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ، حضرت عبداللہ ابن الحارث ابن الجزء، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہم وغیرھم سے روایات سنیں۔ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ (صحابی وخادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا ہے، اس کی تصریح ابن سعد صاحب طبقات نے اور حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں حافظ ابن عبدالبر نے "الانتقاء" میں کی ہے، ان کے علاوہ کئی حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کی صراحت فرمائی ہے، مثلاً: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ، امام جزری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قسطلانی وغیرہم۔ (قواعد في علوم الحديث ٣٠٦، ٣٠٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/رجب ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ عفی عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں وہ خود موجود تھے یا نہیں؟

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ عقد نکاح کے وقت مجلس عقد میں موجود تھے کہ نہیں؟ نکاح کس نے پڑھا اور گواہ کون تھے؟ اس سلسلہ میں دو حوالے ہمارے پاس ہیں: السيرة النبوية والآثار المحمدية ٢/١٠، البداية والنهاية لابن كثير ١/٢٠ اس کی عبارت براہِ کرم نوٹ کر کے ارسال کردیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

آپ کی تحریر فرمودہ اول الذکر کتاب "السيرة النبوية" ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ "البداية والنهاية" کی پہلی جلد میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کا تذکرہ ہی نہیں ہے، اس میں امم سابقہ اور انبیاء سابقین کے حالات ہیں؛ البتہ جلد ثالث میں ۲ھ کے واقعات کے ذیل میں ۳۴۵/ پر "فصل في دخول علي بن ابي طالب على زوجته فاطمة بنت رسول ﷺ" قائم فرما کر اس سلسلہ میں کچھ حالات تحریر فرمائے ہیں؛ لیکن اس پوری فصل میں مجلس عقد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضری یا غیر حاضری کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ آگے جلد سادس میں ۳۳۲/ پر جہاں ۱۱ھ کے وقائع کا تذکرہ ہے، ان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا ذکر ہے، وہاں بھی عقد نکاح کا سن، رخصتی اور اس وقت حضرت فاطمہ کی عمر وغیرہ کا تذکرہ فرمایا ہے؛ لیکن وہاں بھی مجلس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عقد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضری وغیر حاضری کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس جگہ اخیر میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: و قد وردت أحادیث موضوعة في تزویج علي بفاطمة لم نذکرها رغبة عنها (٦/ ٣٣٢) البتہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی "المواهب اللدنیة" اور اس کی شرح زرقانی کی جلد ثانی میں شروع ہی میں "ذکر تزویج علی بفاطمة" کے ذیل میں جو حالات تحریر فرمائے ہیں، اس کا کچھ حصہ نقل کرتا ہوں:

قال أنس: ثم دعاني علیه الصلوة والسلام بعد أیام، فقال: أدع لي أبابکر وعمر وعثمان وعبدالرحمن بن عوف وعدة من الأنصار جماعة بینهم له، لا أنه قال: أدع عدة، ففي روایة ابن عساکر عن أنس بینا أنا عند النبي ﷺ إذ غشیه الوحي فلما سری عنه قال: إن ربي أمرني أن أزوج فاطمة من علي، فانطلق فأدع لي أبابکر وعمر وسمی جماعة من المهاجرین وبعددهم من الأنصار، فلما اجتمعوا وأخذوا مجالسهم أي قعد کل واحد في مجلسه اللائق به وکان علي غائباً عن هذا المجلس.الخ

(زرقاني علی المواهب اللدنیة ٢/٥)

زرقانی میں اس جگہ تفصیل ہے، اس کی تمام عبارت کا نقل کرنا دشوار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سونے کی مسجد

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کوئی مسجد بنائی جو سونے اور چاندی کی تھی؟ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے؟ اور کہاں بنائی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

پوری مسجد تو سونے چاندی کی نہیں تھی؛ البتہ مسجد بیت المقدس کو سونے، چاندی اور یاقوت وجواہر سے مزین ومرصع فرمایا ہے، تفسیر مظہری میں بغوی کے حوالہ سے اس کی مکمل تفصیل سورۂ سبا کی آیت ﴿یعملون له مایشاء من محاریب﴾ کے ذیل میں بیان فرمائی ہے۔ تفسیر مظہری (۸ / ۱۳، ۱۴ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی) کا مطالعہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مصر میں کون سے فرعون کی لاش محفوظ ہے؟

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مصر میں فرعون کی نعش رکھی ہوئی ہے، اور بعض مولانا یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ آئے، تو کیا حقیقت میں فرعون کی نعش ابھی تک موجود ہے؟ اور یہ لوگ قرآن شریف کی آیت ﴿فالیوم ننجیك ببدنك﴾ الخ سے بھی اس کے بقاء پر استدلال کرتے ہیں تو کیا اس آیت میں نجات سے اس نعش کی نجات مراد ہے؟ ضروری رہنمائی کی جائے، ہمارے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ مصر تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے فتح کیا ہے، ان حضرات سے اس بارے میں کوئی قول ہے کہ وہ لوگ اس نعش کو فرعون کی نعش کہتے ہوں یا کسی بزرگ وغیرہ کا اس بارے میں کوئی ردعمل؟ ضرور رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

''کچھ عرصہ ہوا اخباروں میں یہ خبر چھپی تھی کہ فرعون کی لاش صحیح سالم برآمد ہوئی اور عام لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا اور وہ آج تک قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے؛ مگر یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وہی فرعون ہے جس کا مقابلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا یا دوسرا فرعون ہے؛ کیوں کہ لفظ فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں، اس زمانہ میں مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کا لقب دیا جاتا تھا، مگر کچھ عجب نہیں کہ قدرت نے جس طرح غرق شدہ لاش کو عبرت کے لیے کنارہ پر ڈال دیا تھا، اسی طرح آئندہ نسلوں کی عبرت کے لیے اس کو گلنے سڑنے سے بھی محفوظ رکھا ہو اور اب تک موجود ہو۔ (معارف القرآن ۴/۵۶۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

''دروس التاریخ'' کی دو عبارت کا حل

سوال: یہاں ''دروس التاریخ'' کی تدریسی خدمت احقر کے ذمہ ہے، جس میں احقر کو صفحہ ۶۹ پر ذکر کردہ ۲۷ نمبر کی حدیث ''ظلم الأجیر أجره من الکبائر'' اور صفحہ ۷۰ پر مذکور ۳۸ نمبر کی حدیث ''في کل ذات کبد حری أجر'' کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا ہے، حضرت والا اس کا بھی جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں گے، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

''ظُلْمُ الأجِیرِ أجْرَه من الکبائر'' ''مزدور کو اس کی مزدوری کم کر کے (گھٹا کر) دینا کبیرہ گناہ ہے''، ظلم مصدر ہے جس کی اضافت مفعول اول کی طرف ہوئی ہے، اور اجرہ اس کا مفعول ثانی ہے۔ ''في کل ذات کبدٍ حَرّی اجرٌ'' ہر گرم کلیجہ والے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(یعنی ہر جاندار) کے ساتھ بھلائی کرنے میں ثواب ہے، حرّی یہ حرّ کی طرف نسبت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ جمادی الاخری ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی صاحبزادی کی تکفین وتدفین میں شرکت

سوال: یہاں پر ہم نے ایک عرب سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیٹی کا انتقال ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے کہ ان کی آپ کفن دفن کرو اور خود کام کی مصروفیت سے شامل نہ ہو سکے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ درست نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحب زادیاں تھیں ان میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر میں تشریف لے گئے تھے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ اور دونوں کی تدفین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک ہوئے۔ رہا کفن پہنانا تو ظاہر ہے عورت کی تکفین عورتیں ہی کریں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر غلاف

آپ کی قبر مبارک پر جو غلاف چڑھا ہے، کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے؟ کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا تھا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مجھے یہ معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر غلاف ہے، قبر پر غلاف چڑھانے کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہیں دیا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی قبر مبارک پر غلاف ہونا ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب التصوف والعمليات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیعت کا فائدہ

سوال: دہلی مرکز کے حضرت جی عوام کو بیعت کرتے ہیں، بیعت کرنے میں اور بیعت ہونے میں فائدہ کیا ہے؟ تفصیل سے واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسی ولی کامل سے رابطہ قائم کئے بغیر اول تو عامۃً پوری طرح احکام شریعت پر عمل ہوتا ہی نہیں، دوسرے اس میں اخلاص نہیں پیدا ہوتا؛ اسی وجہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے "وھلم جراً" رابطہ قائم کیا اور بیعت ہوئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۱۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک پیر صاحب کی پیری مریدی کا شرعی جائزہ

سوال: ایک شہر میں ایک صاحب آتے ہیں کچھ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت ہوتے ہیں، یہ اپنے سلسلہ کو سلسلۂ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ کہتے ہیں، وہ اپنے مریدین کو ابتداءً درود وسیلتی "اللهم صل علی سيدنا محمد وسيلتي اليك وآله وسلم" کا ورد بتاتے ہیں، اس کے بعد درود سراجاً منیرا پڑھنے کو بتاتے ہیں۔ "اللهم صل علی سيدنا محمد السراج المنير وآله وسلم" اس کی پابندی ہونے کے بعد درود سیفی "اللهم صل علی سيدنا محمد سيف الله علی الظالمين وآله وسلم" کا ورد بتاتے ہیں۔ ہر درود کے بعد مراقبہ، نیت اور اس کے علاوہ دیگر کچھ اوراد بھی بتاتے ہیں، کچھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لوگوں کو ''صلی اللہ علیک یا محمد'' کا وظیفہ بتاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس طرح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ کہتے ہیں کہ ہماری بیعت بیعتِ رضوان اور بیعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی، توڑنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ (اور اس قول کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں) اور ہماری بیعت توڑنے سے بہت نقصان ہوتا ہے جب کہ موجودہ دیگر مشائخ کی بیعت بیعتِ توبہ ہے جس کو توڑنے سے کوئی بڑا نقصان نہیں ہوتا۔

مذکورہ صاحب نے پالن پور کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والے شخص کو جو عالم نہیں ہیں مجاز صحبت بنایا ہے، یہ صاحب مسجد کی جماعت کا اہتمام نہیں کرتے، اکیلے گھر پر یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، مسجد میں کبھی کبھار آجاتے ہیں، وہ بھی لوگوں کو وظائف بتاتے ہیں، اپنے سلسلہ کو پھیلانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، کچھ لوگوں نے ان سے بھی یہی وظائف لے کر پڑھنا شروع کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہمیں بہت فائدہ ہو رہا ہے، کسی کا کہنا ہے کہ ان وظائف سے بیماری دور ہو جاتی ہے، اور کوئی اپنی پریشانی دور ہو جانے اور قرض ادا ہو جانے کی بات کرتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ اس سے اچھے اچھے خواب بھی آتے ہیں، کسی کا سحر ختم ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

صاحبِ مذکور شیخ کے متعلق ان کے علاقہ کے اہل حق علماء میں سے جو ان کو اور ان کے سلسلہ کو اچھی طرح جانتے ہیں، تحقیق کی گئی تو تقریباً دس مستند علمائے کرام نے بتایا کہ یہ شخص معتبر نہیں ہیں، نہ ان کا ہمارے مشائخ و علماء سے کوئی خاص ربط ہے، ان کے سلسلہ کے کئی لوگوں کا مساجد سے انقطاع مشہور و معروف ہے، ان کے علاقہ کے بعض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علماء نے بتایا کہ یہ اہل بدعت سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

مذکور تمہید کے بعد اب عرض خدمت یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہونا درست ہے؟ کیا ایسے شخص سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر سکتے ہیں؟ سوال میں مذکورہ اوراد ودرود پڑھنا جائز ہے؟ خصوصاً "صلى الله عليك يا رسول الله" کا ورد پڑھ سکتے ہیں؟ جو لوگ بیعت ہو چکے ہیں ان کو کیا کرنا چاہیے؟ ان میں سے بعض اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ہم کہیں مرتد نہ ہو جائیں، شریعت کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مذکور صاحب کے شیخ اپنے مریدین کو صرف اپنی ذات، والدین، بیوی کے لیے دعا کرنے کو کہتے ہیں، ان کے علاوہ کسی کے لیے دعا کرنا منع سمجھتے ہیں، زیادہ سے زیادہ مغفرت اور ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں، دوسرے شخص کی کسی مصیبت کو دور کرنے کی دعا کی تو اس کی مصیبت تمھاری طرف منتقل ہو سکتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے سوال کا جواب دینے سے پہلے کچھ باتیں بطور تمہید پیش کی جاتی ہیں:

تصوف کی حقیقت:

(الف): حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ "دین کی جو تعلیمات تصوف وطریقت کے نام سے معروف ہوئیں وہ درحقیقت شریعتِ اسلام کا ایک اہم حصہ ہیں جن کے بغیر ایمان واسلام کامل ہو ہی نہیں سکتا، اور درحقیقت شریعت پر مکمل عمل کرنے ہی کا دوسرا نام طریقت وتصوف ہے، لیکن ایک عرصۂ دراز سے کچھ لوگوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی غفلت اور کم علمی سے اور کچھ غلط کاروں کی مداخلت سے اس کی حقیقت کچھ ایسی مبہم اور مختلط ہوگئی کہ کسی نے محض درویشوں کی چند رسوم وعادات کا نام تصوف رکھ لیا، کسی نے غیر اختیاری طور پر پیش آنے والے وجدی حالات وکیفیات ہی کو تصوف سمجھ لیا، کسی نے کشف وکرامات کا نام تصوف رکھ لیا اور بعض لوگوں نے غلطی سے اس طریق میں کچھ بدعت کے اعمال شامل کرلیے اور انھیں کو تصوف سمجھنے لگے، تصوف کا اصل مقصود اکثر لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوگیا اور اس مقصود وغیر مقصود کے اختلاط سے طرح طرح کے نقصان پہنچے۔ (مقدمہ خلاصہ وتسہیل قصد السبیل)

حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے تصوف وطریقت کی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے بہت سی تصانیف فرمائیں، پھر ان سب کا ایک مختصر مجموعہ "قصد السبیل" کے نام سے تصنیف فرمایا، جس کی تسہیل حضرت مولانا شاہ لطف رسول صاحب نے "تسہیل قصد السبیل" کے نام سے کی، پھر اس کا خلاصہ آسان زبان میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا، اسی میں تحریر فرماتے ہیں "سلوک وطریقت جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنے ظاہر و باطن کو اعمالِ صالحہ سے آراستہ کرے اور اعمال بد سے بچائے" آگے اس عبارت کی تفصیل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: کہ اصل مقصود تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور اس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور پر چلنا ہے، ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں، جیسے نماز، روزہ .... اور بعضے متعلق باطن کے ہیں، جیسے: خدا تعالیٰ سے محبت رکھنا اور اس سے ڈرنا، خدا کو یاد رکھنا، دنیا سے محبت کم کرنا......اور جس طرح احکام ظاہرہ نماز، روزہ وغیرہ پر عمل فرض وواجب ہے، اسی طرح ان احکامِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باطنہ پر عمل بھی از روئے قرآن وسنت فرض وواجب ہے، اور باطنی خرابیوں سے بچنے کا اہتمام اس لیے زیادہ ضروری ہے کہ ان باطنی خرابیوں کا اثر ظاہری اعمال پر بھی پڑتا ہے، جیسے: اللہ کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگی یا جلدی جلدی رکوع سجدہ کا حق ادا کیے بغیر پڑھ لی......الخ۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ شریعت کے تمام احکامِ ظاہرہ وباطنہ پر پورا پورا عمل کرنے کا نام ہی طریقت ہے۔ (۱۰،۱۱)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا: ''شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد''۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جس شخص کا ظاہر پاک نہ ہو اس کا باطن پاک ہو ہی نہیں سکتا''۔

ظاہر کے پاک ہونے سے مراد اعمالِ ظاہرہ کی پابندی جو علم فقہ میں بیان کی جاتی ہے، اور باطن کے پاک ہونے سے مراد اعمالِ باطنہ کی پابندی ہے، جن کا بیان علمِ تصوف وسلوک میں ہوتا ہے۔ (خلاصہ وتسہیل/ ۱۲)

بیعت کا بے جا استعمال:

(ب): بیعت دراصل کسی خاص کام پر عہد لینے کا نام ہے۔ (معارف القرآن ۸/ ۷۲)

بیعت کا شرعی معنی یہ ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ پر جو شریعتِ اسلامی کا متبع ہو، کسی دینی حکم کو سرانجام دینے کا عہد وپیمان کیا جائے۔ (فضل الباری ۱/ ۳۵۲)

تصوف وطریقت میں پہلا قدم پچھلے کئے ہوئے گناہوں سے مکمل توبہ کرنا ہے، اس لیے جو شخص کسی شیخ کے پاس مرید ہونے کے لیے جائے اس کا سب سے پہلا کام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تکمیلِ توبہ ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فان التوبة عن الذنوب بالرجوع إلى ستار العيوب وعلام الغيوب مبدأ طريق السالكين ورأس مال الفائزين وأول أقدام المريدين (احیاء العلوم ۴/۲) (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جو ستار العیوب اور علام الغیوب ہے کی طرف رجوع کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا راہ سلوک میں چلنے والوں کی ابتداء، اور کامیابی حاصل کرنے والوں کی پونجی، اور مریدین کا سب سے پہلا قدم ہے۔) مشائخِ صوفیہ کے ہاتھ پر کی جانے والی بیعت کا خلاصہ آج تک احکامِ خداوندی کی بجا آوری میں ہوئی غفلت کی کوتاہی سے توبہ اور آئندہ اس کی بجا آوری کا عہد و پیمان ہے، اس لیے مشائخِ حقہ کے ہاتھ پر کی جانے والی بیعت کو بیعتِ توبہ کہہ کر اس کی اہمیت گھٹانا، اور اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کو توڑنے سے کوئی بڑا نقصان نہیں ہوتا، احکامِ شریعت سے ناواقفیت اور جہالت کی علامت ہے، اور ایسا کہہ کر لوگوں کو شریعت کی خلاف ورزی کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔

ذوالقعدہ ۶ ھ میں مقامِ حدیبیہ میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر جو بیعت کی، اللہ تعالیٰ نے آیتِ کریمہ ﴿لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة﴾ الخ نازل فرما کر اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے اپنی رضا اور خوش نودی کا اعلان فرمایا، اسی لیے اس کو بیعتِ رضوان بھی کہا جاتا ہے۔ (معارف القرآن ۸/۸۰)

کسی کا اپنے یا اپنے شیخ کے ہاتھ پر ہونے والی بیعت کو بیعتِ رضوان سے تعبیر کرنا سیرتِ نبوی کے مندرجۂ بالا واقعہ اور سورۂ فتح کی مندرجۂ بالا آیت کے شانِ نزول سے ناواقفیت کی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بڑا دعویٰ ہے، نیز اپنے ہاتھ پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونے والی بیعت کے توڑنے والے کو مرتد سے تعبیر کرنا شریعتِ مطہرہ کی اصطلاحات سے ناواقفیت کے ساتھ ساتھ اس کا بے جا استعمال بھی ہے۔

پیری مریدی سے مقصود:

(ج): حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، کہ ''پیری مریدی سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، اگر کوئی یہ سمجھتا ہو کہ پیر صاحب کے پاس عملیات بڑے اچھے ہیں: جب ضرورت ہوگی تعویذ گنڈے لے لیا کریں گے، یا پیر صاحب کی دعا قبول ہوتی ہے، مقدموں اور دنیا کی ضرورتوں میں ان سے دعا کرالیا کریں گے، یہ سب دنیا ہی کا چاہنا ہے''۔ (ماخوذ از خلاصہ وتسہیل قصد السبیل)

اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ان وظائف سے ہمیں بہت فائدہ ہو رہا ہے، بیماری دور ہو جاتی ہے یا قرض ادا ہو جاتا ہے، سحر ختم ہو جاتا ہے، اچھے خواب نظر آتے ہیں، یہ ساری باتیں راہِ سلوک وتصوف سے ہٹ کر ہیں، ان میں سے کوئی چیز اس سلسلہ کی فضیلت پر دلیل نہیں بن سکتی۔

اس فن کی کتابوں میں پیر کامل کی جو علامتیں بتلائی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کامل ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی دنیا کی ایک شاخ ہے۔ (ایضاً ۱۸) ایک علامت یہ ہے کہ اس زمانے کے منصف مزاج علماء اور درویش اس کو اچھا جانتے ہوں۔ (ایضاً ۱۹) ایک علامت یہ ہے کہ عام لوگوں کی بہ نسبت خاص لوگ یعنی جو سمجھ دار اور دین دار ہیں، وہ لوگ اس کے زیادہ معتقد ہوں۔ (ایضاً ۱۹) نیز اس کے مریدوں میں اکثر مرید شرع کے پابند ہوں۔ (ایضاً ۱۹) نیز اس کے پاس چند روز بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ کی محبت میں زیادتی معلوم ہوتی ہو۔ (ایضاً ۱۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ نے سوال میں جو حالات بیان کیے ہیں وہ ان تمام علامتوں کے خلاف ہونے کے ساتھ ان کا اپنے سلسلہ کو پھیلانے کی بھرپور کوشش کرنا اور اپنی بیعت کو بیعتِ رضوان سے تعبیر کرنا یہ بہ الفاظِ دیگر اپنے کامل ہونے کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟

اوروں کے لیے دعا سے منع کرنا:

(د) شخصِ مذکور کا اپنے مریدین کو اپنی ذات، والدین اور بیوی کے علاوہ کسی کے لیے دعا کرنے سے منع کرنا اور یہ کہنا کہ دوسرے شخص کی کسی مصیبت کو دور کرنے کی دعا کی تو اس کی مصیبت تمھاری طرف منتقل ہوسکتی ہے، تعلیماتِ شرع کے خلاف ہے؛ اس لیے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوتِ نازلہ مشروع فرمایا، مصیبت میں گرفتار لوگوں کی مصیبت دور کرنے کے لیے نماز کے اندر دعا کا اہتمام کرایا گیا، اور فقہاء نے بھی اس کو، اس کے مسائل کو مستقل طور سے کتبِ فقہ میں بیان فرمایا ہے۔

مسجد کی جماعت کے تارک پیر کا حکم:

(ھ) مسجد کی جماعت کا اہتمام نہ کرنا بہت خطرناک چیز ہے، فقہاء نے پنج وقتہ فرض نمازوں کو مسجد کے اندر جماعت سے ادا کرنا ایسی سنتِ مؤکدہ جو واجب کے قریب ہے بتلایا ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑ دے تو گنہ گار، اور سزا کا مستحق بتلایا ہے، اور کئی بار چھوڑنے والے کو فاسق اور مردود الشہادت اور واجب التعزیر قرار دیا ہے۔

درمختار شرح تنویر الابصار میں ہے:

والجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة،وعليه عامة اى عامة مشائخنا وبه جزم فى التحفة وغيرها، قال فى البحر وهو الراجح عن اهل المذهب (درمختار على هامش الشامى ۱/ ۴۰۸ تا ۴۱۰) وفى الشامية: قال فى شرح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه (شامی ۱/ ۴۰۸) (قوله قال فی البحر الخ) وقال فی النهر هو اعدل الاقوال واقواها ولذا قال فی الاجناس لاتقبل شهادته اذا تركها استخفافا ومجانة، اما سهوا او بتأويل ككون الامام من اهل الاهواء او لايراعی مذهب المقتدی فتقبل اھ ط (۱/ ۴۱۰)

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال: لقد رأيتنا ومايختلف عن الصلوٰة الامنافق قد علم نفاقه، او مريض ان كان المرض ليمشی بين رجلين حتی يأتی الصلوٰة وقال: ان رسول الله ﷺ علمنا سنن الهدیٰ وان من سنن الهدیٰ الصلوٰة فی المسجد الذی يؤذن فيه، وفی رواية قال: من سره ان يلقی الله تعالیٰ مسلما فليحافظ علی هؤلاء الصلوات حيث ينادی بهن فان الله شرع لنبيكم سنن الهدیٰ وانهن سنن الهدیٰ ولو انكم صليتم فی بيوتكم كمايصلی هذا المتخلف فی بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم. الخ

(مسلم شريف مع فتح الملهم ۲/ ۲۲۲)

احسن الفتاویٰ میں مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”کہ غیر معذور کے لیے جماعتِ مسجد میں حاضری ضروری ہے، محلہ میں مسجد ہوتے ہوئے بلا عذر گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب نہیں ملے گا، بلکہ یہ فعل بدعت اور مکروہ ہے بالخصوص اس کی عادت بنا لینے میں کراہت شدید ہے“۔(احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۷۲)

آگے تحریر فرماتے ہیں: غیرِ مسجد میں اقامتِ جماعت کی کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مساجد کی ویرانی کا باعث ہے، قرون مشہود لھا بالخیر بلکہ اس کے بعد بھی اسلافِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امت میں غیرِ مساجد میں بدونِ عذر اقامتِ جماعت بالخصوص علی سبیل العادۃ کی کوئی نظیر نہیں ملتی، صرف یقینی منافق اور شدید مریض ہی جماعت سے پیچھے رہتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت مذکورہ میں گزرا، صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ کسی کو امامت کا حکم دے کر خود ایسے لوگوں کی طرف تشریف لے جائیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوئے، اور ان کو ان کے گھروں میں بند کر کے گھروں کو جلا ڈالیں، اگر غیرِ مسجد میں اقامتِ جماعت معروف ہوتی تو کیا ان متخلفین کے لیے یہ عذر قبول نہ ہوتا کہ انھوں نے گھر میں جماعت کر لی ہے۔

غرضیکہ احادیثِ صحیحہ اور اسلافِ امت کے تعامل وعباراتِ فقہاء رحمۃ اللہ علیہم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے''۔

(احسن الفتاوی ۳/ ۲۷۲، ۲۷۳)

حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''جماعت کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے واجب کے درجہ میں، بلا عذرِ شرعی ترکِ جماعت شرعاً بہت مذموم ہے، اور اس کی عادت ڈالنا قبیح ہے، اور نفاق کی علامت ہے، اس سے آدمی مردود الشہادت ہو جاتا ہے، جو پیر متبعِ سنت نہ ہو وہ خود پیر کا محتاج ہے، وہ اس لائق نہیں کہ کوئی اس سے مرید ہو، کوئی طالبِ حق اپنے آپ کو خراب نہ کرے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۹۲)

ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''غرض خدائے پاک کی بارگاہ میں تو وہ چیزیں مقبول ہیں جو اتباعِ سنت کے ساتھ ہوں، ورنہ مقبول نہیں، آگے تحریر فرماتے ہیں: ''یارب یا اللہ کی طرح، یا محمد یا رسول اللہ پکارنا درست نہیں، بالکل منع ہے، غرض ایسے حلقوں اور ایسے پیروں سے جدا رہنا چاہیے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۲۰)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شخصِ مذکور کے حالات سے اس علاقہ کے جو اہلِ حق علماء واقف ہیں ان کا اس کے متعلق یہ بتلانا کہ یہ شخص معتبر نہیں بہت اہم ہے، اس کے بعد بھی شخصِ مذکور کے ساتھ اصلاحی تعلق قائم کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مرشد کے پانچ شرائط، مرشد کا مریدہ کے گلے ملنا

سوال: ایک شخص پیر و مرشد ہے اور اس کے چہرے سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غائب ہے، کیا ایسا شخص پیر و مرشد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور پیر صاحب اپنے مریدین کے گھر جاتے ہیں، تو عورت اور مردان کے ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں اور گلے ملتے ہیں، عورتوں کا کسی غیر محرم سے گلے ملنا کیسا ہے؟ اور مرد و عورت دونوں کا پیر چھونا کیسا ہے؟ اور اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم پیر و مرشد کے بارے میں مفتیانِ دین کیا فرماتے ہیں؟ آپ سے میری دردمندانہ درخواست ہے کہ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کو سمجھائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی میں لکھا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ مرید ہونا اس سے درست ہے جس میں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں: (۱) کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم رکھتا ہو، خواہ پڑھ کر، خواہ کسی عالم کی صحبت میں رہ کر اس سے سن کر یاد کیا ہو۔ (۲) عدالت وتقویٰ کے ساتھ موصوف ہو، کبائر اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صغائر پر اصرار سے باز رہتا ہو۔ ③ دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب ہو، طاعاتِ مؤکدہ اور صحیح احادیث میں وارد شدہ اذکار کا پابند ہو۔ ④ اچھائیوں کا حکم کرتا ہو، برائیوں سے روکتا ہو۔ ⑤ مشائخِ سلسلہ کی خدمت میں ایک مدت رہ کر سلوک سیکھا اور اجازت حاصل کی ہو۔ جس میں یہ پانچ شرطیں پائی جاویں، اس سے بیعت ہونا درست ہے۔ (فتاوی عزیزی ۲/۱۰۲)

داڑھی منڈانا یا اس طرح کتروانا کہ ایک مشت سے کم رہ جائے حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے۔ غیر محرم عورتوں سے گلے ملنا حرام ہے، ایسا شخص فاسق ہے، اس سے بیعت ہونا ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اجنبی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا، کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں فرمایا۔ (فتاوی محمودیہ ۱/۱۳۲، ۱۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

لفظ عشق و محبت کا استعمال

سوال: لفظ عشق اور محبت میں کیا فرق ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ عشق استعمال کرتے ہوئے یوں کہنا صحیح ہے کہ ہمیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں لفظ عشق کو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال کیا گیا ہے؟ کیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس لفظ عشق کو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال کیا؟ حالاں کہ عشق (س) اور حب (س) دونوں عربی کے الفاظ ہیں، باوجود اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حب کا لفظ قرآن وحدیث میں بکثرت ملتا ہے تو لفظ عشق کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عشق کا لفظ وفورِ محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ "المعجم الوسیط" میں ہے:

عشِقه عِشْقا، وعَشَقاً ومَعْشَقاً، أحبه أشد الحب فهو عاشق. (۶۰۳)

"قاموس" میں ہے: العشق، المعشق كمقعد عجب المحب المحبوبه أو افراط الحب. (۷/۱۳ تاج العروس)

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: محبت جب شدت پکڑ لیتی ہے تو اسی کا نام عشق ہے۔ (معرفت الہیہ ۱۶۵)

قرآن میں تو لفظ عشق آیا ہی نہیں ہے، چاہے اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہو، یا دوسروں کے لیے، اور حدیث صحیح میں بھی بقول علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لفظ عشق وارد نہیں ہوا ہے۔

ولا يحفظ عن رسول الله ﷺ لفظ العشق في حديث صحيح البتة.
(زاد المعاد ۳/۳۲۵)

رہا صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے اس کا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں استعمال، تو اس کا جواب اثبات ونفی میں دشوار ہے، اثبات میں تو اس لیے کہ میرے علم میں ایسا استعمال نہیں ہے، اور نفی میں اس لیے کہ اس کے لیے استقراءِ تام کی ضرورت ہے، جو احقر کو حاصل نہیں ہے۔

اب یہ سوال کہ اس لفظ کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں استعمال کرنا کیسا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے؟ تو عربی زبان میں اس کا استعمال خدا اور رسول ﷺ کے حق میں میری نظر سے نہیں گزرا، باری تعالیٰ کے حق میں اس لفظ کو استعمال کرنے کے سلسلہ میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف نقل کیا ہے۔

وقد اختلف الناس هل يطلق هذا الاسم في حق الله تعالىٰ؟ فقالت طائفة من الصوفية: لا بأس بإطلاقه، وذكروا فيه اثراً لا يثبت، وفيه فإذا فعل ذلك عشقني وعشقته وقال جمهور الناس: لا يطلق ذلك في حقه سبحانه وتعالىٰ فلا يقال إنه يعشق، ولا يقال عشقه عبده، ثم اختلفوا في سبب المنع على ثلاثة أقوال: أحدها عدم التوقيف بخلاف المحبة الثاني: أن العشق إفراط المحبة ولايمكن ذلك في حق الرب تعالىٰ الثالث: أنه مأخوذ من التغير كما يقال للشجرة المذكورة عاشقة، ولا يطلق ذلك على الله سبحانه وتعالىٰ (روضة المحبين ۲۹، ۲۸ بيروت)

البتہ فارسی اور اردو زبانوں میں بزرگوں کے کلام میں اس لفظ کا استعمال خدا و رسول ﷺ کے حق میں کیا گیا ہے، مثلاً فارسی میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر مشہور ہیں:

عشق باحی وباقیوم دار		عشق با مرد نباشد پائیدار
عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود		گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں کئی جگہ یہ شعر ملتا ہے:

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است		گر شکر خوردن بود جان کندن است

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۷۳، ومکتوب نمبر ۸۳، ومکتوب نمبر ۱۳۳)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصیدہ نعتیہ عربی زبان میں ہے اور اس کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شرح وترجمہ فارسی زبان میں خود حضرت موصوف کا ہے، اس میں فرماتے ہیں: فصل دہم در بیانِ عشق آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (أطیب النغم في مدح سید العرب والعجم ۲۰)

آگے اسی قصیدہ کے ایک شعر "سأذكر حبي للحبيب محمد، إذا وصف العشاق حب الحبائب کا ترجمہ فرماتے ہیں: یعنی بیان خواہم کرد عشق خود را بہ نسبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ وقتیکہ بیان کنند عاشقاں دوستیٔ معشوقہا را۔ (۲۱)

اسی قصیدہ کا آخری شعر اور اس کا ترجمہ وتشریح حضرت موصوف کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے: وليس ملوما عيّ صب أصابه، غليل الهوى في الا كرمين الأطائب۔ یعنی نیست ملامت کردہ شد، زبان بند شدن عاشقی، کہ رسیدہ باشد اورا سوزشِ عشق در مدح بزرگاں و پاکاں، ودریں بیت اشارست بختم سخن، وعجز ادائے مدح کہ لائق آنجناب باشد بدو سبب: یکے آنکہ عشق مقتضی سکوت است، دیگر آنکہ مدحِ بزرگاں و پاکاں را پایانی نیست۔ (۳۲)

اسی طرح اردو زبان میں بھی علمائے حقہ کی تصانیف اور ان کے کلام میں اس لفظ کی نسبت خدا اور رسول کی طرف موجود ہے، جو آپ کی نظر سے بھی گذری ہوگی، پھر بھی ایک دو نمونے پیش کرتا ہوں: حضرت اقدس حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصیدہ نعتیہ جو "قصیدۂ بہاریہ" مشہور ہے، اس میں یہ اشعار بھی ہیں:

وہ تیرِ غم عشق کا مرے دل میں ہزار پارہ ہو
دل خون دل میں ہوسہ شار
لگے وہ آتش عشق اپنی جان میں جس کی
جلا دے چرخ ستمگر کو ایک ہی جھونکا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمھارے عشق میں رو رو کے ہوں نحیف
اتنا کہ آنکھیں چشمۂ آبی سے ہوں دروں غبار

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "اٰمَنَّا" معنیٰ میں "عشقنا" کے ہے، اب سوال یہ ہے کہ پھر "عشقنا" کیوں نہیں فرمایا؟ تو بات یہ ہے کہ لفظ عشق چوں کہ شعرائے عرب میں نفسانی محبت کے لیے مستعمل ہوتا تھا، اس لیے حق تعالیٰ نے اس کو شدتِ محبت سے تبدیل فرما کر ﴿اشد حبا لله﴾ فرمادیا۔

(معرفت الٰہیہ ۱۶۵)

نیز صوفیاء کے یہاں عشق کی دو قسمیں حقیقی اور مجازی معروف ہیں اور عشق حقیقی میں اس لفظ کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف بھی ہوتی ہے، اب اگر فارسی اور اردو میں اس لفظ کا استعمال خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا جائے، تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں؛ بلکہ جائز ہے، اس لیے کہ یہ ممکن: بلکہ واقع ہے کہ کوئی لفظ اصالۃً جس زبان سے آیا ہے، اس میں اس کا استعمال ایک معنی میں ہو اور دوسری زبان میں منتقل ہونے کے بعد دوسرے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے، یا سابقہ معنی میں تعمیم یا تخصیص ہوگئی ہو، اس لیے کہ اس کا مدار استعمال اور اصطلاح پر ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والشيء إذا انقطع رواجه في الناس لاتكاد تدري حقيقته، كالليف، فإنه غير مستعمل في الحشو في ديارنا، فتحير في حقيقته بعضهم وحقيقته هذا (درخت کھجور کے ساتھ ایک جالی ہوتی ہے، اسے کاٹ کر تکیہ میں بھرتے ہیں) وكذلك

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

يشكل الأمر عند تبدل الاصطلاح كالجيب فإنه عند العرب بمعنى (گریبان) وفي أهل الهند بمعنى (کیسہ) وكالخف فإنه عند العرب من الجلد، وترجمته فى الفارسية(موزه) مع أنه في اصطلاحنا يكون من الكرباس، ولا يقطع فيه السفر؛ بل يستعمل لحفظ الرجل من القر، والحر، والغبار، والتراب، وغيرها وكالقميص فإنها عند العرب ثوب سابغ يضرب الكعبين، وفي ديارنا قصير جداً يضرب الفخذين، ومن لا يدرى الاصطلاحين يظن أن قميص صحابة النبي ﷺ أيضا كان إلى الفخذين (فيض البارى٤ /٣٧٥)

استعمال واصطلاح بدل جانے سے حکمِ شرعی بدل جانے کی کئی مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "نشر العرف" میں اس موضوع پر تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کسی عمل کے ثواب پر خوشی حظ نفس نہیں

سوال: بعد سلام عرض یہ ہے کہ قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے خطبات میں کہ عمل کے لوجہ اللہ ہونے کے لیے دو چیزوں کی رعایت ضروری ہے: ایک اخلاص، یعنی: خالص اللہ کے لیے ہو، ریاء یا شہرت کے لیے نہ ہو، اور حظ نفس کے لیے بھی نہ ہو، تو حظ نفس کا معنیٰ لکھیں کہ حظ نفس سے کیا مراد ہے؟ اور اگر کوئی انسان اعمال کرے اور اس کے اوپر جو اجر وثواب آخرت میں ملنے والا ہے اس کے اوپر خوش رہے، تو اس کا یہ اجر وثواب پر خوش رہنا حظ نفس میں داخل ہے یا نہیں؟ یعنی آخرت والے اعمال کے کرنے پر خوش رہے تو یہ حظ نفس میں داخل ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آخرت کا اجر وثواب شرعاً مطلوب ہے، اور انسان اس کی تحصیل کا مامور ہے، اس لیے اعمالِ آخرت کے اپنے ذریعہ ہونے پر خوش ہونا حظ نفس نہیں؛ بلکہ علامتِ ایمان ہے۔ عن أبي أمامة أن رسول الله ﷺ سئل ما الإيمان؟ فقال من سرته حسنته، وساء ته سيئته فهو مومن (رواه الحاكم في المستدرك) حضرت ابوامامة رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا ایمان کی علامت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اپنی نیکی بھلی لگے، اور برائی بری معلوم ہو، بس یہ اس کی علامت ہے کہ وہ مومن ہے۔ (ترجمان السنۃ ۲/ ۲۲۴)

''حظِ نفس'' کا مطلب اپنے نفس کی خواہش پوری کرنا جس کام میں پیش نظر ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری مقصود وپیش نظر نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مصلح سے اصلاحی تعلق اور حضوری

سوال: عرض یہ ہے کہ حضرت وہ ذکر جو کسی شیخ نے تجویز کر کے دیا، اور اس سے جو خدا کا دھیان رہنے لگے اس کے اوپر تو ثواب ہو، اور وہ ذکر جو تصوف کی کتابوں میں دیکھ کر کیا ہو اور اس سے جو خدا کا دھیان رہنے لگے اس کے اوپر ثواب ہے یا نہیں؟ (دھیان کے بارے میں ثواب کا پوچھنا مطلوب ہے، نہ کہ ذکر کے بارے میں، یعنی حضوری اور یادداشت کے بارے میں) اور اگر کوئی آدمی شیخ کو تلاش نہ کرے یا شیخ مل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہ سکے، اور اسی طرح ذکر کرتا رہے اور جو حضوری حاصل رہے اس پر ہمیشہ تک ثواب ملے گا یا نہیں؟ مراد ہر جگہ عبادت میں شیخ کے عدم تجویز کئے ہوئے ذکر پر جو حضوری ہو اس کے اوپر ثواب کا پوچھنا مطلوب ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

احکامِ شریعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظاہر سے متعلق۔(۲) باطن سے متعلق۔ اعمالِ باطنہ کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور ہر شخص کا وجدان بھی اس کی شہادت دیتا ہے، علاوہ ازیں مسلمات عقلیہ اور متفق علیہ حقائق میں سے ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وذروا ظاهر الاثم وباطنه﴾ اس کے علاوہ حسد، کبر، ریا، حبِ مال، حبِ جاہ وغیرہ رذائل، اور ان کی متقابلات صفات محمود، اخلاقِ رذیلہ سے تخلیہ اور اخلاق حمیدہ سے تحلیہ کا حکم ہے، اول کے علاج اور دوم کی تحصیل کے طرق قرآن وحدیث میں بار بار بکثرت مذکور ہیں، بس ان اعمال باطنہ، یعنی: رذائل کے امالہ، اور اخلاق حمیدہ کی تحصیل سے متعلق علم کا نام تصوف ہے۔

مصلح کا کام یہ ہے کہ وہ کسی شخص میں مرض کی تشخیص کر کے نسخہ تجویز کر دیتا ہے، مرض اور علاج تو منصوص ہے، مرض کی تشخیص اور نسخہ کی تجویز مصلح کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مصلح بعض ایسی تدابیر اختیار کرتا ہے جن کا تعلق فراست اور تجربہ سے ہے۔ مصلح نہ ملنے کی شکایت اس کی دلیل ہے کہ علاج کی فکر نہیں، اور مرض کو مرض نہیں سمجھا جا رہا، امراضِ جسمانیہ کے علاج کی تو یہ حالت ہے کہ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو ہر شخص معالج نظر آنے لگتا ہے، مگر آخرت کی فکر نہیں، اس لیے معالج نہ ملنے کی شکایت کی جاتی ہے، کیا یہ اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت نہ ہوگی کہ امراضِ باطنہ تو پیدا فرما دیے؛ مگر معالج کوئی بھی پیدا نہیں فرمایا۔ اگر یوں کہا جائے کہ جب امراضِ باطنہ کا علاج قرآن وحدیث میں موجود ہے تو علماء اپنا علاج خود ہی کر سکتے ہیں، کسی کے ساتھ اصلاحی تعلق رکھنے کی ضرورت نہیں، یہ خیال اس لیے صحیح نہیں کہ اولاً: قرآن وحدیث میں مذکور نسخوں کو صرف اہل فن ہی جانتے ہیں، دوسرے علماء کی وہاں تک رسائی نہیں۔ ثانیاً: جیسے امراضِ جسمانیہ کا علاج صرف کتب طب کے مطالعہ سے نہیں کیا جا سکتا؛ بلکہ اس کے لیے کسی ماہر فن کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، اسی طرح امراض باطنہ کا علاج بھی بدون صحبت کامل کے نہیں ہو سکتا۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۵۴۶، ۵۴۷ ملخصاً)

آپ جس کو حضوری سے تعبیر فرما رہے ہیں وہ واقعۃً حضوری ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ بھی شیخ کامل ہی کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سلبِ خلافت کے بعد بیعت کرنا

سوال: زید نے بکر کو خلافت مجاز بایں طور پر عطا کی، زید کہتا ہے کہ میں نے بکر کے ساتھ پندرہ سال حج کا زمانہ گزارا، اس دوران اللہ سے دل سے دعا کرتا تھا کہ ہمارے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ چشتیہ کے لیے بکر کو قبول فرمالے، اس لیے قطب عالم حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بکر کو بہت زیادہ محبت ہے اور بکر بعینہ امورِ تشریعی میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر ہے، امور تکوینی میں مجاز کا بھی اثر کبھی حضرت حکیم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر ہوتا ہے، اور شریعت کا بھی خوب لحاظ رکھتے ہیں؛ چناں چہ بے ساختہ دل پر مکۃ المکرمہ میں ورود ہوا کہ چل کر بکر کو میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین وبیعت کی اجازت رکھوں، پھر ایک سال بعد ستائیسویں شب رمضان المبارک مدینہ میں بہت ہی رسخ اور منظور ہوگیا، اس خلافت کو مصلحتاً ظاہر نہ کیا، پھر کامل تسلی ہونے پر ظاہر کیا، اور الحمد للہ بکر نے اس خلافت کو قبول فرمالیا۔

① کیا باعتبار ورود خلافت کسی کے کہنے پر سلب کی جاسکتی ہے، جبکہ سلبِ خلافت کا ورود نہ ہوا ہو؟

② کیا کسی کے کہنے پر خلافت سلب کرنے کے بعد بکر کو بیعت وتلقین کا حق حاصل ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ کیوں کہ سلب خلافت کا ورود نہیں ہوا، لہٰذا کسی کے کہنے پر خلافت سلب نہیں کی جاسکتی۔ دوسرے یہ کہ کیوں کہ خلافت سلب نہیں ہوئی، لہٰذا بکر کو بیعت وتلقین کا حق حاصل ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اجازتِ تلقین وبیعت دینے کے بعد اس کے واپس لینے کا بھی مستقل دستور تھا اور یہ واپسی اور سلبِ اجازت مختلف اسباب کی بناء پر ہوتی تھی، اس لیے شیخ محق نے اگر اجازت دینے کے بعد واپس لے لی، تو ظاہر ہے اس کا یہ اقدام مبنی برحق ہے، ورنہ اس کا مبطل ہونا لازم آتا ہے۔ نیز کسی مرید کا اپنے شیخِ طریقت کے متعلق اس قسم کا سوال کرنا یہ اپنے شیخ پر ایک نوع کا اعتراض ہے، جو گستاخی ہے اور ایسی گستاخی کے نتیجہ میں شیخ کے ساتھ جو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نسبت ہوتی ہے، وہ منقطع ہو جاتی ہے، جیسا کہ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے ''انفاسِ عیسیٰ'' میں تصریح فرمائی ہے۔

② بکر کو بیعت وتلقین کا حق بر بنائے اجازت حاصل ہوا تھا، اب جبکہ شیخ نے وہ اجازت کھینچ لی، تو وہ حق ختم ہو گیا، اس لیے سلبِ اجازت کے بعد بکر کے لیے جائز نہیں کہ زید کے سلسلہ میں لوگوں کو بیعت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

دین و دنیا کا فرق

سوال: ایک اشکال ہے یہ ہے کہ دنیا وآخرت میں بالکل تضاد ہے، یا یہ کہ ایسی بات نہیں ہے، تضاد سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک آدمی دنیا کے حصول میں مصروف ہو تو نہ ذکر واذکار قابل قبول ہوں، نہ صلوٰۃ وتلاوت، یا یہ کہ ایسا نہیں ہے۔ دیگر یہ کہ صوفیائے کرام کا دنیا کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ یعنی وہ کتنی مقدار دنیا میں مصروف رہتے ہیں آیا ضرورت کی مقدار یا اس سے زیادہ؟ دیگر یہ کہ ایک آدمی ہے جو سلوک الی اللہ میں مصروف ہے اور ضرورت کی مقدار دنیا حاصل کر لیتا ہے: لیکن اس کی عورت ہے جو دنیا کے حصول کی سعی میں مجبور کرتی ہے، دنیا کے حصول سے مراد آخرت کو چھوڑ کے جو ہے وہ سب کچھ، چاہے مال ہو، جاہ ہو یا اور کچھ ہو، اب اگر آدمی اس کی بات نہ مانے تو وہ ناراض ہوتی ہے، اور معاملہ یہاں تک جاتا ہے کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے سے شادی کر لے گی، تو کیا وہ آدمی اس بیوی کو چھوڑ دے یا یہ کہ اس کی بات مان لے، یعنی دنیا کمانے میں لگ جائے، اور سلوک الی اللہ کو چھوڑ دے، کونسا پہلو اختیار کرے، ان تینوں شق کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب مرحمت فرمائیں۔

مرد کو تو زائد از ضرورت کمانے کی قطعاً خواہش نہیں لیکن اس کی عورت نہ مانے تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آدمی کو موت سے پہلے پہلے (یعنی زندگی میں) جو کچھ احوال پیش آتے ہیں، اور جو امور اس کو لاحق ہوتے ہیں، وہ سب دنیا کہلاتے ہیں، اور موت کے بعد جو کچھ ہوتا ہے، وہ سب آخرت کہلاتا ہے۔ امور تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ چیزیں جو آدمی کے ساتھ اس عالم میں چلی جاتی ہیں، وہ علم دین اور نیک عمل ہے جو خالص حق تعالیٰ شانہ کے واسطے کیا گیا ہو، یہ دونوں چیزیں خالص آخرت اور دین ہی ہیں، دنیا نہیں ہیں؛ اگر چہ آدمی کو اس میں لذت آتی ہو، اور جن لوگوں کو ان میں لذت آجاتی ہے، وہ ان کی وجہ سے کھانا، پینا، سونا، شادی؛ وغیرہ تک چھوڑ دیتے ہیں: لیکن اس سب کے باوجود یہ دونوں چیزیں آخرت ہی کی چیزیں ہیں۔ دوسری قسم ان کے بالمقابل گناہوں کی لذتیں، اور جائز چیزوں کی وہ مقداریں جو محض فضول اور زائد ہیں، جیسا کہ سونے، چاندی کے ڈھیر اور فاخرہ لباس، خوشنما جانوروں کا شوق، اونچے اونچے محل، لذیذ لذیذ کھانے، یہ سب دنیا ہے۔ تیسری قسم ان دونوں کے درمیان ہے، وہ ضروری چیزیں جو آخرت کے کاموں کے لیے معین و مددگار ہوں، جیسا کہ بقدرِ ضرورت کھانا، سونا اور ضرورت کے موافق معمولی لباس گرمی اور سردی کا، اور ہر وہ چیز جس کی آدمی کو اپنی صحت اور بقاء کے لیے ضرورت ہے، اور اس کی وجہ سے پہلی قسم میں اعانت حاصل ہوتی ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ چیزیں بھی دنیا نہیں ہیں، یہ آخرت ہی ہیں، دین ہی ہیں؛ بشرطیکہ واقعی ضرورت کے درجہ میں ہوں، ان سے مقصد دینی امور پر تقویت ہو، اور اگر ان کا مقصد محض حظِ نفس اور دل کی خواہش کا پورا کرنا ہوگا، تو یہی چیزیں دنیا ہو جائیں گی۔

(ماخوذ از احیاء العلوم ۳/ ۱۹۰، فضائل صدقات ۳۸۸)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ: دنیا فی نفسہ ممنوع اور ناجائز نہیں ہے؛ بلکہ اس وجہ سے ممنوع ہے کہ وہ حق تعالیٰ شانہ تک پہنچنے میں مانع بنتی ہے۔ اسی طرح فقر فی نفسہ مطلوب نہیں ہے؛ بلکہ وہ اس لیے مطلوب ہے کہ اس میں حق تعالیٰ شانہ سے ہٹانے والی کوئی چیز نہیں، (بلکہ وہ حق تعالیٰ شانہ تک پہنچانے میں معین ہے) لیکن بہت سے غنی ایسے بھی ہیں کہ غنا ان کو حق تعالیٰ شانہ تک پہنچنے سے مانع نہیں ہوا، جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمن بن عوف وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم۔ اور بعض فقیر ایسے ہوئے ہیں کہ ان کا فقر بھی حق تعالیٰ شانہ تک پہنچنے میں مانع بن جاتا ہے کہ ناداری کے ساتھ مال کی محبت اس کو راستے سے ہٹا دیتی ہے، لہذا اصل ممنوع اور ناجائز مال کی محبت ہے، چاہے اس کے وصال سے ہو جیسا غنی، یا فراق سے ہو جیسا کہ دنیادار فقیر، دنیا حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے غافل لوگوں کی معشوقہ ہے، جو اس کا عاشق یعنی دنیادار فقیر اس سے محروم ہے وہ اس کی طلب میں مر رہا ہے، اور جس عاشق کو اس کا وصال حاصل ہے جیسا کہ غنی، وہ اس کی حفاظت اور اس سے لذتیں حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ شانہ سے غافل ہے، لیکن اکثر قاعدہ یہ ہے کہ جو اس سے محروم ہے، وہ اس کے فتنوں سے بہت زیادہ محفوظ ہے، اور جو اس میں پھنسا ہوا ہے وہ فتنوں میں مبتلا ہے۔ (ایضاً ۳۸۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَإِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَإِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(التغابن) اے ایمان والو! تمہاری بعض بیبیاں، اور اولاد تمہارے (دین کے) دشمن ہیں، (جبکہ وہ اپنے نفع دنیوی کے واسطے تم کو ایسی بات کا حکم کریں جو تمھارے لیے مضرِ آخرت ہو) سو تم ان سے ہوشیار رہو، (اور ان کے ایسے امر پر عمل مت کرو) اور (اگر تم کو ایسی فرمائشوں پر غصہ آوے، اور تم ان پر تشدد کرنے لگو اور وہ اس وقت معذرت اور توبہ کریں اور) تم (اس وقت ان کی وہ خطا) معاف کردو، (یعنی سزا نہ دو) اور درگذر کر جاؤ، (یعنی زیادہ ملامت نہ کرو) اور بخش دو، (یعنی ان کو دل سے اور زبان سے بھلادو) تو اللہ تعالیٰ (تمھارے گناہوں کا) بخشنے والا (اور تمہارے حال پر) رحم کرنے والا ہے۔

اس لیے بیوی کی یہ باتیں اس کی نادانی اور جہالت کی وجہ سے ہیں، آپ اس کو قرآن وحدیث کی تعلیمات اور بزرگوں کے حالات وواقعات سے روشناس کریں، جب اس کو یہ سب معلوم ہوگا تو وہ بھی آپ کی ہم خیال ہوجاوے گی، ایسی باتیں سمجھانے سے درست ہوتی ہیں، حکم چلانے سے کام نہیں چلتا، اس کی تعلیم وتربیت آپ کا فریضہ ہے، اس میں کوتاہی کرنے سے آپ کی پکڑ ہوگی، اس کا علاج چھوڑنا نہیں ہے۔﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حال طاری ہونا حق کی دلیل نہیں

سوال: آج کل لوگوں کو مزار ودرگاہوں پر جو حاضری وحال آتا ہے، اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

متعلق آپ کا کیا کہنا ہے؟ اگر ہم نفی کرتے ہیں کہ کوئی حاضری نہیں آتی یہ دیکھ کر کہ ناپاک رہتے ہیں اور بیت الخلاء سے آتے ہیں اور حال آجاتا ہے، اور خاص جب محرم کے مہینہ میں ایک ساتھ سب کو حاضری آتی ہے (جن سوار ہوتا ہے)، اور نفی بھی نہیں کرسکتے کہ ان میں بخدا اتنی طاقت ہوتی جاتی ہے کہ اس وقت تین آدمی مل کر بھی ایک کو قابو میں نہیں لاسکتے ہیں، اور جن کو حاضری آتی ہے وہ سب کو یہ بھی بتلاتے ہیں کہ: لیمو لاؤ وغیرہ، اور علاج کرتے ہیں۔ اسی طرح کیم اور دیگر مقامات پر ہوتا ہے، اور اگر اثبات کریں تو سمجھ میں نہیں آتا جب کہ کم بخت بے نمازی اور فاسق کو کیسے یہ حال آجاتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اللہ تعالیٰ نے جن کو قدرت دی ہے کہ وہ انسانی جسم میں سرایت کرتا ہے، جس طرح انسانوں میں کچھ افراد ایسے ہیں جو اپنی مختلف حرکتوں اور شرارتوں کے ذریعے لوگوں کے عقائد کو فاسد کرنے کی سعی کرتے ہیں، اِسی طرح جنوں میں بھی ایسے افراد ہوتے ہیں؛ بلکہ ان میں یہ تعداد زیادہ ہے۔ درگاہ پر جانے والے جس حرکت کو ''حال'' سے تعبیر کرتے ہیں، وہ بھی جنوں کی ان شیطانی شرارتوں کا اثر ہوتا ہے؛ اِس لیے جس پر حال طاری ہو رہا ہے اس کی قوت کی زیادتی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حق ہے، مشکوۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ: انھوں نے اپنے شوہر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: میری آنکھ میں درد ہوتا رہتا تھا تو میں فلاں یہودی کے پاس جھاڑ پھونک کرانے جاتی تھی، جب وہ جھاڑ دیتا تو آنکھ اچھی ہوجاتی تھی، تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: یہ شیطان کا کام تھا کہ وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اپنے ہاتھ سے آنکھ کو تکلیف پہنچاتا تھا، اور جب یہودی جھاڑتا تو شیطان اپنی حرکت سے باز آجاتا؛ (تاکہ اس طرح لوگوں کے اعتقاد فاسد کرے)۔ (مشکوۃ شریف ص:۳۸۹)

اس لیے آپ اِن فُسّاق وفجار کے حال کو بھی اسی پر محمول فرمائیں اور پریشان نہ ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

مریدین کا شیخ کے پیچھے چلنا

سوال: مریدین ہمیشہ اپنے شیخ کے پیچھے چلتے ہیں اس اعتقاد سے کہ اپنے شیخ کے سامنے چلنا جائز نہیں، ایسا اعتقاد صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آداب میں سے ہے کہ بڑوں کے آگے نہ چلا جائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے چل رہے ہیں تو بطورِ تنبیہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''لا تمش أمام من هو خير منك، إن أبابكر خير من طلعت عليه الشمس أو غربت''. (کنز العمال ۱۱/ ۵۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اپنے پیر کے ہوتے ہوئے دوسرے پیر سے بیعت ہونا

سوال: ایک شخص ایک مسئلہ کی الجھن میں ہے، وہ یہ ہے کہ ایک پیر سے بیعت کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور کافی عرصہ کے بعد ان کو مجاز بھی بنایا، پھر دوسرے بزرگ کی کتابیں آسان اور سیدھے سادھے الفاظ کی بنا پر پڑھنا شروع کیا اور اس کو بہت فائدہ ہوا، کتابیں پڑھنے کی بنا پر اس بزرگ سے اور ان کے مریدین سے بہت متاثر ہوا، حالاں کہ اس نے اس بزرگ کو دیکھا بھی نہیں اور وہ بہت دور ہیں، اس کا دل اس کی طرف مائل ہو رہا ہے، اور جس سے وہ بیعت ہے ان کی خدمت بھی برابر ہے اور ان کی کوئی برائی نہیں تو کیا وہ شخص پیر کے ہوتے ہوئے دوسرے سے بیعت ہو سکتا ہے؟ یا اصلاحی تعلق باندھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت کے افادات ''البدائع'' سے ایک ''بدیعہ'' نقل کیا جاتا ہے:

استفسار: دوسری بات جس کے لیے بارہا حضرت کی خدمت میں عرض کرنے کا ارادہ کیا؛ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیونکر عرض کروں، اور عرض کرنا سرے سے مناسب بھی ہے یا نہیں؟ اب یہ سوچتا ہوں کہ اگر نا مناسب ہوا تو حضرت خود ہی اس کا بھی فیصلہ فرمادیں گے؛ ورنہ مجھ کو تو اطمینان کی صورت حضرت ہی کے ارشاد میں نظر آتی ہے۔

جہاں تک نفسِ عقیدت کا تعلق ہے، الحمد للہ حضرت مرشد محترم مدظلہم العالی اور حضرت والا دونوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہ کمی نہیں پاتا؛ بلکہ یوماً فیوماً اضافہ ہی ہے، اور عقیدت بھی بحمد اللہ محبت کے ساتھ؛ لیکن تعلیم واصلاح کے معاملہ میں بالکل فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا حدود اس طریق کے آداب کی رو سے قائم رکھوں؟ اور اس کے لیے بھی جی چاہتا ہے کہ اگر حضرت کی اجازت ہو تو ایک مرتبہ کھل کر عرض کروں؛ لہذا جیسا ارشاد ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب: میں کچھ اجمالی طور پر عرض کردوں، اگر پھر بھی ضرورت رہے کھل کر لکھ دیجئے، اور کافی ہو جائے تو کیوں تکلیف کی جائے! تعلیم واصلاح کا حاصل تدبیر ومعالجہ ہے، اور دو معالجے جمع نہیں ہو سکتے جیسے بیک وقت دو طبیبوں کو حالات کی اطلاع اور دونوں کی رایوں کا اتباع بجز تشویش کے اور کیا ہوگا؛ بلکہ واقع میں ایک کا بھی اتباع نہ ہوگا؛ کیوں کہ اگر رائے کا اختلاف ہو گیا تو مریض کو خود ترجیح دینا پڑے گی تو وہ اپنا اتباع ہوا، جس سے طبیب کی طرف رجوع کرنا ہی بیکار ہوا، پس تدبیر تو ایک ہی معالج کی کام میں لائی جاوے گی، باقی دوسرے طبیب سے کیا معاملہ ہوگا؟ سو اگر وہ دوسرا طبیب محض مادی طبیب ہو تو بے شک وہ معطل سمجھا جاوے گا؛ لیکن اگر وہ روحانی طبیب اور بابرکت ہو تو اس سے توجہ اور دعا کی درخواست اور برکاتِ صحبت کا کام لیا جائے گا؛ اگرچہ صحبت محدود ہی ہو، مگر توجہ ودعا تو محدود نہیں؛ البتہ ایک اشکال احیاناً پیش آنا محتمل ہے، وہ یہ ہے کہ بدونِ رجوع ہی از خود دوسرے طبیب کی کوئی رائے معالج کے خلاف معلوم ہو یا غیر طریق میں کوئی اختلاف معلوم ہو، اس کا حل یہ ہے کہ اس اختلاف کو اجتہادی سمجھا جاوے گا؛ تاکہ کسی سے سوءِ ظن نہ ہو اور عمل معالج ہی کی رائے پر کیا جاوے گا۔ (۲۱،۲۰)

آگے اس سلسلہ میں مزید خط وکتابت بھی ہے جس کا ایک جزء حسبِ ذیل ہے:

حال: البتہ اتنا وسوسہ ابھی باقی ہے کہ مرشد کے ہوتے ہوئے ایسی صورت میں غیرِ مرشد سے معالجہ کی درخواست اس راہ کے آداب کے خلاف تو نہیں؟

تحقیق: بلا عذر خلاف ہے، اور عذر میں صرف اجازت ہی نہیں؛ بلکہ لزوم ہے، کیوں کہ اصل مطلوب مقصود ہے، طرق مقصود نہیں۔ (۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ   املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/صفر ۱۴۲۷ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غنائے قلبی حاصل کرنے کا مجرب عمل

سوال: مکتوبات فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ میں ص ۳۱۰/ پر آپ نے ''یا مغنی'' والا عمل کے بارے میں جو تحریر فرمایا ہے اس کی وضاحت مناسب سمجھے تو فرمادیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

''یا مغنی'' والا عمل پڑھنے کا طریقہ: دو رکعت نفل پڑھ کر گیارہ مرتبہ درود شریف پھر ایک ہزار بار ''یا مغنی'' پھر دو رکعت کے بعد ''یا مغنی'' ہزار بار پھر دو رکعت کے بعد ''یا مغنی'' ہزار بار پھر دو رکعت کے بعد ''یا مغنی'' ہزار بار پھر دو رکعت کے بعد ''یا مغنی'' ہزار بار پھر گیارہ مرتبہ درود شریف، اخیر میں دو رکعت پڑھ کر دعا کرلیں، اس طرح روزانہ پانچ ہزار ''یا مغنی'' بلا ناغہ کسی ایک وقت میں پڑھے، کل ۲۵/ روز کا عمل ہے، اس حساب سے سوا لاکھ ہو جائے گا ''یا مغنی'' پڑھتے وقت تصور جمائے کہ دل سے نور نکل کر اوپر پھیل رہا ہے، انشاء اللہ اس وظیفہ سے غنائے قلبی کی دولت نصیب ہوگی۔ مجرب عمل ہے۔

ویسے اللہ کا نام پڑھنے کے لیے کسی کی اجازت شرط نہیں؛ مگر اجازت لے کر پڑھنے سے خطرات سے حفاظت ہوتی ہے اور روحانی فیض بھی۔ آپ اگر پڑھنا چاہیں تو حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی طرف سے مذکورہ وظیفہ پڑھنے کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد عبد القیوم راجکوٹی، ۲۸/ ذی قعدۃ الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: العبد احمد خانپوری عفی عنہ

''صلی اللہ علیک یا محمد'' کا وظیفہ پڑھنا

سوال: عرضِ خدمت یہ ہے کہ ایک شخص اپنے بعض مریدین کو ''صلی اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علیك یا محمد'' کا وظیفہ بتاتے ہیں، کچھ لوگ اس کے جواز کے لیے فضائلِ درود شریف حکایت ۴۲ میں مذکور امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کو دلیل بناتے ہیں، نیز یہ کہتے ہیں کہ ''ضیاء القلوب'' مؤلفہ حاجی امداد اللہ مہاجرِ مکی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے طریقے کو دلیل بناتے ہیں، جس میں شبِ جمعہ کو مدینہ منورہ کی طرف چہرہ کر کے ''الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ'' کی ضرب دائیں طرف ''الصلوٰۃ والسلام علیك یانبی اللہ'' کی ضرب بائیں طرف اور ''الصلوٰۃ والسلام علیك یاحبیب اللہ'' کی ضرب قلب پر لگانا مذکور ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ان دونوں دلیلوں سے استدلال درست ہے؟ کیا اس طرح پڑھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھنے والوں کے عقیدے کی مشابہت لازم آئے گی یا نہیں؟ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ اس سوال کے جواب میں کہ یا رسول اللہ دور سے یا نزدیک قبرِ شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ تحریر فرماتے ہیں: کہ ''جب انبیاءِ کرام علیہم السلام کو علمِ غیب نہیں دیا تو یا رسول اللہ کہنا بھی جائز نہیں ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علمِ غیب کے تو خود کفر ہے، اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے، البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے، کیوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندۂ مومن کا آپ کی خدمت میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عرض کرتے ہیں اور ایک صنفِ ملائکہ اسی خدمت پر ہیں''۔ (تالیفاتِ رشیدیہ ۷۲)

عبارتِ بالا سے معلوم ہوا کہ درود شریف کے ضمن میں اس کی اجازت اس وقت ہے کہ پڑھنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ ملائکہ درود شریف کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش عرض کرتے ہیں، ہمارے زمانہ میں مبتدعین کا ایک بڑا طبقہ انہی کلمات کو درود شریف کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر جگہ حاضر ناظر اور عالم الغیب ہونے کے عقیدہ کے ساتھ پڑھتا ہے جو صریح کفر ہے، ان حالات میں کسی آدمی کا اس عقیدہ کے ساتھ پڑھنا کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں، اس لیے کہ اس میں عوام کے عقیدہ کے فاسد ہونے کے احتمال کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر تہمتِ شرک رکھنا ہے جیسا کہ بطور وظیفہ ایسے اشعار جن میں یہ کلمہ ہو پڑھنے کے سلسلہ میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں: کہ ''وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمالِ فسادِ عقیدۂ عوام اور اپنے اوپر تہمتِ شرک رکھنا ہے''۔ (ایضاً ۷۴)

اس سے معلوم ہوا کہ جہاں یہ صورت پیش آتی ہو وہاں پر درود شریف کے ضمن میں بھی یہ کلمات کہنا درست نہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''فی ندائه صلی الله باسمه بعد وفاته جهتان الاول: ندائه من حيث أنه نداء الغائب فهو لا يهامه اعتقاد علم الغيب واعتقاد حضور الغائب ينهى عنه سواء كان باسمه او بشيء من القابه العظيمة''.

(امداد الفتاویٰ ۴/۳۸۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے اس جواب میں بھی اس کلمہ کے ممنوع قرار دیے جانے کی وجہ وہی لکھی ہے جو سابق میں مذکور ہوئی۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: ''درود شریف زور سے پڑھنا، آہستہ پڑھنا سب درست ہے، دور سے پڑھنا، نزدیک سے پڑھنا سب درست ہے، چاہے غائب کے صیغے سے پڑھے، چاہے حاضر کے صیغے سے پڑھے وہ بھی درست ہے، لیکن بعض جگہ لوگوں کے عقائد ایسے خراب ہو گئے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر ناظر جاننے لگے، جس طرح اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر ہے سب کی پکار سنتا ہے بلا واسطہ، بالکل اسی طرح حضور ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور بندے (امتی) جس طریقے پر پکارتے ہیں، حضور اکرم ﷺ براہِ راست ان کے کلام کو سنتے ہیں اور بعضوں نے آگے بڑھ کر کچھ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہے اور حضور ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں، جو صفتِ خاصہ تھی حق تعالیٰ کی اس کو خاص کر دیا حضور ﷺ کے لیے اور اللہ تعالیٰ سے اس صفت کو ختم کر دیا۔ استغفر اللہ۔

چناں چہ ایک کتاب ''جاء الحق'' میں اس کی تصریح کی ہے کہ ''حضور اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں، حق تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں، اور ایک مقام میں دیکھا مسجد کے محراب میں کلمہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ دائیں جانب محمد رسول اللہ اور بائیں جانب لا الہ الا اللہ، پہلے محمد رسول اللہ بعد میں لا الہ الا اللہ، یہاں تک نوبت پہونچ گئی، ....غرض یہ افراط و تفریط ہو رہی ہے دنیا میں، بہت پریشانی کی بات ہے اس واسطے عقائد کی تصحیح کی بہت زیادہ ضرورت ہے، عقیدے پر مدارِ نجات ہے، ایمان کا مدار عقیدہ کی صحت پر ہے، عقیدہ غلط ہوگا، ایمان خراب ہوگا نجات نہیں ہوگی''۔ (خطبات محمود ۳/۱۷۶)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرآن اور احادیث کے نصوص میں اس بات کے نمونے موجود ہیں کہ ایک لفظ اپنے معنی اور مفہوم کے اعتبار سے صحیح اور درست ہونے اور اس کے بولنے والوں کی نیت بھی درست ہونے کے باوجود دوسرے معنی کا موہوم ہونے اور اس لفظ کو غلط استعمال کرنے والوں کی مشابہت کی وجہ سے اس کو بولنے سے ممانعت کی گئی، قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے: ﴿یایها الذین آمنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا﴾ (البقرۃ:۱۰۴)۔

اسی طرح بخاری شریف میں حضرت زید ابن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے، اور (مکہ سے پہلے حدیبیہ میں قیام کے دوران) ایک رات بارش ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ تمھارے پروردگار نے کیا کہا؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بندوں میں سے بعض نے مومن ہونے کی حالت میں صبح کی، اور بعض نے کافر ہونے کی حالت میں صبح کی، چناں چہ جس بندہ نے یہ کہا کہ اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل اور اس کے دینے سے بارش ہوئی، وہ میرے اوپر ایمان رکھنے والا ہے، اور نچھتر (ستارہ) کا انکار کرنیوالا ہے، اور جس نے یہ کہا کہ فلانے نچھتر (ستارہ) کی وجہ سے بارش ہوئی وہ اس نچھتر پر ایمان لانے والا ہے، اور میرا انکار کرنے والا۔ (بخاری شریف ۲/ ۵۹۷)

اس کے حاشیہ میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس کے دو مطلب نقل کیے ہیں، ایک تو یہ کہ جو آدمی اس عقیدہ کے ساتھ کہ ستارہ ہی حقیقی معنی میں مؤثر اور بارش برسانے والا ہے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا، یہ بات کہے تو اس کے کفر میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کوئی شک نہیں اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا قول ہے، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اس عقیدہ کے ساتھ کہ یہ بارش اللہ ہی کے فضل سے اور اس کے حکم سے ہوئی؛ البتہ یہ ستارہ اس کے لیے ایک علامت اور بارش کے برسنے کی ایک نشانی ہے، یہ بات کہے تو ایسے آدمی کی تکفیر تو نہیں کی جائے گی لیکن ایسا کہنا اس لیے مکروہ ہے کہ یہ کلمہ موہوم اور کفر وایمان کے درمیان متردد ہونے کی وجہ سے اس کے کہنے والے کے ساتھ بدگمانی ہوسکتی ہے، اور اس لیے بھی کہ یہ جاہلیت کا شعار ہے۔ (حاشیۂ بخاری حوالۂ بالا)

دیکھیے اس واقعہ میں فلانے ستارہ کی وجہ سے بارش ہوئی یہ کہنے کی اجازت باوجود عقیدہ درست ہونے کے اس لیے نہیں دی گئی کہ اس صورت میں کہنے والے کے متعلق کسی کو یہ بدگمانی ہوسکتی ہے کہ وہ بھی کفریہ عقیدہ سے یہ کہہ رہا ہو، نیز چوں کہ یہ اہلِ جاہلیت کا طریقہ تھا اس لیے بھی باوجود عقیدہ درست ہونے کے اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ اس میں ان کے غلط عقیدہ کی یک گونہ تائید وترویج ہے۔

اس لیے صورتِ مسئولہ میں درود شریف کے ان کلمات کا وظیفہ اور ورد کرنے سے احتراز کیا جائے، رہا ان حضرات کا بطورِ دلیل فضائلِ درود شریف میں مذکور حکایت نمبر ۴۲ اور ضیاء القلوب میں مذکور طریقِ زیارت کو پیش کرنا، اولاً تو اس لیے بھی صحیح نہیں کہ یہ کوئی دلیل شرعی نہیں، دوسرا یہاں پر لوگوں کے عقائد کے خراب ہونے اور مبتدعین کے کفریہ عقیدہ کی تائید وترویج کا جو احتمال پایا جاتا ہے، وہاں پر موجود نہیں، اس لیے یہ دونوں چیزیں حجت نہیں بن سکتیں۔

یہاں پر یہ یاد رہے کہ جواب کے شروع میں جن دو اکابر کے فتاویٰ کو پیش کیا گیا وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخص الخواص اور اجلِ خلفاء میں سے ہیں، کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان کے سامنے ضیاء القلوب کی سوال میں مذکورہ عبارت موجود نہیں تھی؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

عاملہ کے جسم میں جن کا حلول کرنا اور دوسروں کا علاج کرنا

سوال: آپ سے یہ عرض ہے کہ ایک بہن جن کا نام ریحانہ آپا ہے، ان کے پاس جن آتے ہیں جو حکیم ہیں، جن کے بارے میں آپ سن چکے ہوں گے، جن کو ''ابو'' کہتے ہیں، اس بہن کا پتہ ہمیں ایک مفتی صاحب نے دیا تھا، اور سب سے پہلے ان کی امی کا ہی علاج ہوا تھا، اور انہوں نے ایک مولانا صاحب کی بہن کو بھیجنے کے لیے کہا تھا اور ان کا علاج بھی وہاں پر ہوا، ہم بھی پہلے نہیں جاتے تھے، اور پھر ایک دوسرے مفتی صاحب سے پوچھوایا تھا، جب ہماری ایک بہن کی طبیعت بہت خراب تھی، اس وقت انھوں نے بھی اجازت دی تھی اور اب میں خود جاتی ہوں، وہاں میں نے کوئی شرک کی بات نہیں دیکھی۔ غریب بہنیں بھی دور دور سے آتی ہیں، ان کو مفت دوائی بھی دی جاتی ہے کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیتے اور یہ بات جو لوگوں نے مشہور کی ہے کہ ان کے بدن میں آتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ خود یوں کہتے ہیں کہ میں صرف پیچھے سے اللہ کے حکم سے ان کی مدد کرتا ہوں۔ ریحانہ آپا کو بیٹی بنائی تھی لیکن تین ساڑھے تین سال سے ریحانہ آپا کے شوہر کی اجازت سے دوسروں کا علاج کرتے ہیں، جب ان کے پاس آتے ہیں آواز ریحانہ آپا ہی کی ہوتی ہے، صرف گرامر ہی بدل جاتا ہے اور وہ بالکل ایک عورت کی طرح بات کرتے ہیں اور ایک عقیدت کا پرچہ بھی ساتھ دیتے ہیں جو میں دے رہی ہوں اور کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں کچھ نہیں کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، نماز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے وقت نماز کے لیے چلے جاتے ہیں، خود بھی دین کی دعوت دیتے ہیں اور ہم کو بھی دین کی دعوت دینے کو کہتے ہیں، اور ہم بھی اسی نیت سے جاتے ہیں کہ لوگوں کو جا کر دین کی دعوت دیں تا کہ لوگوں کا عقیدہ اللہ سے ہٹ کر ابو پر نہ آجائے، ان سے اس طرح علاج کروانا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ لوگ ان کو بہت پریشان بھی کرتے ہیں، ریحانہ اور ابو خود بھی اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم سے غلط کام نہ ہو جائے، انھوں نے خود نے اس کا جواب مانگا ہے، برائے کرم ہمارا یہ مسئلہ حل کر دیجیے اور دوسری بات ریحانہ آپا سید خاندان سے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جنات کے انسانوں کے پاس آنے جانے اور اس کے بدن میں سرایت کرنے کے تین اسباب علماء نے تحریر فرمائیں ہیں: (۱) خواہشِ نفسانی اور عشق ومحبت کی وجہ سے۔ (۲) بغض وعداوت اور انتقامی جذبہ سے۔ (۳) شرارت اور کھلواڑ کے طور پر۔ بعضوں نے دوسرے اور تیسرے کو ایک شمار کر کے دو ہی سبب تحریر فرمائے ہیں۔

پہلی صورت کا حکم صاف لکھا ہے کہ جس طرح ایک انسان کا دوسرے انسان سے اس طرح کا تعلق رکھنا فواحش میں داخل ہو کر حرام وناجائز ہے، اسی طرح جن کا یہ تعلق بھی فواحش ہی میں شمار ہو کر ناجائز اور حرام کہلائے گا، چناں چہ قاضی بدر الدین شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''آکام المرجان'' میں تصریح فرماتے ہیں:

صرع الجن للانس قد یکون عن شھوۃ وھوی وعشق کما یتفق للانس مع الجن، وقد یتناکح الانس و الجن ویولدبینھما ولد، فھذا کثیر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معروف وقد ذكر العلماء ذلك و تكلموا عليه وقد يكون وهو كثير والاكثر عن بغض ومجازاة مثل ان يؤذيهم بعض الانس او يظن انهم يتعمدوا أذا هم، اما ببول على بعضهم و اما بصب ماء حار واما بقتل بعضهم وان كان الانس لا تعرف ذلک وفی الجن ظلم وجهل، فيعاقبونه باكثر مما يستحق وقد يكون عن عبث منهم و شر مثل سفهاء الانس، وحينئذ فما كان من الباب الاول فهو من الفواحش التى حرمها الله تعالى كماحرم ذلك على الانس وان كان برضى الاخر فكيف اذاكان مع كراهتهم فانه فاحشة وظلم يخاطب الجن بذلك ويعرفون ان هذا فاحشة محرمة لتقوم عليهم حجة بذلك ويسبق انهم يحكم فيهم بحكم الله و رسوله الذى ارسله الى جميع الثقلين الانس والجن وما كان من القسم الثانى فان كان الانس لم يعلم فيخاطبون بان هذا لم يعلم ومن لم يتعمد الاذى لم يستحق العقوبة وان كان قد فعل ذلك فى داره وملكه عرفوا بان الدار ملكه فله ان يتصرف فيها بما يجوز وانتم ليس لكم ان تمكثوا فى ملك الانس بغير اذنهم بل لكم ما ليس من مساكن الانس كالخراب والفلوات ولهذايوجدون كثيرا فى الخراب والفلوات ويوجدون فى مواضع النجاسات كالحمامات والحشوش والمرابد والقمامين والمقابر، والمقصود ان الجن اذا اعتدوا على الانس اخبروا بحكم الله ورسوله واقيمت عليهم الحجة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر كما يفعل بالانس لان الله تعالى يقول: ﴿وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا﴾ وقال تعالى ﴿يٰمعشر الجن والانس الم يأتكم رسل منكم يقصون عليكم اياتى﴾ صدق الله العظيم.(آكام المرجان فى غرائب واخبار الجان ص ۱۰۷،۱۰۶)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بخاری کی شرح عمدۃ القاری ۲۱ / ۲۱۴ میں علامہ ابو العباس ابن تیمیہ کے حوالہ سے یہی چیز تحریر فرمائی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح فتح الباری ۱۰ / ۱۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں: وقد یکون الصرع من الجن ولا یقع الا من النفوس الخبیثۃ منھم اما لاستحسان بعض صور الانسیۃ واما لایقاع الاذیۃ بہ۔ "یعنی جنات کی طرف سے یہ صورت پیش آتی ہے اور ان میں جو شرارت پسند ہے انہی کی طرف سے ایسا ہوتا ہے یا تو اس لیے کہ ان کو کوئی انسانی صورت پسند آگئی ہے یا وہ انسان کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں"۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فیض الباری شرح بخاری میں ارشاد فرماتے ہیں: لان المام الجن لایکون الا من عشق او ایذاء (۴/۳۲۳) یعنی جنات کا آنا دو میں سے کسی ایک وجہ ہی سے ہوسکتا ہے، یا تو عشق اور محبت کی وجہ سے یا ایذاء رسانی کے خاطر۔

اکابر محدثین اور علماء کی مندرجہ بالا تصریحات کی بنیاد پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسی عورت کے پاس جنات کے آنے کی دو ہی وجہیں ہوسکتی ہیں، یا تو عشق و محبت کی وجہ سے یا ایذا رسانی اور انتقامی جذبہ سے، آپ نے سوال میں جو تفصیلات ریحانہ آپا کے پاس آنے والے جنات کی تحریر فرمائی ہیں ان سے یہ بات تو صاف معلوم ہوتی ہے کہ وہ ان کو ایذا اور تکلیف نہیں پہنچاتا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے پاس اس جنات کا آنا انتقامی جذبہ اور ایذاء رسانی کے خاطر نہیں، تو اب ظاہر ہے دوسری ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ اس کا آنا عشق و محبت کی وجہ سے ہے، کیا اگر کوئی انسان اس طرح آتا جاتا تو اس کو اجازت دی جاتی؟ ظاہر ہے انسان کے اس طرح آنے جانے کو سب ہی نا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائز قرار دیں گے، چاہے وہ آنے جانے والا انسان اس عورت کو جس کے پاس آجا رہا ہے، اپنی بیٹی ہی کیوں نہ بتلاتا ہو، اس جن کے ان کو اپنی بیٹی قرار دینے سے وہ حقیقت میں بیٹی نہیں بن جاتیں، اور شریعت کے سارے احکام جو ایک اجنبی کے ساتھ ملنے جلنے اور خلط ملط رکھنے کے سلسلہ میں دیے گئے ہیں، وہ سب یہاں پر بھی لاگو پڑتے ہیں۔

آپ سوال میں لکھتی ہیں ''اور یہ بات جو لوگوں نے مشہور کی ہے کہ ان کے بدن میں آتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، وہ خود یوں کہتے ہیں کہ میں صرف پیچھے سے اللہ کے حکم سے ان کی مدد کرتا ہوں، ریحانہ آپا کو بیٹی بنائی تھی لیکن تین ساڑھے تین سال سے ریحانہ آپا کے شوہر کی اجازت سے دوسروں کا علاج کرتے ہیں، جب ان کے پاس آتے ہیں تو آواز ریحانہ آپا ہی کا ہوتا ہے، صرف گرامر بدل جاتا ہے اور وہ بالکل ایک عورت کی طرح بات کرتے ہیں'' آپ کی تحریر فرمودہ اس عبارت ہی کو سامنے رکھ کر آپ غور کریں کہ اگر وہ اس عورت کے جسم میں سرایت نہیں کرتا تو پھر یہ آواز خود اس عورت کی کیوں سنی جا رہی ہے؟ نیز اس کا یہ کہنا کہ ''میں صرف پیچھے سے اللہ کے حکم سے ان کی مدد کرتا ہوں'' اللہ تعالی کا وہ کونسا حکم ہے؟ جس کی وجہ سے یہ ان کی مدد کر رہا ہے، قرآن کی کوئی آیت، حدیث کا کوئی مضمون ہو تو پیش کیا جائے، اس کا اپنے اس فعل کو جو دلائل شرع کی بنیاد پر صریح ناجائز ہے، اللہ تعالی کی طرف منسوب کرنا بہت بڑی جرأت کی بات ہے، پھر ان کے شوہر کی اجازت سے دوسروں کا علاج کرتے ہیں تو کیا شوہر اپنی بیوی کے جسم میں سرایت کرنے یا بغیر سرایت کیے ہوئے آنے جانے کی اجازت دے دے تو شرعاً یہ کام درست ہو جاتا ہے؟ کیا اگر کوئی شوہر کسی اجنبی مرد کو اپنی بیوی کے پاس آنے جانے کی اجازت دے دے تو اس کے اس اجازت دینے سے کیا اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اجنبی کے لیے آنا جانا درست ہو جائے گا؟ شریعت کے احکام جس طرح مرد انسانوں کے لیے ہیں، اسی طرح مرد جنوں کے لیے بھی ہیں۔

اس پوری تفصیل سے بخوبی یہ بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ اس جنات کا اس طرح اس عورت کے پاس آنا جانا ہی درست نہیں، اب اس کے بعد اس چیز کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی کہ وہ لوگوں کا علاج کرتا ہے اور بہت سوں کو فائدہ بھی پہنچا، اسی طرح وہ کوئی شرکیہ بات نہیں کرتا، جب اس کا اس طرح آنا جانا ہی شرعاً درست نہ ہوا تو بھلے اس کے علاج سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہو اور وہ کوئی شرکیہ بات نہ بولتا ہو پھر بھی عورتوں کا اس عورت کے پاس اس طرح آنا جانا شرعاً درست نہیں، اس لیے کہ آنے جانے والی عورتیں اپنے اس عمل سے گویا اس جن کے اس عورت کے پاس آنے کو درست قرار دے رہی ہیں، جس کا ناجائز اور حرام ہونا اوپر معلوم ہو چکا، اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ یہ سلسلہ بند کریں خصوصاً وہ عورتیں جو دین کے کام سے جڑی ہوئی ہیں، ان کے آنے جانے سے مزید غلط فہمیاں پھیلتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: اسی طرح کے ایک واقعہ میں آج سے ساڑھے بارہ سال پہلے لکھا گیا ایک فتویٰ بھی منسلک ہے۔ فقط

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۸/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ایک عاملہ کے جسم میں جن کا آنا اور اس کے ذریعہ علاج کرنا

(سوال): فی الحال ایک عورت جو عملیات کا کام کرتی ہے اس کا کہنا ہے کہ ایک پاک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جن ہیں جو سادات میں سے ہیں جن کی عمر ۸۱۶ سال کی ہے، انھوں نے مجھ کو بیٹی بنایا ہے اور وہ میرے جسم میں آتے ہیں اور عملیات کرتے ہیں، اب وہ عورت جب اپنے کام کو شروع کرتی ہے یا جہاں کہیں سے اس کو کوئی (مسلمان یا غیر مسلم) بلاتا ہے وہاں جاتی ہے، اور جہاں بھی وہ جاتی ہے یا اپنا کام کرتی ہے اس کا شوہر اس کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ اب مثال سمجھیے کہ جو بھی مریض آتا ہے اس سے اس عورت کا شوہر پوچھتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مریض سے دریافت کرنے کے بعد اس کا شوہر خود اپنی بیوی کے جسم میں آنے والے جن کے ساتھ بات کرتا ہے، اس کے بعد وہ عاملہ عورت تعویذ لکھ دیتی ہے کسی کو پینے کے لیے، کسی کو جلانے کے لیے، گلے میں ڈالنے کے لیے؛ مطلب یہ ہے کہ جیسا مریض اسی کے مطابق تعویذ اور اگر مرض ایسا ہے کہ دوائی یا مالش کے تیل کی ضرورت ہے اس کے مطابق دوائی تجویز ہوتی ہے، جب مذکورہ عورت علاج کرتی ہے تب وہ پشت پھیر کر بیٹھتی ہے اور برقعہ پہنتی ہے اور علاج بھی برقعہ پہن کر ہی کرتی ہے۔ (تا کہ حتی الامکان بے پردگی نہ ہو)، اور مذکورہ عورت جو دوائی دیتی ہے اس کے مناسب دام لیتی ہے، باقی تعویذ وغیرہ کسی اور کام کے معاوضہ کا زبانی مطالبہ نہ اس کا شوہر کرتا ہے نہ وہ عورت۔

تو آپ حضرات سے خصوصی گزارش ہے کہ مذکورہ سوال کا مفصل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ مذکورہ عورت جو کام کرتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ کا جواب دینے سے پہلے بطور تمہید چند باتیں پیش کی جاتی ہیں تا کہ جواب سمجھنے میں آسانی رہے، ساتھ ہی جنات سے متعلق حقائق اور شرعی احکام سامنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آنے سے ناواقفیت کی بناء پر لوگوں میں جو غلط فہمیاں پھیلتی ہیں وہ بھی دور ہوجائیں۔

(۱) انسان اور فرشتوں کی طرح جنات بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک مخلوق ہے، ان کا مستقل وجود ہے اور یہ ایک حقیقت ہے، خیالی چیز نہیں۔ انسان کی نگاہ سے اوجھل رہنے کی وجہ سے عربی میں اس کو "جن" کہا جاتا ہے۔ جس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسی طرح جنات کو آگ سے پیدا کیا ہے۔ (سورہ رحمن، سورہ حجر)

(۲) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنات کے لیے بھی نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، جنات پر فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور فرماں برداری کریں، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے ان کو حلال سمجھیں، اور جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کو حرام سمجھیں۔ جو احکام دیے ان کو بجالائیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو چیز پسند ہو اس کو پسند کریں، اور جس چیز سے ان کو نفرت ہو اس سے نفرت کریں۔

(آکام المرجان ص ۳۷، مجموعه فتاوی ابن تیمیه ۱۹/ ۹)

شریعت کے احکام وفرامین جس طرح انسان پر عائد ہوتے ہیں اسی طرح جنات پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں اہل سنت والجماعت میں کوئی اختلاف نہیں۔ "الاشباہ والنظائر" (ص ۳۲۶) میں ہے: "لاخلاف فی انهم مكلفون" اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ "جن" بھی شریعت کے احکام کے مکلف ہیں۔

(۳) جنات انسان کے جسم میں سرایت کر کے اس سے مختلف حرکتیں کرا سکتا ہے، یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ (فتاوی عزیزی ۱/ ۱۱۰)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں وہ انسان کی زبان پر سے گفتگو کرتا ہے۔ (آکام المرجان ۱۰۳، عینی شرح بخاری ۲۱/ ۲۱۴) حدیث پاک کی مختلف روایات سے یہ بات ثابت ہے۔ (آکام المرجان ۱۰۷، عینی وغیرہ)

④ جنات کے انسان کے جسم میں سرایت کرنے کی وجوہات پر تفصیل کرتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ عشق ومحبت کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ ایک انسان دوسرے انسان پر عاشق ہو جاتا ہے۔ (اور اس کی وجہ سے اس کی مصاحبت کا خواہش مند ہوتا ہے) اسی طرح جنات بھی انسان پر فریفتہ ہو کر اس کے جسم میں سرایت کرتا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ کبھی جنات کو انسان سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ (مثلاً گندہ پانی مکان سے باہر ڈال رہا تھا اور وہ کسی جن پر گر گیا یا کسی سوراخ میں پیشاب کیا جہاں جنات رہتے تھے اور ان پر پیشاب گر گیا) تو اس کا بدلہ لینے کے لیے جنات انسان کے بدن میں سرایت کرتے ہیں اور کبھی بغیر کسی وجہ کے محض کھلواڑ کے طور پر ایسا کرتے ہیں جیسا کہ انسان میں بھی بہت سے بدمعاش اور بے وقوف ایسا کرتے ہیں۔

(آکام المرجان ۱۰۶، عینی شرح بخاری ۲۱/ ۲۱۴)

پہلی وجہ کے متعلق شرعی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قاضی بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس طرح (عشق ومحبت کی وجہ سے) کسی جنات کا انسان کے جسم پر مسلط ہونا یا اس کے جسم میں سرایت کرنا فواحش میں سے ہے، جنات کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا ہی حرام قرار دیا جیسا کہ انسان کے لیے حرام قرار دیا ہے، چاہے دوسرے کی رضامندی سے ہو، اور اگر اس کی نامرضی سے ہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں بدکاری کے ساتھ ساتھ ظلم بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔(آکام المرجان ۱۰۶)

⑤ اسلام میں ''لے پالک'' نہیں ہے یعنی اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی اولاد (لڑکا ہو یا لڑکی) کو لے پالک یعنی منہ بولا بیٹا یا بیٹی بنالے تو ایسا کرنے سے وہ لڑکا یا لڑکی اس کا حقیقی بیٹا یا بیٹی نہیں بن جاتے؛ بلکہ ان کے لیے اجنبی ہی کا حکم ہے، اس لیے کسی اجنبی عورت یا لڑکی کو بیٹی بنالینے سے وہ حقیقی بیٹی کے حکم میں نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اجنبیہ ہی رہتی ہے، اور اسلام میں اجنبیہ عورت کے لیے جو احکام ہیں وہ اس پر بھی جاری ہوتے ہیں۔

⑥ جنات انسان کو بہت سی بیماریوں کی دوا بھی بتلاتے ہیں۔(آکام المرجان ۸۰ تا ۸۷)

⑦ ''سید'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لفظی ترجمہ ہے ''سردار'' آقا وغیرہ لیکن عام بول چال میں جب کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی سید ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد جن کا سلسلہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلا ہے ان میں سے ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتا ہے، ظاہر ہے کہ اوپر ذکر کیے ہوئے مطلب کے پیشِ نظر سید ہونا انسان کی خصوصیت ہے جنات کی نہیں۔

مندرجہ بالا تفصیلات جو بطور تمہید لکھی گئی ہیں سمجھ میں آجانے کے بعد اب آپ کے ذکر کردہ سوال کا جواب بہت ہی آسان ہو گیا کہ سوال میں مذکورہ عورت جو کام کرتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟

سوال میں مذکور کاموں کو انجام دینے کے لیے مذکورہ عورت کو جنات کی مصاحبت اختیار کرنی پڑتی ہے بلکہ جنات کو اپنے جسم پر قابو دینا پڑتا ہے، ظاہر ہے کہ وہ عورت اس جنات کے لیے اجنبیہ ہی کا حکم رکھتی ہے اور جنات اس عورت کے لیے اجنبی مرد کے حکم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں ہے، اپنی خواہش اور رضامندی سے اس طرح اس کو بلانا، اپنے جسم میں سرایت کرنے دینا، اپنے اوپر قابو دینا شریعت کی رو سے کہاں جائز ہوسکتا ہے؟ خاص کر کے اس کا اس طرح آنا تمہید ۴ کی تفصیل کے مطابق پہلی وجہ ہی سے ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جنات کا انسان کے جسم میں آنا دو میں سے کسی ایک وجہ سے ہی ہوسکتا ہے یا تو عشق ومحبت کی وجہ سے یا ایذاء رسانی کے خاطر۔ (فیض الباری ۴/ ۳۶۳)

سوال میں ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ عورت کے پاس اس کا آنا ایذاء رسانی کے خاطر نہیں؛ لہٰذا پہلی وجہ متعین ہوگئی۔ اس آنے والے جن نے مذکورہ عورت کو بیٹی بنایا ہو تب بھی وہ حقیقت میں بیٹی نہیں بن جاتی۔ (ملاحظہ ہو تمہید ۵)

اور حقیقی بیٹی کے احکام جاری نہیں ہوتے، ساتھ ہی اس جنات کا اپنے متعلق سید ہونے کا دعویٰ کرنا کتنا مبنی بر صداقت ہے وہ تمہید ۷ سے معلوم ہوگیا ہوگا۔

علاوہ ازیں عورت کے اس کام کرنے میں عامۃ المسلمین کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے بہت سی ایسی باتیں بھی اس سے پوچھتے ہیں جس سے ایسا شبہ ہوتا ہے گویا (نعوذ باللہ) جنات غیب کی باتیں جانتا ہے، زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ یہی تھا اور ان کے اس عقیدہ کی اسلام اور قرآن نے تردید کی ہے۔ (احکام القرآن للتھانوی ۳/ ۵۱۹) اور جس کام سے لوگوں کے عقائد خراب ہوتے ہوں اس کی شرعی اعتبار سے ہرگز اجازت نہیں۔

مذکورہ عورت کا شوہر کیا یہ گوارہ کرسکتا ہے کہ اجنبی مرد اس کی بیوی کے پاس اس طرح آئے اور اس کے جسم سے کھلواڑ کرے، ظاہر ہے کہ وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیوں کہ یہ بے غیرتی ہے تو پھر جنات کے اس طرح آنے کو کس طرح گوارہ کرتا ہے؟ کم از کم اپنی طرف سے اس کے دور کرنے کی کوشش تو کرے یا اس کام سے ناپسندیدگی اور براءت کا اظہار تو کرے، چہ جائے کہ خود ہی اس سے پوچھ تاچھ کر کے کام کرتا ہے، اور ان حرکتوں کو تقویت دیتا ہے جو بے غیرتی سے بڑھ کر دیوثی کے دائرہ میں آجاتا ہے، دوسرے رشتہ داروں کو چاہیے کہ یہ سلسلہ بند کرائیں اور اس کو دور کرنے کی تدبیریں اختیار کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۴/ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

عملیات کی بنیاد پر چوری کا الزام حرام ہے

(سوال): ایک جوتے چپل کی دکان میں شام کے وقت مالکِ دکان نے دکان بند کرنے سے پہلے زید اور بکر (جو اس کی دکان میں ملازم ہیں) کو کچھ رقم گننے کے لیے دی، ان دونوں نے رقم گن کر مالکِ دکان کو واپس کر دی، پھر مالکِ دکان نے یہ رقم بیگ میں رکھ کر مولانا عمر (یہ بھی ملازم ہے) کو دی اور اپنے ساتھ اسکوٹر پر بٹھا کر جماعت کے مشورہ کے لیے مسجد کی طرف چلے گئے، یہ دونوں جب تک مسجد میں رہے ساتھ ہی رہے، اور بیگ مولانا کے پاس رہا، مشورہ ختم ہونے کے بعد دونوں باہر نکلے راستہ میں مالکِ دکان کے دوست مل گئے، آپس کے مشورہ سے مولانا نے بیگ مالکِ دکان کے دوست کو دے دی، اب مالکِ دکان اور ان کے دوست ایک ہی اسکوٹر پر گھر چلے گئے، رات بھر یہ بیگ مالکِ دکان کے گھر پر ہی رہا، صبح معمول کے مطابق مولانا مالکِ دکان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے گھر گئے، مالکِ دکان نے وہی بیگ مولانا کے ہاتھ میں دیا اور یہ دونوں اسکوٹر پر دکان آ گئے، دکان آ کر مالک نے بیگ کھولا تو اس میں سے ایک لاکھ چالیس ہزار روپے کم نکلے۔

اب مالک دکان زید، بکر اور مولانا پر الزام ڈال رہا ہے کہ تم تینوں میں سے کسی ایک نے لیے ہیں، معاملہ پولیس تک گیا، پولیس نے زید اور بکر کو خوب مارا، مگر یہ انکار ہی کرتے رہے اور مولانا بھی انکار کرتے رہے، بعد میں چند عاملوں کو بلایا گیا، ان لوگوں نے تینوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا، جب کہ بیگ رات بھر مالکِ دکان کے گھر پر رہا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا عاملوں کے اشاروں پر کسی پر الزام ڈال سکتے ہیں؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

حجت شرعیہ کے بغیر محض عملیات کی بنیاد پر کسی پر چوری کا الزام لگانا، اور اس کو چور قرار دے کر زبردستی اس سے مالِ مسروقہ وصول کرنا، یا اس کو سزا دینا، گرفتار کرانا یا اس کو ذلیل اور رسوا کرنا جائز نہیں، ہمارے اکابر نے اس کو سختی کے ساتھ منع لکھا ہے۔

(دیکھیے: امداد الفتاوی ۴/ ۸۸، فتاویٰ محمودیہ مطبوعہ کراچی ۲۰/ ۷۶، ۷۷)

حدیث شریف میں مسلمان کی جان، مال اور عزت وآبرو کی حرمت بڑی تاکید سے بیان کی گئی ہے، شرعی حجت کے بغیر اس کی خلاف ورزی کسی حال میں جائز نہیں۔

"کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه" (مشکوٰۃ)

اس لیے مالکِ دکان کا اپنے ملازمین زید، بکر اور مولانا پر محض عاملوں کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اشاروں پر الزام ڈالنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　الجواب صحیح: عبدالقیوم راجکوٹی

بلا دلیل کسی پر جادو کرانے کا الزام لگانا

سوال: ہمارے یہاں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو کہ دوسرے کسی مسلمان پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ اس آدمی نے ہمارے اوپر یا ہمارے خاندان والوں پر جادو کیا ہے، حالاں کہ جس پر یہ الزام لگایا گیا ہے وہ اس چیز سے مبرّا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ خدا کی پناہ! ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا، نہ میں کچھ جانتا ہوں، ایسے الزام لگانے والے پر ازروئے شریعت محمدی ﷺ کیا حکم لگ سکتا ہے؟ قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں ہدایت فرمائیے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب اس آدمی نے جادو نہیں کیا ہے تو اس پر یہ الزام لگانا بلا دلیل ہے جو تہمت ہے اور حرام ہے، قرآن مجید میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا﴾ (الاحزاب:۵۸)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ (ایسا کام) کیا ہو (جس سے وہ مستحق سزا ہو جائیں) ایذاء پہنچاتے ہیں، تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا (اپنے اوپر) بار لیتے ہیں۔ (یعنی اگر وہ ایذاء قولی ہے تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہے تو مطلق گناہ ہی ہے) (معارف القرآن ۷/۲۲۶)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولا تقف ما لیس لك به علم، ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا﴾ (بنی اسرائیل:۳٦) ترجمہ: اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل مت کیا کر (کیوں کہ) کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔ (معارف القرآن ۵/۴۸۱)

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر قرطبی اور تفسیر مظہری کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''جس شخص نے بے تحقیق مثلاً کسی شخص پر کوئی الزام لگایا اور بلا تحقیق کسی بات پر عمل کیا، اگر وہ ایسی چیز سے متعلق ہے جو کان سے سنی جاتی ہے تو کان سے سوال ہوگا، اور آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہے تو آنکھ سے، اور دل سے سمجھنے کی چیز ہے تو دل سے سوال ہوگا کہ یہ شخص اپنے دل میں جمائے ہوئے خیال میں سچا ہے یا جھوٹا؟ اس پر انسان کے یہ اعضاء خود شہادت دیں گے، جو حشر کے میدان میں بے تحقیق الزام لگانے والے اور بے تحقیق باتوں پر عمل کرنے والے کے لیے بڑی رسوائی کا سبب بنے گا۔ (معارف القرآن ۵/ ۴۸۲، ۴۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ہندو سادھو کے ذریعہ سفلی عمل کرانے کا حکم

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص باپ کی ملکیت میں رہتا ہے اس کو مکان سے نکالنے کے لیے اس کا حقیقی بھائی کسی سادھو مہاراج کی مندر میں جا کر یا غیر مسلم ہندو کے پاس جا کر ناپاک سفلی عمل کرائے تو مذکور شخص کا ایمان ختم ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس کو پھر کلمہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اور اس کی عورت اس کے نکاح میں رہتی ہے یا نہیں؟ یا فقط

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توبہ کرنے سے معاف ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

غیر مسلم کے اس سفلی عمل میں اس آدمی نے براہ راست کوئی کام یا کلام منافی ایمان نہیں کیا تو اس کی اس حرکت سے ایمان ختم نہیں ہوگا البتہ یہ ایک بڑا گناہ ہے اس سے توبہ ضروری ہے صدق دل سے اپنی اس حرکت پر نادم ہو جو کچھ کیا ہے وہ ختم کرادے آئندہ کے لیے ایسا نہ کرنے کا عزم مصمم کر لے اور جس کے ساتھ کیا گیا ہے اس سے معاف کرادے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کسی کو کہنا کہ تم پر جادو کا اثر ہے

سوال: یہاں پر ایسے علما موجود ہیں جو کسی مسلمان کو جسمانی تکلیف ہونے پر تعویذ اور گنڈا لینے جانے والے کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم پر جادو کا اثر ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر یہ حضرات دروغ گوئی کے طور پر کہتے ہیں تو اس کی قباحت اور حرمت ظاہر ہے، اور اگر علامات وقرائن کی بنیاد پر بطور ظن غالب اس لیے کہتے ہیں؛ تا کہ اس کے علاج اور دفعیہ کی طرف توجہ کی جائے تو یہ جائز ہے، لیکن اس صورت میں بھی ساتھ یہ کہنا کہ فلاں صاحب نے کیا یا کرایا ہے یا نام لیے بغیر ایسے الفاظ استعمال کرنا جس سے سننے والوں کا ذہن کسی مخصوص آدمی کی طرف منتقل ہو اور وہ اسی کو اس میں ذمہ دار ٹھہرائیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو یہ جائز نہیں، شرعاً عملیات وتعویذ کی بنیاد پر کسی آدمی کے خلاف ایسی بات کرنا حرام ہے، یہ چیزیں حجت شرعیہ نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تعویذ باندھنا

سوال: تعویذ کا باندھنا اپنے جسم کے کسی بھی حصہ پر کیسا ہے؟ منع ہے یا جائز ہے؟ مدلل جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تعویذات وگنڈے جو آیات وادعیۂ ماثورہ سے کئے جائیں فی نفسہ جائز ہیں، اگر اس میں کراہت یا حرمت آئے گی تو کسی عارض کی وجہ سے آئے گی، مثلاً عوام کا عقیدہ خراب ہو جاوے کہ وہ تعویذات وگنڈے کو مؤثر بالذات سمجھنے لگیں تو اس سے منع کیا جائے گا، اور ترک بہر حال اولیٰ ہے، مسنون یہ ہے کہ ادعیہ وآیات کو پڑھ کر دم کیا جائے۔ (امداد الاحکام ۱/ ۲۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جھاڑ پھونک کا حکم

سوال: ہمارے یہاں ایک بزرگ شخص ہیں، وہ صوم وصلوۃ کے بھی پابند ہیں، وہ روزانہ مغرب بعد ایک مکان میں جھاڑ پھونک کرتے ہیں، اور جھاڑنے کے لیے اکثر غیر مسلم عورتیں آتی ہیں، تو کیا یہ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہم کو معلوم کرائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعت کے مقرر فرمودہ حدود کے مطابق جھاڑ پھونک کرنا درست ہے، اور اس سے ہٹ کر جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۱ھ

عملیات میں خاص اشیاء کا اہتمام

سوال: تعویذ کا ثبوت تو ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مروجہ عاملین کا جو طرز ہے مثلاً کالا دورا اور تانبا کی ڈبیہ میں ڈال کر دیتے ہیں آیا اس کا بھی ثبوت ہے؟ صحابۂ کرام تعویذ کو کس چیز میں ڈال کر دیا کرتے تھے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تعویذ لکھ کر لٹکانے کا تذکرہ کتب فقہ میں ہے، اسی طرح تعویذ باندھنے والا حالت جنابت میں ہو یا عورت حالت حیض میں ہو اس صورت میں وہ تعویذ بند ہونا چاہئے یہ بھی مصرح ہے؛ البتہ کوئی ضروری نہیں کہ لٹکانے کے لیے کالا ڈورا ہی استعمال کیا جائے یا بند کرنے کے لیے تانبے کی ڈبیہ ہی کام میں لائی جائے۔

وفی المجتبی اختلف الاستشفاء بالقرآن بان یقرأ علی المریض او الملدوغ الفاتحة او یکتب فی ورق ویعلق علیه او فی طست ویغسل ویسقی وعن النبی ﷺ انه کان یعوذ نفسه قال وعلی الجواز عمل الناس الیوم وبه وردت الاثار ولا بأس بان یشد الجنب والحائض التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفة اھ (شامی ۵/ ۲۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ　　کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۰/دن کے عمل میں دو روز ناغہ کرنا

سوال: ہم جب کسی بیماری کے علاج کے لیے کوئی ۴۰ دن والا عمل کرتے ہیں اور اس عمل کے دوران اگر درمیان کے دو، تین روز ناغہ ہو جائے تو کیا عمل کی تاثیر کم ہو جائے گی؟ اور کیا وہ عمل دوبارہ کرنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جیسے کسی دوا وغیرہ سے بیماری کا علاج کرتے ہیں اور اس میں اگرچہ چالیس دن کا کورس ہو اور درمیان میں دو- تین دن ناغہ ہو جائے، اسی طرح یہ بھی ایک علاج ہے، اگر چالیس دن کا عمل پورا کرنے پر مطلوبہ اثر ظاہر ہو چکا ہے تو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، اور اگر مطلوبہ اثر ظاہر نہیں ہوا تو دوبارہ بھی کیا جا سکتا ہے؛ البتہ اتنا یاد رہے کہ جس مقصد کے لیے یہ عمل کیا جا رہا ہے شرعاً وہ مقصد جائز اور درست ہو، ورنہ ناجائز مقصد کے لیے کسی عمل کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۱۵/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ		الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

دو عمل ایک ساتھ کرنا

سوال: کیا دو عمل ایک ساتھ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دو عمل بھی ایک ساتھ کیے جا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۱۵/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وساوس کا علاج

سوال: حضرت دل میں ایک وسوسہ رہتا ہے کہ عمل میں گناہ کا (حرام کاری، بے حیائی) وسوسہ آتا ہے، اللہ جانے یہ کیوں ہوتا ہے؟ حضرت میں نے بہت کوشش کی؛ مگر وسوسہ آتا ہی رہتا ہے، حالتِ نماز اور تلاوت میں بھی ذہن یہاں وہاں گردش کرتا رہتا ہے، جب کبھی اپنی عصری تعلیم کے لیے بیٹھتا ہوں تب پڑھ ہی نہیں سکتا ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

گناہ کے وساوس وخیالات کا غیر اختیاری طور پر آنا گناہ نہیں؛ اس لیے چاہے آپ کو حرام کاری کے وساوس آتے ہوں تب بھی آپ پریشان نہ ہوں، ویسے بھی شریعت میں انسان غیر اختیاری امور کا پابند نہیں، اس کا علاج یہ ہے کہ ان وساوس کی طرف دھیان نہ دیں؛ بلکہ اپنے کام میں لگے رہیں، اس طرح کرتے رہیں گے تو ان شاء اللہ آہستہ آہستہ ان وساوس سے نجات حاصل ہو جائے گی، بہ طورِ وظیفہ "اٰمنت باللّٰہ ورسلہ" چلتے پھرتے پڑھا کریں اور فجر و مغرب کے بعد چوتھا کلمہ ۱۰۰ (سو) مرتبہ پڑھنے کی عادت ڈال لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۷/ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

وظائف میں بھی ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

سوال: سورہ کی تسبیح پڑھتے وقت کیا ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جی ہاں! ہر مرتبہ سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۱۵/ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

باب ما یتعلق بالتبلیغ

عورتوں کی تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت

سوال: آج کل مبلغین حضرات (جن کا شمار تبلیغی ذمہ داروں میں ہوتا ہے وہ) مستورات کی جماعت بنا کر بھیجتے ہیں؛ اس طرح کہ ان کے ساتھ ان کے محرم ہوتے ہیں، مگر ٹرین وغیرہ میں سیٹیں آمنے سامنے ہونے کی وجہ سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے، اور جس جگہ جماعت کا قیام ہوتا ہے وہاں پردہ کا اہتمام ہوتا ہے، مگر پھر بھی اجنبی و نامانوس جگہ میں ہونے کی وجہ سے بے احتیاطی کا اندیشہ رہتا ہے، عورتیں چوبیس گھنٹے گھروں میں قیام کرتی ہیں، اور ان کے محرموں کو مساجد میں بھیج دیا جاتا ہے جب کہ صاحبِ خانہ (گھر کا مالک) بجائے مسجد میں جانے کے اسی گھر میں (جہاں عورتوں کا قیام ہے) رہتا ہے، شرعی رو سے یہ کیسا ہے؟ اس پُرفتن دور میں عورتوں کا دین کی اشاعت اور تبلیغ کرنا کیسا ہے؟ شریعت میں اس کی کوئی نظیر ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عورتوں کو تبلیغی جماعت میں بھیجنے کے سلسلہ میں علماءِ عصر کے دو نظریے اور دو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رائیں ہیں۔ بعض علماء واکابر نے تبلیغی اہمیت وضرورت کے احساس کے باوجود مفاسد کے غالب ہونے کے پہلو کو مدِ نظر رکھ کر اجازت نہیں دی؛ چناں چہ مفتیٔ گجرات حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتیٔ پاکستان حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی اسی پہلو کے غماز ہیں۔

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

''عورتوں کو جماعت میں لے جانا مطلوب وپسندیدہ نہیں ہے، اور ﴿وإثمهما أكبر من نفعهما﴾ (ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے) کا مصداق ہے، عورتیں غیر محتاط ہوتی ہیں''۔ (فتاوی رحیمیہ ۱۰/۴۹۸)

اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

''عورتوں کا گھروں سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے؛ اس لیے حضرات فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے مسجد کی جماعت، جمعہ، طلبِ علم اور وعظ سننے کے لیے عورتوں کے نکلنے کو ناجائز قرار دیا ہے، جب ایسی اہم عبادات وضروریات دین کی خاطر تھوڑے سے وقت کے لیے قریب تر مقامات تک نکلنے پر بھی اس قدر پابندی ہے تو تبلیغ کے لیے کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں اور چلوں کے لیے دور دراز مقامات میں جانا بطریق اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے''۔

آگے حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''بصیرتِ فقہیہ'' کا عنوان لگا کر تحریر فرماتے ہیں: ''حضرات فقہاءِ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کی عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امورِ دینیہ کے لیے خواتین کے خروج کی ممانعت قرآن وحدیث میں منصوص نہیں بلکہ ان حضرات نے اپنے زمانے کے حالات اور شیوع فتن وفسادات کی وجہ سے اصولِ شریعت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی آراء وافکار کا اظہار فرمایا ہے؛ لہٰذا ان حضرات کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فیصلہ کوئی نصِ قطعی اور حرفِ آخر نہیں بلکہ تغیرِ زمانہ سے اس میں ترمیم کی گنجائش ہے۔

دورِ حاضر میں غلبۂ جہل اور دین سے بے اعتنائی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خواتین کے لیے ضرورات شرعیہ سے خروج کو مطلقاً حرام وممنوع قرار دینا اور کسی بھی ضرورتِ شرعیہ کے لیے خروج کی اجازت نہ دینا اقامتِ دین کے بجائے ہدمِ دین ہے؛ چناں چہ اسی کے پیشِ نظر مجموع النوازل میں مسائلِ شرعیہ معلوم کرنے کی ضرورت سے خروج کی اجازت دی گئی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/ ۵۸)

اس کے بالمقابل بعض دوسرے علماءِ کرام نے عصرِ حاضر کے لوگوں میں دین سے غفلت، اسلامی تہذیب وکلچر سے بعد ودوری، علومِ اسلامیہ کی تحصیل وترویج سے سستی وبے زاری وغیرہ دیگر حقائق؛ نیز تبلیغی جماعت کے فوائدِ کثیرہ من جملہ ان میں سے لوگوں میں اس کے ذریعہ علومِ دینیہ کی تحصیل کا شوق وجذبہ سنتِ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سے والہانہ لگاؤ شریعت اسلامی وتہذیب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج واشاعت کا شوق وعزم وغیرہ پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر چند اہم وضروری شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے؛ چناں چہ مفتیٔ اعظم ہند فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ ان ہی حقائق کی طرف مشیر ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”تبلیغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا، اس کو پختہ کرنا دوسروں کو دین سیکھنے، پختہ کرنے کے لیے آمادہ کرنا ہے اور اس جذبہ کو عام کرنے کے لیے طویل سفر کیے جاتے ہیں، جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں عورتیں بھی محتاج ہیں اور گھروں میں عامۃً اس کا انتظام نہیں ہے؛ اس لیے اگر لندن یا کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ حدودِ شرع کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شرعاً اس کی اجازت ہے بلکہ دینی اعتبار سے مفید و اہم ہے، اگر بچے اتنے چھوٹے نہیں ہیں کہ بغیر والدہ کے تڑپیں گے، اور ان کی پرورش نہیں ہو سکے گی، اور بچوں کی نانی ان کی دیکھ بھال اطمینان بخش طریقے پر کرے گی تو پھر اجازت ہے"۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۱۰۷)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں: "دین سیکھنا مردوں اور عورتوں سب کے ذمہ ضروری ہے، عورت کے لیے اگر مکان میں ان کے شوہر باپ بھائی وغیرہ دین سیکھنے کا انتظام کر دیں تو کہیں جانے کی ضرورت نہیں؛ لیکن جب اس کا انتظام نہ ہو تو ان کے اجتماع کو منع نہ کیا جائے؛ البتہ اس کا اہتمام کیا جائے کہ پردہ کا پورا انتظام ہو، بلا محرم کے عورتیں سفر نہ کریں، تقریر میں ان کی آواز نامحرموں تک نہ پہنچے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عورتوں کا اجتماع فرمایا اور اس میں خود تشریف لے جا کر دین سکھایا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۱۱۶)

شہیدِ ملت حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لیے خاص اصول و شرائط رکھے ہیں، ان اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے، اس سے دین کی فکر بھی اپنے اندر پیدا ہوگی اور امت میں دین والے اعمال زندہ ہوں گے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۷/ ۲۷۵)

بہر حال یہ مسئلہ دیانت سے تعلق رکھتا ہے اس کی پوری بنیاد ہی دیانت پر ہے؛ لہذا جو حضرات بھیجنے والے ہیں، (یعنی ذمہ دار) اور جو حضرات ساتھ جا رہے ہیں، ان کی بہت بڑی اور بہت اہم ذمہ داری ہے وہ سب سے پہلے اس بات کا مکمل اطمینان حاصل کرلیں کہ جماعتِ تبلیغ میں بھیجی جانے والی یہ خواتین کس نوع کی ہیں آج تک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ان کے طرزِ عمل اور رویہ سے اس بات کا اطمینان ہو کہ یہ عورتیں اس سلسلہ میں جو خاص اصول اور شرائط تجویز کیے گئے ہیں ان کی مکمل پابندی کریں گی تو بھیجنے کی اجازت وگنجائش ہے، رہا شب میں بسا اوقات شوہروں یا محرموں کا ان خواتین سے الگ رات گزارنا تو یہ عدمِ جواز کی وجہ نہیں بن سکتا؛ اس لیے کہ اس سلسلہ میں وضع کیے گئے اصول وشرائط کی بنیاد پر ان عورتوں کو ایسی جگہوں پر ہی رکھا جاتا ہے، جہاں ان کی عفت وعصمت کی حفاظت وغیرہ کا مکمل اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اخیر میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر جو بذات خود مستورات کی تبلیغی جماعت کے ساتھ شرکت فرما کر لکھی ہے، پیش کی جارہی ہے چناں چہ تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مستورات کی تبلیغی جماعت میں مجھے بذاتِ خود اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، مستورات کے تبلیغی عمل کا میں نے خود مشاہدہ کیا، جس میں شریعت کے تمام احکام کی مکمل پابندی کی جاتی ہے، اور پردے کے تمام احکامات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، مستورات کی تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغی جماعت کے اکابرین نے جو شرائط رکھی ہیں وہ مکمل شریعت کے مطابق ہیں اور ان شرائط کی پابندی نہ کرنے والی مستورات کو تبلیغی عمل میں شرکت کی اجازت نہیں ہوتی، ان تمام امور کے بعد میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ مستورات کی تبلیغی جماعت میں شرکت کے عدمِ جواز کا فتویٰ کیوں دیا جاتا ہے، میری رائے میں مستورات کا اس طرح تبلیغ کے لیے جانا درست ہے، مستورات کی جماعتوں کی وجہ سے ہزاروں عورتوں کی اصلاح ہوگئی ہے، اور بہت سی عورتیں جو بے حجاب کھلے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بندوں بے پردہ نکلتی تھیں، اور قرآن کریم نے جس کو تبرج الجاهلية کہا ہے اس کا پورا پورا مظاہرہ کرتی تھیں، الحمدللہ ان مستورات کو دیکھ کر ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کی دینی باتیں سن کر ان کی اصلاح ہوگئی ہے اور وہ اب مکمل حجاب کے ساتھ نکلتی ہیں؛ اس لیے اس ناکارہ کے نزدیک تو شرائط مرتبہ کے مطابق نہ صرف مستورات کا تبلیغ میں نکلنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے؛ کیوں کہ مثل مشہور ہے کہ ''خربوزہ خربوزہ سے رنگ پکڑتا ہے'' ہمارے یہاں بے پردگی کا جو عام رواج ہوا ہے اور الا ماشاء اللہ کوئی گھرانہ مشکل ہی سے اس طوفان بلاخیز سے محفوظ رہا ہوگا، اس کی ابتداء انگریز نے غیر مسلم استانیوں کے ذریعہ کی اور بالآخر اس تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کرلی، اگر بشرائطِ معروفہ تبلیغی جماعت میں مستورات کی نقل وحرکت کو رواج دیا جائے تو انشاء اللہ اس کے بہت مبارک اثرات ظاہر ہوں گے۔ وللہ الحمد أولا وآخرا۔ (ماہنامہ بینات ماہ صفر ۱۴۱۹ھ)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/۵/ ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

عورتوں کا جماعت میں نکلنا

سوال: آج کل کے حالات کے اعتبار سے عورتوں کی جماعت ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں لے جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعت نے عورتوں کے سفر کے لیے جن شرائط وقیود کو ضروری قرار دیا ہے، ان کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رعایت کرتے ہوئے اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورتوں کا ہفتہ واری اجتماع میں بیان اور تعلیم کرنا

سوال: عورتوں کے ہفتہ واری اجتماع میں گاؤں کے آدمی سے بات کرانا چاہیے یا عورت سے بات کرانا چاہیے یا صرف تعلیم کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

سب کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایضاً

سوال: عورتوں کے دینی ہفتہ واری اجتماع میں تعلیم ہوتی ہے، تعلیم کرنے والی عورتیں عورتوں سے تعلیم کرواتی ہیں اور کرتی بھی ہیں، عورتوں کے ہفتہ واری اجتماع میں کون تعلیم کرے؟ یہ مردوں کے مشورے سے طے کرنا چاہیے یا عورتوں کے مشورے میں عورتوں سے طے کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ انتظامی معاملہ ہے، مرکز کی ہدایت کے بموجب عمل کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ بھی احکام شرع کی تبلیغ ہے

سوال: ہم لوگ محلہ کی مسجد میں تبلیغی جماعت کا کام کرتے ہیں، اب محلہ والے کبھی کسی کے انتقال کی وجہ سے اجتماعی ختمِ قرآن کرتے ہیں اور ختمِ قرآن کی تاریخ اور وقت اور دن متعین ہوتا ہے اور پھر ختم کے بعد سب کے اوپر گلاب کا پانی چھانٹا جاتا ہے، اب اگر ہم لوگ اس میں نہ بیٹھیں، تو توڑ ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے جوڑ باقی رکھنے کے لیے اس کے اندر بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

محلہ والوں کو ایصالِ ثواب کا صحیح شرعی طریقہ محبت و نرمی کے ساتھ بتلا دیا جائے، اور غیر شرعی طریقہ کی قباحت اور اس کے نقصانات سے ان کو واقف کرایا جائے، یہ بھی احکامِ شرع کی تبلیغ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مروجہ تبلیغ شریعت کی نظر میں

سوال: اس دور میں تبلیغی جماعت کا زور سارے عالم میں ہے، یہ اس طرح کی تبلیغ جو مسلمانوں میں ہو رہی ہے، کیا سنت ہے یا بدعت ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نفس تبلیغ کا حکم تو کتاب و سنت میں موجود ہے، اور ہر زمانہ میں اس پر عمل بھی ہوتا رہا؛ البتہ ہر زمانہ کے حالات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کے قلوب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں مفید طریقے القاء فرماتے رہے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد، ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جمع ہوتے اور وہ احادیث سناتے، مسائل بتلایا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہفتہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں ممبر کے قریب کھڑے ہوکر احادیث سنایا کرتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو خطبہ شروع ہونے سے پہلے احادیث سنایا کرتے تھے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بھی مستقلاً تبلیغ کیا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہاں بھیج دیجئے تبلیغ کے لیے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھیجا، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ڈیڑھ ہزار کے قریب اپنے تلامذہ کو لے کر تشریف لے گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ احادیث کو لکھا گیا، اور کتابی شکل دی گئی، جگہ جگہ حدیث سنانے کے حلقے ہوتے تھے، بعض محدثین کے حلقہ میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زائد آدمی موجود رہتے تھے، (یہ سب مخاطبین مسلمان ہی تھے)۔ پھر ایک وقت آیا کہ مشائخ نے تصوف اور توجہ باطن کے ذریعہ تبلیغ کی، علماء نے مدارس قائم کئے، واعظین نے وعظ کہے۔ غرض یہ امت مجموعی حیثیت سے کسی بھی وقت نفس تبلیغ سے کلیۃً غافل نہیں رہی، اور ہر ہر طریقۂ تبلیغ نہایت ہی مؤثر مفید ثابت ہوا، ان میں کوئی طریقہ غلط نہیں۔

آج کے دور میں تبلیغی جماعت کا طریقہ اصول کی پابندی کے ساتھ نہایت مؤثر ومفید ہے، جس طرح مدارس کے عمل کو نیا طریقہ کہہ کر غلط نہیں کہا جاسکتا، اسی طرح تبلیغ کے طریقہ کو نیا کہہ کر غلط نہیں کہا جاسکتا، مسلمان کا اپنے اسلام میں پختہ ہونا لازم ہے، پھر اس کی غیر مسلموں میں بھی فی الجملہ تبلیغ ہوتی ہے، ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ خود ہی اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرف مائل ہو جائے۔(فتاویٰ محمودیہ ۱/۳۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دین کی تبلیغ فرض کفایہ ہے

سوال: دین کی دعوت دینا (تبلیغ) یہ کام فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فرض کفایہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، رجب ۱۴۱۱ھ

ایک سال کے لیے تبلیغی جماعت میں جانا

سوال: کیا ایک سال کے لیے تبلیغی جماعت میں جانا قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟ کیا جو لوگ ایک سال کے لیے جاتے ہیں وہ شریعت مطہرہ کے خلاف کرتے ہیں، جو علماء کرام اور بزرگان دین ایک سال کے لیے جماعت میں نکلنے کی تشکیل کرتے ہیں وہ شریعت کے خلاف کرتے ہیں؟ اور اگر شریعت کے خلاف کرتے ہیں تو علماء حق کا اتنا بڑا گروہ کیوں خاموش ہے؟ ہمارے یہاں ایک مفتی صاحب نے بڑے شدومد سے مسجد میں ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ جو لوگ تبلیغی جماعت میں ایک سال کے لیے نکلتے ہیں وہ قرآن وسنت کی روشنی میں کہیں بھی ثابت نہیں ہے، کیا یہ کہنا صحیح ہے؟ اگر مفتی صاحب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا یہ فرمان صحیح ہے، تو علماء کرام اور بزرگان دین کے ایک بہت بڑے طبقہ پر مداہنت کا الزام آتا ہے، ان کی دینی اقدار مجروح ہوتی ہے، اور ان علماء پر سے لوگوں کا دینی اعتماد مجروح ہوتا ہے، اور اگر ان کا یہ فرمان صحیح نہیں تو ایسے امام کو مسجد میں امامت اور خطابت کے لیے رکھنا شریعت کی روشنی میں کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دین کا سیکھنا، سکھانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے، دین سیکھنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی عربی مدارس میں داخلہ لے کر باقاعدہ پورا نصاب پڑھ کر اساتذہ کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کرے، اور جس کے پاس اتنا وقت نہیں یا اتنی مالی وسعت نہیں یا عمر زائد ہو چکی ہے یا دیگر اعذار ہیں، اس کے لیے دین سیکھنے کی ایک صورت تبلیغی جماعت میں نکلنا بھی ہے، جس طرح پہلی صورت میں ایک سال یا نو سال یا کم وبیش وقت کے لیے آدمی کا گھر سے نکلنا جائز و درست اور اسلاف و اکابر کے متواتر عمل سے ثابت ہے، اسی طرح دوسری صورت میں بھی درست و جائز ہے، ان مفتی صاحب کا وہ فرمان جس کا سوال میں ذکر ہے درست نہیں، ایک قسم کا غلو اور تجاوز عن الحدود ہے، اور ان کے اس فرمانے پر ان کو امامت و خطابت سے الگ کرانے کے لیے تحریک چلانا، یہ آپ کی طرف سے غلو اور تجاوز عن الحدود ہے، دونوں فریق کو چاہیے کہ شریعت مطہرہ نے جس اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے اس کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں، اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ / ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک تبلیغی مقرر کا واقعۂ ہرقل سے غلو آمیز استدلال کا جواب

سوال: حیات الصحابہ مؤلفہ حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کے حوالہ سے ایک صاحب نے شاہِ ہرقل کا ایک واقعہ بیان کیا کہ چند اصحاب رسول ﷺ بادشاہ کے پاس بغرض دعوت اسلام حاضر ہوتے ہیں، اور آگے یہ کہ بادشاہ انھیں ایک بکس میں سے چند تصاویر دکھلاتا ہے جو انبیاء کرام کی تھیں، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی تصویر بھی دکھلائی اور آپ کی رسالت کا اقرار بھی کیا، اور اخیر میں اسلام لانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپ کے یہاں اپنے غلام سے جو سب سے زیادہ بدتر سلوک کرے، میں اس کا بدتر غلام بننے کو تیار ہوں؛ لیکن اسلام لانے کو تیار نہیں، آگے سلسلۂ کلام میں حضرت موصوف (مقرر صاحب) نے فرمایا کہ یعنی اس پر اسلام واضح ہو چکا تھا اور وہ جانتا تھا...... یہی حق ہے اور اس پر علامات واضح ہو چکی تھیں پھر بھی اس نے اسلام لانے سے انکار کر دیا، (چوں کہ وہ موقعہ ہمارے محلہ کی مسجد کی ہفتہ واری گشت کے بعد عمومی بات کا تھا؛ اس لیے موقع کی مناسبت سے تبلیغی کام کی ترغیب دیتے ہوئے) آگے حضرت موصوف نے سلسلۂ کلام میں فرمایا ''معلوم ہوا کہ کسی کام کو صرف حق جاننا اور صحیح سمجھنا کہ یہ کام صحیح ہے یا بہت اچھا ہے یہ نجات کے لیے کافی نہیں ہے، یا یہ ہدایت نہیں، جیسا کہ آج امت کا ایک بہت بڑا طبقہ اور ہم میں سے بہت سے لوگ اس دعوت کے کام کو حق سمجھتے ہیں؛ لیکن جب کہا جاتا ہے کہ نکلو تو...... اب کیا کہا جائے''۔ براہِ کرم بتلاویں کہ حضرت موصوف کا مذکورہ بالا واقعہ کا اس طرح کا استعمال کیا درست ہے؟ اور کیا حضرت موصوف کا استیناس درست ہے؟ اور اگر ہے تو ان اکابرین علماء کے بارے میں کیا حکم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتا ہے جن کا اس خاص طریقۂ کار میں کوئی وقت نہیں لگا جب کہ وہ ساری زندگی اس کام کو درست اور حق جانتے رہے اور دوسروں کو بھی اس کام کی تلقین کرتے رہے، اللہ کے واسطے جواب مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت سمجھ لینا ضروری ہے:

حضرت مفتیٔ اعظم فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ اس سوال کے جواب میں کہ ''ایک صاحب تبلیغی جماعت میں جانے کو فرض عین فرماتے ہیں'' تحریر فرماتے ہیں: ''اصل یہ ہے کہ دین سیکھنا فرض عین ہے۔ اس کی ایک صورت مدارس میں پڑھنا ہے، اور ایک صورت تبلیغ میں جانا ہے، اور بھی صورتیں ہیں۔ میوات کے لوگوں کو بتایا گیا تھا کہ دین سیکھنا فرض ہے؛ اس لیے یا مدارس قائم کرو یا دوسری صورتیں اختیار کرو، اگر تم کوئی دوسری صورت اختیار نہ کرسکو تو متعین طور پر تبلیغ ہی میں نکلو؛ اس لیے وہاں یہی کہہ کر لوگ نکلتے ہیں کہ دین سیکھنے کے لیے چلو! اتنی بات میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۴۵۳)

ایک اور سوال جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں موجودہ ''تبلیغی جماعت'' کی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: یہ دیکھنے سیکھنے پختہ کرنے اور اشاعت کا ایک ذریعہ ہے اصول کے ساتھ کیا جائے تو تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بے حد مفید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۴۲۳)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ نے سوال میں مقرر صاحب کے واقعۂ ہرقل سے استدلال کی جو صورت بیان کی ہے وہاں مسئلہ کفر اور اسلام کا ہے، اور اس کو جس پر منطبق کرنا چاہا ہے وہ دین ہی کے مختلف شعبے ہیں، جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر ضروری اور اہم ہے؛ اس لیے ان کا یہ استدلال یا تو کم فہمی پر مبنی ہے یا کج فہمی پر، دین کے تمام ہی شعبے مطلوب اور مقصود ہیں، جو حضرات کسی ایک شعبے سے متعلق ہو کر اس کی خدمت انجام دے رہے ہیں ان کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے شعبہ کی خدمات انجام دینے کے جو مخصوص فوائد ہیں وہ ان کو حاصل نہیں ہوں گے؛ لیکن نعوذ باللہ وہ ناحق پر ہیں یا گمراہی پر ہیں یا کسی مخصوص شعبہ میں نہ لگنے کی وجہ سے قابلِ مذمت ہیں، یہ نہایت خطرناک خیال ہے جس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

ایک سوال جواب ملاحظہ ہو:

سوال: جو مسلمان ''تبلیغی جماعت'' میں داخل نہیں ہوتا اور نہ گشت و چلہ کشی کرتا ہے اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا جو فائدہ ہے اس کو حاصل نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۴۲۳)

اس لیے ان مقرر صاحب کا یہ طرز استدلال درست نہیں۔

ایک بات یاد رہے کہ دین کے ہر شعبے میں کام کرنے والے افراد میں اس شعبہ کے کام کا غلبہ ہونا ضروری ہے، مراکزِ علومِ دینیہ (مدارس) میں تعلیم و تعلم کا غلبہ، مراکزِ تزکیۂ باطن اور خانقاہوں میں مجالسِ ذکر اور اعمالِ تزکیہ ومجاہدات کا غلبہ، اور مراکزِ دعوت و تبلیغ میں دعوت و تبلیغ کے کام کا غلبہ ہونا چاہیے، تو ان شاء اللہ یہ سارے دینی کام آگے بڑھیں گے اور کسی پر کسی عمل کا غلبہ ان اعمال کی محدودیت کے ساتھ مطلوب بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے؛ تاکہ کام خوب آگے بڑھے اگر کوئی اپنی کج فہمی سے کسی دینی کام کی تنقیص یا تردید کرتا ہے، یا دوسرے کام کی تحقیر کرتا ہے تو اسے غلبہ نہیں کہا جائے گا بلکہ غلو کہا جائے گا، اور دین میں غلو مذموم اور مردود ہے، اگر مدارس والے ذکر واذکار اور دعوت وتبلیغ کی تنقیص کریں یا خانقاہوں میں دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتعلم کی تنقیص ہو یا اربابِ دعوت وتبلیغ تبلیغی کام کو ہی اصل سمجھیں، اور دوسرے کام کی تنقیص وتحقیر کریں تو بالیقین ان کا یہ طرز، فکر وعمل مذموم اور قابلِ مذمت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵ / رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

متفرقات کتاب العلم

غریب گھرانے کے بچوں کو پڑھانے کی ذمہ داری

(سوال): ہمارے گاؤں میں قریباً ۵۰۰/ سے ۶۰۰/ مکان مسلمانوں کے ہیں، اور ہر سال گاؤں کے ایک گھرانے سے ۳۵۰/ روپیے اساتذۂ کرام کی تنخواہ کے لیے بہ طور فنڈ کے ملتے ہیں؛ مگر سوال یہ ہے کہ بعض گھرانے ایسے ہیں جن کے گھر کا گذران صرف مزدوری پر ہی ہے اور ان کے پاس کچھ بھی بچتا نہیں ہے، پھر بھی گاؤں کے لوگ اصرار کرتے ہیں کہ آپ کو ۳۵۰/ سالانہ فنڈ کے دینے ہوں گے، اور اگر نہیں دوگے تو آپ کے بچوں کو مدرسہ میں نہیں بٹھائیں گے، تو کیا ان بچوں کو پڑھانے کے ذمہ دار ماں باپ گنہ گار ہوں گے یا گاؤں کے لوگ ذمہ دار ہوں گے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

علم دین کی فرض عین مقدار حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری اور لازم ہے، اپنے بچوں کو علم کی اس مقدار کا سکھلانا ماں باپ پر ضروری ہے، جس طرح محنت مزدوری کر کے وہ اپنے بچوں کی رہائش طعام اور لباس کا انتظام کرتے ہیں، اسی طرح ان کو ضروریات دین سکھلانے کا بھی انتظام کریں۔ اہل ثروت حضرات اس میں ان کا تعاون فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

عالم کسے کہتے ہیں؟

سوال: ایک شخص جو مدرسہ سے فارغ نہیں ہوا نہ سند حاصل کی نہ دوزانوں استاذ کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کیا؛ مگر مطالعہ سے اور بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اس نے بہت سا علم حاصل کیا؛ تو کیا اس کو عالم دین کہیں گے، یا عالم دین کے لیے مدرسہ کی سند ضروری ہے، نیز عالم بننے کے لیے کتنے علوم حاصل کرنا ضروری ہے، یا ایسی کوئی اور وجہ ہے جس سے ایک عام آدمی سے عالم کو ترجیح ہے تو ضرور بتائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حصول علم مدرسہ کے داخلہ پر موقوف نہیں ہے، بزرگوں اور علماء کی صحبت میں رہ کر بھی ممکن ہے، مدارس کے قیام کا مقصد بھی یہ ہے کہ طالب کو علماء کی صحبت بہ سہولت میسر ہو؛ البتہ علم دین میں صرف مطالعہ کافی نہیں، جب تک کہ استاذ کی صحبت و نگرانی نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو۔عرفی طور پر عالم اس کو کہتے ہیں جس نے مدرسہ میں رہ کر علماء کی صحبت میں علم حاصل کیا ہو، رہا اس کا لغوی مفہوم تو اس میں عموم ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

''فال نامہ'' جیسی کتابوں کا پڑھنا

سوال: چند کتابیں یعنی نقشِ سلیمانی، فال نامہ وغیرہ کا مطالعہ کرنا کہاں تک ٹھیک ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مروجہ فال لینا شرعاً جائز نہیں؛ اس لیے ایسی کتاب کا مطالعہ بھی جائز نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۱/ ذوالحجۃ ۱۴۱۴ھ

''دنیا کے کتوں سے بچا'' یہ دعا مانگنا اسلاف سے ثابت ہے؟

سوال: نماز کے بعد کچھ امام صاحب اجتماعی دعا کرتے وقت ایسا کہتے ہیں: ''دنیا کے کتوں سے بچا'' اس طرح دعا کرنا جائز ہے کیا؟ بزرگان دین کے وقت میں ایسی دعا ہوئی ہے کیا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ان الفاظ سے کوئی دعا ماثور ومنقول نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ رجب ۱۴۱۵ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حامداً ومصلیاً ومسلماً کا ترجمہ

سوال: حامداًومصلیاًومسلماً کے کیا معنیٰ ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

میں اپنی بات یا اپنا جواب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہوئے شروع کرتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری، ۱۵/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

عرفی عالم واصطلاحی عالم

سوال: ''عالم'' کس کو کہتے ہیں؟ کیا عالم یعنی بزبان العام ''مولنا'' ہی کو کہیں گے، جس نے کسی دار العلوم میں چند سال زانوئے تلمذ طے کیا ہو اور نصابِ تعلیم کی تکمیل کی ہو، یا ہر اس کو جسے دین کی بنیادی چیزوں کا صحیح صحیح علم ہو؟ اور احادیث میں کس عالم کی فضیلت وارد ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آیتِ کریمہ: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: آیت میں لفظ علماء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات وصفات کا کما حقہ علم رکھتے ہیں اور مخلوقاتِ عالَم میں اس کے تصرفات پر اور اس کے احسانات وانعامات پر نظر رکھتے ہیں، صرف عربی زبان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یا اس کے صرف ونحو وفنون بلاغت جاننے والوں کو قرآن کی اصطلاح میں عالم نہیں کہا جاتا، جب تک اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت مذکورہ طریق پر حاصل نہ ہو۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ: عالم وہ شخص ہے جو خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرے اور جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے، وہ اس کو مرغوب ہو اور جو چیز اللہ کے نزدیک مبغوض ہے، اس کو اس سے نفرت ہو۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ليس العلم بكثرة الحديث ولكن العلم عن كثرة الخشية'' یعنی بہت سی احادیث یاد کرلینا یا بہت باتیں کرنا کوئی علم نہیں؛ بلکہ علم وہ ہے جس کے ساتھ اللہ کا خوف ہو۔

حاصل یہ ہے کہ جس قدر کسی میں خدائے تعالیٰ کا خوف ہے، وہ اسی درجہ کا عالم ہے اور احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خشیت اللہ کو کثرت روایت اور کثرت معلومات سے نہیں پہچانا جاسکتا؛ بلکہ اس کو کتاب اللہ اور سنت کے اتباع سے پہچانا جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جس شخص میں خشیت نہ ہو وہ عالم نہیں۔ (مظہری)

اس کی تصدیق اکابر سلف کے اقوال سے ہوتی ہے: حضرت ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''من لم يخش فليس بعالم'' یعنی جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں۔ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''إنما العالم من خشي الله'' یعنی عالم تو صرف وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔ سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مدینہ میں سب سے زیادہ افقہ کون ہے؟ فرمایا: ''اتقاهم لربه'' یعنی جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فقیہ کی تعریف اس طرح فرمائی: ''إن الفقيه حق الفقيه من لم يقنط الناس من رحمة الله، ولم يرخص لهم في معاصي الله

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعالیٰ، ولم یومنهم من عذاب الله تعالیٰ، ولم یدع القرآن رغبة عنه إلی غیره، أنه لاخیر في عبادة لا علم فیها، ولا علم لا فقه فیه، ولا قراءة لاتدبر فیها'' (قرطبي) فقیہ: مکمل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ کرے اور ان کو گناہوں کی رخصت بھی نہ دے اور ان کو اللہ کے عذاب سے مطمئن بھی نہ کرے اور قرآن کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کی طرف رغبت نہ کرے، (اور فرمایا) اس عبادت میں کوئی خیر نہیں جو بے علم کے ہو اور اس علم میں کوئی خیر نہیں جو بے فقہ یعنی بے سمجھ بوجھ کے ہو اور اس قرأت میں کوئی خیر نہیں جو بغیر تدبر کے ہو۔

مذکورہ تصریحات سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ بہت سے علماء کو دیکھا جاتا ہے کہ ان میں خدا کا خوف وخشیت نہیں؛ کیوں کہ تصریحاتِ بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک صرف عربی جاننے کا نام علم اور جاننے والے کا نام عالم نہیں، جس میں خشیت نہ ہو وہ قرآن کی اصطلاح میں عالم ہی نہیں؛ البتہ خشیت کبھی اعتقادی اور عقلی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے آدمی بہ تکلف احکامِ شرعیہ کا پابند ہوتا ہے اور کبھی یہ خشیت حالی اور ملکۂ راسخہ کے درجہ میں ہو جاتی ہے، جس میں اتباعِ شریعت ایک تقاضائے طبیعت بن جاتا ہے، خشیت کا پہلا درجہ مامور بہ اور عالم کے لیے ضروری ہے، دوسرا درجہ افضل واعلیٰ، ضروری نہیں۔ (از بیان القرآن) (معارف القرآن ۷/ ۳۴۷، ۳۴۸)

تفصیلِ بالا سے معلوم ہوا کہ عرفِ عام میں جس کو عالم کہا جاتا ہے، اس میں اور قرآن کی اصطلاح میں جس کو عالم کہتے ہیں، اس میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لفظ ''مولانا'' اور ''مولوی'' کا مطلب و استعمال

سوال: کسی عالم دین کے لیے ''مولٰنا'' کا استعمال جائز ہے؟ جب کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے (انت مولٰنا) استعمال ہوا ہے؟ اور کیا قرونِ اولیٰ سابقہ میں دین کے عالم کے لیے ''مولٰنا'' کا لفظ مستعمل ہوا؟ اور ''مولوی'' کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ ''مولانا'' اور ''عالم'' کا لفظ کب سے استعمال میں آنے لگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

''مولٰنا'' دو لفظ سے مرکب ہے: ''مولیٰ'' اور ''نا'' ضمیر مجرور متصل جمع متکلم۔ عربی زبان میں مولیٰ متعدد معنوں کے لیے آتا ہے: صاحب ''تاج العروس'' علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مولی کے معانی کی تفصیل لکھ کر تحریر فرمایا ہے کہ: ''فهذه أحد و عشرون معنى للمولى: وأكثرها قد جاءت في الحديث، فيضاف كل واحد إلى مايقتضيه الحديث الوارد فيه'' (تاج العروس ۱۰/ ۳۹۹) یعنی یہ اکیس معانی لفظِ مولی کے ہیں، اور ان میں سے اکثر معانی حدیث میں آئے ہیں، اس لیے جس حدیث میں لفظ مولیٰ وارد ہوا ہے، وہ حدیث جس معنی کی مقتضی ہوگی، وہ مراد لیے جائیں گے۔

صاحب ''مجمع البحار'' محمد بن طاہر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: واسم المولى يقع على الرب، والمالك، والسيد، والمنعم، والمعتق، والناصر، والمحب، والتابع، والجار، وابن العم، والحليف، والعقيد، والصهر، والعبد، والمعتق، والمنعم عليه؛ وأكثرها جاء في الحديث (مجمع البحار ۵/ ۱۱۳)

اس لیے جہاں یہ لفظ استعمال ہو رہا ہے، اس مقام کے مناسب جو معنی ہوگا، وہ مراد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوگا۔قرآن کریم میں دعاء کے موقعہ پر باری تعالیٰ کو خطاب کرتے ہوئے ''انت مولٰنا'' آیا ہے وہاں رب اور پروردگار والا معنی متعین ہے،قرآن پاک ہی میں لفظ مولی دوسرے معنی میں بھی آیا ہے:﴿يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا﴾ (الدخان: ٤١) ﴿ولكل جعلنا موالى مما ترك الوالدٰن والاقربون﴾ (النساء:٣٣) ﴿مأوٰكم النار هى مولٰكم﴾ (الحديد:١٥) ﴿وهو كل على مولٰه﴾ (النحل:٧٦) ﴿وانى خفت الموالى من ورآءى﴾ (مريم:٥) ﴿فان لم تعلموآ آباءهم فاخوانكم فى الدين ومواليكم﴾(الاحزاب:٥)۔ ''بخاری شریف''(کتاب الصلح) میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی طویل روایت ہے، اس کے آخر میں ہے: وقال لزيد أنت أخونا ومولانا (١/٣٧٢) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مولانا فرمایا۔

اس لیے کسی عالم دین کو ''مولانا'' کہنے میں کوئی اشکال نہیں ہے،اس صورت میں لفظ مولی آقا اور سردار کے معنی میں ہوگا،اور مطلب ہوگا ''ہمارے سردار'' ظاہر ہے عالم دین کو اپنے علم کی وجہ سے مسلمانوں کی سیادت وسرداری حاصل ہے۔

''مولوی'' یہ ''مولیٰ'' کی طرف نسبت ہے،یعنی مولیٰ والا،علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والنسبة إلى المولىٰ مولوي ومنه استعمال العجم المولوي للعالم الكبير، ولكنهم ينطقون به ''ملا'' وهو قبيح (تاج العروس ١٠/ ٤٠١) یعنی مولیٰ کی طرف نسبت کرنے (یائے نسبتی لگانے) سے مولوی بنا ہے اور اسی معنی میں اہل عجم بڑے عالم کو مولوی کہتے ہیں،لیکن اب اہل عجم مولوی کو ''ملا'' بولنے لگے ہیں، جو برا ہے۔

ان دونوں الفاظ کی ابتداء کب سے ہوئی؟ یہ میرے علم میں نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب الطهارة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب أحكام المياه

اندرونی گولائی بیالیس فٹ ہوتو وہ شرعی حوض نہیں

سوال: ہمارے یہاں ایک حوض ہے جس کی اندرونی گولائی بیالیس فٹ ہے، اور گہرائی پانچ فٹ ہے، اس حوض کا مندرجہ ذیل صورتوں میں کیا حکم ہوگا؟

① اگر کسی نے اس حوض میں غسل جنابت کرلیا تو کیا وہ حوض ناپاک ہوجائے گا؟

② کوئی ناپاک چیز اس میں گرے تو کیا وہ ناپاک ہوجائے گا؟

③ اگر چھوٹے بچے اس میں نہاتے ہوں تو کیا وہ ناپاک ہوجائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جس حوض کی اندرونی گولائی ۴۲ فٹ ہے وہ شرعی حوض نہیں ہے، اس لیے غسلِ جنابت سے اس کا پانی مستعمل ہوجائے گا بہ شرطیکہ غسل کرنے والے کے جسم پر نجاستِ حقیقیہ نہ ہو ورنہ ناپاک ہوگا، اسی طرح قلیل نجاست گرنے سے بھی وہ ناپاک قرار دیا جائے گا، اس لیے کہ وہ ماءِ قلیل کے حکم میں ہے، نہانے والے چھوٹے بچوں کے جسم پر اگر نجاست لگی ہوئی ہے تو ناپاک ہوجائے گا۔ (شامی ۱/۱۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

درمیانِ حوض واقع ستون حوض کی مساحت پر اثر انداز نہیں

سوال: ایک مسجد کا حوض تعمیر ہو چکا ہے، فقہ حنفی کے اعتبار سے حوض کی مساحت ۲۲۵ دوسو پچیس فٹ ہے، ہماری حوض کے درمیان چار ستون قائم ہیں ان کی وسعت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۵×۱۵ انچ ہے، کیا یہ اصلی حوض کی مساحت پر اثر انداز ہوگا؟ کیوں کہ موجودہ حوض کی مساحت ۲۳۰ فٹ ہے اور ستونوں کی مجموعی مساحت قریب دس فٹ ہے، اور ان ستونوں پر چھت تعمیر ہو چکی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درمیان میں ستونوں کا ہونا پانی کے اتصال کو مانع نہیں ہے، اور ان کا وجود حوض کی اصلی مساحت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

ولو توضا فی اجمة القصب او من ارض فیها زرع متصل بعضه ببعض ان کان عشرا فی عشر یجوز واتصال القصب بالقصب لا یمنع اتصال الماء بالماء (فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جس کنویں میں مینڈک گر کر پھول پھٹ گیا ہو اس پانی سے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

سوال: ایک کنویں میں سے ایک دن شام کے وقت دو تین مینڈک مرے ہوئے بذریعۂ ڈول نکالے گئے، دیکھنے والوں میں سے بعض کا قول ہے کہ صرف مرے ہوئے تھے، بعض کا قول ہے کہ پھولے بھی تھے، پھر دوسرے دن صبح آٹھ نو بجے پانی میں بدبو آنے لگی اور کنویں میں کوئی چیز پھٹی ہوئی معلوم ہونے لگی، دیکھنے والوں میں اکثر کی رائے بلکہ تمام کا کہنا ہے کہ مینڈک ہی مر گیا ہے، جس کے ریشے پانی میں معلوم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو رہے ہیں، اب اس کنویں کے پانی کا کیا حکم ہے؟ اس کنویں کے پانی سے کوئی چیز پکائی گئی ہو، جیسے: چاول، روٹی، سالن تو اس کھانے کا کیا حکم ہے اور اس پانی سے غسل اور وضو کر کے نماز پڑھی گئی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں مینڈک کے مرجانے اور پھول پھٹ جانے سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوا، اس لیے اس پانی سے وضو اور غسل کر کے جو نمازیں پڑھی گئیں وہ صحیح ہیں؛ البتہ اگر وہ پھول پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اس پانی کو پینا اور اس سے پکایا ہوا کھانا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی ۱/ ۱۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک کنویں کا پانی نکالنے میں نیت ضروری نہیں

سوال: اگر کوئی کافر کنویں میں گر جائے اور کافر ناپاک ہو تو اس سے پورا کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، لہٰذا تمام پانی کا نکالنا ضروری ہے، لیکن جاننے کے باوجود لوگوں نے اس نیت سے نکالا کہ پانی پاک ہے اور اپنے استعمال میں لائے اور اس حد تک پانی نکالا کہ پورا کنواں خالی ہو گیا تو کیا اپنی استعمال کی نیت سے پانی نکالنے کی وجہ سے پانی نکالا ہوا شمار ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب پورا کنواں خالی کر دیا گیا تو پاک ہو گیا، نیت جو بھی ہو مقصود کنویں کو خالی کرنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کنواں ناپاک ہوجائے تو پاک کرنے کا طریقہ

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک لڑکا ہے جس کی عمر چھ سال ہے ذہنی اعتبار سے مخبوط الحواس ہے، کسی طرح کی عقل اور سمجھ اس میں نہیں ہے، اکثر پاگلوں کی سی حرکت کرتا رہتا ہے اس نے ایک ماہ قبل مسجد کے کنویں میں پیشاب کردیا تھا اسی وقت سے ہم نے اس پانی سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا، اب بارش کی وجہ سے کنواں بھر گیا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کنویں میں پیشاب کرنے سے کنواں ناپاک ہوجائے گا، اور اگر ناپاک ہوگیا تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں کنواں ناپاک ہوگیا، اس کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کا تمام پانی نکال دیا جائے، جب سارا پانی نکل جائے گا تو کنواں پاک ہوجائے گا، کنویں کے اندر کے کنکر، دیوار وغیرہ دھونے کی ضرورت نہیں وہ سب آپ ہی آپ پاک ہوجاویں گے، اسی طرح رسی، ڈول جس سے پانی نکالا ہے، کنویں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہوجائے گا، ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں، سب پانی نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ختم ہوجاوے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔ (درمختار مع الشامی ۱/ ۱۵۵،۱۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کنویں کا ناپاک پانی حوض میں بھر گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال : ہمارے یہاں علمی ادارہ ہے، اور اس ادارے میں ایک کنواں ہے اور کنویں کا پانی ناکافی ہونے کی وجہ سے ایک دہ دردہ حوض بنایا گیا ہے، جس میں کنویں کا پانی جمع ہوتا ہے، اس میں سے پورے مدرسہ میں استعمال کیا جاتا ہے، اب اس کنویں میں سے چوہا مر کر پھٹا ہوا نکلا، لہٰذا چوہے کے منتفخ ہونے سے کنواں کا پانی تو بالیقین ناپاک ہوگیا، لہٰذا بندہ سے جب استفتاء کیا گیا تو بندہ نے بایں طور جواب دیا کہ کنویں کا پانی تو ناپاک ہے اور حوض کے پانی کے بارے میں بندہ نے غور وفکر کیا، اور کتابوں کی جستجو کی تو چوں کہ بندہ کے سامنے مدرسہ کے حالات اور ضروریات تھیں، کیوں کہ اگر حوض کے پانی کے ناپاک ہونے کا فتویٰ مطلقاً دیا جائے تو مدرسہ بہت ساری پریشانیوں کا باعث ہے؛ کیوں کہ جب کنواں اور حوض دونوں ناپاک ہوجاویں تو دونوں کا پانی نکالا جائے گا، اور جب کنویں کا پانی بھی نکال دیا تو اب کنویں میں دوسرا پانی آنے میں تقریباً پانچ چھ گھنٹے ہوجاتے ہیں، اور جب پانچ چھ گھنٹے کے بعد کنویں میں پانی جمع ہو اس وقت اگر بجلی نہ ہو؛ کیوں کہ یہاں بجلی بارہ گھنٹہ رہتی ہے اور بارہ گھنٹہ نہیں رہتی ہے، تو اس صورت میں پانی کے نہ ہونے کی صورت میں مدرسہ کے تمام متعلقین کو وضو غسل اور کھانے پینے؛ غرض کہ ہر طرح کی پریشانیاں درپیش ہوں گی، لہٰذا بندہ نے "التسهيل في مواضع الضرورة والبلوى العامة" کے پیش نظر تسہیل کے لیے شامی میں مذکورہ جزئیہ "إن الماء النجس إذا دخل على ماء الحوض الكبير لا ينجسه ولو كان غالبا على ماء الحوض" (شامی، نعمانیہ ۱/ ۱۲۶) نیز اس جزئیہ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تائید فتاوی رحیمیہ کے ۱/۷/۱۲۷ سوال ۵۳/ جو تالاب کے سلسلے میں ہے اس سے بھی ہوتی ہے۔لہٰذا بندہ نے ان تمام وجوہات وعبارت کو پیش نظر رکھ کر جواب دیا کہ چوں کہ حوض میں پہلے سے پاک پانی موجود ہے اور اس میں جو کنویں کا ناپاک پانی مل گیا تو اس سے حوض ناپاک نہ ہوگا،لیکن دوسرے مفتی صاحب سے استفتاء کرنے پر انہوں نے جواب دیا کہ حوض کا پانی بھی ناپاک ہے، اور انہوں نے فرمایا کہ شامی کے جزئیہ پر کسی کا عمل نہیں ہے،تو کیا ان کا یہ فرمانا درست ہے یا نہیں؟ نیز فتاوی رحیمیہ میں جو مسئلہ مذکور ہے اس میں عبارت غدیر اعظم کے بارے میں ہے اور صورت مسئولہ تالاب کے بارے میں ہے تو کیا حوض کبیر کو تالاب پر قیاس کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حوض کا پانی پاک ہے، آپ نے جو جواب دیا ہے وہ درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک پانی جاری کرنے سے پاک ہوجاتا ہے

سوال: پانی ناپاک ہے، اور اس کو پاک کرنے کا طریقہ کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اس کو جاری کردیا جائے؛ لیکن پھر جاری کرنے کے بارے میں بھی کتابوں میں دو صورتیں ہیں: اولاً تو یہ ہے کہ جاری کرنے میں اتنا پانی نکالنا ضروری ہے جتنا اندر پہلے سے موجود تھا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ خارج قلیل ہو پھر بھی پاک ہوجائے گا۔

(قوله: بمجرد جريانه) أي بأن يدخل من جانب ويخرج من آخر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حال دخوله وإن قل (بعد سطر) وقيل: لا يطهر حتى يخرج قدر مافيه.
(شامی، نعمانیہ۱ /۱۳۰)

لہٰذا ان دونوں قولوں میں سے مفتی بہ کونسا قول ہے؟ اور اگر تھوڑا پانی نکل گیا اور پھر اس کو طاہر سمجھ کر اس سے وضو غسل وغیرہ کیا تو کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ یا پھر نمازیں قضا کرنی ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

آگے قول مختار کی صراحت موجود ہے۔

وأما على القول المختار فقد حكم بالطهارة بمجرد الخروج، فيكون طاهراً ثم رأيته في الظهيرية: ونصه والصحيح أنه يطهر وإن لم يخرج مثل مافيه (شامی۱ /۱۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مختار یہ ہے کہ نفس خروج سے حوض پاک شمار ہوگا؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸ / ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مَنْفَذْ سے ناپاک پانی کنویں میں جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ہمارے گھر میں کنواں ہے، اور کنواں بنیاد سے متصل ہے، اور جب بارش ہوتی ہے تو بنیاد میں سے کچھ پانی نکل کر کنویں میں جمع ہو جاتا ہے، اور کنویں میں پانی میلا جیسا معلوم ہوتا ہے، اور پیچھے کے حصہ میں چوپائے چرتے رہتے ہیں، اور ان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا گوبر وغیرہ بھی رہتا ہے؛ لہٰذا بارش کا پانی پیچھے کے حصہ سے کنویں میں گرتا ہے؛ لیکن پانی میں نجاست کا اثر معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن ہماری والدہ کہتی ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے، مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں اس بارے میں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر ناپاک پانی براہِ راست کنویں میں جاتا ہے، تو اس صورت میں اگر وہ کنواں دہ دردہ نہیں ہے تو ناپاک ہوجاتا ہے، اور پاکی کے لیے تمام پانی نکالنا ضروری ہوجاتا ہے، اور اگر براہِ راست کنویں میں نہیں جاتا؛ بلکہ زمین کے اندرونی منافذ سے کنویں تک پہنچتا ہے تو اس صورت میں ناپاک پانی یا نجاست کا اثر کنویں کے پانی میں ظاہر ہو، یعنی پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو کنویں کا پانی ناپاک سمجھا جائے گا؛ ورنہ نہیں۔

البعد بين البئر والبالوعة بقدر مالا يظهر للنجس أثر (درمختار) و الحاصل أنه يختلف بحسب رخاوة الأرض وصلابتها، وفي قدره اعتبر حال أرضه (شامی ۱/ ۱۶۳،۱۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دہ دردہ حوض کی شکلیں

سوال: شرعاً دہ دردہ حوض ہونا ضروری ہے؛ لیکن اگر وہ مثلث یا مدور ہو یا مسدس ہو وغیرہ تو اس کی مقدار کتنی ہونی ضروری ہے؟ نیز فی زماننا اس کی مقدار مروجہ آلات پیمائش کے اعتبار سے کتنے فٹ وگز ہونا چاہیے؟ نیز شرعی گز کی کتنی مقدار ہے؟ انگریزی گز اور شرعی گز میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حوض کسی بھی شکل کا ہو اس کا کل رقبہ 225 مربع فٹ ہونا ضروری ہے، یہ کہاں تک درست ہے، اگر درست ہے تو ایک حوض کی شکل میں اس کے نکالنے کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کفایت المفتی میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جب کہ حوض کا رقبہ دہ دردہ حوض کے رقبہ کے برابر ہو تو اس کا حکم دہ دردہ کے موافق ہوگا خواہ شکل کچھ بھی ہو، مربع حوض جب کہ اس کی ہر جہت پندرہ فٹ ہو تو اس کا رقبہ ۲۲۵/ مربع فٹ ہوتا ہے، اتنا ہی رقبہ جس شکل میں پورا ہو جائے اس کا حکم اس مربع حوض کے حکم کے موافق ہوگا۔ (کفایت المفتی ۲/ ۲۴۵)

نوٹ: آپ نے جتنی بھی شکلیں سوال میں بنا کر دریافت کی ہیں ان میں مربع فٹ نکالنے کا طریقہ علمِ حساب سے تعلق رکھتا ہے، حضرات فقہاء اس سے بحث نہیں کرتے، اس لیے آپ اپنے یہاں جو حساب کے ماہرین ہوں ان سے طریقہ سمجھ کر بچوں کو سمجھا سکتے ہیں یا ان ہی کو مدرسہ میں دعوت دے کر بچوں کو طریقہ بتلا دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نجاست کا محض احتمال ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: چھوٹے لڑکے پیشاب کرتے ہیں تو ان کے پیشاب کے چھینٹے لوٹوں کے پاس نظر آتے ہیں تو کیا پیشاب کے ان چھینٹوں کا لوٹے میں گرنے کا امکان ہے؟ کیا لوٹے تین مرتبہ دھونا درست ہے یا اسراف میں داخل ہے؟ جب کہ بیت الخلاء میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بچے بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

پیشاب کے چھینٹوں کے لوٹوں کے پاس نظر آنے سے۔ جب کہ لوٹوں کے اوپر باہری حصہ میں بھی نہیں ہے۔ ان کے لوٹوں میں واقع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لیے لوٹوں کے اندرونی حصہ کو دھونے کی ضرورت نہیں، ایک بات اصولی طور پر یاد رہے کہ محض امکان اور احتمال کی وجہ سے کسی چیز کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹب میں ناپاک و پاک کپڑے ایک ساتھ دھونے کا حکم

سوال: چھوٹے بچے جو پیشاب کے بعد پانی استعمال نہ کرتے ہوں، ان کے کپڑے بڑوں کے کپڑوں کے ساتھ بھگوئے جائیں تو وہ سب ناپاک ہوجاتے ہیں؛ لہٰذا دھونے والی ہاتھ ٹپ میں ڈبو کر کپڑے دھوتی ہیں، گلاس کا استعمال نہ کرتی ہو، اور ان کپڑوں کے دھونے میں چھینٹے ٹپ میں پڑتے ہوں؛ لیکن نل کا پانی مسلسل چالو رہتا ہو، تو کیا کپڑے پاک ہوجاتے ہیں یا تو تین مرتبہ بچوں کے کپڑے دھو کر بھگوئے جائیں یا پھر یہ بھی اسراف میں شامل ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دھونے والی جس ٹب میں ہاتھ ڈال کر پانی لے کر کپڑے دھورہی ہے، اس ٹب میں اوپر لگے ہوئے نل سے پانی مسلسل اس طرح چالو رہتا ہے کہ ٹپ کے کناروں سے چھلک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کر باہر گرتا رہتا ہے تو اس صورت میں کپڑے پاک ہوجائیں گے۔ شامی میں ہے:

(تنبیه): هل یلحق نحو القصعة بالحوض فإذا کان فیها ماء نجس ثم دخل فیها ماء جار؛ حتی طف من جوانبها هل تطهر هی والماء الذی فیها کالحوض ام لا، لعدم الضرورة فی غسلها، توقفت فیه مدة ثم رأیت فی خزانة الفتاوی: إذا فسد ماء الحوض فاخذ منه بالقصعة وامسکها تحت الانبوب، فدخل الماء وسال ماء القصعة فتوضأ به لا یجوز الخ وفی الظهیریة: فی مسئلة الحوض لو خرج من جانب آخر لایطهر مالم تخرج مثل ما فیه ثلاث مرات کالقصعة عند بعضهم، والصحیح أنه یطهر وإن لم یخرج مثل ما فیه اهفالظاهر أن ما فی الخزانة مبنی علی خلاف الصحیح، یؤیده ما فی البدائع بعد حکایته الاقوال الثلاثة فی جریان الحوض حیث قال: ما نصه وعلی هذا حوض الحمام أو الاوانی إذا انتجس اه ومقتضاه أنه علی القول الصحیح تطهر الأوانی بمجرد الجریان. (شامی ۱/ ۱۴۳،۱۴۴) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تالاب میں پاک ناپاک تمام کے غسل کرنے سے پانی کا حکم

سوال: (۱) ایک تالاب ہو، جس کی لمبائی ۱۲/فٹ کے قریب ہو اور اس کی چوڑائی تقریباً ۸/فٹ کے قریب ہو، اور گہرائی تقریباً ۳/فٹ ہو،

(۲) ایک تالاب ہو، جس کی لمبائی تقریباً ۶۰/فٹ ہو، اور چوڑائی تقریباً ۴۵ فٹ ہو، گہرائی تقریباً ایک فٹ سے لے کر ۶/فٹ تک ہو، ان میں ۹۵/فیصد کا فر غسل کریں، اور کئی تقریباً جنابت کی حالت میں ہوں گے، اور دوسرا یہ شراب زیادہ پیتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں، جس کی وجہ سے پیشاب زیادہ آتا ہے، اور وہ پیشاب بھی پانی میں کریں، اور پھر عورتیں ومرد ایک ساتھ غسل کرتے ہیں، اور کئی عورتیں بھی ناپاک ہوتی ہیں، یعنی کہ جنابت کی حالت میں اور حیض کی حالت میں ہوتی ہیں، علمائے دین سے درخواست ہے کہ کتاب وسنت کے حوالہ سے حدیث نمبر دے کر فتویٰ تحریر فرمائیں، اور مہر لگا کر دیں کہ ان تالابوں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ ۵؍فیصد مسلمان غسل کرتے ہیں، کیا ان کا جسم پاک ہوگا یا ناپاک ہوگا؟ کتاب وسنت کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس تالاب کا رقبہ دوسو پچیس مربع فٹ ہو، وہ ''دہ دردہ'' ہونے کی وجہ سے جاری پانی کے حکم میں ہوگا، اس میں اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، شراب وغیرہ، اگر اس نجاست کی مقدار اتنی ہے کہ اس کی وجہ سے پانی کے رنگ یا مزہ یا بو میں کوئی فرق نہیں آیا ہے تو اس تالاب میں جہاں وضو یا غسل کرنا چاہے کر سکتا ہے، اور اگر اس نجاست کی مقدار اتنی ہے کہ اس کی وجہ سے تالاب کے پانی کے رنگ یا مزہ میں فرق آگیا ہے، یا اس میں سے بدبو آنے لگی ہے تو وہ تالاب ناپاک ہو جاوے گا۔ آپ نے جن دو تالاب کے متعلق دریافت فرمایا ہے اس میں سے پہلا ''دہ دردہ'' نہیں ہے، جب کہ دوسرا ''دہ دردہ'' کے حکم میں ہے۔

الحوض إذا كان عشراً في عشر أي طوله عشرة أذرع وعرضه كذلك، فيكون وجه الماء مائة ذراع وجوانبه أربعين ذراعاً، إن كان مربعاً وأما العمق فالمختار ما لاتنحسر أي لاتنكشف أرضه بالغرف فهو كبير لايتنجس بوقوع النجاسة مطلقاً لا موضع الوقوع ولاغيره إذا لم يرلها

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

أثر إذا كانت النجاسة مرئية هكذا وقع فى النسخ والصواب أن لفظة غير مسقطة من قلم الكاتب، وإنما هو إذا كان النجاسة غير مرئية. (كبيری شرح منية المصلی: ۹۷، ۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹرین کے پانی سے غسل کرنا

سوال: حالت سفر میں ٹرین کا پانی غسل جنابت کے لیے استعمال کرسکتے ہیں یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کرسکتے ہیں، جب استنجاء میں استعمال کرسکتے ہیں جو طہارت ہے تو غسل جنابت میں استعمال کرنے میں کیا مانع ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

باب نواقض الوضوء

سر میں تیل غسل جنابت کے لیے مانع نہیں

سوال: سر میں تیل جلد تک پانی پہنچنے کے لیے مانع تو نہیں کہ غسل جنابت میں چکناہٹ کو زائل کرنے والی چیز (صابون) کا استعمال ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بالوں میں یا ہاتھ، پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں، جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا، غسل ہو گیا۔ (بہشتی زیور ۱/۵۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورت کا بچہ کو دودھ پلانا ناقضِ وضو نہیں ہے

سوال: ایک عورت نے نماز کے لیے وضو کیا، پھر بچہ رونے لگا تو اس نے بچہ کو دودھ پلا دیا یا یہ کہ عورت نے فجر کی دو رکعت سنت ادا کی پھر بچہ کو دودھ پلایا اور فرض پڑھی، تو کیا نماز درست ہو گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عورت کا بچہ کو دودھ پلانا ناقضِ وضوء نہیں ہے، صورت مسئولہ میں محض اس لیے کہ اس عورت نے دودھ پلایا اور نیا وضوء کیے بغیر نماز پڑھی اس کی نماز کے درست ہونے میں کوئی شک وشبہ کرنے کی ضرورت نہیں، کسی پاک چیز کا غیر سبیلین سے نکلنا ناقضِ وضوء نہیں، عورت کا دودھ پلانا بھی اسی میں داخل ہے۔

والشيء الظاهر إذا خرج من سبيلين انتقض الوضوء كالريح بخلاف غير سبيلين كالدمع والعرق (السعاية ۱/۱۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ستر کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال: اگر کوئی آدمی نماز میں ہے، اس کا ستر ظاہر ہو گیا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کوئی آدمی نماز کے باہر ہو تو اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز یا بیرون نماز ستر کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بلا وجہ غسل جنابت میں تاخیر کرنا

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ جنابت کی حالت میں زمین پر چلو تو زمین بددعا دیتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ چیز میرے علم میں نہیں ہے، بلا وجہ غسل جنابت میں تاخیر کرنا برکات سے محروم کرنے والا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دوائی کے ذریعہ بالوں کو بھورا بنانا، وضو اور غسل کا حکم

سوال: آج کل ایک انگریزی دوائی نکلی ہے جو عورتیں اپنے بالوں پر استعمال کرتی ہیں، اس کے استعمال کے بعد بالوں کا رنگ بھورا ہو جاتا ہے، اس دوائی کے اندر شراب، الکحل (Alcohal) کے علاوہ مختلف قسم کی اشیاء (chemikal) ڈالے جاتے ہیں، اس دوائی کو سر کے بالوں پر لگانے کے بعد دو تین گھنٹے ویسے چھوڑے رکھتے ہیں اور اس کے بعد صابن، شیمپو وغیرہ سے سر کو دھویا جاتا ہے، جس سے صرف بھورا رنگ باقی رہتا ہے، اور دوائی کا اثر پورا پورا چلا جاتا ہے، لہٰذا کیا یہ دوائی عورتیں استعمال کر سکتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں؟ اس کے دھونے کے بعد وضو و غسل درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حدیث شریف میں سفید بالوں پر خضاب کے استعمال کی اجازت بلکہ استحباب وارد ہوا ہے؛ البتہ یہ شرط ہے کہ استعمال کیے جانے والے خضاب کا رنگ سیاہ نہ ہو، سیاہ خضاب کا استعمال مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر بالوں کا رنگ اصلی اور فطری موجود ہے اس کے باوجود اس کو دوسرے رنگ سے بدلنا چاہے وہ سیاہ نہ ہو کہیں نظر سے نہیں گزرا، دورِ حاضر میں فیشن کے نام پر جو کام کیے جاتے ہیں انھیں کا ایک حصہ ہے، اور بلا ضرورت ہونے کے ساتھ تغییر خلق اللہ کا مصداق ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں، اس کے باوجود کسی عورت نے اس طرح اپنے بالوں کو بھورا بنالیا اور ایسا کرنے کی وجہ سے صرف رنگ میں تبدیلی آئی ہے بالوں کے اوپر کوئی پرت نہیں چڑھی تو وضو اور غسل درست ہوجائے گا ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

غسل خانہ میں وضو

سوال: غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے بعد وہاں پر بیٹھ کر وضو کرنے سے وضو ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

وضو ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرد اور عورت پر کن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے؟

سوال: عورت اور مرد کو کن چیزوں پر غسل فرض ہوتا ہے؟ واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

انزال یعنی دفق وشہوت کے ساتھ منی کا خروج ہونے سے، مرد کے اپنی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح داخل کرنے سے کہ حشفہ چھپ جائے، حیض پورا ہونے پر، نفاس ختم ہونے پر وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زوجین کا آپس میں عضو مخصوص اور پستان کو چومنا چاٹنا، دبانا، اس سے غسل واجب ہے؟

سوال: اگر عورت مرد کی شرم گاہ (عضو مخصوص) کو ہاتھ میں پکڑ کر منی نکالے تو عورت پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر عورت مرد کی شرمگاہ (عضو مخصوص) کو منہ میں لے کر چومے یا چاٹے یا خود مرد چومائے یا چٹوائے تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ جب کہ منی نہ نکلے اور غسل واجب ہو تو کس پر ہوگا اور کیوں؟ اور اگر مرد عورت کے اعضاء کو ہاتھ سے دبائے، جیسے پستان وغیرہ جس کی وجہ سے عورت کی دخول کی جگہ گیلی ہو جائے (شہوت کی وجہ سے) یا عورت کے اعضاء کو دبانے کی وجہ سے مرد کو شہوت سے مذی نکلے، منی نہ نکلے، تو کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورت اگر مرد کی شرم گاہ ہاتھ میں لے کر منی نکالے تو مرد پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اور ایسا کرنے سے اگر عورت کو بھی انزال ہو گیا تو عورت پر غسل واجب ہوگا؛ ورنہ نہیں، اور اس طرح مرد کا عورت کے ہاتھ سے منی نکلوانا بلا ضرورت شرعیہ درست نہیں۔

عورت کا مرد کی شرمگاہ کو منہ میں لے کر چوسنا یا چاٹنا اور مرد کا عورت کو اس طرح کرنے کے لیے کہنا جائز نہیں، منہ ایک شریف عضو ہے، اس میں زبان بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے، اس کو ایسے رذیل کام میں استعمال کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جب کہ حدیث پاک میں بوقت استنجاء داہنے ہاتھ سے شرمگاہ چھونے سے بھی منع فرمایا گیا ہے؛ لیکن اگر کسی نے ایسا کیا اور مرد یا عورت میں سے کسی کو بھی انزال نہیں ہوا تو کسی پر غسل واجب نہیں، اور اگر انزال ہوا تو جس کو ہوا ہے اس پر غسل واجب ہے۔

مرد کا عورت کے پستان وغیرہ کو دبانا؛ تا کہ عورت وطی کے لیے آمادہ ہو جائز اور درست؛ بلکہ مستحسن ہے، ایسا کرنے کی وجہ سے دونوں میں سے کسی کو انزال ہو گیا تو اس پر غسل واجب ہے، اور اگر انزال نہیں ہوا صرف مذی نکلی چاہے مرد کو یا عورت کو تو اس سے غسل واجب نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ صفر ۱۴۱۷ھ

متعدد بار خروجِ ریح کا عارضہ

سوال: ایک شخص کا وضو بار بار ٹوٹ جاتا ہے، اسے گیس کا عارضہ ہے اور ریح ہر وقت جاری رہتی ہے، نماز میں کئی بار روکنا پڑتا ہے اور روکنے کی صورت میں بے آواز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکل ہی جاتی ہے، ویسے ہر وقت جو ریح خارج ہوتی ہے نہ وہ بدبودار ہوتی ہے اور نہ باآواز ہوتی ہے، ایسے شخص کے وضو اور نماز کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر ریح اس طرح خارج ہوتی ہے کہ اس کو درمیان میں اتنا وقفہ نہیں ملتا جس میں فرض ادا کر سکے، اور اس طرح ایک فرض نماز کا وقت گزر جاتا ہے تو وہ شخص معذور ہے، اور اسی حالت میں اس کی نماز درست ہو جائے گی، نماز کا وقت شروع ہونے پر ایک مرتبہ وضو کرلے اور اس وضو سے فرض و سنت و نفل ادا کر سکتا ہے؛ البتہ جب وہ وقت گزر گیا تو وضو ختم ہو گیا، اب نیا وضو کرنا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پیشاب کے بعد قطرہ نکلتا رہتا ہو تو طہارت کیسے حاصل کرے؟

سوال: جب میں پیشاب کرتا ہوں تو پیشاب سے فارغ ہونا چاہتا ہوں تو ذرا ذرا پیشاب (یعنی پانی) آدھی بوند یا کم تین، چار منٹ تک آتا رہتا ہے، میں سوچتا ہوں کہ پیشاب نہیں ہوگا؛ لیکن جب دیکھتا ہوں یا ہاتھ سے چیک کرتا ہوں (چلنے کے بعد بھی) تو پیشاب کی جگہ ذرا سا گیلا یعنی تر نظر آتا ہے، میں پریشان رہتا ہوں یہاں تک کہ نماز کا وقت بھی نکل جاتا ہے، ویسے بھی میرے پاس وقت بہت ہی کم ہوتا ہے، فوجی ہوں، نماز بھی قضا ہو جاتی ہے، مجھے بتائیں میں کیا کروں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد پیشاب کی جگہ پر ایک کپڑا لپیٹ دیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور تھوڑی دیر کچھ چلنے کے بعد جب اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اب کوئی قطرہ باقی نہیں رہا، اس کپڑے کو نکال لیجئے اور پانی سے پیشاب کی جگہ دھو لیجئے، اس کے بعد وضو کر کے نماز ادا کر لیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیدار ہونے کے بعد گاڑھا پانی نکلے تو کیا کرے؟

سوال: رات کو سونے کے بعد جب صبح اٹھتا ہوں تو ادھر ادھر یا پاخانہ کے لیے جب چلنا شروع کرتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دم تھوڑا سا گاڑھا پانی نکلتا ہے یا ستر کا کپڑا دیکھتا ہوں اس میں اسی کا ذرا سا داغ نظر آتا ہے؛ مگر ایک دم ذرا تھوڑا، تو مجھے اسلامی شریعت کے مطابق بتائیں کہ میں وضو ہی پر نماز ادا کر سکتا ہوں؟ (یہ داغ مجھے روز نظر آتا ہے)۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اٹھنے کے بعد جب چلنے لگتے ہیں اس وقت وہ پانی نکلتا ہے تو وہ ودی ہو سکتی ہے، اس کو دھو کر وضو کر لیجئے اور کپڑے میں جہاں وہ لگی ہے اس جگہ کو تین مرتبہ اس طرح دھو لیجئے کہ ہر مرتبہ کے بعد پورا نچوڑ لیں، کپڑا پاک ہو گیا، اور اگر نماز کے لیے الگ کپڑا رکھ دیں جو یہ سب ہو جانے کے بعد پہن لیا کریں اور نماز بعد اس کو نکال لیا کریں تو کوئی وسوسہ نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیشاب کی مصنوعی تھیلی والے معذور کے متعلق چند احکام

(سوال): میری پیشاب کی تھیلی ایک شدید بیماری لاحق ہونے کی وجہ سے نکال دی گئی ہے، اب اس کے بجائے میرے جسم (پیٹ) میں ایک دوسری تھیلی (بناوٹی تھیلی) بنائی گئی ہے، وہ تھیلی آنتوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہے، پیشاب قدرتی راستہ سے نہیں ہوسکتی، اب قدرتی راستہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا ہے اور میرے پیٹ پر ایک وال (سوراخ) بنایا گیا ہے جس میں نلی ڈال کر پیشاب نکالنا پڑتا ہے، پیشاب ہر تین گھنٹہ میں نکالنی پڑتی ہے، اب پیشاب روکنے پر میرا کوئی کنٹرول اور اختیار نہیں اور نہ میں کنٹرول کرسکتا ہوں، تھیلی کبھی جلدی بھر جاتی ہے تو پیشاب کا قطرہ اپنے آپ بھی نکل جاتا ہے، پیشاب نکالنے کے لیے جو وال (سوراخ) پیٹ پر بنایا ہے وہ بھی ہر وقت تر رہتا ہے، پیشاب کی تھیلی میں ہی انزال ہونے والی نلی کو بھی جوڑ دیا گیا ہے، انزال بھی قدرتی راستہ سے نہیں ہوسکتا، کبھی خواب کے ذریعہ یا تو عورت سے ملاقات کے وقت خواہشات کے ساتھ جو انزال ہوتا ہے تو پیشاب کی تھیلی ہی میں گرتا ہے، اور پھر وہ پیشاب کے ذریعہ سے تھوڑا تھوڑا نکل جاتا ہے، اب اس کے متعلق سوالات ہیں:

(۱) نماز کی حالت میں اگر پیشاب خود بخود لِک ہوجاوے، نکل جاوے تو کیا حکم ہے؟

(۲) قرآن شریف پڑھنے کے اعتبار سے کیا حکم ہے؟

(۳) مسجد میں قیام، شب گزاری کرنے کے اعتبار سے کیا حکم ہے؟

(۴) سفر کی حالت میں اگر پیشاب کی حاجت ہوجائے تو اس کو پانی سے بندہ صاف نہیں کرسکتا، اس لیے صاف کرنے (پاکی حاصل کرنے کے) کے لیے پائجامہ نکالنا پڑتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے تب جا کر پیٹ کے اوپر والا پیشاب والا وال (سوراخ) پاک ہوتا ہے، تو اگر اس صورت میں پانی کے علاوہ کپڑے سے صاف کر کے پاکی حاصل کر لے تو پاکی حاصل ہو جائے گی؟ اس صورت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

⑤ خواہشات کے ساتھ انزال ہوتا ہے اور منی کے سب قطرے پیشاب کی تھیلی ہی میں گرتے ہیں، اور وہ سب پیٹ کے اندر ہی رہتے ہیں اور پیشاب کے ذریعہ ہی اب منی باہر نکلتی ہے، اور اگر اس وقت پیشاب کا تقاضہ نہ ہو تو اب اس صورت میں کس وقت غسل کروں؟ ایسے موقعہ پر غسل کب واجب ہوگا؟

⑥ عورت سے ملاقات کے وقت انزال تو ہوگا؛ لیکن وہ عورت کے رحم میں تو گرتا نہیں تو اس صورت میں عورت پر غسل کب واجب ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ وال اس انداز سے بنایا گیا ہے کہ اس کے تر رہنے کی صورت میں وہ تری جسم سے باہر کی طرف رہتی ہے تب تو وہ پیشاب خارج میں ہونے کی وجہ سے نجاست کا بیرون میں ہونا لازم آتا ہے اور یہ ناقص وضو ہے، اور یہ کیفیت چوں کہ ہر وقت رہتی ہے اس لیے وہ شخص معذور کے حکم میں ہوگا، اور اس صورت میں باہر لِک ہونے اور تھیلی میں نلی ڈال کر نکالنے سے بھی اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا؛ بلکہ ایک نماز کا وقت شروع ہونے پر کیا ہوا وضو آخر وقت تک باقی رہے گا (بہ شرطیکہ دوسرا کوئی ناقض پیش نہ آیا ہو)

اور اگر وہ تری جسم کے باہر نہیں رہتی؛ بلکہ (وال) زخم کے اندرون میں ہی محدود ہے تو وہ آدمی معذور کے حکم میں نہیں ہے، اس صورت میں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① نماز کی حالت میں پیشاب لِک ہونے سے وضو ٹوٹ جائے گا اور جب وضو ٹوٹا تو نماز بھی۔

② زبانی قرآن شریف پڑھنے کی اجازت ہے، چھونا بے وضو درست نہیں ہے۔

③ مسجد میں شب گذاری بھی کرسکتا ہے؛ بہ شرطے کہ مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

④ صاف کرنے کے لیے پائجامہ تو ہر ایک کو نکالنا پڑتا ہے اس میں آپ کی کیا خصوصیت ہے؟ تندرست آدمی کے لیے بھی پیشاب کرنے اور استنجاء و پاکی کے لیے پائجامہ نکالنا ہوتا ہے یہ عذر نہیں ہے، کپڑے سے جسم صاف کرلینے سے پاکی حاصل نہ ہوگی اور نماز بھی درست نہ ہوگی۔

⑤ جب آپ تھیلی میں سے نلی کے ذریعہ پیشاب نکالیں اس وقت غسل واجب ہوگا؛ اس لیے کہ منی جسم کے باہر اسی وقت آتی ہے۔

وفرض الغسل عند خروج مني من العضو (درمختار) (قوله من العضو) هو ذكر الرجل وفرج المرأة الداخل احترازا عن خروجه من مقره ولم يخرج من العضو بأن بقي في قصبة الذكر أو الفرج الداخل، أما لو خرج من جرح في الخصية بعد انفصاله عن مقره بشهوة فالظاهر افتراض الغسل وليراجع (شامی ۱/ ۱۱۸)

یہ حکم احتلام کے لیے ہے، وطی و جماع کا حکم آئندہ نمبر میں مذکور ہے۔

⑥ جب شوہر کے آلۂ تناسل کی سپاری والا حصہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہوگیا تو دونوں پر غسل واجب ہوگیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وعند ایلاج حشفة آدمی أو قدرها من مقطوعها فی أحد سبیلي آدمی یجامع مثله علیهما لو مکلفین وإن لم ینزل.(تنویر الابصار مع الشامي۱/ ۱۱۹)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ریح کے ساتھ نکلنے والی تری ناپاک ہوگی؟

سوال: ایک آدمی کو ہاضمہ کی کمزوری ہے، جس کی وجہ سے دست زیادہ ہوتے ہیں، مگر کھانے کے بعد ریاح کے ساتھ یا بغیر ریاح کے دبر کی جگہ پر تری پاتا ہے، اس کے بعد دست کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں بھی ہوتے، تو کیا وہ تری ناپاک ہوگی؟ یا اس کو پسینہ شمار کرے گا، صرف تری ہوتی ہے، نجاست وغیرہ کے ذرات بالکل نہیں ہوتے، اگر وہ تری نجاست ہے، تو غسل کا کیا طریقہ ہوگا؟ کیا ہر مرتبہ ازار کو بھی دھونا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

غالب گمان یہ ہو کہ وہ دبر سے نکلی ہے، تو اس جگہ کا دھونا ضروری ہے، اور وضو بھی لوٹانا پڑے گا، اور کپڑا بھی دھوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مرد وعورت کے غسل جنابت میں فرق کیوں؟

سوال: غسل میں مرد کے لیے یہ حکم ہے کہ بال برابر جگہ خشک نہ رہے ورنہ غسل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہ ہوگا، اور عورت کے لیے کتاب میں لکھا ہے کہ عورت چٹیا نہ کھولے صرف بدن سے نہالے، پورا سر سوکھا ہے تو عورت پاک کیسے ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

چٹیا نہ کھولنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سر سوکھا رہے؛ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کے سر کے بال گُندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا، اور اگر بال گُندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے؛ البتہ اس وقت بھی سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے، اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگودے یہ حکم صرف عورتوں کے لیے ہے، حدیث پاک میں ایسا ہی آیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک تہبند میں غسل کرنا

سوال: جس تہبند میں احتلام ہوا ہے، اسی کو پہن کر غسل کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے؛ البتہ پہلے اس پر سے نجاست دور کرلی جائے؛ ورنہ وہ نجاست پھیل کر مزید تلویث کا باعث ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جنبی کا ناپاک پانی سے غسل کرنا

سوال: کسی جنبی آدمی نے ناپاک پانی سے غسل کیا تو نفس فرض غسل اس سے ساقط ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

وضو میں ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا

سوال: ڈاڑھی کے بال اگر گھنے نہیں؛ ہلکی ڈاڑھی ہے تو کھال تک پانی پہنچانا ہے اور بالوں کا دھونا ہے یا نہیں؟ اور گھنی ڈاڑھی ہو تو کیا پورے بالوں کو دھونا ہے، یا صرف خلال کیا تو کافی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر ڈاڑھی اتنی ہلکی ہو کہ اس میں سے چہرے کی کھال نظر آتی ہو تو کھال تک پانی پہنچانا ضروری ہے؛ ورنہ نہیں، بال جو چہرے کی حد کے اندر ہیں ان کا دھونا فرض ہے، اور جو ٹھوڑی کے نیچے لٹک رہے ہیں ان کا دھونا ضروری نہیں؛ اولیٰ ہے۔ (درمختار معہ شامی ۱/ ۷۴، ۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سنن وضوکا پورا کرنا ضروری ہے چاہے جماعت ختم ہو جائے

سوال: فتاوی دار العلوم مرتبہ مفتی ظفیر الدین، مفتاحی مدظلہ مطبوعہ زکریا بکڈپو، دیوبند ۱/۱۳۱ پر مرقوم ہے۔ ''سنن وضوکا پورا کرنا ضروری ہے، چاہے جماعت ختم ہو جائے'' اور حاشیہ میں بطور اس کی دلیل کے مذکور ہے: قال رسول الله ﷺ: أسبغوا الوضوء رواه مسلم (مشکوة) باب سنن الوضوء، فصل اول أى أتموه بإتيان جميع فرائضه وسننه أو أكملوا واجبته (مرقاة ۱/۳۱۰)

عرض ہے کہ کیا یہ مسئلہ درست ہے؟ بندہ کے ذہن میں اس کے متعلق چند باتیں ہیں، جو حاضر خدمت ہے:

(الف) خط کشیدہ الفاظ میں سنت کا اصل مفہوم باقی محسوس نہیں ہوتا۔

(ب) اس مسئلہ کو صحیح قرار دینے پر جماعت کی جو اہمیت جمہور کے نزدیک ہے اس پر زد پڑتی ہے، جیسا کہ قاموس الفقہ میں ہے: فقہاء احناف میں سے بعض نے اس کو (جماعت کو) واجب اور بعض نے سنت مؤکدہ قرار دیا ہے، جو واجب کے قریب قریب ہوتا ہے۔ (قاموس الفقہ ۳/۱۱۷ مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند)

(ج) مفتی ظفیر الدین مدظلہ از خود در مختار کے ترجمہ شرح کشف الاسرار ۱/۳۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں: فلاصلوة إلا المكتوبة؛ إلا بسنة الفجر إن لم يخف فوت جماعتها ولو بإدراك تشهدها فإن خاف تركها أصلاً. إلخ (مكتبۂ فيض القرآن، ديوبند)

(د) اور بہشتی زیور میں فجر کی سنت کے متعلق لکھا ہے: من خاف أن تفوته

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکعتا الفجر لو اشتغل بسنتها، ترکها وإلا فلا. (حاشیہ بہشتی زیور مدلل، ۲/۳۶)

المختصر! فجر کی سنتوں جیسی اہم سنت کے متعلق یہ صراحت ہے، اب حضور واضح فرمائیں کہ وضوء کی سنتوں کا کیا حکم ہے۔ اور پھر ترمذی وغیرہ میں ایک بار اعضاء وضوء دھونے کی روایتیں بھی ہیں۔ کما أظهر عليك منی.

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فقہ حنفی کی عربی کتب فتاوی، نیز شروح میں یہ جزئیہ کہیں صراحۃً نظر سے نہیں گزرا، اس لیے غالب یہ ہے کہ حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا جواب اپنی فقہی بصیرت اور فقاہت نفس سے ہی لکھا ہوگا، اس جواب کو لکھتے وقت ان کے پیش نظر کیا دلیل یا ماخذ رہا اس کی تصریح انہوں نے اپنے جواب میں تو نہیں فرمائی؛ البتہ محشی مدظلہ نے اس کی دلیل میں ارشاد نبوی ''اسبغوا الوضوء'' اور اسباغ کی تشریح بحوالۂ مرقاۃ پیش فرمائی ہے، جس میں فرائض کے ساتھ سنن کی ادائیگی کو بھی اسباغ کا مصداق قرار دیا گیا ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وضو کو کامل طور پر ادا کرنے میں کوتاہی سے نماز میں نقص آتا ہے؛ بلکہ وضوء کے بعض افعال جن کی سنیت اور رکنیت حضرات ائمۂ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ ہے، ان میں تو نماز کی صحت ہی اختلافی ہوجائے گی، مثلاً سر کا مسح کہ احناف کے یہاں چوتھائی سر کا مسح تو فرض ہے، اور پورے سر کا مسح سنت ہے جب کہ مالکیہ کے یہاں پورے سر کا مسح فرض ہے، اب اگر کوئی حنفی پورے سر کے مسح کو سنت ہونے کی وجہ سے چھوڑ دے اور صرف چوتھائی پر اکتفاء کرے تو اس کی نماز مالکیہ کے یہاں درست نہ ہوگی۔ یہی حال نیت، ترتیب، موالات وغیرہ کا ہے؛ بلکہ وضو میں سنتوں کے چھوڑنے کا اثر دوسروں تک متعدی ہوتا ہے، سنن نسائی میں ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں آں حضرت ﷺ نے سورۂ روم پڑھنا شروع کی، اثناء قرأت میں آپ کو کچھ خلجان اور التباس واشتباہ پیش آیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ ارشاد فرمایا: ما بال اقوام يصلون معنا لا يحسنون الطهور و إنما يلبس علينا القرآن اولئك ترجمہ: کیا حال ہے لوگوں کا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے کھڑے ہوجاتے ہیں اور وضوء ٹھیک طرح نہیں کرتے، جز یں نیست کہ ایسے ہی لوگ ہمارے پڑھنے میں گڑبڑ کردیتے ہیں۔ علامہ طیبی طيب الله ثراه وجعل الجنة مثواه اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ سنن وآداب کے انوار وبرکات دوسروں تک سرایت کرتے ہیں، اور ان کے ترک سے فتوحات غیبیہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات اس کا اثر دوسروں تک متعدی ہوتا ہے کہ اس شخص کی وجہ سے دوسرا شخص خیرات وبرکات اور انوار وتجلیات سے محروم ہوجاتا ہے۔ (سیرۃ مصطفی ۳/ ۵۷، ۵۸)

قال الطيبي: قد تقدم معنى احسان الوضوء فى الفصل الأول، وفيه اشارة الى ان السنن والآداب مكملات للواجب يرجى بركتها وفى فقدانها سد باب الفتوحات الغيبية، وان بركتها تسرى الى الغيركما ان التقصير فيها يتعدى الى حرمان الغيرالخ (مرقاة ۱/ ۳۳۰)

اس لیے وضو کی سنتوں کو محض اس لیے کہ ان کو سنت کا عنوان دیا گیا ہے، کم نہ سمجھا جائے؛ بلکہ چوں کہ وضو کے افعال میں نماز کی طرح فرائض کے بعد واجبات کا درجہ نہیں رکھا گیا ہے، اس لیے جو افعال واجبات کے درجہ میں آسکتے تھے ان کو بھی سنن کے خانہ میں رکھ دیا گیا ہے، اس لیے اگر حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فقہی بصیرت اور فقاہت نفس کی بنیاد پر مندرجۂ بالا جواب تحریر فرمایا ہے تو وہ قابل اشکال نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ نے چند باتوں کے نام سے اپنے جو اشکالات لکھے ہیں اس میں نمبر (الف) والا اشکال تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کی مراد کیا ہے؟ رہا نمبر (ب) اور (ج) والا اشکال تو یہ یاد رہے کہ جماعت کو سنت مؤکدہ یا واجب جو بھی درجہ دیا جائے، بہر حال وہ نماز کے لیے شرط کی حیثیت نہیں رکھتی، اس لیے کوئی آدمی بغیر جماعت کے تنہا نماز پڑھے گا تب بھی اس کا فریضہ ادا ہو کر وہ بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے، چاہے اس کی یہ ادا ادائے ناقص کہی جائے؛ لیکن وضوء کی حیثیت نماز میں شرط کی ہے، اگر کوئی آدمی بغیر وضو نماز ادا کرے گا، تو اس کی نماز ہی درست نہ ہوگی، اس سے آپ کو دونوں کے درمیان کے فرق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

رہا آپ کا یہ اشکال کہ جماعت پانے کے لیے فجر کی سنتوں جیسی اہم سنت کو چھوڑنے کی اجازت دی گئی، تو ظاہر ہے کہ جماعت کے مقابلہ میں فجر کی سنتوں کو ترجیح نہیں دی جا سکتی، اس لیے کہ اگر فجر کی سنتیں ادا کر کے جماعت حاصل ہو سکتی ہے، تو اس صورت کو اختیار کیا جائے گا، ورنہ فجر کی سنتوں کو چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی، آپ کا وضو اور اس کی سنتوں کو فجر کی سنتوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ریخوں میں سونا چاندی بھروانا حصول طہارت سے مانع ہے؟

سوال: دانتوں کی درازوں (دو دانت کے درمیان کی خالی جگہ) میں بغیر کسی عذر کے سونا چاندی وغیرہ بھروانا کیسا ہے؟ درازوں کو ختم کرنے کے لیے نیز دانتوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے اوپر خوبصورتی کے لیے بغیر کسی عذر کے محض تحسین کی بنا پر سونے وغیرہ کا غلاف کیا حکم رکھتا ہے؟ غسل ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دانت اگر ہل رہے ہوں اور ان کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دانت کو چاندی کے تار سے باندھنا درست ہے۔

قال محمد فى الجامع الصغير: ولا يشد الاسنان بالذهب ويشدها بالفضة، يريد به إذا تحرك الاسنان وخيف سقوطها، فأراد صاحبها أن يشدها الخ (الفتاوى العالمگیریة٥/ ٣٣٦)

(وشد السن بالفضة) اى يحل شد السن المتحرك بالفضة، ولا يحل بالذهب وهذا عند أبي حنيفة وأبي يوسف، وقال محمد: يحل بالذهب أيضاً، إلى أن قال: وجه المذكور هنا ان استعمالهما حرام إلا للضرورة، وقد زالت بالادنىٰ وهو الفضة فلا حاجة إلى الاعلىٰ فبقى على الأصل وهو الحرمة (تبيين الحقائق للزيلعى٦ /١٦)

عبارات منقولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت وعذر محض زینت وتحسین کے لیے ریخوں میں سونا، چاندی بھروانا اور دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا درست نہیں ہے۔ لأن الضرورة تتقدر بقدرها ولا ضرورة هنا كما هو ظاهر. دانتوں کی ریخوں کے درمیان جو سونا چاندی بھروایا گیا ہے، اگر اس کا بسہولت چھڑانا ممکن ہو تو اس کے ریخوں کے درمیان ہوتے ہوئے غسل درست نہ ہوگا اور اگر اس کا بآسانی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چھڑانا ممکن نہ ہو تو غسل صحیح ہو جاوے گا۔ (از امداد الفتاویٰ ۱/۴۸)

اور غلاف جو چڑھایا گیا ہے وہ بوجہ شدت اتصال کے کالجزء ہی ہو جائے گا اور اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہوگا۔ (کفایت المفتی ۲/۲۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

انگلی پر ووٹ ڈالنے کا نشان مانع طہارت نہیں

سوال: آپ خوب جانتے ہیں کہ انڈیا میں چناؤ کے وقت جب ووٹ ڈالنے جاتے ہیں اس وقت انگلی پر دوائی کے ذریعہ سیاہ نشان لگا دیتے ہیں؛ تاکہ دوبارہ ووٹ ڈالنے نہ جا سکے، یہ نشان تقریباً کم وبیش دو ماہ رہتا ہے، تہہ جم جاتی ہے، وضو وغسل کا پانی اندر تک نہیں پہنچ پاتا، سب جانتے ہیں کہ وضوء، غسل میں ایک بال بھی خشک رہا تو وضو، غسل نہیں ہوتا؛ لیکن ووٹ ڈالنے کے بعد انڈیا کے مسلمان انگلی پر نشان لگوا کر بے خوف وخطر باوضو نماز ادا کرتے ہیں، ان کی نماز دہرانا پڑے گی یا پھر جواز کا حکم ہے؟

کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ سارے علمائے گجرات ایک آواز سے اس نقطے کی جگہ کسی چیز کی نشانی کا مطالبہ کریں جس سے وضو، غسل میں رکاوٹ نہ ہو، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو رویتِ ہلال جس طرح شائع کیا جاتا ہے، چناؤ سے پہلے اخباروں میں شائع کر کے مسلمانوں کو مطلع کیا جائے؛ تاکہ عوام کالانعام غفلت سے ہوشیار ہو جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

الیکشن کے موقع پر ووٹ ڈالنے والے کی انگلی پر جو نشان ڈالا جاتا ہے اس کے متعلق آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ تہہ جم جاتی ہے سمجھ میں نہیں آیا، وہ محلول تو اتنا پتلا ہوتا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ تہہ جمنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؛ البتہ اس میں تیزاب کی کیفیت ہونے کی وجہ سے وہ کھال کے اندر تک پیوست ہوجاتا ہے، اور کھال کو اپنے تیزابی اثر سے ایسا متأثر کردیتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں کھال کا اتنا حصہ موٹا اور کھردرا ہوجاتا ہے جیسے کوئی محنت والا کام کرنے کے نتیجہ میں ہاتھ یا انگلیوں کی کھال متأثر ہوکر موٹی ہوجاتی ہے یا جیسے جسم کا کوئی حصہ کسی جگہ پھنس جانے سے خون جم کر موٹا ہوجاتا ہے۔

بہرحال تہہ جمنے والی بات سمجھ میں نہیں آئی، اس لیے وضو اور غسل اس کے باوجود درست ہے، تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ اس نشان کو اگر فوری طور پر دور کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے تو دور ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ہاتھ پیر میں مچھلی کے چھلکے لگے ہوں تو مانع وضو ہیں

سوال: مچھلی کے چھوٹے چھلکے جو مچھلی کے تاجر ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں اور پیروں پر بہت سے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ چھلکے ویسے نظر بھی نہیں آتے گہری نظر دیکھنے سے معلوم پڑتا ہے۔ اور چھلکے اتنے کثیر ہوتے ہیں کہ ان تمام کا نکالنا بھی متعذر ہوتا ہے ایسی صورت میں وہ تاجران چھلکوں کے ساتھ وضو کرکے نماز پڑھ لیتے ہیں تو آیا ان کا وضو صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مچھلی کے چھلکے پانی کو کھال تک پہنچنے سے مانع ہیں اس لیے ان کے ہوتے ہوئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وضو یا غسل درست نہیں ہوگا ان کا بدن سے چھڑانا ضروری ہے۔

والثالث زوال مایمنع وصول الماء الیٰ الجلد لجرمه الحائل کشمع وشحم (مراق الفلاح) (کشمع و شحم) و عجین وطین و ما ذکره بعضهم من عدم المنع الطین والعجین محمول علیٰ القلیل الرطب و یمنع جلد السمك (طحطاوی ص۳٤)

(بخلاف نحو عجین) أی و شمع وقشر سمك (شامی ۱ /۱۱٤)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

صحبت کے بعد کب غسل کرے؟

سوال: بیوی سے صحبت کرنے کے بعد فوراً نہانا ضروری ہے یا نہیں؟ رات کو بیوی سے صحبت کی تو فوراً نہانا چاہیے یا صبح کی اذان کے وقت نہانا ضروری ہے، کونسا وقت بہتر ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جنبی شخص (یعنی جس پر غسل فرض ہے) اگر نماز کے وقت تک غسل میں تاخیر کرے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا؛ لیکن اس کو چاہیے کہ تاخیر نہ کرے کہ خلافِ اولیٰ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۱/۱۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شافعی مسلک میں منی پاک ہے

سوال: کیا شافعی مسلک میں منی پاک ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں!۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ماءِ مستعمل پونچھے ہوئے رومال پر سجدہ کرنا

سوال: کوئی شخص مصلیٰ، چٹائی یا کسی اور کپڑے کی چیز پر نماز پڑھتا ہے، اور سجدہ کی جگہ ایک رومال جو وضو کے بعد منہ پونچھ کر رکھ دیا ہے اور اس پر سجدہ کرتے وقت پیشانی رکھتا ہے تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز مکروہ ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ مکروہ کیوں ہوگی؟ اس کو علت سے واضح کیجیے اور اگر مکروہ بھی نہ ہو تو علت لکھ دیجیے؛ تاکہ بتانے میں آسانی ہو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز کی کراہت کی صراحت کسی کتاب میں نہیں دیکھی؛ البتہ اس سے احتراز مناسب ہے، اس لیے کہ اس رومال پر ماءِ مستعمل لگا ہوا ہے، اور ماءِ مستعمل کے سلسلہ میں اگرچہ راجح قول طاہر وغیر مطہر ہونے کا ہے؛ لیکن نجاست والے اقوال بھی ہیں، اسی لیے بوقتِ وضوء اونچی جگہ بیٹھنا مندوب قرار دیا گیا کہ ماءِ مستعمل کپڑوں کو نہ لگے۔

والجلوس فی مکان مرتفع، تحرزاً عن الماء المستعمل (درمختار) (قولہ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تحرزاً الخ) لوقوع الخلاف فی نجاسته، ولأنه مستقذر ولذا كره شربه والعجن به علی القول الصحیح بطهارته (شامی۱/۹٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قرآن کریم بھرے ہوئے آلات کو بلا وضو چھونا

سوال: قرآن کریم کے آڈیو یا ویڈیو کیسٹ کو بغیر وضوء کے ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ یا اس کا حکم قرآن کریم جیسا ہے کہ جس کے لیے طہارت شرط ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ان کو چھونے کے لیے طہارت شرط نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی ۲/۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سوتی موزوں پر مسح کا حکم

سوال: بعض عرب یہ کہتے ہیں کہ ہم جو یہ موزہ چمڑے کے علاوہ کا پہنتے ہیں اس پر مسح کرنا درست ہے؛ چناں چہ اسی مسح پر نمازیں بھی ادا کرتے ہیں، اس پر یعنی علاوہ موزہ چمڑہ کے دوسرے موزہ پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

احادیث سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خفین پر مسح کرنا ثابت ہے، اور خفین کا اطلاق محدثین اور فقہاء کے یہاں چمڑے کے موزوں پر ہوتا ہے کما لا یخفی علی من ینظر کلام الفقهاء لہٰذا اگر چمڑے کے موزے ہوں تو ان پر بلا کسی اختلاف کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسح کرنا جائز ہے، اور اگر چمڑے کے موزے نہیں ہیں؛ بلکہ سوت یا اون کے ہیں تو فقہاء کرام نے ایسے موزوں پر جواز مسح کے لیے یہ شرطیں تحریر فرمائی ہیں کہ وہ ایسے دبیز، موٹے اور مضبوط ہوں کہ صرف ان کو پہن کر تین میل چلنا ممکن ہو، دوسرے یہ کہ پنڈلی پر بغیر باندھے (کپڑے کے موٹا ہونے کی وجہ سے) قائم رہ سکیں، تیسرے یہ کہ اس میں پانی نہ چھنے اور جذب ہوکر پاؤں تک نہ پہونچے، سوت (کوٹن) یا ان کے ایسے موزے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے اس لیے کہ ایسے موزے چرمی (چمڑے کے) موزوں کے حکم میں آجاتے ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ۲۸۰/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب الحیض والنفاس

حائضہ عورت قرآن کے علاوہ ذکر وغیرہ کرسکتی ہے

سوال: کیا حائضہ عورت ذکر وغیرہ کرسکتی ہے جب کہ اس کو نماز اور روزہ وغیرہ فرائض سے روکا گیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حالتِ حیض میں قرآن کریم کی تلاوت کے سوا ہر قسم کا ذکر جائز ہے۔ (احسن الفتاوی ۶۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حائضہ کے لیے آیات قرآنیہ پر مشتمل دعائیں پڑھنا

سوال : اگر عورت حیض میں ہو تو ﴿آمن الرسول﴾ آیت الکرسی اور حٰم کی سورت وغیرہ کے جو معمولات ہوں تو پڑھ سکتی ہے؟ اور ''مومن کا ہتھیار'' جو کتاب ہے وہ چھو سکتی ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورت حیض یا نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی بھی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی؛ البتہ قرآن مجید کی وہ آیت یا سورت جس میں دعاء یا اللہ کی حمد وثنا ہو، دعاء اور ذکر کی نیت سے پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتی ہے۔ (الی قولہ)

بہشتی زیور میں ہے: مسئلہ جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو، اس کو مسجد جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں الخ۔

نیز بہشتی زیور میں ہے: مسئلہ اگر الحمد کی پوری سورت دعاء کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعاء کی نیت سے پڑھے، تلاوت کے ارادے سے نہ پڑھے، تو درست ہے، اس میں کچھ گناہ نہیں ہے، جیسے یہ دعا: ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار'' اور یہ دعا ''ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا'' آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخر میں ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعاء کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔

(بہشتی زیور، نفاس وحیض وغیرہ کے احکام کا بیان ۲/۷۷،۷۸۔ فتاویٰ رحیمیہ ۹/۱۸۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

''مومن کا ہتھیار'' کتاب میں مختلف دعائیں ہیں، ان کو براہِ راست ہاتھ لگانے کے بجائے کپڑا بیچ میں رکھ کر ہاتھ میں لیں تو زیادہ مناسب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ

کئی ماہ حیض نہ آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: وہ عورتیں جن کو ولادت کے بعد نفاس کی مدت ختم ہوئے بھی کئی کئی مہینے حیض نہیں آتا ہے بعض کو تو سال سال بھر نہیں آتا ہے تو ان ایام میں ان عورتوں کا حیض کس طرح شمار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

جب تک خون نہ آئے وہ حائضہ شمار نہ ہوگی۔

لأن الحيض اسم للدم، وركنه بروز الدم من الرحم كما فى الدر المختار، ولا حد لأكثرمدة الطهر وإن استغرق العمر كما فى الدر فى باب الحيض. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اگر کوئی حالتِ حیض میں جماع کرے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کرے تو شریعت میں اس کا کیا کفارہ ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

حالت حیض میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اپنے اس گناہ سے توبہ کر لے، اور ایک دینار یا آدھے دینار کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔

فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينار او نصفه (در مختار)

اگر خونِ حیض کا رنگ سیاہ تھا، اس زمانہ میں وطی کی ہو، تو ایک دینار کا صدقہ کرنا مستحب ہے، اور اس کا رنگ زرد ہو اس زمانہ میں وطی کی ہو تو آدھے دینار کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ (شامی ۱/۲۱۸)

ایک دینار سے مراد: چار ماشہ اور چار رتی کی مقدار سونا ہے یا اس کی قیمت۔ (اوزان شرعیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

متفرقات طہارت

بیت الخلاء کا انحراف سمتِ قبلہ سے کتنا ہو؟

سوال: ہمارے یہاں ایک مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے جس میں بیت الخلاء بنوانے ہیں چوں کہ جائے وقوع ایسا ہے اس لیے بیت الخلاء مغرب وشمال دونوں سمتوں کے بیچ کا جو کونہ پڑتا ہے اس سمت بیت الخلاء بن رہے ہیں، تو اس میں سمتِ قبلہ سے کتنی ڈگری کا فرق ہونا چاہیے کہ شرعی اعتبار سے وہ قبلہ رخ نہ سمجھا جاوے؟ جواب عنایت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز کے معاملہ میں عموماً ہمارے علماء نے پینتالیس ڈگری تک کے انحراف کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معاف قرار دے کر اس کو استقبالِ قبلہ تسلیم کرتے ہوئے نماز کو درست قرار دیا ہے۔
دیکھئے: فتاوی دار العلوم، امداد المفتیین مطبوعہ کراچی ۲/۴۱۶، امداد الفتاویٰ ۱/۲۱۷، احسن الفتاوی ۲/۳۱۳۔

اس لیے اگر آپ کے یہاں بننے والے بیت الخلاء کا انحراف سمتِ قبلہ سے پینتالیس ڈگری سے زیادہ ہے تو ٹھیک ہے، اور اگر پینتالیس ڈگری یا اس سے کم ہے تو درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/شوال المکرم ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

استنجاء کرتے اور کھاتے، پیتے وقت سر پر ٹوپی پہننا

سوال: بیت الخلاء جاتے وقت یا پانی پیتے وقت یا کھانا کھاتے وقت سر پر ٹوپی ڈالنا سنت ہے یا مستحب؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بیت الخلاء میں جانے کے وقت آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سر ڈھانپا ہوا ہو۔ (بحر الرائق ۱/۲۵۶) کھلے سر کھانے، پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری ۵/۳۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا کوے کا جھوٹا دودھ ناپاک ہے؟

سوال: دودھ کے برتن میں دودھ رکھنے کے بعد کوے نے جھوٹا کیا تو شرعاً اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دودھ کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو کوّا عامۃً ہماری بستیوں میں پایا جاتا ہے وہ دانہ غلہ بھی کھاتا ہے اور یہی اس کی غالب غذا ہے، اور کبھی غلاظت بھی کھالیتا ہے، پس اس کا حکم فقہاء کے نزدیک وہی ہے جو مرغی کا ہے، کہ اس کی غالب غذا غلہ ودانہ ہے اور کبھی غلاظت بھی کھالیتی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۵/۱۴۰)

نجاست کھانے والی مرغی میں یہ تفصیل ہے کہ اس کی چونچ کی طہارت کا یقین ہے تو پانی پاک ہے، اور اگر چونچ کی نجاست کا یقین ہے تو پانی ناپاک ہے، اور اگر کسی امر کا یقین نہیں تو مکروہ تنزیہی ہے۔

واما المخلاة فلعابها طاهر فسورها كذلك؛ لكن لما كانت تأكل العذرة كره سورها ولم يحكم بنجاسته للشك حتى لو علمت النجاسة فى فمها تنجس، ولو علمت الطهارة انتفت الكراهة (شامى ١/ ١٦٤)

واما سور دجاجة المخلاة فلم أر من ذكر خلافا فى المراد من الكراهة بل ظاهر كلامهم انها كراهة التنزيه بلاخلاف لا نها لا تتحامى النجاسة(١ /١٦٥)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بندر کا جھوٹا پاک ہے؟

سوال: بندر کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ناپاک ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الثانی نجس لا یجوز استعماله و هو ما شرب منه الکلب او الخنزیر او شئ من سباع البهائم کالفهدوالذئب (نور الایضاح) فی مراقی الفلاح: والضبع والنمر والسبع والقرد (مراقی الفلاح علیٰ هامش الطحطاوی ص ۱۸)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بھینس کے تھن گوبر آلود ہوتے ہوئے دودھ دوہنا

سوال: بمبئی میں جو بھینسوں کے اصطبل ہیں، اکثر بھینسوں کے اصطبل میں جو دودھ دوہا جاتا ہے، اس کے اندر یہ ہوتا ہے، کہ بھینس کا تھن گوبر آلود ہوتا ہے اور نوکر اسی حالت میں دوہتا ہے جس کی وجہ سے گوبر کے ذرات دودھ میں گرتے ہیں اور وہ دودھ دکانوں میں سپلائی کیا جاتا ہے، تو شرعاً یہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں دودھ ناپاک ہے، مالکین حضرات کو چاہیے کہ دودھ دوہنے والے ملازمین کو تاکید کردیں کہ تھن کو پاک پانی سے دھوکر دودھ دوہ لیا کریں۔

(وروث وخثی) افاد بهما نجاسة خرء کل حیوان غیر الطیور (درمختار) (قوله افاد بهما نجاسة خرء کل حیوان) أراد بالنجاسة المغلظة، لان الکلام فیها ولانصراف الاطلاق الیها کمایاتی الخ (شامی ۱/ ۲۳۴) ویستدل علیه ایضا بمسالة المنغمس فی البئر لطلب الدلو او للتبرد فان الفقهاء شرطوا فیها ان یکون مستنجیا بالماء ولا نجس علیه (انظر للتفصیل الدر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المختار مع الشامی ۱/ ۱۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بھینسوں کو نہلانے کے حوض سے دودھ کے برتنوں کو دھونا

سوال: بھینسوں کے اصطبل میں دودھ کے برتنوں کو اس حوض کے پانی سے دھویا جاتا ہے جس حوض سے بھینسیں نہلائی جاتی ہیں اور اس حوض سے بھینس پانی بھی پیتی ہے، اور اس حوض میں غیر مسلم ملازمین اپنے کپڑے وغیرہ صاف کرتے ہیں اور بھینسوں کو جب حوض پر نہلایا جاتا ہے اس وقت ناپاک قطرات بھی اس میں گرتے ہیں اور وہ حوض نہ دہ دردہ (دس بائی دس) ہے اور نہ اس کا پانی جاری ہے، تو ایسے حوض سے دھوئے ہوئے برتنوں میں دودھ رکھنے سے شرعاً دودھ پاک رہے گا یا ناپاک؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ظاہر ہے مسئولہ حوض کے پانی سے دھویا ہوا ناپاک برتن پاک تو کیا ہوتا بلکہ پاک برتن ہوگا وہ بھی ناپاک ہو جائے گا، اور جو دودھ اس میں ڈالا جائے گا وہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔ کما ھو ظاھر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک پانی سے دھوئے گئے برتن کے قطرات دودھ میں گرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: دودھ کے برتن (کین) میں دودھ بھرنے کے بعد گھاس کا ڈھکن بنا کر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مذکورہ حوض میں دھوکر برتن کے منہ پر رکھا جاتا ہے، اور اس گھاس کے پانی کے قطرات اس دودھ میں گرتے رہتے ہیں، تو شرعاً یہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ بھی ناپاک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دھلائی مشین میں کپڑوں کی پاکی ناپاکی کا حکم

سوال: آج کل کپڑے کی صفائی کے لیے مشین استعمال کیا جاتا ہے مشین کے ذریعہ کپڑے کی صفائی تو ہو جاتی ہے لیکن نچوڑنے کا مسئلہ رہ جاتا ہے کپڑوں کو دوسرے خانے میں رکھا جاتا ہے تو پانی بالکل سوکھ جاتا ہے اگر کپڑا ناپاک ہو تو تین مرتبہ نچوڑنے کا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دھلائی مشین میں صابن کے پانی میں کپڑوں کو دھویا جاتا ہے اور پھر اس پانی کو نکال کر اوپر سے نیا پانی ڈالا جاتا ہے اور یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ کپڑوں سے صابن نکل جاتا ہے اس لیے دھلائی مشین میں دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ڈرائے کلین میں کپڑے دھلوانا

سوال: ڈرائے کلین (Dray claen) جو کپڑے کے دھونے کا ایک طریقہ ہوتا ہے، اس سے کپڑے پاک ہوتے ہیں کہ نہیں؟ اس طریقہ سے کپڑے دھونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو کہ دھوبی سے دھلانے کا ہے، یعنی اگر پاک کپڑا دھوبی کو دیا تو وہ دھونے کے بعد بھی پاک رہے گا، اور جو کپڑا ناپاک دیا وہ ناپاک رہے گا، اس لیے کہ شریعت کا اصول ہے۔ "الیقین لا یزول إلا بالیقین" جب تک کپڑے کی ناپاکی کا اور ناپاک کپڑے کی پاکی کا یقین نہ ہوگا، وہ اپنی اصلی حالت پر برقرار رہیں گے، البتہ اگر دھوبی جاری پانی میں اتنے بڑے حوض میں دھوئے کہ اس کا رقبہ سو ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو تو ناپاک کپڑا بھی پاک ہو جائے گا۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ڈرائی کلین کرانے سے کپڑے پاک ہو جائیں گے

سوال: ڈرائی کلین (Dry-clean) کرانے کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر کیا ہے؟ ڈرائی کلین مشین میں کیمیکل ڈال کر کپڑے دھلتے ہیں، ان میں پاک، ناپاک دونوں قسم کے مشترکہ کپڑے ہوتے ہیں، تو کیا اس طرح کے کپڑے پاک سمجھے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائیں گے یا نہیں؟ امید ہے کہ تفصیلی جواب سے مطمئن فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ڈرائی کلین کے بارے میں مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو کہ دھوبی سے دھلانے کا ہے، یعنی اگر پاک کپڑا دھوبی کو دیا تو وہ دھلنے کے بعد بھی پاک رہے گا اور جو کپڑا ناپاک دیا گیا ہے وہ ناپاک رہے گا، اس لیے کہ شریعت کا اصول ہے: "الیقین لا یزول إلا بالیقین" لہٰذا جب تک پاک کپڑے کی ناپاکی کا اور ناپاک کپڑے کی پاکی کا یقین نہ ہوگا، وہ اپنی اصلی حالت پر برقرار رہیں گے؛ البتہ اگر دھوبی جاری پانی میں یا اتنے بڑے حوض میں دھوئے کہ اس کا رقبہ سو ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو تو ناپاک کپڑا بھی پاک ہو جائے گا۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۸۳، ۸۴)

حضرت مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈرائی کلین میں دھلے ہوئے کپڑوں کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی کپڑا (سوتی ہو یا اونی ہو یا ریشمی) ابتداءً جب بُنا جاتا ہے اور تیار کیا جاتا ہے، اس وقت بھی اس کے دھاگے (تانے بانے وغیرہ) میں مسالے (ماڑی وغیرہ) لگایا جاتا ہے، اور وہ بھی اکثر غیر مسلم لگاتے ہیں اور نہایت گندے پیروں سے اور گندی جگہوں میں خوب مسلتے ہیں، جس میں ناپاکی کی آمیزش کبھی دیکھی بھی جاتی ہے اور کبھی مظنون ہوتی ہے، اور تطہیر شرعی کے اصول تو قطعاً ملحوظ نہیں ہوتے، جیسا کہ ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں کا مشاہدہ کرنے والوں پر ظاہر ہے، اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نئے کپڑے بھی، خواہ سوتی یا اونی یا ریشمی، بغیر شرعی ضابطہ سے پاک کئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوئے استعمال کرنا درست نہ ہو؛ لیکن فتویٰ یہ نہیں ہے، کیوں کہ اصل اشیاء میں طہارت ہے۔ (کمافی الاشباہ) جب تک ناپاکی لگی ہوئی یا لگتے ہوئے نہ دیکھ لیا جائے، یا شرعی ثبوت یا شہادت سے ناپاک ہونا متیقن نہ ہو جائے، ناپاکی کا حکم نہیں لگا سکتے، اسی طرح دیہاتوں میں عام طور پر سوتی کپڑے جو دھوئے جاتے ہیں، وہ گدھوں کے لیدوں میں ملوث کرنے اور خوب ملنے کے بعد دھوئے جاتے ہیں، اور بسا اوقات پانی کی کمیابی کی وجہ سے وہ ایک چھوٹے سے گڑھے میں اور کبھی محض ٹبوں میں دھوئے اور صاف کئے جاتے ہیں، اور خشک بھی بسا اوقات ناپاک زمینوں پر (جیسے تالاب وغیرہ کے گندے حواشی یا گندی جھاڑیوں میں) پھیلا کر کئے جاتے ہیں جس کا مشاہدہ بھی عام ہے، اور جہاں کہیں دھوبی غیر مسلم ہوں اور آبادی بھی عموماً غیر مسلموں کی ہو، وہاں تو اس کا مشاہدہ اور بھی عام ہے؛ مگر اس کے باوجود ان دھلے ہوئے کپڑوں پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا اور نہ بغیر شرعی ضابطہ کے پاک کئے ہوئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے سے نماز جائز نہ ہونے ہی کا حکم دیا جاتا ہے، یہ صرف اسی قاعدہ مسلمہ کی بنا پر ہے کہ اصل اشیاء میں طہارت ہے، پس جب تک اس کے خلاف دلیلِ شرعی سے نجاست کے تلوث وبقاء کا یقین نہ ہو جائے، حکم بہ نجاست حکم شرعی نہ ہوگا، بالخصوص جب ابتلائے عام بھی اس میں شریک ہو جائے۔ بالکل اسی طرح یہاں پٹرول سے دھلے ہوئے کپڑوں کا بھی حکم ہوگا؛ بلکہ پٹرول کے اندر جذب نہ ہونے اور اڑ جانے کی قوت پانی سے کہیں زیادہ اور قوی ہوتی ہے، اور پھر اونی کپڑوں میں سوتی کپڑوں کے مقابلہ میں جذب کرنے کی صلاحیت بھی تقریباً نفی کے برابر ہوتی ہے، اور اسی بنا پر اونی کپڑوں کو بھگو کر ٹانگ دو تو محض نتھرنے کے ساتھ ہی ساتھ بالکل خشک ہو جاتے ہیں، بخلاف سوتی کپڑوں کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ نتھرنے کے بعد بھی کافی تر رہتے ہیں۔

اس کا تقاضہ بھی یہ ہونا چاہیے کہ اونی کپڑوں میں نجاست کی سرایت بھی بہت کمزور و ناپائیدار ہو اور ان کی تطہیر کا طریقہ بھی سہل و آسان ہو، انہیں وجوہ کی بنا پر پٹرول سے دھلے ہوئے ان کپڑوں پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں ہوتا، اور نہ ان کے دوبارہ دھونے کا حکم ہوتا ہے، اور نہ پاک کرنے کا حکم ہوتا ہے، یہیں سے یہ بات بھی نکل آئی کہ جب پٹرول میں کپڑوں کی گردش کرانے اور جھنجھوڑنے سے کپڑوں کے داغ دھبے (خواہ وہ ناپاکی ہی کے داغ دھبے ہوں) زائل ہوجاتے ہیں، اور کپڑا صاف ستھرا ہوجاتا ہے، تو جب کپڑوں میں پٹرول جذب نہ ہوکر اڑ جاتا ہے اور اس کے اڑ جانے کے بعد بھی اثرِ نجاست (رنگ و بو، مزہ وغیرہ) باقی نہیں رہتا؛ بلکہ زائل ہوجاتا ہے تو کہنا پڑے گا کہ پٹرول ہی سے ازالہ ہوا ہے، اور تطہیر نام ہے اسی ازالۂ نجاست کا، خواہ قلبِ ماہیت کی وجہ سے ہو جیسے شراب کا سرکہ بن جانا اور سرکہ کا پاک شمار کیا جانا، یا محض اڑ جانے سے ہو جیسے ناپاک روئی کے دھننے سے روئی کا پاک ہوجانا، یا غسل بالماء کے ذریعہ سے یا کسی بھی سیال طاہر شیء سے غسل کے ذریعہ سے، اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے، لہذا اس بنا پر بھی دوبارہ تطہیر کا حکم دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

البتہ جن لوگوں کو اپنے کپڑے کی ناپاکی کا یقین ہو، مثلاً نجاست لگتے ہوئے یا لگی ہوئی خود دیکھی ہے تو ان کو پٹرول میں دھونے کے لیے دینے سے قبل خود پاک کرلینا چاہیے، یا پھر دھل کر آنے کے بعد احتیاطاً خود پاک کرلینا افضل ہوگا، اسی طرح مشین سے نکلنے کے بعد ذی جرم نجاست کا جرم باقی رہے تو اس کا دھونا ضروری رہے گا، اس کے بغیر پاک نہیں کہا جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طرح یہ بات بھی الگ ہوگی کہ از روئے تقوی ایسے دھلے ہوئے کپڑوں کی تطہیر بقاعدہ شرع خود کرلی جائے؛ مگراس کو فتویٰ نہیں قرار دیا جاسکتا۔(منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۰۔۳۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سولر ہیٹرس کے ذریعہ پانی گرم کرنا

سوال: آج کل پانی گرم کرنے کے لیے ایک آلہ (solerheatars) ایجاد ہوا ہے، وہ مکان کی چھت پر لگایا جاتا ہے، سورج کی روشنی جب اس پر پڑتی ہے تو اس میں توانائی پیدا ہوکر پانی گرم کیا جاتا ہے، کیا ایسا پانی وضو اور غسل اور پینے کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وضو اور غسل نیز پینے کے لیے اس کا استعمال جائز ہے۔

واعلم أن استعمال الماء المشمس مكروه على الأصح من مذهب الشافعي، والمختار عند متاخرى أصحابه عدم كراهيته وهو مذهب الأئمة الثلاثة (مرقات شرح مشكوة ٢/ ٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کتا یا سوّر کپڑوں سے چھوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کسی آدمی کو کتا یا سوّر لگ جائے کپڑوں سے، تو کپڑے ناپاک ہوں گے کہ نہیں؟ چاہے ان کو ناپاکی ہو یا نہ ہو؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کتا اگر کسی آدمی کے جسم یا کپڑوں سے چھو جائے تو محض اس کے لگنے سے آدمی کا جسم یا کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے، اسی طرح اگر کتے پر کسی نے پاک پانی ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے اس کا جسم گیلا ہے، اور پہلے سے اس کے جسم پر کوئی ناپاکی نہیں تھی تو اس صورت میں بھی اس کا گیلا جسم لگنے سے آدمی کا جسم یا کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے؛ البتہ اگر کتے کے جسم پر کوئی نجاست لگی ہوئی ہے، اور اس کے مس کرنے کی وجہ سے اس نجاست کا اثر آدمی کے جسم یا کپڑے پر آیا تو آدمی کا جسم یا کپڑا ناپاک کہلائے گا۔

(درمختار شامی ۱/ ۱۵۲، ۱۵۳)

سُوّر اگر کسی آدمی کے جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو اگر سور کا جسم گیلا نہیں ہے؛ بلکہ سوکھا ہے، تو اس کے لگنے سے آدمی کا جسم یا کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، اور اگر گیلا ہے تو ناپاک ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کتا اگر کپڑے یا بدن کو چھو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک کتا اگر سوکھا ہوا ہے اور انسان کے کپڑے کو لگ جاتا ہے، منہ نہیں لگاتا تو ان کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عمدۃ الفقہ میں مسئلہ لکھا ہے کہ: کتے کا بدن خود نجس نہیں خواہ سوکھا ہو یا گیلا؛ لیکن اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو اس نجاست کے لگنے سے ناپاک ہو جائیگا، پس اگر کتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسجد کے بوریے پر کھڑا ہو جائے اگر وہ خشک ہے تو نجس نہ ہوگا، اور اگر تر ہو اور نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو اتب بھی یہی حکم ہے یعنی بوریہ پاک ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۱/۲۶۶)

فتاوی عالمگیری میں بھی فتاوی قاضی خان کے حوالہ سے یہ مسئلہ لکھا ہے: وإذا نام الکلب علی حصیر المسجد إن کان یابسا لا یتنجس، وإن کان رطبا ولم یظھر اثر النجاسة فکذلك، کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری ۱/۴۸)

اوپر کی عبارتوں سے یہ بات صاف ہوگئی کہ اگر کتے کا جسم سوکھا ہے اور وہ کسی انسان کے کپڑوں کو لگ جاوے یا کوئی چیز اس سے لگ جاوے تو وہ کپڑے یا وہ چیز ناپاک نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کتے کے ناک کی ریزش پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: میرے والد صاحب حال میں نیروبی افریقہ میں ہیں، وہاں ان کو ایک آدمی نے سوال کیا، وہ یہ ہے کہ انہوں نے لندن کا سفر کیا، اور لندن کے ایئرپورٹ پر احتیاط کے لیے کتے کے ناک کے ذریعہ چیکنگ کرتے ہیں، تو کیا کتے کی ناک سے نکلی ہوئی رینٹ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کتے کی ناک میں سے نکلنے والی ریزش کے سلسلہ میں کوئی صریح جزئیہ تلاش کے باوجود نہیں ملا؛ البتہ جانداروں کے پسینہ اور لعاب کے سلسلہ میں جو حکم دیا جاتا ہے، وہی حکم ناک کی ریزش کے سلسلہ میں سمجھ میں آتا ہے، لعاب اور پسینہ کے سلسلہ میں یہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تصریح موجود ہے کہ یہ دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے اگر گوشت ناپاک ہے، تو ان دونوں پر بھی ناپاکی کا حکم جاری ہوتا ہے، کتے کے لعاب اور پسینہ پر ناپاکی کا حکم اسی لیے جاری کیا گیا، مذکورہ بالا اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ناک کی ریزش بھی گوشت ہی سے پیدا ہوتی ہے، اس لیے اس کو بھی وہی حکم دیا جائے گا، کتب فقہ کی عبارتیں مندرجۂ ذیل ہیں:

عرق كل شئ معتبر بسؤره طهارة و نجاسة و كراهة؛ لأن السؤر مختلط باللعاب، وهو والعرق متولدان من اللحم إذ كل واحد منهما رطوبة متحللة من اللحم فأخذ حكمه. (البحر الرائق١/ ١٣٢)

عرق كل شئ معتبر بسؤره لأنهما يتولدان من اللحم إذ كل واحد منهما رطوبة متحللة من اللحم من لحمه فأخذ أحدهماحكم صاحبه.

(هدايه١/ ٤٤)

وسؤر الكلب والخنزير وسائر سباع البهائم نجس باتفاق علمائنا خلافا لمالك فى الكل، وشافعى وأحمد فيما عدا الكلب والخنزير أما نجاسة سؤر الكلب للأحاديث الصحيحة فى الأمر بغسل الإناء بعد إراقه ما فيه لولو غه، أما سؤر الخنزير فلنجاسة عينه على ما تقدم فلعابه متولد من لحم نجس فتنجس ما خالطه، وأما سائر سباع البهائم فلنجاسة لحمها أيضاً على ما هو الصحيح (حلبى كبير:١٦٧)

البتہ اتنا یاد رہے کہ صرف کتے کے سامان کو سونگھنے کی وجہ سے اس جگہ کی ناپاکی کا حکم لگایا نہیں جائے گا، ہاں! اگر اس کے سونگھنے کے بعد اس جگہ پر کوئی تری محسوس کی گئی، تو وہ جگہ ناپاک شمار ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا يتنجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان غضباناً كذا في منية المصلي (هنديه ۱/ ٤٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

گیلی زمین پر کپڑا لگ کر گیلا ہو جانے کا حکم؟

(سوال): عورت یا مرد کے کپڑے چلتے ہوئے زمین پر لگ کر گیلے ہو جائیں اور سوکھ جائیں تو اس کپڑے میں نماز ہوگی یا نہیں؟

(الجواب): حامداً ومصلياً ومسلماً

کپڑے زمین پر لگنے کی وجہ سے گیلے کس چیز سے ہوتے ہیں؟ آپ نے سوال میں اس کی وضاحت نہیں کی ہے، اگر بارش کے پانی سے زمین تر ہے یا کوئی پاک پانی اس پر بہنے کی وجہ سے زمین تر ہے اور کسی مرد یا عورت کے کپڑے اس سے لگنے کی وجہ سے گیلے ہو گئے تو کپڑے ہرگز ناپاک نہیں کہلائیں گے، ہاں! اگر زمین کسی ناپاک پانی کے گرنے کی وجہ سے یا پیشاب یا اس جیسی کسی اور نجاست کے بہنے کی وجہ سے تر ہوئی ہے اور اس میں کسی مرد یا عورت کے کپڑے لگنے سے گیلے ہو گئے ہیں تو وہ ناپاک ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹائلس والے ناپاک فرش کی پاکی

(سوال): ہمارے گھر میں ٹائلس کا فرش ہے اس پر بچہ نے پیشاب کیا تو کیا خشک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونے سے پاک ہوجائے گا یا ہر بار دھونا پڑے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

خشک ہونے کے ساتھ اس کا اثر یعنی رنگ بو مزہ دور ہوجانے سے نماز کے واسطے پاک ہوجائے گا تیمم کے واسطے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

پانی لگنے سے معفوعنہ نجاست کا زیادہ ہوجانا

سوال: نجاست کی جو مقدار عفو ہے اس کے اوپر پانی گر گیا یا ڈالا گیا اور وہ مقدار عفو سے بڑھ گئی، تو اب اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نجاست غلیظہ جس پانی سے لگ جائے وہ پانی بھی نجس غلیظ ہوجاتا ہے، اور نجاست خفیفہ کے پڑنے سے نجس خفیف ہوجاتا ہے؛ اس لیے اگر نجاست کی مقدار معفوعنہ پر پانی گرا وہ پھیل کر زیادہ ہوگئی، تو اگر وہ مقدار معفوعنہ سے زیادہ ہے تو اب اس کے ساتھ نماز درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۸ / رجب ۱۴۱۹ھ

کھانے کی چیز میں چیونٹی مرگئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: چیونٹی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کھانے میں آجائے یا غلطی سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گر جائے تو؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی چیز میں چیونٹیاں مر گئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں، اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا۔ (بہشتی زیور اختری ۳/۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک گڑ کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال: ایک بچے نے گنے کے رس میں پیشاب کر دیا، اس رس سے گڑ تیار ہو گیا، یہ گڑ پاک ہے یا ناپاک ہے؟ اگر ناپاک ہے تو پھر تو اس گڑ کو کس استعمال میں لایا جائے؟ اور مسلم کے مال کو ضائع ہونے سے بچانے کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس گڑ کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے برابر اس میں پانی ڈالا جائے، اور خوب ہلا کر جوش دے لیا جاوے حتی کہ پانی اور گڑ دونوں ممتاز ہو جائیں، پھر اس پانی کو پھینک کر اتنا ہی پانی ڈالا جائے، غرض اسی طرح تین مرتبہ جوش دینے سے پاک ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۴۳)

ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلاثا (درمختار) (قوله ويطهر لبن وعسل الخ) قال في الدرر ولو تنجس العسل فتطهيره أن يصيب فيه ماء بقدره فيغلي حتى يعود إلى مكانه الخ (شامی ۱/۲۴۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ رمحرم الحرام ۱۴۱۵ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

استنجاء کے بعد بھی پیشاب کے قطروں کا شک رہے تو؟

سوال : میں استنجے کے بعد ڈھیلا لیتا ہوں اور پھر پانی سے دھو دیتا ہوں؛ تو کیا یہ میرے لیے کافی ہوگا؟ اس کے بعد پھر سے چل کر یا کھانس کر قطرہ نکالنا ضروری ہے، اور اگر استنجا بالحجر اور ماء کرنے کے بعد بھی قطرہ کا شک ہو اور قطرہ نہ ہو تو کیا کروں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب یہ یقین ہو جائے کہ اب پیشاب کا کوئی قطرہ نہیں نکلے گا؛ تب پانی سے استنجا کیجیے، اس کے بعد اگر شک پیدا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ / جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عورت کا وضو کے لیے نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنا

سوال : ہندہ کسی جگہ پر گئی اور وہاں نماز کا وقت ہو گیا، اب نماز کے لیے وضو کرنے کے لیے کوئی پوشیدہ جگہ نہیں ہے، اور وضو کرنے کے لیے اس کو اپنا چہرہ اور ہاتھ کھولنا پڑتا ہے، اور اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ گھر آ کر پڑھے، تو ایسی صورت میں ہندہ کیا کرے؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

چہرہ تو ستر میں داخل نہیں ہے، ہاتھوں کا اس طرح دھونا کہ غیروں کی نظر نہ پڑ سکے ممکن ہے۔ کتبِ فقہ میں بھی وضو کے سلسلہ میں اس کو عذر نہیں شمار کیا ہے؛ اس لیے تاخیر کی اجازت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ — کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ / ذوالقعدۃ ۱۴۱۵ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان بعد الغسل کہی جائے

سوال: نوزائیدہ بچے کو کان میں اذان پیدائش کے فوراً بعد کہی جائے یا بعد الغسل ؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نہلا کر۔ (اختری بہشتی زیور ۶/ ۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب الصلاة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب المواقیت

دو تقویموں میں تقابل سے صبح صادق، طلوع وغروب اور شفق میں فرق کی بنیاد

سوال : ہمارے یہاں دو تقویمیں رائج ہیں، ایک تقویم میں مغرب اور عشاء اسی طرح صبح صادق اور طلوع آفتاب میں فاصلہ کم ہے، اور دوسری میں زیادہ۔ کم فاصلہ والی تقویم حاجی عبدالحفیظ منیار صاحب سورت والوں کی ہے، جو دارالعلوم کنتھاریہ سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ اور زیادہ فاصلہ والی تقویم کا مدار مفتی کفایت اللہ صاحب کا وہ فتویٰ ہے، جو بحوالہ شامی، فتاویٰ رحیمیہ جلد سوم میں شائع ہوا ہے، جس میں مغرب اور عشاء کے درمیان اسی طرح صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان مساوی فاصلہ بتلایا ہے، جو مفتی صاحب کے فتویٰ کے اعتبار سے ایک گھنٹہ اکیس منٹ سے کم نہیں، اور ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ سے زیادہ نہیں۔

اب سوال عام مہینوں سے زیادہ رمضان المبارک میں پیدا ہوتا ہے، کہ اگر رمضان المبارک میں ختم سحر حاجی عبدالحفیظ منیار صاحب کی تقویم کے اعتبار سے کی جاوے، تو مفتی صاحب کے فتویٰ کے اعتبار سے ختم سحر بعد صبح صادق لازم آتی ہے۔ اور اگر مفتی صاحب والے فاصلہ کو صحیح مان کر عمل کیا جائے اور صبح صادق ہونے کے پانچ منٹ بعد اذان دی جائے، تو حاجی عبدالحفیظ صاحب کی تقویم کے اعتبار سے قبل صبح صادق اذان دینا لازم آتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مثلاً: اس سال رمضان المبارک کی ابتداء دسمبر کی اکیس کو منیار صاحب کی تقویم کے اعتبار سے صبح صادق ۵:۵۲ کو تھی اور مفتی صاحب کے فاصلہ کے اعتبار سے صبح صادق ۵:۴۳ کو ہوتی ہے، اب ظاہر بات ہے کہ منیار صاحب کی تقویم کے اعتبار سے اگر روزہ بند کیا جائے تو مفتی صاحب کے نزدیک روزہ صحیح نہ ہوگا، اسی طرح مفتی صاحب کی تقویم کے اعتبار سے فجر کی اذان دی جائے، تو منیار صاحب کی تقویم کے اعتبار سے اذان صبح صادق سے پہلے ہوگی، جو صحیح نہ ہوگی، تو برائے کرم تفصیل کے ساتھ بتلایئے کہ ہم کس پر عمل کریں کیوں کہ یقیناً دو میں سے ایک صحیح ہے اور دوسری غلط۔

ازاحقر موسیٰ آچھودی　　ابراھیم سلیمان عیسیٰ آچھودی

ولی فلاحی عفی عنہ آچھودی　　علی بھائی ابراہیم عفی عنہ

خالد علی موسیٰ خانپوری

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے استفتاء کا جواب دینے سے پہلے کچھ وضاحت اور صراحت ضروری سمجھتا ہوں۔

① آپ کا استفتاء موصول ہونے کے بعد آپ پر تنقیح کی غرض سے ایک تحریر حسب ذیل مضمون پر مشتمل بھیجی تھی۔ آپ نے جن دو تقویموں کا حوالہ دیا ہے ان میں سے ایک جناب عبد الحفیظ صاحب منیار والی تو ہمارے پاس موجود ہے البتہ دوسری تقویم جس کا مدار مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر بتلایا ہے یہاں موجود نہیں ہے، برائے کرم آپ وہ تقویم احقر پر روانہ فرمائیں، اس کے جواب میں آپ نے ''احمدی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تقویم'' ارسال فرمائی، آپ نے سوال میں جس دوسری تقویم کا حوالہ دیا اس سے مراد یہی تھی تو جس طرح پہلی تقویم کے سلسلہ میں مرتب اور شائع کنندہ کی تصریح فرمائی تھی اور حوالہ دے دیا تھا، اس دوسری تقویم کے معاملہ میں بھی شائع کنندہ کی تصریح فرما کر حوالہ دے دینا کافی تھا، لیکن آپ نے ایسا غالباً اس لیے نہیں کیا کہ آپ اس تقویم اصلی پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس میں آپ نے ترمیم فرما رکھی ہے۔

(۲) مغرب اور عشاء کے درمیان فاصلہ کے سلسلہ میں ہمارے اکابر کے فتاویٰ مختلف ہیں، صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیانی فاصلہ کا بھی یہی حال ہے، نمونہ کے طور چند فتاویٰ نقل کرتا ہوں۔

امداد الفتاویٰ ۱/ ۱۴۹ پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ ہے:

سوال (۱۴۸): کس قدر حصہ رات کا گذرنے سے وقت نماز عشاء شروع ہوتا ہے؟

الجواب: غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد عشاء کا وقت آ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس پر حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم حاشیہ تحریر فرماتے ہیں: تمام سال کے لیے یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ الخ

امداد الفتاویٰ ۲/ ۹۸ پر ایک اور فتویٰ ہے:

سوال (۱۴۸): ماہ رمضان المبارک کی رات میں کس قدر حصہ رات کا باقی رہتا ہے کہ اس وقت تک سحری کھانا درست ہے؟

الجواب: ۔ ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں۔ الخ

نوٹ از احقر: ان دونوں جوابات میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیڑھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گھنٹہ کا جو حساب لکھا ہے، یہ زیادہ سے زیادہ فاصلہ ہے، جو ہو سکتا ہے، یعنی جو آدمی سال بھر یہ اہتمام کرتا ہے کہ عشاء کی نماز ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد پڑھے، اس سے پہلے نہ پڑھے تو اس کی نماز عشاء درست ہو جائیگی، چناں چہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اسی جواب کے متعلق ایک اشکال وجواب ''امداد الاحکام'' میں ہے:

حضرت اقدس نے ''امداد الفتاویٰ'' جلد اول میں وقت عشاء غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد تحریر فرمایا ہے بادی النظر میں شبہ سا ہوتا ہے، خوب سمجھ میں نہیں آیا، اس فرمان واجب الاذعان کے موافق اگر کوئی شخص غروب آفتاب سے گھنٹہ یا سوا گھنٹہ بعد مغرب پڑھے تو درست ہونا چاہیے، مگر مشاہدہ نہیں مانتا۔ براہ کرم ذرا مکرر تفصیل فرمادی جائے۔ غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ کی مدت بہت زیادہ سی معلوم ہوتی ہے۔

الجواب: اس کا مطلب یہ نہیں جو آپ نے سمجھا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ عشاء کی نماز غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ گزرنے پر پڑھنا چاہیے، عشاء اس سے پہلے نہ پڑھے، یہ مطلب نہیں کہ مغرب کی نماز اتنی دیر تک درست ہے چناں چہ عبارت سوال دیکھ کر کہ (سائل نماز عشاء پڑھنے کے لیے وقت عشاء دریافت کر رہا ہے، صفحہ ۶۴) یہ مطلب ظاہر ہے جو ہم نے بیان کیا۔ (امداد الاحکام ۱/۳۱۵)

نوٹ از احقر: لیکن حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے مطابق پھر بھی اشکال باقی رہتا ہے، اس لیے کہ ان کے فتویٰ کے بموجب یکم جون سے یکم اگست تک مغرب وعشاء کا درمیانی فاصلہ ڈیڑھ گھنٹہ سے بھی زیادہ ہے اس لیے غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد فوراً پڑھی ہوئی نماز عشاء صحیح نہیں ہوگی۔ (نوٹ کا مضمون ختم ہوا)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

''پس مغرب وعشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ کرنا چاہیے''۔الخ

(فتاوی دار العلوم مدلل مکمل ۲/ ۴۳)

''اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے''۔(ایضاً ۲/ ۴۶)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ''مغرب کا وقت عامۃً ہمارے اطراف میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کچھ کم رہتا ہے''۔(فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۳۶۹)

نوٹ از احقر: ان دونوں جوابات پر بھی وہی اشکال باقی رہتا ہے، جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات پر تھا، جس کی تفصیل اگلے نوٹ میں کر چکا ہوں۔(نوٹ کا مضمون ختم ہوا)۔

(۳) حقیقت یہ ہے کہ غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض کا درمیانی فاصلہ اور اسی طرح طلوع صبح صادق اور طلوع آفتاب کا درمیانی فاصلہ ہر جگہ اور ہر موسم میں یکساں نہیں رہتا بلکہ موسم اور مقام کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: غروب شفق کا وقت اختلافات زمان ومکان سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔(فتاوی محمودیہ ۲/ ۲۰۱)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت شدہ ایک سوال اور ان کی طرف سے دیا گیا جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب سے عشاء تک کتنا وقت ہونا چاہیے۔ ہمارے یہاں علماء کرام بعض کہتے ہیں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے، اور زیادہ سے زیادہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک گھنٹہ پینتیس منٹ پر عشاء کا وقت ہوجاتا ہے، بعض کہتے ہیں ایک گھنٹہ بیس منٹ پر عشاء کا وقت ہوتا ہے۔ برائے کرم مفتیٰ بہ قول ذکر فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب باسم ملهم الصواب: مغرب اور عشاء کے درمیان خط استواء کے مقام پر معتدل ایام میں کم از کم ۵۷ منٹ ہے۔ اس وقت سفید شفق غروب ہوتی ہے، شفقِ سرخ اس سے بھی بارہ منٹ پہلے غروب ہو جاتی ہے، اس کے مطابق غروب آفتاب سے ۴۵ منٹ کے بعد وقت عشاء شروع ہو جائے گا، یہ قول ارجح ہے اور قول اول احوط، دوسرے ایام اور دوسرے مقامات میں اس سے زیادہ وقت ہوتا ہے اور زیادتی کی کوئی تحدید نہیں حتیٰ کہ بلغار میں موسم گرما میں عشاء کا وقت آتا ہی نہیں، اس وقت کی مقدار ہر شہر اور ہر موسم میں مختلف ہے۔ الخ (احسن الفتاویٰ ۲/ ۱۴۶)

آگے ایک اور مقام میں تحریر فرماتے ہیں: بعض علماء نے منتہاء سحر وطلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یا کم وبیش) کی تعیین فرمائی ہے، اس سے ان کا یہ مقصد ہرگز نہیں، کہ ہر موسم میں ہر مقام پر طلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ امر تو بداہۃً غلط ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وقفہ ہر تاریخ میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتا ہے، اس کی تصدیق مشاہدات سے بھی کی جاسکتی ہے اور مختلف مقامات کے اوقات نماز کے پرانے نقشوں سے بھی۔ الخ (احسن الفتاویٰ ۲/ ۱۸۳)

④ کسی بھی فن سے استفادہ کے شرائط میں سے یہ ہے، کہ اس فن کے اصول و قیود کی رعایت کی جائے، اوقات نماز کی تعیین کے لیے جو جنتریاں تیار کی جاتی ہیں اس کا تعلق فن ہیئت سے ہے، سو اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جب بھی کوئی ماہر فن جنتری تیار کرنا چاہتا ہے، تو وہ پہلے اس مقام کی تعیین کرتا ہے جس کے لیے جنتری تیار کرنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مطلوب ہو، پھر اس مقام کا عرض البلد طول البلد معلوم کر کے اس کے مطابق جنتری تیار کرتا ہے، پھر وہ جنتری اس مقام میں بھی کام دے سکتی ہے، جہاں کا طلوع وغروب اس مقام کے طلوع وغروب کے موافق ہو جس کے لیے جنتری تیار کی گئی ہے، اور جن مقامات کا طلوع وغروب مکمل طور پر تو موافق نہ ہو لیکن دو تین منٹ کا فرق ہو ان مقامات میں بھی اتنی احتیاط کرتے ہوئے کام دے سکتی ہے، مثلاً: شہر سورت کا طول البلد ۷۲ درجہ، اور ۵۲ دقیقہ ہے، اور عرض البلد ۲۱ درجہ، اور ۱۲ دقیقہ ہے، اب اگر کوئی جنتری سورت کے لیے تیار کی جائے تو وہ مندرجہ بالا تفصیل کے ساتھ دوسرے مقامات کے لیے بھی کارآمد ہو سکتی ہے، اسی اصول کے پیش نظر ماہرین کی تیار کردہ تمام جنتریوں میں اس بات کی صراحت ہوتی ہے، کہ یہ جنتری فلاں مقام کے لیے تیار کی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ فلاں فلاں مقامات کے لیے کام دے سکتی ہے، اس اصول کے پیش نظر دیکھا جائے تو آپ نے اپنے سوال میں جن دو جنتریوں کے متعلق دریافت کیا ہے، ان میں سے ایک یعنی جناب الحاج عبدالحفیظ منیار صاحب کی تیار کردہ جنتری اصول فن کے مطابق ہے، جب کہ دوسری جنتری جس کا زیروکس zerox آپ نے بھیجا ہے اس میں اس قسم کی کوئی وضاحت اور ہدایت نہیں ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ جنتری پورے گجرات میں جہاں جہاں بھی استعمال ہوتی ہے وہاں اسی طرح استعمال میں لائی جارہی ہے، چاہے وہ گجرات کا مشرقی علاقہ ہو یا مغربی، شمالی ہو یا جنوبی، حالاں کہ یہ بداھۃً غلط ہے آپ نے اصل جنتری کے عشاء وفجر کے اوقات میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو بنیاد بنا کر تغیر وتبدل کر دیا، اس کی وجہ سے دیگر اوقات نماز کے معاملہ میں آپ کا ذمہ بری نہیں ہو جاتا، آپ کا یہ رویہ تو مزید اعتراض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیدا کرتا ہے کہ جس جنتری کے اوقات عشاء و فجر قابل اعتماد نہیں، اس کے دیگر اوقات نماز کیوں کر قابل اعتماد قرار پائے؟ ممکن ہے آپ طلوع وغروب کے لیے مشاہدہ کو دلیل میں پیش فرما کر جواب دیں کہ ہم نے مشاہدہ سے اس کی تصدیق کر لی ہے لیکن مثل اور مثلین (یعنی عصر شافعی و حنفی) کے سلسلہ میں تو یہ دلیل بھی کارآمد نہیں ہوگی، بہر حال آپ نے عملی طور پر جو انداز اختیار کیا ہے وہ محض آپ کا (یا آپ کی بستی والوں کا) تفرد ہے، جس میں آپ کا حال ﴿نؤمن ببعض و نكفر ببعض﴾ کے مشابہ ہو جاتا ہے، اور اصول فن کی رو سے بھی یہ جنتری قابل اعتراض ہے۔

⑤ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جس فتویٰ کا آپ نے اپنے سوال میں حوالہ دیا ہے، اس میں غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض کے درمیان جو فاصلہ گھنٹہ اور منٹ کی تعیین کے ساتھ دیا گیا ہے، اس کے متعلق یہ یاد رہے کہ یہ تعیین شامی سے نہیں لی گئی ہے بلکہ شامی کے حوالہ سے تو صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ فجرین (یعنی صبح صادق اور صبح کاذب) کا درمیانی فاصلہ تین درجات کے بقدر ہوتا ہے، اسی طرح شفقین (یعنی شفق احمر اور شفق ابیض) کا درمیانی فاصلہ تین درجات کے بقدر ہوتا ہے، یہ یاد رہے کہ اہل ہیئت کے یہاں ایک درجہ کی مقدار عموماً چار منٹ شمار ہوتی ہے، اس حساب سے یہ فاصلہ بارہ منٹ کا ہوتا ہے، کسی بھی فقہی کتاب میں آپ کو مغرب وعشاء کے درمیانی فاصلہ کی تعیین گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے نہیں ملے گی، اور یہ ممکن بھی نہیں اس لیے کہ جیسا کہ آگے نمبر ۳ر میں تفصیل سے بتلا چکا ہوں کہ یہ فاصلہ مکان و زمان کے اعتبار سے مختلف ہوتا رہتا ہے، اس لیے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ میں مذکور نقشہ کے متعلق اتنی بات تو یقینی اور حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ یہ نقشہ تمام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

انڈیا اور اس کے تمام علاقوں یا شہروں کے لیے نہیں ہے، بلکہ نمبر (۴) کی وضاحت کے مطابق کسی خاص مقام کو سامنے رکھ کر تیار کرایا گیا ہے، اس لیے اس کو اسی مقام اور اس کے قرب و جوار میں واقع مقامات کے لیے (اس فن کے اصول و قیود کے مطابق) استعمال کیا جاسکتا ہے، اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس مقام کے لیے ہے؟ تو خود اس فتویٰ میں تو اس کی صراحت نہیں ہے، البتہ کفایت المفتی ۳/ ۳۲ میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے، ایک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے، اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے، یہ مستفتی جس کے سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ عبارت تحریر فرمائی ہے، بارک پور کا رہنے والا ہے اور یہ مقام مغربی بنگال میں واقع ہے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تھانہ بھون کے اوقات نماز کے لیے ایک نقشہ تیار فرمایا ہے جس کا نام ''الساعات للطاعات'' رکھا ہے اس میں چند تنبیہات تحریر فرمائی ہیں: نمبر ۵ میں ہے صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم بماہ فروری و مارچ و دسمبر و اکتوبر ایک گھنٹہ بیس منٹ، اور زیادہ سے زیادہ بماہ جون شروع جولائی ایک گھنٹہ ۷ ۳ منٹ ہوتا ہے۔ (بوادر النوادر ۲/ ۴۲۹)

اس کے بعد اسی رسالہ میں اضافہ و ترمیم کے نام سے ایک مضمون اخیر میں دیا اس میں ''مقام ثانی ترمیم'' کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں: یہ نقشہ بالا ان مقامات میں تو بلا کسی قید کے کام دے سکتا ہے جہاں کا طلوع وغروب یہاں کے طلوع وغروب کے موافق ہو اور جن مقامات کا طلوع وغروب یہاں سے مقدم و مؤخر ہو وہاں بھی ایک قید

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے کام دے سکتا ہے، وہ قید یہ ہے کہ وہاں کے دن کی مقدار یہاں کے دن کی مقدار کے برابر ہو اور وہاں کی رات کی مقدار یہاں کی رات کی مقدار کے برابر ہو، پھر اگر چہ طلوع وغروب یہاں کے موافق نہ ہو تو اگر۔ الخ (بوادر النوادر ۲/ ۴۳۲)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نقشہ میں ماہ دسمبر میں طلوع صبح صادق اور طلوع آفتاب کا فرق ایک گھنٹہ بیس منٹ بتلایا ہے، اس سے قطع نظر کہ یہ فرق حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس تاریخ میں بتلائے ہوئے فرق سے آٹھ منٹ کم ہے، ہم اگر اکیس دسمبر کا تھانہ بھون کا طلوع وغروب دیکھ کر وہاں کے دن کی مقدار معلوم کرتے ہیں تو وہ دس گھنٹہ سترہ منٹ ہوتی ہے، اور سورت کا اسی دن کا طلوع وغروب (آپ کی مرسلہ تقویم کے مطابق) دیکھ کر سورت کے دن کی مقدار معلوم کرتے ہیں تو دس گھنٹہ چون منٹ ہوتی ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقشہ اوقات کے استعمال کے لیے جو اصول ''مقام ثانی ترمیم'' کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ نقشہ یہاں کار آمد نہیں جس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ نکلا کہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کا درمیانی فاصلہ جو وہاں ایک گھنٹہ بیس منٹ ہے، سورت میں فاصلہ کی یہی مقدار نہیں بلکہ الگ ہے۔

⑥ ماہرین فن جو جنتریاں تیار کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ اصول وقواعد فن کی رعایت کرتے ہوئے وہ جنتریاں تیار کی جاتی ہیں لیکن ان میں بھی اختلاف وفرق ہوتا ہے۔ حالاں کہ اس کے تیار کرنے والے وہ حضرات ہیں جن کی مہارت وثقاہت مسلم ہوتی ہے، اس کے بعد جو حضرات مفتیان عظام اور علماء کرام ان کی تصدیق وتائید فرماتے ہیں وہ بھی ان تیار کرنے والے حضرات کی فنی مہارت وشہرت پر اعتماد کرتے ہوئے غلبۂ ظن کی بنیاد پر تائید وتصویب کرتے ہیں، نہ وہ جنتریاں قطعی ہیں کہ ان میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سہو ونسیان کا امکان نہ ہو، اور نہ حضرات علماء کی طرف سے کی گئی تائید وتصویب قطعی ہے کہ اس کو نص قطعی کا درجہ دے کر دوسروں کی تغلیط وتردید کی جائے، جب مذاہب فقہیہ اربعہ کے مسائل اجتہادیہ میں قطعیت کا دعویٰ کرنے کی اجازت نہیں ہے حالاں کہ ان کی بنیاد دلائل اربعہ پر ہے تو پھر جنتریوں کے معاملہ میں یہ غلو کیا معنی رکھتا ہے؟

ایسا ہی ایک سوال سیدی فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کیا گیا، اس کا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو جواب دیا وہ چشم کشا اور دل ودماغ کے تمام شکوک وشبہات کی جڑ کاٹنے والا ہے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمیق فقہی بصیرت کا غماز، لیجیے اس کو پڑھ لیجیے:

سوال: پاکستان سے ایک تحقیق بہ سلسلۂ وقت فجر وعشاء شائع ہوئی ہے کہ صبح صادق کا وقت جو کہ جنتریوں میں چھپتا ہے وہ صحیح نہیں ہے، رمضان شریف میں اس وقت کے لحاظ سے نماز فجر قبل طلوع صبح صادق ہو جاتی ہے، جب کہ متصل ختم وقت سحر پڑھی جاوے، دریافت طلب یہ ہے کہ یہ تحقیق آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص نماز فجر متصل وقت سحر پڑھے تو وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً: مجھے فلکیات میں درک نہیں ہے، ایک دفعہ مدرسہ کی جانب سے افطار وسحر سے متعلق جنتری کا مرتب کرنا میرے سپرد کر دیا گیا تھا اس لیے صبح صادق، طلوع یا زوال، مثلین یا غروبِ شمس، غروب شفق کی تحقیق وتفتیش کے لیے متعدد جنتریوں کو سامنے رکھا، دوربین سے دیکھا، دھوپ گھڑی سے کام لیا، قطب نما اور قبلہ نما سے مدد لی، ایک ہی مقام سے متعلق ایک سے لے کر ۱۸/ منٹ تک فرق نکلا۔ تقریباً دو ہفتہ تک کوشش کر کے معذرت کر دی تھی کہ یہ کام میرے بس کا نہیں۔ ایک ضلع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ایک قصبہ میں ایک وقت سحری کھائی جارہی ہے، اوراسی وقت دوسرے قصبہ میں نماز فجر ادا کی جارہی ہے۔اب یاتوایک قصبہ والوں کے روزے غلط، یادوسرے قصبہ والوں کی نماز فجر غلط۔جنتری اور نقشہ دونوں کے پاس موجود۔گھڑی دونوں تار سے ملاتے ہیں اور بعض نصف النہار سے بھی ملاتے ہیں اور ہر جنتری کوتصدیق علماء کاشرف بھی حاصل ہے۔اگرسحری صبح کے وقت مشتہر سے قبل ختم کردی جائے اور نماز فجر اسفار میں ادا کی جائے جوکہ اصل مذہب ہے توکوئی خدشہ نہ رہے یا اسفار میں نہ ہوتوکم ازکم اتنا تو لحاظ کرلیا جائے کہ یہ خدشہ دفع ہوکرنماز بالتعیین صحیح وقت پر ادا ہو۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۳۹۱)

مذکورہ بالا تمہید کے بعد آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

اسلامی احکامات سے واقف حضرات پر یہ مخفی نہیں کہ اسلام تمام امور میں سادگی و بے تکلفی اور فطری طریقے اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، اور ہر ہمہ گیر مذہب کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے، کیوں کہ آلات اور فنی حسابات کے جاننے والے لوگوں کا اوراس سے متعلق چیزوں اور آلات کا ہر جگہ مہیا ہونا یقینی نہیں ہوتا، اگران فنی اصول و آلات پر احکام شرعیہ کا دارومدار ہوتا تو وہ بہت سے لوگوں بلکہ شاید اکثریت کے لیے ناقابل عمل ہوجاتے یا طویل مدت (آلات کے ایجاد کا زمانہ آنے تک) عمل نہ ہوسکتا۔اسلام جس کے مخاطب عرب وعجم، دیہاتی اور شہری آبادیوں سے دور اور وسائل زندگی سے مہجور، صحرانورد وبادیہ نشیں اور خلاباز وکوہ پیما؛غرضیکہ ہرطرح اور سطح کے لوگ ہیں اس کے قوانین میں سب ہی کی رعایت کی گئی ہے، اس وجہ سے ہر عمل کا وہ طریقہ بتلایا گیا ہے جوسب کے لیے آسان ہو اور اس کی تعمیل ''تکلیف مالا یطاق'' کا مصداق نہ ہو، چناں چہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز جس کا تعلق وقت سے ہے، اس کے وقت کی تعیین کے سلسلہ میں بھی شریعت نے اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی بنیاد آفتاب کے طلوع وغروب وزوال اور صبح وشفق جیسی آسمانی نشانیوں پر رکھی جن کا پہچاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہر خواندہ اور ناخواندہ، شہری ودیہاتی کے لیے بہ سہولت ممکن ہے۔ اور شروع اسلام سے لے کر آلات رصدیہ کی ایجاد تک بلکہ اس کے بعد بھی آج تک ان مقامات میں جہاں ان کا حصول دشوار ہے، اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔ البتہ بعض عارضی عوامل وموانع (ابر وبارش وغیرہ) کی وجہ سے ان علامتوں کی تعیین یا پہچان بعض لوگوں کے لیے دشوار ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں شریعت ہی کے ایک دوسرے بنیادی اصول (یعنی جہاں قطعی علم ومعرفت ممکن نہ ہو یا دشوار ہو غلبۂ ظن کو اس کے قائم مقام شمار کیا جائے) پر چلنے کی بھی اجازت دی ہے۔ اسی غلبۂ ظن کے حصول کا ایک طریقہ وہ جنتریاں بھی ہیں جو فن ہیئت کے اصول وقواعد کے مطابق تیار کی جاتی ہیں۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض مرتبہ فن کے جاننے والوں میں ان کی مہارت وثقاہت وحذاقت کے باوجود اختلافات ہوتے ہیں۔ مثلاً اطباء میں مرض کی تعیین وتشخیص اور علاج کی تجویز اور طریق علاج میں اختلاف ہوتا ہے، اور یہ اختلاف لوگوں کو اس فن سے استفادہ سے مانع اور رکاوٹ نہیں بنتا بلکہ ایسے مواقع میں ہر آدمی اس کو جس پر زیادہ اعتماد ہوتا ہے اس کی بات پر عمل کرتا ہے، اور اپنا کام چلاتا ہے، یہاں بھی اسی اصول کو مدنظر رکھ کر جس کی مہارت وثقاہت وحذاقت پر اعتماد ہو اور اس کی تیار کردہ جنتری سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے اس پر شرعاً عمل کرنے کی اجازت ہے، یہ حکم خود عمل کرنے والے کے لیے ہے لیکن اس کو یہ حق نہیں کہ دوسرے پر یہ حکم لازم کر دے؛ بلکہ اگر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسرے آدمی کو دوسرے کی تیار کردہ جنتری پر اعتماد ہو، اور وہ اس پر عمل کر رہا ہے تو اس کو اس پر عمل کرنے سے منع نہیں کرسکتا، اب اگر کوئی احتیاطی پہلو کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ایسی صورت اختیار کرے کہ دونوں جنتریوں کے مطابق عبادات کی یقینی ہو جائے، اور کوئی شک وشبہ نہ رہے، تو یہ بہتر اور افضل کہلائے گا، اب ایک جواب فقیہ الامّت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نقل کرتا ہوں جس میں یہی بات مختصر اور جامع عبارت میں پیش کی گئی ہے۔

سوال: ہر شہر میں مقامی ریلوے وقت، پوسٹ کا نماز کے لیے مقامی وقت میں آدھا گھنٹہ سے زیادہ فرق پڑ جاتا ہے، اس لیے شریعت کے مسئلہ سے واقف کرائیں تاکہ مقامی لوگوں کو وقت نماز صحیح معلوم ہو جائے، چند لوگوں نے ریڈیو کے وقت پر زور دیا ہے، مشاہدہ ہے کہ بجلی کی کڑک اور چمک سے دو تین سکنڈ اور زیادہ بھی فرق پڑ جاتا ہے، گو ایک ہی میل کے اندر ہی واقع ہوتے ہیں بجلی سے چلائی جانے والی ریڈیو، رصد گاہ مدراس سے ہم تک سو کیلومیٹر سے زائد ہے، چار پانچ منٹ کا فرق ہو جاتا ہے، اکثر مسجدوں میں صحیح وقت بتانے والی گھڑی مستعمل ہے جو بہت ہی قیمتی ہے اس کے پرزے گرمی اور جاڑے میں صحیح وقت بتاتے ہیں، ایسی گھڑی کا استعمال کرنا لازم ہے یا اندازہ سے نماز ادا کر لینی چاہیے، مقامی وقت (جس مسجد میں) دریافت کر لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اوقات الصلوٰۃ کے مطابق غروب آفتاب میں دس منٹ زیادہ کر لیتے ہیں، ایک مقام پر طلوع اور غروب میں کتنے منٹ کا اضافہ کر لینا چاہیے؟ شہر میں کئی مسجدیں ہوں ایک ساتھ اذان دینا ناممکن ہے، اگر آگے پیچھے ہو جائیں تو کیا درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً: اوقات نماز کی تعیین اصالۃً علامات سماویہ سے کی جاتی ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جیسا کہ قرآن کریم، حدیث شریف اور کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے انہیں علامات سے جنتریاں بنائی جاتی ہیں، اگر ان علامات سے واقفیت نہ ہو، ابر وباراں وغیرہ کی وجہ سے علامات کا ظہور نہ ہو تو واقفینِ فن کی بنائی جنتریوں پر مجبوراً اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ جس جنتری اور جس گھڑی پر صحت کا ظن غالب ہو اور تجربہ سے اس کا صحیح ہونا معلوم ہو چکا ہو اس کے مطابق عمل کر لینا براءۃ ذمہ کے لیے ان شاء اللہ کافی ہے۔ طلوع، غروب، زوال، صبح صادق کا وقت ہر علاقہ میں یکساں نہیں۔ اس لیے اوقات نماز میں بھی تفاوت ہو جاتا ہے۔ ایک ہی شہر کے متعدد مساجد میں اگر اذانیں قدرے تفاوت سے ہوں تب بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۳۳۵)

خلاصۂ جواب یہ ہے:

عملی طور پر آپ کے لیے دو صورتیں ہیں:

(۱) پہلی صورت جو مستحسن واحتیاط والی ہے وہ یہ ہے، کہ آپ اس طرح عمل کریں کہ دونوں تقویموں کے اعتبار سے آپ کا روزہ اور اذان ونماز درست ہو جائیں، مثلاً: آپ کی سوال میں ذکر کردہ تاریخ اکیس دسمبر کو آپ روزہ تو ۵:۴۳ سے پہلے بند کر دیں، اور اذان ۵:۵۲ کے بعد دیں۔

(۲) دوسری صورت جو جائز ہے، وہ یہ ہے کہ دونوں میں سے جس تقویم پر اعتماد ہو اس پر عمل کریں، لیکن دوسری تقویم پر عمل کرنے والے کی تغلیط نہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: اس جگہ یہ بتلا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ منیار صاحب کی تیار فرمودہ تقویم کو مفتیان گجرات کی تصدیق کا شرف حاصل ہے، اور جس حسابی فارمولہ کے مطابق یہ تیار کی گئی ہے، اس کے مطابق کراچی میں تیار کیے گئے ''عالمی نقشۂ اوقات نماز'' کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ (صدر مفتی وشیخ الحدیث مدرسہ بنوریہ کراچی) اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم (شیخ الحدیث ومفتی دارالعلوم کراچی) کی تصدیق کا شرف، اور اسی حسابی فارمولہ کے مطابق دہلی میں تیار کردہ کتابچہ ''اوقات الصلوٰۃ'' کو حضرت مولانا نصیر احمد خانصاحب مدظلہم (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ماہر علم ہیئت) اور مولانا انظر شاہ صاحب مدظلہم (شیخ الحدیث وقف دارالعلوم دیوبند) اور دیگر حضرات علماء کی تصدیق کا شرف حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/صفر ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

دائمی احمدی تقویم اور شمسی تقویم میں کونسی قابل عمل ہے؟

سوال: اکثر مساجد میں لوگ احمدی ٹائم کے حساب سے عمل کر رہے تھے مگر کچھ دنوں سے عبدالحفیظ منیار صاحب نے ایک شمسی تقویم تیار کی ہے لوگوں نے دونوں تقویم کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ دائمی تقویم سے عبدالحفیظ منیار صاحب کی شمسی تقویم میں ٹائم ٹیبل کے اعتبار سے بہت کچھ فرق ہے اب عوام پریشان ہیں کہ ہم کس تقویم پر عمل کریں اس لیے مہربانی فرما کر عبدالحفیظ منیار صاحب کی شمسی تقویم پر روشنی ڈالیں اور یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ کسی معتبر مفتی صاحب کی شمسی تقویم پر تصدیق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ دائمی احمدی تقویم ۱۹۶۹ء کے عرصہ میں شائع ہوئی ہے۔ اور شمسی تقویم ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اب آپ کا یہ جملہ کہ کچھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دنوں سے عبد الحفیظ منیار صاحب نے ایک شمسی تقویم تیار کیا ہے کتنا درست ہے اس کا فیصلہ آپ ہی فرمالیں۔

مؤرخہ ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ مطابق مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۸۶ء کو حضرات مفتیان کی ایک مجلس خاص اسی لیے منعقد ہوئی تھی کہ عبد الحفیظ صاحب کی مرتب فرمودہ شمسی تقویم پر غور وخوض کرے۔ اس مجلس میں خود جناب عبد الحفیظ صاحب کو بھی طلب کیا گیا تھا اور ان سے اس کے طریق تخریج اوقات کے سلسلہ میں مکمل بحث و گفتگو کے بعد ان حضرات نے اس تقویم کو صحیح اور قابل عمل قرار دیا اس مجلس میں حسب ذیل حضرات موجود تھے۔ (۱) حضرت مولانا مفتی عبد الغنی کاوی صاحب (مفتی دار العلوم اشرفیہ راندیر) (۲) حضرت مولانا مفتی اسماعیل واڈی والا صاحب (مفتی جامعہ حسینیہ راندیر) (۳) حضرت مولانا مفتی احمد بیمات صاحب (اس وقت مفتی دار العلوم فلاح دارین ترکیسر) (۴) حضرت مولانا مفتی مصلح الدین بروڈوی صاحب (مفتی و شیخ الحدیث دار العلوم بروڈہ) (۵) حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب (اس وقت مفتی جامعہ ڈابھیل) (۶) حضرت مولانا شیر علی صاحب (استاذ الحدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر) احقر بھی اس مجلس میں موجود تھا گذشتہ سال پورے بھارت کے اہم مقامات کے اوقات نماز بتلانے کے لیے ایک کتاب ادارہ اشاعت دینیات نظام الدین دہلی کی طرف سے ''اوقات الصلوۃ'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے تمام حسابات اسی طریق حساب اور طریق تخریج سے جناب عبد الحفیظ منیار صاحب نے کئے ہیں اور جناب محمد انس صاحب نے ترتیب دی ہے۔ اس پر جن علمائے کرام کی تقریظات ہیں ان میں دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب مدظلہم العالی بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں یہ یاد رہے کہ آپ اس وقت علمائے دیوبند میں علم ہیئات میں خصوصی ماہر سمجھے جاتے ہیں۔اور اس فن میں ان کی مہارت کو اپنے اور پرائے تمام تسلیم کرتے ہیں سالہا سال حضرت مولانا مدظلہم نے دارالعلوم دیوبند میں یہ فن پڑھایا ہے۔خود احقر نے بھی اس فن کی بعض کتابیں مثلاً تصریح، شرح چغمنی، بست باب، رسالہ ماردینیہ ان سے پڑھی ہیں۔ اور ربع مجیب نیز اصطرلاب بنانے کا طریقہ بھی حضرت موصوف سے سیکھا تھا۔حضرت مولانا موصوف اپنی اس تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں، ''کتاب کے مطالعہ سے مصنف موصوف کی اس فن میں بالغ نظری اور دور رسی کا پتہ چلتا ہے'' کیا ان کلمات کے بعد بھی کسی اور کی تصدیق کی ضرورت ہے؟ ع

''قدر گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری''

کراچی پاکستان سے ۱۹۸۶ء میں جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب (جو اس فن کے ماہر ہیں اور جدید سائنسی طریقہ سے انہوں نے یہ فن حاصل کیا ہے) نے عالمی نقشۂ اوقات نماز شائع کیا ہے جس پر دارالافتاء جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کی تصدیق ہے اور تصدیق کرنے والے وہاں کے مفتی اور شیخ الحدیث اور پاکستان کے مشہور عالم حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب مدظلہم ہیں۔نیز شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدت فیوضہم کی تقریظ بھی اس پر ہے۔اس نقشۂ اوقات میں حساب اور تخریج اوقات کا وہی طریقہ استعمال کیا گیا ہے جو جناب عبدالحفیظ منیار صاحب نے استعمال فرمایا ہے؛ بلکہ اس نقشہ کی تیاری میں جناب عبدالحفیظ صاحب نے تعاون فرمایا ہے جیسا کہ خود پروفیسر صاحب موصوف نے دیباچہ میں اس کی صراحت فرما کر ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔اب آخر میں یہ بھی بتلا دوں کہ ۱۹۸۸ء میں جب یہ شمسی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تقویم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی طرف سے حضرت مولانا محمد سعید بزرگ صاحب نے شائع فرمائی تو دائمی احمدی تقویم کے ناشر حضرت مولانا غلام محمد نورگت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے نام ایک خط میں یہ جملہ لکھا ہے:

જામિઅહ એ શમ્સી તકવીમ બાહર પાડીને ગુજરાત ની ખોટ પુરી કરી છે

(جامعہ نے شمسی تقویم شائع کر کے گجرات کی کمی کو پُر کیا ہے)۔ محترم مولانا غلام محمد نورگت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خط یہاں محفوظ ہے۔ اب آپ یہ بتلایئے کہ دائمی احمدی تقویم جس پر آپ کے بہ قول لوگ عمل کر رہے ہیں اس کی تخریج اوقات، علم ہیئات کے کن اصولوں پر کی گئی ہے؟ امید کے آپ اس کو حل فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ جمادی الاخری ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز کا ٹائم ٹیبل بنانے میں احتیاط والے قول کی رعایت

سوال : جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی مندرجۂ ذیل سوالات کے جوابات شریعت محمدی کی روشنی میں فقہ حنفی کے مطابق جوابات دے کر ہماری رہنمائی فرمائیں، ہم کو ممنون و مشکور فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) ہمارے یہاں عشاء کا وقت علماء یوکے کے فتویٰ کے مطابق مئی، جون، جولائی، ان تین مہینوں میں غروب کے ایک گھنٹہ بعد شروع ہو جاتا ہے۔

(۲) اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر، جنوری، فروری، مارچ، اپریل کے مہینوں میں رات کے ساتویں حصہ کے بعد شروع عشاء کا وقت شمار کریں تو کیا یہ صحیح وقت شمار ہوگا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ساتواں حصہ رات کا غروب شمس سے طلوع آفتاب کا جتنا وقت ہے، اس میں سے ساتواں حصہ اور اس کے مطابق پورے سال کا ٹائم ٹیبل بنایا جائے تو صحیح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عشاء کا وقت مغرب کے بعد شروع ہوتا ہے، اور مغرب کا وقت غروب شفق تک رہتا ہے۔ شفق کی تفسیر میں دو قول ہیں: اول یہ کہ اس سے مراد سرخی ہے اسی کو نور الایضاح ۵۸ اور شرح وقایہ ۱/۱۳۰ اور در مختار (علی ہامش الشامی) ۱/۲۴۱ میں مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، یہی صاحبین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ دوم یہ ہے کہ اس سے مراد سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے، اور یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو قوی بتلایا ہے۔ (فتح القدیر ۱/۲۲۲، ۲۲۳)

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق ۱/۲۵۹ میں بھی اسی کو ترجیح دی ہے، احتیاط اسی میں ہے کہ دونوں کی رعایت کی جائے، جیسا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رشیدیہ ۱/۳۸ میں تحریر فرمایا ہے، غروب شفق کا یہ وقت اختلافات زمان ومکان کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے، آپ اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر ٹائم ٹیبل تیار فرما سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

برطانیہ میں اوقاتِ نماز میں اختلاف کا صحیح حل

سوال: آپ موصوف کے علم میں یہ بات ضرور ہوگی کہ برطانیہ میں یہاں کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موسم اور (Weather) ویدھر کی خرابی کی وجہ سے یہاں کے علماء کرام میں وقت عشاء اور وقتِ نماز فجر کے بارے اختلافات ہیں، نماز عشاء قبل از وقت پڑھی جائے، تو نماز نہیں ہوتی اور اگر تاخیر کی جائے تو مختصر راتوں میں لوگ برداشت نہیں کرتے جو تقلیل جماعت کا باعث ہوتا ہے اور نماز فجر کا مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے خصوصاً رمضان المبارک میں روزے کو اس کے وقت صحیح پر بند کرنا اور نماز کو اس کے اول وقت پر پڑھنا ہوتا ہے ہم اس وقت آپ کی خدمت میں ٹائم ٹیبل ارسال کر رہے ہیں، آپ اس کا مطالعہ فرما کر ہماری صحیح رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

علاقۂ برطانیہ میں وقت عشاء اور وقت نماز فجر کا مسئلہ نیا نہیں ہے، ایک مدت سے اہل علم اور ارباب فتاویٰ کے درمیان موضوع بحث بنا ہوا ہے اور یہ حضرات اس کے حل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، قرآنی آیات، حدیثی روایات، فقہی عبارات، مشائخ کے اقوال اور قواعد ہیئت سے استنباط اور استشہاد بھی فرماتے ہیں لیکن کسی ایک بات پر اتفاق نہیں ہو پایا، اور متفق ہونا بظاہر دشوار ہونے کے ساتھ ضروری بھی نہیں ہے، اس لیے کہ اہل علم اور دلائل سے واقف حضرات کے لیے دیانۃً یہ ضروری ہے، کہ جس دلیل کو قوی اور راجح قرار دیں اسی پر عمل کریں، اور عوام اپنے علماء کی اتباع کریں، اور اگر ان میں بھی اختلاف ہو تو جس پر زیادہ اعتماد ہو اس کا اتباع کریں، ایک بات یاد رہے کہ اہل علم اپنے اختیار کردہ قول وعمل کو دوسرے اہل علم پر زبردستی چپکانے کی کوشش نہ کریں، اور ان کے قول کو باطلِ محض قرار دے کر نزاع پیدا نہ کریں، اور عوام پر لازم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے کہ اہل علم کے اختلاف میں دخل دے کر اس کو باعث نزاع اور فساد ہرگز نہ بنائیں۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/شوال ۱۴۱۱ھ

برطانیہ میں غروبِ شفق اور عشا کا وقت

سوال: (الف) شفق احمر کے اختتام سے پہلے عشا کی نماز پڑھنا جائز ہے؟

(ب) سال بھر کے لیے ایک معین فاصلہ غروبِ آفتاب سے مقرر کر کے مثلاً غروبِ آفتاب سے ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ بعد عشا پڑھنا جائز ہے، جب کہ احمر وابیض کا غروب ہبوطاً وصعوداً ہر روز کم وبیش ہو رہا ہے؟

(ج) شفقِ احمر یا ابیض کے غروب کا یقین ہے؛ مگر دیر سے غائب ہونے کی بنا پر وقت سے پہلے اپنی مرضی کے مطابق سہولتی فاصلہ معین کر کے ایک گھنٹہ یا اس سے کم فاصلہ پر غروبِ آفتاب کے بعد جان بوجھ کر (اس خوف سے کہ نیند کے غلبہ سے سو جائے گا اور عشا فوت ہو جائے گی، اس مشکل کی وجہ سے) عشا پڑھنا جائز ہے؟ اور عشا ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: یہاں برطانیہ میں ایک صاحب بہ ذاتِ خود اور لوگوں کو موسمِ گرما کے ان ایام میں سہولت کے مطابق فاصلہ طے کر کے عشا کو وقت سے پہلے پڑھنے کو کہتے ہیں، اور دلیل میں مذکورہ عذر پیش کر کے ان ایام کے عشا کے وقت کو فاقدِ عشا پر قیاس کرنے اور تقدیر کرنے کو کہتے ہیں۔

(د) برسوں پہلے ۱۳۴۱ھ میں مفتی ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے برطانیہ سے استفتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے جواب میں ایک گھنٹہ کے وقفہ پر عشا پڑھ لینے کا لکھا ہے کہ: شفقِ احمر غروبِ آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد غائب ہو جاتی ہے۔ (امداد الاحکام جلد اول)

نیز تقریباً ۲۰؍سال پہلے مفتی یحییٰ صاحب مدظلہ مفتیٔ مظاہر علوم سہارن پور نے بھی ایک گھنٹہ کے وقفہ پر عشا پڑھنے کو لکھا ہے؛ مگر مشاہدات سے اب یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ برطانیہ میں ہمیشہ سال بھر کے لیے اسی وقفہ پر غروبِ شفقِ احمر ہوتی ہے؛ بلکہ ہبوطاً وصعوداً اس کا وقفہ کم سے کم ۵؍منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۲۴؍منٹ سال بھر میں ہے، مختلف ایام میں مختلف وقت ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ان دونوں فتاویٰ پر عمل کرتے ہوئے اب بھی ایک گھنٹہ کے وقفہ سے ہمیشہ عشا پڑھنی جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) اگر شفقِ احمر کا غروب اس علاقے میں ہوتا ہے تب تو اس کے بعد عشا کی نماز ادا کی جائے، اس سے پہلے اگر ادا کی جائے گی تو درست نہ ہوگی۔

(ب) عشا کا وقت شفق کے غروب ہونے پر داخل ہوتا ہے؛ البتہ صاحبین شفق سے مراد ''احمر'' لیتے ہیں جب کہ امام صاحب کے نزدیک ''ابیض'' مراد ہے، چوں کہ شفق کا غروب سال بھر یکساں نہیں ہوتا؛ بلکہ اس کا فاصلہ موسم اور مقام کے لحاظ سے کم وبیش ہوتا رہتا ہے؛ اس لیے اس کے لیے وقت کی تحدید دشوار ہے، اگر کسی علاقے کے متعلق یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہاں غروبِ آفتاب سے لے کر غروبِ شفق تک کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ مثلاً سوا گھنٹہ ہے، تو ایسی جگہ میں کوئی آدمی عشا کی نماز سوا گھنٹہ کے بعد پڑھتا ہو تو اس کی نماز بالیقین درست کہلائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ج) شفق کے غروب ہونے کا یقین ہونے کی صورت میں محض نیند کے غلبہ کے خوف سے عشا فوت ہوجانے کے احتمال پر سہولت کے خاطر غروبِ شفق سے پہلے عشا پڑھ لینا جائز نہیں، اور ایسا کرنے سے عشا کی نماز سے ذمہ بری نہیں ہوگا۔

(د) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فتویٰ امداد الاحکام ۱/ ۳۱۴ پر ایک سوال کے جواب میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: ''عشا کی نماز غروب کے گھنٹہ بعد معاً پڑھ لیا کریں، صاحبین کے مذہب پر شفقِ احمر کے غائب ہوجانے سے عشا کا وقت ہوجاتا ہے، اور شفقِ احمر غروب کے بعد ایک گھنٹہ میں غائب ہوجاتی ہے، اور سہولت کے لیے فتویٰ قولِ صاحبین پر دیا گیا ہے، گو احتیاط بعد شفقِ ابیض کے پڑھنے میں ہے؛ مگر ضرورت کے وقت قولِ صاحبین پر عمل کر لینا بھی جائز ہے''۔اھ

ظاہر ہے اس فتویٰ میں غروب کے ایک گھنٹہ بعد عشا کی نماز پڑھ لینے کا جو مشورہ دیا گیا ہے اس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ شفقِ احمر غروب کے ایک گھنٹہ میں غائب ہوجاتی ہے، چوں کہ یہ بات تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر کہی جاسکتی ہے، اگر برطانیہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے خلاف ہو تو وہاں کے لیے یہ فتویٰ حجت نہیں ہوگا۔

بہر حال! یہ بات تو مسلَّم ہے کہ شفق کا غروب متعین ہو تو اس سے پہلے عشا کی نماز ادا کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ رجب ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غروب آفتاب سے طلوع تک کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر والا قاعدہ تخمینی ہے

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک جتنا وقت ہے اس کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر ہے؟ اس صورت میں موسم گرما میں جب کہ راتیں قصیر ہوتی ہیں، وقت فجر بھی قصیر ہوگا، اور موسم سرما میں جب کہ راتیں طویل ہوتی ہیں، وقت نماز فجر بھی طویل ہوگا؛ حالاں کہ موجودہ مروّجہ نقشہ جات جن میں معمول بہ دار العلوم دیو بند ومظاہر علوم سہارنپور و مصدقہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ برائے تھانہ بھون وغیرہ شامل ہیں، ان میں موسم گرما میں وقت فجر طویل اور موسم سرما میں وقت فجر قصیر ہے۔ حضرت تھانویؒ کا فتوی امداد الفتاویٰ میں تحریر ہے: ''اور فقہائے کرام نے احتیاط کی ہے کہ غروب سے طلوع تک کا وقت جتنا ہے اس کو سات پر تقسیم کریں۔ چھ حصے میں سحر کھا سکتے ہیں، یہ قاعدہ حتمی، یقینی وقطعی ہے یا انداز و تخمین واحتیاط پر مبنی ہے''۔ فتاوی دار العلوم دیو بند ۲ / ۶۳ بھی ملاحظہ ہو، نیز یہ کہ: قال فی خزانة الروایات عن جواهر الفتاوی انّ ذلك ای وقت الصبح الصادق سبع اللیل، نیز حاشیہ از مفتی سعد اللہ رامپوری بر مالا بد منہ ۲۹۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ قاعدہ بطور احتیاط اور انداز وتخمین پر مبنی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے بعض حضرات نے ڈیڑھ گھنٹہ یا کم وبیش کی تعیین فرمائی ہے، چناں چہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ احسن الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں: ''بعض علماء نے منتہائے سحر وطلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یا کم وبیش) کی تعیین فرمائی ہے، اس سے ان کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر موسم میں ہر مقام پر طلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے، اس لیے یہ امر تو بداہۃً غلط ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وقفہ ہر تاریخ میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتا ہے، اس کی تصدیق مشاہدہ سے بھی کی جاسکتی ہے، اور مختلف مقامات کے اوقات نماز کے پرانے نقشوں سے بھی، لہٰذا ان حضرات کی تحریر سے ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ملک میں جس مقام اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ ہوا سے منتہائے سحر قرار دے دیا جائے تو پورے ملک کی حدود کے اندر ہر مقام اور ہر موسم میں روزہ بلاشبہ صحیح ہوجائے گا، اور غروب سے اتنی ہی دیر بعد نماز عشاء بلاشبہ درست ہوگی، مثلاً: متحدہ ہندوستان کے زمانہ میں اگر کسی عالم نے اس وقت کی مقدار متعین کی تو انہوں نے متحدہ ہندوستان (بشمول خیبر، مردان، مالاکنڈ، چترال وغیرہ) کی حدود میں سے جس مقام پر اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ تھا، اسے انتہائے سحر قرار دے دیا، چناں چہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ امداد الفتاویٰ ۲ / ۷۵ میں فرماتے ہیں کہ: ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھاسکتے ہیں۔ پھر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ''بعض مواسم میں اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے یہ احتیاطاً لکھ دیا''۔

غرضیکہ اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر مقام پر اور ہر تاریخ میں اس وقت صبح صادق ہوجاتی ہے، اور فوراً اذان دے کر نماز فجر بھی پڑھ لینا جائز ہے، اور نہ ہی یہ مقصد ہے کہ کسی مقام اور کسی موسم میں بھی غروب کے بعد اتنا وقت گزرنے سے پہلے عشاء کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقت نہیں ہوتا''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں: ''بعض مصنفین نے صبح صادق کے کل وقت کی پوری رات کے وقت سے کوئی خاص نسبت تحریر فرمائی ہے (جیسا کہ بعض حضرات نے رات کا ساتواں حصہ بتلایا ہے، از ناقل) اس کی حقیقت بھی وہی ہے جو اوپر گذری''۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۱۸۳، ۱۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا صبح صادق کی پہچان آسان ہے؟

سوال: بعض علماء نے لکھا ہے کہ صبح صادق کا پہچاننا آسان نہیں ہے، دوسری طرف بعض علماء نے سبع اللیل هو الفجر کا قاعدہ پیش کیا ہے۔ اب ہم لوگ صبح صادق کو کس طرح معلوم کریں، اس کا پہچاننا ممکن و آسان ہے یا ناممکن و دشوار؟

ومن الناس من لا يعرف الفجر (الجوهرة ص۱۷۰) وقت فجر یا وقت ختم سحر کو ہم لوگ کیسے معلوم کریں۔

نیز ملاحظہ ہو: ثم يظهر بياض معترض لا يسعر ادراكه بالعين لظهوره فهذا اول الوقت. (احياء علوم الدين للغزالی، دارالکتب العلمیة، بیروت ۲ /۲۹۰)

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

جس کام کا آدمی عادی ہوتا ہے وہ اس کے لیے آسان ہوتا ہے، اور جس کی عادت نہیں ہوتی وہ اس کے لیے دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے، چاند ہی کو دیکھ لیجیے، جو لوگ ہر مہینہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں ان کے لیے اس کی تلاش آسان ہے، اور جو لوگ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صرف عید کا چاند ڈھونڈنے کے لیے نکلتے ہیں ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ چاند کو کہاں تلاش کیا جائے، یہی حال ہے صبح صادق کی پہچان کا بھی، صبح صادق کی جو علامتیں احادیث اور کتب فقہ میں بتلائی گئی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مدت تک صبح صادق کے کھلی فضاء میں مشاہدہ کرنے کا اہتمام کریں گے تو انشاء اللہ آپ کے لیے بھی صبح صادق کی پہچان آسان ہو جائے گی، ورنہ سال کے کسی دن میں صبح صادق تلاش کرنے کی کوشش کریں گے تو ممکن ہے دشواری کا سامنا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

جماعت کا وقت ہونے کے بعد پانچ منٹ کی تاخیر

سوال: جماعت کا وقت ہونے کے بعد امام کے لیے پانچ منٹ انتظار کرنے میں کیا حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ امام کو تاخیر کی عادت نہیں بنانی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

صبح صادق، طلوع، غروب، غیبوبتِ شفق کا دورانیہ اور نمازِ عشاء

سوال: (۱) کیا عشاء کے وقت کی ابتداء کے لیے (یعنی غیبوبت شفق ابیض کے لیے) یہی اصول ہے کہ شفق ابیض اس وقت غائب ہو جاتی ہے جب سورج ۱۸/ درجہ افق سے نیچے پہنچ جاتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② اگر اصول یہی ہے تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ جتنا وقت صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان ہوگا بالکل اتنا ہی وقت غروب شمس اور غیبوبت شفق ابیض کے درمیان ہوگا؟

③ موسم گرما میں جب کہ ہمارے یہاں لیسٹر (برطانیہ) میں مغرب کی نماز ۹:۳۰ ساڑھے نو بجے ہوتی ہے، عشاء کا وقت اس اصول پر تقریباً ۱۱:۳۰ ہوگا اور فجر تقریباً ۴:۱۵ (سوا چار بجے) پڑھنی ہوگی، کیوں کہ ۴:۴۵ (پونے پانچ) پر سورج طلوع ہوجاتا ہے، ان ایام میں دفع حرج کے لیے غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد نماز عشاء یہاں (برطانیہ کے شہر لیسٹر) پڑھنے کا معمول ہے، اس میں گنجائش ہوگی یا نہیں؟

④ اگر موسم سرما میں سورج کے زیر افق ۱۸ / درجہ پہنچنے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ لی جائے جب کہ مجبوری نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (موسم سرما میں نماز مغرب چار بجے ہوگی اور عشاء کا اول وقت ۱۸ / درجہ کے حساب سے تقریباً چھ بجے ہوگا)۔

⑤ مذکورہ صورت میں یعنی موسم سرما میں جب کہ مجبوری نہیں، اگر کوئی شخص صاحبین رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے استدلال کر کے غروب کے سوا گھنٹہ (ایک گھنٹہ پندرہ منٹ) بعد شفق احمر کے غائب ہونے پر عشاء کی نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟ مساجد میں باقاعدہ اس وقت پر نماز باجماعت ہو تو کیا حیثیت ہے؟

⑥ اگر گنجائش نہیں تو اب تک جن حضرات نے اس کو حق سمجھتے ہوئے اس پر عمل کیا ہے ان کے ذمہ ان نمازوں کی قضاء ہوگی یا وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

①، ② آپ نے اپنے سوال میں مقدمہ قائم کر کے جو نتیجہ نکالا ہے اس کے لیے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ مقدمہ قائم کرنے کی بھی ضرورت نہیں، حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ''البوادر النوادر'' حصۂ دوم صفحہ نمبر ۴۳۰ میں اس کی تصریح فرمائی ہے، چناں چہ رقم طراز ہیں:

''نوٹ: اوپر ۶ میں مذکور ہوا ہے کہ جتنا تفاوت صبح صادق اور طلوع شمس میں ہوتا ہے اتنا ہی غروب شمس اور غروب شفق ابیض میں ہوتا ہے۔''

حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے ہیئت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جانب مشرق میں سورج افق سے ۱۸ / درجہ نیچے پہنچتا ہے تو صبح کاذب نمودار ہوتی ہے اور ۱۵ / درجہ نیچے پہنچتا ہے تو صبح صادق نمودار ہوتی ہے، اور ہیئت کی کتاب ''التصریح'' نیز ''شرح چغمینی'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوچکی ہے کہ صبح کی ابتداء اور شفق کی انتہاء اس وقت ہوتی ہے جب کہ سورج افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: ''معارف السنن'' ۲ / ۲۹، ۲۸۔

③④⑤ جن علاقوں میں شفق ابیض غروب نہ ہوتی ہو، لیکن شفق احمر غروب ہوتی ہو تو شفق احمر کے غروب ہونے پر عشاء کی نماز ادا کرلی جائے، صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک شفق احمر کے غروب ہونے پر عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے، ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی مسلک ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے، بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع اس قول کی طرف نقل کیا گیا ہے۔

درمختار میں ہے: ووقت المغرب منه إلى غروب الشفق: وهو الحمرة عندهما و به قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما فى شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب. (درمختار على هامش الشامية ۱ /۲۶۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قوله: (وإليه رجع الإمام)أى إلى قولهما الذى هو رواية عنه ايضا، وصرح فى المجمع بأن عليها الفتوىٰ (إلى قوله) تعامل الناس اليوم فى عامة البلاد على قولهما، وقد أيده فى النهرتبعا للنقاية والوقاية والدرر والإصلاح والبحار والإمدادوالمواهب وشرحه البرهان وغيرهم مصرحين بأن عليها الفتوى. (شامی ۱/ ۲۶۵،۲۶۶)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ شفق سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الجواب: مسئلہ مختلفہ ہے امام صاحب اور ان کے صاحبین میں۔ احوط یہ ہے کہ دونوں کی رعایت رکھے اور بعض نے فتویٰ صاحبین کے قول پر لکھا ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز نے لکھا ہے۔ فقط، شرح وقایہ میں بھی سرخ پر فتویٰ دیا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ۱/ ۲۸)

جیسا کہ آپ نے لکھا ہے موسم سرما میں غروب آفتاب کے سوا گھنٹہ بعد شفق احمر غائب ہونے پر عشاء کی نماز اداء کر لی جاتی ہے، اگر واقعۃً غروب کے سوا گھنٹہ کے بعد شفق احمر غائب ہو جاتی ہے تو عشاء کی نماز پڑھ لینا درست ہے، اس لیے کہ صاحبین کا قول بھی بہت سے فقہائے احناف کے نزدیک مفتی بہ ہونے کی وجہ سے مصحح ہے اور جہاں دو قول مصحح ہوں کسی پر بھی عمل کی اجازت ہے۔

⑥ اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اوقات نماز

سوال: ہم برطانیہ کے شہر کوونبڑی میں رہتے ہیں، اور یہاں کے طلوع وغروب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آفتاب کا وقت قریب کے شہر کے مساوی ہے، جیسے برمنگھم، ننی ٹن وغیرہ، سوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں عصر کے ابتدائی وقت اور ظہر کے آخری وقت ان قریب والے شہروں کے اوقات سے مختلف ہیں، ہمارے یہاں عصر کا وقت تاخیر سے ہوتا ہے جب کہ ان قریب والے شہروں میں جلدی ہوتا ہے، اور ان کا نمازوں کا وقت عالمی نقشہ اوقات صلوۃ جس میں (Computer sed) ٹائم ٹیبل ہے قریب پڑتا ہے، ہمیں بھی کیا ان قریب والے شہروں کے وقت کے موافق کرنا چاہیے، جب کہ دونوں جگہ کے طلوع وغروب شمس میں کوئی فرق نہیں ہے، یا اپنا ذاتی تجربہ کرنا چاہیے یا جو وقت چلا آرہا ہے جو کچھ احباب نے رصد گاہ سے وقت نکالا تھا اس پر چلتے رہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عالمی نقشہ اوقات میں نمازوں کے اوقات کی تخریج کے لیے جو اصول اختیار کیا ہے وہ درست اور صحیح ہے، اس لیے اگر آپ اس کے مطابق اپنے یہاں کے اوقات صلوۃ مرتب کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں؛ البتہ اب تک ایک مخصوص طریق کار پر آپ کے یہاں سے لوگ کاربند رہے، اس لیے جدید نقشہ اپنانے سے پہلے ذمہ دار حضرات کو اعتماد میں لینا مناسب ہوگا؛ تاکہ یہ روش مسلمانوں میں اختلاف وتشتت کا ذریعہ نہ بنے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ، ۴/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

نماز اشراق وچاشت کا وقت

سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہی دن میں اشراق اور چاشت کی نماز کسی حدیث

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے ثابت ہے؟ (یعنی دونوں نماز ایک دن میں) احادیث میں ان دونوں کے اوقات الگ الگ تو بیان کئے گئے ہیں؛ البتہ یہ بات نہیں ملی کہ حضور ﷺ نے ایک ہی دن میں یہ دونوں نمازیں پڑھی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شمائل ترمذی میں حضور ﷺ کی عبادت کے باب کی آخری حدیث جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ("باب صلاۃ الضحی" سے پہلے) اس میں صراحۃً موجود ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خصائل نبوی ص:۱۶۹ پر چاشت کی نماز کے ذکر میں تحریر فرماتے ہیں: "فقہاء اور محدثین کے نزدیک صبح میں وقت مکروہ نکل جانے کے بعد سے زوال تک سب نمازیں صلوۃ الضحی کہلاتی ہیں؛ لیکن صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں یہ دو نمازیں ہیں، ایک اشراق کی نماز کہلاتی ہے، دوسری چاشت کی نماز کہلاتی ہے، چوتھائی دن تک اشراق کا وقت رہتا ہے اور چوتھائی کے بعد سے نصف النہار تک چاشت کا وقت، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ روایت جو گزشتہ باب کے اخیر میں ذکر کی گئی ہے اور ایسے ہی اور دیگر روایات صوفیہ کا ماخذ ہیں"۔ (خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فجر وعصر کے بعد قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے

سوال: عصر کی فرض نماز میں چار رکعت پڑھی اور بھول کر کھڑا ہوگیا، اور چھ پڑھی، تو کیا ہوگا؟ کیوں کہ عصر کے بعد نفل پڑھنا نہیں، اور یہاں دو رکعت نماز پڑھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نفل تو کیا کرے؟ اسی طرح فجر میں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فجر وعصر کے بعد قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے، صورت مسئولہ اس میں داخل نہیں ہے۔

وضم سادسة ولو في العصر والفجر إن شاء، لاختصاص الكراهة والإتمام بالقصد(درمختار) (قوله: لإختصاص الكراهة الخ) جواب عما قد يقال: إن التنفل بعد العصر والفجر مكروه الخ (شامی زکریا ۲ /۵۵۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اوقات مکروہہ میں کون کونسی عبادت جائز ہے؟

سوال: اوقات مکروہ میں کیا کیا عبادت کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز نہیں پڑھ سکتے چاہے جنازہ کی ہو، بقیہ عبادات درست ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اوقات مکروہہ میں نماز کی حد

سوال: طلوع آفتاب اور زوال وغروب کے اول اور بعد میں کتنا ایسا وقت ہے جس میں نماز پڑھنا جائز نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

طلوع آفتاب میں تو آفتاب کا پہلا کنارہ نظر آئے اس سے پہلے تک نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور طلوع کے بعد آفتاب جب سفید ہو جائے کہ اس کی طرف دیکھنے سے نگاہ خیرہ ہوتی ہے تب پڑھ سکتے ہیں۔ زوال میں جب آفتاب کا کنارہ بیچ میں آئے وہاں سے لے کر آخری کنارہ اس حصہ کو پار کر جائے وہاں تک نماز ممنوع ہے۔ غروب کے لیے جب آفتاب قریب ہونے لگے اس وقت اس میں زردی آنا شروع ہوتی ہے اس وقت سے لے کر غروب مکمل ہونے تک نماز کی ممانعت ہے اس کے بعد درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طلوعِ شمس اور احمرارِ شمس سے پہلے نفل نماز کی وجہ کراہت

سوال: بعد صلاۃ الفجر قبل طلوع الشّمس و بعد العصر قبل احمرار الشّمس کیوں نوافل مکروہ ہے وجہ کراہت کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ترمذی شریف میں روایت ہے: عن ابن عباس قال: سمعت غير واحد من أصحاب النبي ﷺ منهم عمر بن الخطاب، وكان من أحبهم إلي، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس، وعن الصلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معارف السنن شرح سنن ترمذی ۲/ ۱۲۱ تا ۱۲۹ کا مطالعہ کرلیا جائے اردو میں اگر چاہیں تو درس ترمذی ۱/ ۴۲۳ تا ۴۲۵ کا مطالعہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۳/ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بہ وقتِ زوال ممانعتِ نماز کی وجہ

سوال: زوال کے وقت نماز کیوں جائز نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس وقت نماز پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ

زوال کا وقت

سوال: (۱) زوال کا وقت ممتد ہے یا کوئی ایک خاص لمحہ ہے جس کی مقدار ایک دومنٹ سے زیادہ نہیں ہوتی؛ جیسا کہ اس وقت بارہ بج کر اکیاون منٹ پر زوال ہوتا ہے، اگر مقدار متعین کے ایک ہی لمحہ کے بعد زوال ہوتا ہے تو بارہ بج کر ترپن منٹ پر نماز پڑھ سکتے ہیں، اسی طرح بارہ بج کر انچاس منٹ پر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، اور جائز ہونا چاہیے، اور اگر زوال کا وقت ممتد ہے جیسا کہ فجر کے وقت بیس منٹ اوقات مکروہہ کی رعایت کر کے سنت ونوافل پڑھتے ہیں تو کیا زوال کے لیے بھی کوئی حد متعین ہے کہ اس مقدار متعینہ کی رعایت کی جائے؟

یہ مسئلہ میں وضاحت کے ساتھ یوں معلوم کر رہا ہوں کہ ہمارے یہاں جمعہ کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دن جمعہ کی اذان زوال کی مقدار متعینہ کے ختم ہوتے ہی فوراً دو منٹ بعد دی جاتی ہے، اور ایک بج کر دس منٹ پر خطبہ شروع ہو جاتا ہے، ایک بج کر پچیس منٹ تک نماز پوری ہوتی ہے، لوگ اذان سے بھی بہت پہلے آجاتے ہیں، اور سنت وصلوۃ التسبیح میں مشغول ہو جاتے ہیں، اور یہ نماز پڑھنے کا سلسلہ بالکل جاری رہتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ عین زوال سے ایک دو منٹ قبل نماز پڑھنا ترک کرتے ہیں یا پھر کوئی عین زوال ومقدار متعینہ کے وقت بھی نماز پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فتاویٰ اشرفیہ میں لکھا ہے کہ جمعہ کے دن زوال ہوتا ہی نہیں، اس لیے نماز پڑھنا درست اور جائز ہے، اور بعض آدمی جیسے ہی مسجد میں آتے ہیں نماز شروع کر دیتے ہیں اور اوقات کا بالکل خیال نہیں رکھتے، اس لیے آپ سے گذارش ہے کہ کرم فرما کر مسئلۂ ہذا کے متعلق وضاحت کے ساتھ تحریر فرما کر مقدارِ متعینہ کے ماقبل ومابعد کی رعایت کہاں تک کی جائے گی؟ اور اسی طرح تمام وقت زوال کا کتنا ہے؟ اور فتاویٰ اشرفیہ کا حوالہ کیسا ہے؟

(۲) اور ایک شخص کہتا ہے کہ زوال کے وقت دریا وسمندر کا تمام پانی میٹھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ہر کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے۔

(۳) ایک شخص جو خلیفۂ حکیم الامت حضرت اقدس مولانا مسیح اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ کا مرید بھی ہے، کہتا ہے کہ حضرت اقدس نے جلال آباد میں ایک روز مجلس میں نصیحت فرماتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ جو شخص گالی دیتا ہے اس کو اس کی ایک گالی کے بدلے میں جہنم میں تین من یعنی ایک سو بیس کلو سنڈاس کھلایا جائے گا، اور کہا کہ یہ حدیث بخاری شریف میں ہے تو کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ یا بزرگانِ دین پر اتہام ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① جن اوقات میں نماز مکروہ ہے ان میں استوائے شمس یعنی نصف النہار بھی ہے، آفتاب کے ایک کنارہ سے شروع ہوکر دوسرے کنارے کے نقطۂ نصف النہار کے پار کرنے میں تقریباً پونے تین منٹ لگتے ہیں؛ البتہ گھڑیوں کے اوقات میں کم وبیش ہوتا رہتا ہے؛ نیز تقویم میں مذکور وقت بذریعۂ حساب نکالا ہوا ہوتا ہے، اس لیے بطورِ احتیاط آگے پیچھے پانچ پانچ منٹ چھوڑ دیئے جائیں، حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے دن بھی استوائے شمس کے وقت نماز مکروہ ہے، جو آدمی فتاویٰ اشرفیہ کا حوالہ دیتا ہے اس سے پوری عبارت صفحہ اور جلد کی تعیین کے ساتھ لکھوا کر بھیجئے۔

② یہ بات مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی، جو شخص کہتا ہے اسی سے کتاب کا نام اور صفحہ معلوم فرما کر ہمیں اطلاع دیجئے۔

③ یہ روایت بخاری شریف میں تو ہے نہیں، اور کسی کتاب میں بھی نظر سے نہیں گذری۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی خانپوری، ۵/شوال ۱۴۱۷ھ

ظہر کا آخری اور عصر کا ابتدائی وقت کب سے ہے؟

سوال: ظہر کا آخری وقت اور عصر کا ابتدا وقت کہاں سے ہے؟ کون سے مسلک پر فتویٰ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس مسئلہ میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایات مختلف ہیں اور دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اقوال کی ترجیح وتصحیح مشائخ سے منقول ہے؛ اس لیے نماز ظہر مثل اول سے مؤخر نہ کی جائے اور عصر مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے۔

قال المشائخ:ینبغی ان لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین، ولا یؤخر الظهر الی ان یبلغ المثل، لیخرج من الخلاف فیها (کبیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حنفی کا مثل ثانی میں شافعی امام کی اقتدا میں نماز عصر پڑھنا

سوال: وقت عصر وظہر میں حنفیہ وشافعیہ کے مابین جو فرق ہے اس کے مطابق کوئی حنفی اگر عصر میں شافعی امام کی اقتداء کر لیتا ہے تو کیسا ہے؟ جب کہ غالباً وہ وقت حنفیہ کے ہاں اخیر ظہر کا ہوتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کبھی کبھار ایسا کر لیا تو گنجائش ہے، عادت نہ بنائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/شوال ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جہاں چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن ہو وہاں نماز کیسے پڑھیں؟

سوال: ایک ملک ایسا ہے کہ وہاں چھ مہینہ رات ہوتی ہے اور چھ مہینہ دن ہوتا ہے تو اس وقت میں کونسی نماز پڑھنی پڑے گی؟ نماز کا سبب وقت ہے اور اس حالت میں سبب نہیں پایا جاتا ہے؟ اور ایک ملک ایسا ہے کہ وہاں دو گھنٹے رات ہوتی ہے اور باقی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گھنٹے دن ہوتا ہے تو اس میں کونسی نماز پڑھیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جن مقامات میں ٦ ماہ دن اور ٦ ماہ رات ہوتی ہے وہاں وقت کا اندازہ کر کے ہر چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں الگ فصل کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے، مختار قول یہی ہے۔ (امداد الاحکام ۱/ ۳۱۳)

جہاں رات اور دن دونوں ہوتے ہیں (چاہے ان میں سے ایک کم اور دوسرا زیادہ ہو) وہاں تمام نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مسائلِ لباس ومکان

وضو کا پانی پونچھ کر رومال کو بوقتِ نماز آگے رکھنا کیسا ہے؟

سوال: اگر کوئی آدمی وضوء کرے اور اس کے بعد رومال سے اس کو پونچھ لیا اور اس گیلے رومال کو نماز پڑھنے کی حالت میں سامنے رکھا تو اس طرح نماز کی حالت میں سامنے رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وضو کے بعد جس رومال سے منہ ہاتھ وغیرہ پونچھے جاتے ہیں، اس کو بوقتِ نماز اپنے سامنے اس طرح ڈال دیا کہ اس پر سجدہ نہیں ہوتا ہے یا اس پر کھڑا نہیں ہے، تو کوئی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حرج نہیں ہے البتہ اگر اس کو باقاعدہ مصلیٰ کی طرح بچھا کر اس پر نماز ادا کرتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔

الاولی أن لایصلی علی مندیل الوضوء الذی یمسح به الخ (الکلام الجلیل لمولانا عبد الحی اللکنوی، ص:٣٦) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال: بچہ رات میں پیشاب کر کے (بستر میں) ماں کے کپڑے اور جسم ناپاک کر دیتا ہے، اگر جسم اور کپڑے پاک کرنے میں فجر کی نماز قضاء ہو جانے کا خوف ہو، تو ایسی صورت میں بغیر پاکی حاصل کئے ماں یا باپ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نہیں پڑھ سکتا ہے۔

ثم الشرط هي ستة ..... طهارة بدنه...... وثوبه......لقوله تعالیٰ: ﴿وثيابك فطهر﴾ (درمختار زکریا ٢/٧٥،٧٣) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ناپاک رومال جیب میں رکھ کر نماز پڑھادی

سوال: مجھے ناک میں پھوڑا ہونے کی بناء پر ناک صاف کرتے وقت خون نکلا، جس کا مجھے علم نہیں ہوا؛ چوں کہ سردی ہوئی تھی، وہ قدرِ درہم خون والے رومال کو بھول سے جیب میں رکھ کر عصر و مغرب دو نماز پڑھادی، اب اعلان کر کے نماز دہرانی ہوگی یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں؟ یہ مسئلہ میں نے آپ سے پوچھا بھی تھا، دراصل تکلیف دہ بات یہ ہوئی کہ میں نے جب یہ واقعہ پیش آیا تو دو تین معتبر اور ذی علم دوستوں سے معلوم کیا تھا، انھوں نے نماز درست ہونے کے بارے میں بتایا تھا، اس وجہ سے میں نے نماز نہیں دہرائی تھی؛ بہرکیف آپ جو فرمائیں اس پر انشاء اللہ عمل ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس رومال پر لگا ہوا خون اگر قدر درہم سے زائد تھا تو نماز نہیں ہوئی، اس کا اعادہ ضروری ہے، اعلان بھی کردے؛ تاکہ جن لوگوں نے وہ نماز آپ کے پیچھے پڑھی ہے، وہ بھی اعادہ کرلیں، بوقت اعلان تفصیل بتلا دیجیے کہ یہ صورت پیش آئی تھی؛ تاکہ لوگوں کو بدگمانی اور تنقید کا موقعہ نہ ملے۔

''بہشتی زیور'' کے گیارھویں حصہ میں نماز کی شرطوں کے بیان میں جہاں طہارت کے مسائل مذکور ہیں، اس کا پہلا مسئلہ دیکھ لیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

چڈی پہن کر نماز پڑھنا

سوال: لنگی یا پینٹ کے اندر چڈی پہن کر نماز پڑھی تو ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نیکر اور انگیہ پہن کر نماز پڑھنا

سوال: چڈی پہن کر یا بغیر اس کے، اسی طرح جو مستورات پستان کی حفاظت کے لیے انگیہ پہنتی ہیں، اس کی موجودگی اور عدمِ موجودگی میں نماز کیسی ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سترِ عورت (یعنی بدن کے جس حصہ کو ڈھانپنا نماز میں ضروری ہے اس کو ڈھانپ کر) کے ساتھ نماز درست ہے، چاہے اندر چڈی یا انگیہ ہو یا نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳ر رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

چمڑے کا بیلٹ لگا کر نماز پڑھنا

سوال: چمڑے کا بیلٹ لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ چوں کہ بیلٹ کس قسم کے چمڑوں سے تیار کیے جاتے ہیں، معلوم نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

پڑھ سکتے ہیں؛ البتہ اگر معلوم ہو کہ خنزیر کے چمڑے کا ہے تو اس کو لگا کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

ناجائز کمائی سے خریدے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال: ناجائز طریقے سے آدمی پیسہ کماتا ہے، مثال کے طور پر رشوت، پھر اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیسے سے کپڑے بنانا، کھانا یا پینا کرتا ہے، پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے، کیا ایسے شخص کے لیے ان بنائی ہوئی چیزوں سے (کپڑے) نماز پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

توبہ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ: جس کا مال ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے، اس سے معاف کرائے یا اس کا حق ادا کردے، اگر اس طرح توبہ کی ہے، تو امید ہے کہ اس کی نماز ان کپڑوں میں قبول ہو، باقی رہا اس کے ذمہ سے فریضہ کا اترنا تو وہ نماز کے ارکان وشرائط وواجبات وغیرہ کی مکمل ادائیگی پر موقوف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

دعا کے لیے دوپٹہ کے اندر ہاتھ اٹھانا

سوال: دعا کے لیے جب ہاتھ اٹھائے تو دوپٹہ یا چادر کے اندر اٹھا سکتے ہیں؟ اور ایسی صورتوں میں ہاتھوں کے اوپر کپڑا آجاتا ہے، اور ٹھنڈی کی وجہ سے اس طرح کرتے ہیں۔ نیز ہاتھوں سے منھ ڈھانک لیا جائے دعا میں، تو یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ٹھنڈی کی وجہ سے ایسا کر سکتے ہیں؛ البتہ دعا میں ہاتھوں سے منھ ڈھکا نہ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۳/ ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پرانی قبر کو مسمار کرکے اس پر نماز پڑھنا

(سوال): ایک عبادت خانہ ہے، جس میں پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے، تنگی کی وجہ سے اس کو بڑھانے کا پلان ہے؛ لیکن اس کے ایک سائڈ میں قبر ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر قبر کو توڑتے اور کھولتے نہیں ہیں تو دیوار بنانا مشکل ہے، اب ایسی صورت میں کیا کریں؟ دوسری بات اگر قبر کو مسمار کرکے اس کو صحن کے برابر کردیا جائے تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

قبر اگر اتنی پرانی ہے کہ اس کے اندر کی میت مٹی بن چکی ہے تو اس کو مسمار کرکے صحن کے برابر بنا کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

كما جاز زرعه والبناء عليه إذا بلى وصار ترابا (درمختار) (قوله كما جاز زرعه) أي القبر ولو غير مغصوب (شامی ۱/۶۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

قبرستان میں نماز پڑھنا

(سوال): قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جنازہ کی نماز اور فرض نمازیں؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہاں الگ جگہ بنی ہوئی ہے اور سامنے قبر نہیں ہے یا ہے؛ لیکن درمیان میں دیوار حائل ہے تو پڑھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا درست ہے؟

سوال: ہوائی جہاز فضاء میں ہو تو مسافر کے ذمہ نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اگر نماز اسی میں پڑھ لی تو ذمہ سے ساقط ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بوقت پرواز ہوائی جہاز میں نماز کا حکم چلتے ہوئے بحری جہاز کی طرح ہے، یعنی اس میں بوجہِ عذر نماز جائز ہے، کالصلاۃ علی الدابۃ (احسن الفتاوی ۴/ ۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ہوائی جہاز میں نماز کیسے پڑھیں؟

سوال: ہوائی جہاز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اشارے سے نماز ادا کی تو کیا نماز ہو جائے گی یا دہرانی پڑے گی؟ اور اگر اس نے ہوائی جہاز میں باقاعدہ رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کی تو کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فرض نماز اگر ہوائی جہاز میں سیٹ پر بیٹھ کر اشارہ سے ادا کی اور کوئی معذوری نہیں ہے تو وہ ادا نہیں ہوئی لوٹانا ضروری ہے؛ البتہ نفل نماز اس طرح پڑھنا درست ہے، اور فرض نماز اگر رکوع سجدہ کے ساتھ ادا کی تو درست ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب استقبال القبلۃ

کمپاس کے ذریعہ مسجد قدیم کے قبلہ میں تغیر وتبدل کرنا

سوال: ایک مسجد جو تقریباً سو، سوا سو سال کی بنی ہوئی جامع مسجد ہے، جس کے امام نے مسجد میں قطب نما یا کمپاس رکھ کر دیکھا تو مسجد ٹیڑھی ہے، معلوم ہوا۔ اندر مسجد جو پرانی بنی ہوئی ہے وہ صرف دو صف کی ہے اور ٹیڑھی صف لگانے سے صرف ایک صف ہوتی ہے اور برآمدہ دو منزلہ ہے مقامی لوگ غریب اور مزدور قسم کے ہیں، اس کی وجہ سے پورے بازار و علاقہ میں خلفشار مچا ہوا ہے۔

① یہ مسجد جس رخ پر بنی ہوئی ہے اس رخ سے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ یا اس مسجد کو شہید کر کے قطب نما یا کمپاس کے بتائے ہوئے رخ پر از سر نو تعمیر کی جائے؟ اس صورت میں صفیں ٹیڑھی بچھائی جائے تو ہی نماز درست ہوگی؟

② جس وقت یہ مسجد بنائی گئی تھی اس وقت کے طور وطریقہ سے تحری الی القبلہ کے ذریعہ سے ہی مسجد کا رخ ضرور متعین کیا گیا ہوگا، اس وقت قطب نما یا کمپاس جیسے آلات عام طور پر نہ تھے، اور اگر موجود بھی ہو تو لوگ ان سے اتنے مانوس نہ تھے جتنے اب ہیں۔

③ کیا قطب نما یا کمپاس کا بتایا ہوا رخ صحیح قبلہ ہی کا رخ ہے؟ اور کیا اس پر شرعی اعتماد و بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟

④ نماز کے لیے عین قبلہ شرط ہے یا جہت قبلہ؟ چوں کہ ہم لوگ خانہ کعبہ سے بہت دوری پر بستے ہیں، کیا ہم لوگوں کے لیے عین قبلہ کا رخ کرنا ضروری ہے یا جہت قبلہ کافی ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑤ اب اس پرانی مسجد میں نماز کس طرح پڑھی جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قدیم مساجد کے متعلق فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ ان کا جو رخ ہے وہ باقی رکھا جائے۔ قطب نما یا کمپاس کا مدار مقناطیسی شمال پر ہوتا ہے جو حقیقی شمال سے الگ ہوسکتا ہے، اس لیے اس کی بنیاد پر مسجد قدیم کے قبلہ میں کوئی تغیر وتبدیلی نہ کی جائے۔ دور والوں کے لیے عین کعبہ نہیں؛ بلکہ جہت کعبہ کا استقبال کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

استقبالِ قبلہ سے کتنا انحراف مفسدِ صلوۃ ہے؟

اور مسجد بنانے والوں کو ہدایات

سوال: ہمارے یہاں برطانیہ میں قبلہ کا مسئلہ کافی معترض علیہا ہے، چند سال قبل ہم نے کارخانہ کی خریداری کی تھی اس نیت کے ساتھ کہ اس کو مسجد میں تبدیل کیا جاوے، جیسا کہ یہاں عامۃً ہوتا ہے، قبلہ کے رخ وسمت کے تعین کے لیے ہم نے ہمارے امام صاحب مولانا اسماعیل واڈی اور دارالعلوم بری کے مہتمم اور استاذ حدیث مولانا یوسف صاحب متالا اور مولانا ہاشم صاحب جوگواڑی کو دعوت دی، جگہ کو دیکھ کر انھوں نے فرمایا کہ قبلہ کا رخ وسمت بالکلیہ طور پر موافق نہیں ہے، بلکہ ۳۵/ فیصد باہر ہے مگر مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے مطابق اتنی گنجائش ہے تو اسی فتویٰ پر عمل کرتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوئے بغیر کسی ترمیم کے محراب بنا کر نماز شروع کر دی لیکن چند دن سے بعض مصلیان کا عمل یہ رہا ہے کہ جب جماعت سے نماز پڑھتے ہیں تو محراب کی طرف پڑھتے ہیں مگر جب سنن ونوافل کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو تھوڑے مڑ کر کھڑے رہتے ہیں۔ (۳۵ر فیصد) تو کیا ان کا اس طرح سے سنن ونوافل پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اب چوں کہ مصلیان کا یہ رویہ بڑھتا جا رہا ہے لہذا مسجد میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے، لہذا خدمتِ عالی سے قوی توقع رکھی جاتی ہے کہ مسئلۂ ہذا کو حدِ شافی تک واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، ان میں خلط ملط کیا جاتا ہے، اور اسی کے نتیجہ میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے جہتِ قبلہ سے منحرف ہو کر نماز ادا کی تو کتنا انحراف معاف ہے؟ اور کتنے انحراف سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ تو اس سلسلہ میں عموماً ہمارے علماء نے پینتالیس درجہ تک کے انحراف کو معاف قرار دے کر اس سے زائد انحراف کو مفسدِ صلوۃ قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ دار العلوم (امداد المفتیین) مطبوعہ کراچی ۲/ ۴۱۶، امداد الفتاویٰ ۱/ ۲۱۷، احسن الفتاویٰ ۲/ ۳۱۳)

بعض اکابر نے بنا بر احتیاط چوبیس درجہ تک کے انحراف کو معاف قرار دے کر اس سے زائد انحراف کو مفسد صلوۃ قرار دیا ہے، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہم فرماتے ہیں: ”معمولی انحراف ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر ۲۵/ ڈگری یا اس سے زائد ہو تو نماز نہیں ہوگی“۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/ ۱۸۹)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو احتیاط بتلایا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم (امداد المفتیین) مطبوعہ کراچی ۲/ ۴۲۷)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب نماز کی ادائیگی کے لیے مکان مخصوص (بصورت مسجد یا جماعت خانہ) تیار کیا جائے تو اس کے بنانے والوں کو کیا کرنا چاہیے؟ تو اس کا حکم یہ ہے کہ ’’مسجد تعمیر کرنے والوں پر صحیح سمت قبلہ متعین کر کے مسجد کا رخ اس کے مطابق کرنا تا حدامکان ضروری ہے‘‘۔ (کفایت المفتی ۳/۱۴۱)

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن قصداً مسجد منحرف بنانا جس میں مفسدۂ مذکورہ یعنی تخطیہ سے زیادہ مفاسد ہیں جیسے: افتراق بین المسلمین، واطالت لسان معترضین، وجسارت عوام علی الخروج عن الحدود، واستخفاف حدود وامثالھا، خلاف مصلحت ہے۔ نظیرہ مامر من عدم اعتبار النجوم فی المساجد القدیمة وفی اعتبارھا فی المفاوز، ان مفاسد کے مقابلہ میں رقبہ کا کم ہوجانا اہون ہے۔

(امداد الفتاویٰ مطبوعہ دیوبند ۱/۲۱۹)

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: قصداً باوجود علم کے نو، دس درجہ کے انحراف کو نظر انداز کر دینا، اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات اور وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا، اس لیے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نماز ادا کرنی چاہیے، ہاں یہ صحیح ہے کہ اداشدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں۔ (کفایت المفتی ۳/۱۳۷)

حضرت اقدس فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایسی مسجد کے متعلق جس کا انحراف اٹھارہ ڈگری ہی تھا اور جو مشکل آپ نے سوال میں لکھی ہے اسی کے حل کے لیے انہوں یہ تفاوت روا رکھا تھا پوچھا گیا۔

اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: آپ کی لکھی ہوئی تین صورتوں میں سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نقشہ نمبر دو کے موافق نماز ادا کرنا بلاشبہ درست ہے اگر چہ صفیں ٹیڑھیں ہی ہوں گی مگر رخ صحیح ہوگا اس لیے کہ یہ ٹیڑھا پن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ کے رخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں۔ نقشہ نمبر ایک اور نمبر تین کی صورت میں کمرہ کے اعتبار سے تو صفیں سیدھی ہیں، ٹیڑھی نہیں، لیکن قبلہ کا رخ برابر نہیں، اگر چہ اتنا فرق نہیں کہ بالکل سمت قبلہ باقی نہ رہے، اور نماز کو قطعاً فاسد قرار دیا جائے لیکن قصداً اتنا فرق بھی نہ کیا جائے اس سے بھی بچنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۵۹)

آپ نے محراب تعمیر کرتے وقت مذکورہ بالا ہدایت واحتیاط کا لحاظ نہیں کیا، اور آج جب کہ اس کے مفاسد سامنے آرہے ہیں تو پریشان ہو رہے ہیں، اور جو حضرات اپنی انفرادی نمازوں میں صحیح سمت پر رخ کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں ان پر فتنہ بھڑکانے کا الزام دے رہے ہیں، آپ کا یہ رویہ کتنا مبنی بر انصاف ہے وہ آپ ہی بتلائیں؟ خصوصاً جب کہ آپ کی مسجد کا انحراف ۳۵ / ڈگری ہے تو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہم کے فتویٰ کے بموجب تو نماز ہی نہیں ہوگی، اس لیے آپ ہی صفوف کا رخ سمت قبلہ کی طرف درست فرما کر لوگوں کی نماز کو متفق علیہ طریقہ پر صحیح بنانے کی فکر کیجیے اور فتنہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو اس سے پہلے ہی فتنہ کی جڑ کاٹ دیجیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سمت قبلہ معلوم کرنے کا شرعی معیار

سوال: یہاں محلہ ڈانگر اواڑہ شہر بھروچ میں ایک مسجد جو تقریباً ایک سو پچیس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سال پرانی ہے، شہید کی گئی، اور اسی جگہ نئ مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے، پرانی مسجد کی سمتِ قبلہ محفوظ رکھنے کی غرض سے اس کا کچھ حصہ باقی رکھا گیا ہے، جن انجینئر صاحب کو مسجد کا کام سپرد کیا گیا ہے، انھوں نے بتایا کہ نئ مسجد کی سمتِ قبلہ کمپاس کے ذریعہ متعین کی جائے، تو انہیں سمجھایا گیا کہ پرانی مسجد کی سمت قبلہ جس جانب ہے اسی جانب نئ مسجد کی سمت قبلہ رکھی جائے، یہاں آلات رصدیہ کمپاس وغیرہ کی ضرورت نہیں، پرانی مسجد کی سمت قبلہ ہی کافی ووافی ہے، الحمد للہ تھوڑا سمجھانے پر بات ان کی سمجھ میں آ گئی لیکن ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی کہا کہ قرب وجوار کے محلوں اور سوسائٹیوں میں جو مساجد ازسرِ نو تعمیر کی جاتی ہیں ان میں کمپاس کے ذریعہ سمتِ قبلہ طے کر سکتے ہیں اور عام طور پر ایسا ہی کیا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جن مساجد قدیمہ کو شہید کر کے اس جگہ نئ مساجد تعمیر کی جاتی ہیں اس میں بھی انجینئر صاحبان مسجد قدیم کی سمتِ قبلہ کو چھوڑ کر کمپاس کے ذریعہ سمت قبلہ طے کرتے ہیں، جیسا کہ ان انجینئر صاحب نے یہاں کرنا چاہا، اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ:

(۱) اگر مسجد قدیم کو شہید کر کے اسی جگہ نئ مسجد تعمیر کی جائے تو آیا نئ مسجد کی سمت قبلہ بعینہ وہی رکھی جائے جو مسجد قدیم کی تھی، یا آلات رصدیہ کمپاس وغیرہ کے ذریعہ سمت قبلہ طے کی جائے، خواہ دونوں سمتوں میں اختلاف قلیل ہی ہو، بظاہر پہلی صورت ہی زیادہ صحیح اور اکابرِ امت کے تعامل کے مطابق معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ جواہر الفقہ حصہ اول رسالہ ’’تنقیح المقال فی تصحیح الاستقبال‘‘ کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) اگر کسی ایسی جگہ ازسرِ نو مسجد تعمیر کی جائے جہاں قرب وجوار میں دوسری مساجد موجود ہیں تو آیا اس نئ مسجد کی سمتِ قبلہ طے کرنے کے لیے قرب وجوار کی مساجد قدیمہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی سمت قبلہ کو معیار بنایا جائے؟ یا آلات رصدیہ کمپاس وغیرہ کی مدد سے سمتِ قبلہ طے کی جائے؟ خواہ دونوں سمتوں میں اختلاف قلیل ہو یا کثیر؟ کون سا طریقہ صحیح وتعاملِ سلف سے زیادہ قریب اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم کے لیے زیادہ سہل وآسان ہے؟

③ آلاتِ رصدیہ کمپاس وغیرہ کا استعمال کہاں اور کن صورتوں میں کر سکتے ہیں؟

④ حضرات فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں آلات رصدیہ کمپاس وغیرہ کا درجہ کیا ہے؟ کمپاس وغیرہ کے ذریعہ طے کی ہوئی سمت قبلہ کا درجہ وہی ہے جو مساجدِ قدیمہ کے ذریعہ طے کی ہوئی سمت قبلہ کا ہے یا کم یا زیادہ؟۔

برائے کرم مندرجۂ بالا مسائل کی تحقیق از روئے فقہ حنفی عباراتِ فقہیہ کے ساتھ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

وجهة الكعبة تعرف بالدليل، والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبها الصحابة والتابعون، فعلينا اتباعهم فان لم تكن فالسؤال من اهل ذلك الموضع واما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم هكذا فى فتاوى قاضى خان (عالمگیری ۱/ ۶۳)

اور "فتاوی قاضی خان" میں ہے:

وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبتها الصحابة والتابعون، فحين فتحوا العراق جعلوا قبلة اهلها

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مابین المشرق والمغرب لذلك قال ابوحنيفة رحمه الله تعالىٰ ان كان بالعراق جعل المغرب عن يمينه والمشرق عن يساره، وهكذا قال محمد رحمه الله تعالىٰ وانما قال لذلك لقول عمر رضى الله عنه اذا جعلت المغرب عن يمينك والمشرق عن يسارك فما بينهما قبلة لاهل العراق وحين فتح خراسان جعلوا قبلة اهلها ما بين مغرب الصيف ومغرب الشتاء، فعلينا اتباعهم واتباعهم فى استقبال المحاريب المنصوبة فان لم تكن فالسؤال عن الاهل، اما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم لما روى عن عمر انه قال تعلموا من النجوم ماتهتدون به الى القبلة.

(قاضى خان على هامش الهندية ١/ ٧٠،٦٩)

فتاویٰ خیریہ میں ہے:

وقال فى فتاوى قاضى خان: وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبتها الصحابة والتابعون رضى الله تعالىٰ عنهم اجمعين، فعلينا اتباعهم فى استقبال المحاريب المنصوبة فان لم تكن فالسوال من الاهل اه فقد جعل السوال من الاهل مؤخرا عن المحاريب وذكر بعضهم ان اقوى الادلة القطب فيجعله من بالشام وراء ه والرملة ونابلس وبيت المقدس من جملة الشام كدمشق وحلب وجوز للكل الاعتماد على القطب وجعله خلفه ولابد فى ذلك من نوع انحراف لاهل ناحية منها لكنه لا يضركما قررناه وهذا على قول من اعتبر الجهة وهو المختار كما فى اكثر الكتب، اما من اشترط اصابة العين فجعل الانحراف القليل مفسدا لكن لا يتحقق الخطا بالانحراف يمنة ويسرة مع البعد عن مكة، وانما بظن وبناء على اشتراط الشافعية ذلك جوزوا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الاجتهاد فی المحاريب يمنة ويسرة ما عدا محرابه ومساجده ﷺ، واما الاجتهاد فيها ای فی محاريب المسلمين بالنسبة الى الجهة فلا يجوز حيث سلمت من الطعن لأنها لم تنصب إلا بحضرة جمع من المسلمين أهل معرفة بسمت الكواكب والادلة فجرى ذلك مجرى الخبر فتقلد تلك المحاريب وفی الخادم لهم كما نقله فی حاشية ابن قاسم وهذا كله اذا لم يجتهد، و اما لو اجتهد فظهر له الخطأ ظنا او قطعا فلا يسوغ له التقليد قطعا ای تقليد تلك المحاريب اه

والحاصل المفهوم من كلامهم انه يجوز الاجتهاد فی المحاريب يمنة ويسرة ولا يجب وانه يجوز تقليدها قبل الاجتهاد وبعده لا يجوزله اذا ظهر خطؤها واما الاجتهاد فی الجهة فلايجوز قبل الطعن امابعده فيجوز.

(فتاویٰ خيريه علی هامش تنقيح الفتاویٰ الحامدية ١/ ١٣،١٤)

"معین الحکام" میں ہے:

اذا دخل رجل بلدا خرابا لا احد فيها وقد حضر وقت الصلاة فان كان من اهل الاجتهاد ولم تخف عليه دلائل القبلة رجع الى اجتهاده ولم يلتفت الى تلك المحاريب، وان خفيت عليه الدلائل ولم يكن من أهل الاجتهاد وكانت القرية للمسلمين صلى الى تلك المحاريب لان الظاهر من بلاد المسلمين ان مساجدهم واثارهم لا تخفى وان قبلتهم ومحاريبهم على ما توجبه الشريعة، واما ان كانت محاريب منصوبة فی بلاد المسلمين العامرة فی المساجد التی تكثر فيها الصلوات وتتكرر ويعلم ان اماما للمسلمين بناها فان العالم والعامی يصلون الى تلك القبلة ولا يحتاجون فی ذلك الى اجتهاد لان من المعلوم انها لم تبن الا بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الاجتهاد فی ذلك، واما المساجد التی لاتجری هذا المجری، فان العالم اذا كان من اهل الاجتهاد فسبيله ان يستدل علی الجهة فان خفيت عليه الدلائل صلی الی تلك المحاريب اذا كان بلدا للمسلمين عامرا لان هذا اقوی من اجتهاده مع خفاء الدلائل عليه فاما العامی فيصلی فی سائر المساجد اذ ليس من اهل الاجتهاد (معين الحكام ١٦٨،١٦٧)

مندرجۂ بالا اور دیگر عباراتِ فقہیہ نقل کرنے کے بعد مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

فتلخص من هذه الدرر المنثورة التی التقطناها من كتب الثقات مسائل:

الاولیٰ: ان دلائل القبلة فی العمرانات محاريب الصحابة و التابعين ثم ذوی العلم الموثوق بهم.

الثانية: انه يجب الاستخبار عن اهل البلد اذا لم تكن هناك محاريب منصوبة.

الثالثة: انه لا يجوز التحری فی محاريب الصحابة والتابعين مطلقا لا فی الجهة ولا فی الانحراف عنها يمنة او يسرة.

الرابعة: انه لا يعتبر قول الفلكی فی مقابلة محاريب الصحابة والتابعين

الخامسة: انه يجوز عدم التحری فی محاريب عامة المسلمين فی الانحراف عنها ولا يجوز الاجتهاد فی الجهة قبل الطعن.

السادسة: انه يجوز التحری فی محاريب عامة المسلمين والانحراف عنهم يمينا وشمالا بدليل، ويجوز الاجتهاد فی الجهة بعد الطعن فيها.

السابعة: انه يجوز اعتبار الادلة الهندسية فی باب القبلة، والاعتماد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بقول الفلكى فى محاريب غير الصحابة والتابعين عندنا، واما عند الشافعية فيجوز الاعتماد بها وان كان فى محاريبهم (بل يجب عندهم).

الثامنة: انه يسوغ العمل بالادلة الهندسية ولا يجب

التاسعة: انه يجوز تحمل الانحراف اليسير فى المحاريب بان لا تتبدل الجهة بالكلية وتبقى مسامتة جهة الكعبة.

العاشرة: ان من كان من اهل الاجتهاد فله ان يجتهد وجوبا فى المحاريب التى لم يعلم ناصبوها.

الحادية عشرة: انه لا يقلد المحراب الخارج عن الجهة بالاجماع.

الثانية عشرة: ان العامى يستوى فى حقه سائر المساجد فيصلى فيها من غير استخبار ولا تحر.

تنبيه: المجتهد فى القبلة هو الذى يعلم ادلة القبلة من الشمس والقمر والنجوم وغيرها كما صرح به العينى فى شرح الهداية.

(بغية الاريب فى مسائل القبلة والمحاريب ۷۷،۷۸)

جن علاقوں میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ وتابعین رحمۃ اللہ علیہ نے مساجد کی بنیادیں ڈالی ہیں اور سمت قبلہ متعین فرمائی ہے، اور پھر انہی کو دیکھ کر دوسری بستیوں میں مسلمانوں نے اپنی اپنی مساجد بنائی ہیں ان علاقوں میں تو سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے انہی کا اتباع کیا جائے بلکہ کتبِ فقہ کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کی متعین کی ہوئی سمت قبلہ میں آلات رصدیہ کا بالکل اعتبار نہیں کیا جائے گا، کتب فقہ میں جہاں پر لفظ ''مساجدِ قدیمہ'' استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد وہی مساجد ہیں جن کا اوپر تذکرہ ہوا، یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ کی بنائی ہوئیں یا انہی کو دیکھ کر دوسری بستیوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں مسلمانوں نے جو مساجد بنائی ہیں، آپ نے اپنے سوال کے شروع میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مسجد جو تقریباً ایک سو پچیس سال پرانی ہے شہید کی گئی الخ آپ اپنی اس تحریر سے اپنی اس مسئولہ مسجد کو بھی کتب فقہ میں وارد شدہ لفظ ''مساجد قدیمہ'' میں علی الاطلاق شامل کررہے ہیں لیکن آپ کا یہ دعویٰ علی الاطلاق درست نہیں۔

فتاویٰ محمودیہ (۱۰ / ۱۶۲) میں ایک سوال ہے وہ سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے:

سوال: ایک مسجد جامع ہے جو تقریباً ایک سو تیس برس کی تعمیر شدہ ہے، آج کل اس میں بوجہ تنگی نمازیوں کو سخت تکلیف ہورہی تھی، مسجد ہذا کو بغرض توسیع وتعمیرِ جدید منہدم کرایا گیا کہ پہلی بنیاد سے اسے سیدھی کرنے میں اتر کا مغربی گوشہ تین ہاتھ پچھّم جانب بڑھایا گیا اور دکھن کا مشرقی گوشہ تین ہاتھ پورب ہٹایا گیا مگر پھر بھی قطب سے کچھ فرق رہ گیا، کوئی صورت ایسی نہیں ہوسکتی جو قطب سے بالکل سیدھی کی جاسکے، بہت بڑا کنواں مسجد کی بنیاد میں پڑ رہا تھا، ایسی مسجد ھذا میں شرعاً کوئی نقص نماز کی ادائیگی وغیرہ میں وقوع پذیر ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اور قطب کو تعمیر مسجد میں شرعا کیا حیثیت حاصل ہے؟ قبلہ رخ جو معتبر ہے جس کو فقہاء نے ''بین الفرقدین والجدی'' لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً: اتنے معمولی فرق سے نماز میں نقصان نہیں آتا، تاہم اگر دوبارہ تعمیر سے اصلاح نہ ہوسکی تو صفوف کے نشان صحیح طور پر مسجد میں لگادیے جائیں اور ان کے موافق رخ صحیح کرلیا جائے پھر مسجد کو گراکر ازسرنو تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ سمت معلوم کرنے کی بہت سی علامات فقہاء نے لکھی ہیں: قطب بھی ایک دلیل ہے بلکہ اقوی الادلہ ہے، اہل ہند سے قبلہ کا رخ عامۃً جانب مغرب میں ہے، پس اگر سردی اور گرمی میں جس جگہ آفتاب غروب ہوتا ہے اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی جائے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز صحیح ہو جائے گی، یعنی دونوں موسموں کے جائے غروب کے درمیان کا حصہ جہت کعبہ ہے، یہی مطلب ہے "بین الفرقدین والجدی" کا۔ وتعرف بالدلیل الخ.
(فتاوی محمودیہ ۱۰/ ۱۶۲، ۱۶۳)

اس جواب پر ۹/ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے گویا آج سے ۵۷ سال قبل کا تحریر فرمودہ جواب ہے اور جیسا کہ آپ پڑھ چکے سوال میں تصریح موجود ہے کہ وہ مسجد ایک سو تیس برس کی تعمیر شدہ تھی اس کے باوجود جواب میں اس کا رخ صحیح کرنے کی تاکید کی جارہی ہے، اور ایک سو تیس سال کی تعمیر شدہ ہونے کی بنیاد پر مسجد قدیم کہہ کر اس انحراف کو باقی رکھنے کی اجازت نہیں دی جارہی ہے؛ اسی طرح کا ایک سوال وجواب فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۶۲ پر بھی موجود ہے۔

"فتاوی خیریہ" کی جو عبارت شروع جواب میں نقل کی گئی ہے اس میں بھی یہی نوعیت پائی جاتی ہے، جب کہ فتاویٰ خیریہ کی ترتیب وتبویب ۱۰۸۱ھ میں ہوئی ہے، صاحب فتاویٰ خیریہ اسی نوع کے ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اذا لم یکن المحراب من وضع الصحابة والتابعین ولا من وضع ذوی العلم الموثوق بھم فی معرفة القبلة ولا علی سمت وضعھم فلاعبرة به اجماعا. (الفتاوی الخیریة علی ھامش الفتاویٰ الحامدیة ۱/۱۶)

آگے تحریر فرماتے ہیں:

"والمسئلة واضحة وحاصلھا اذا تحقق خروجه عن الجھة بالکلیة لایجوز اعتماده اجماعا واذا لم یخرج عنھا جاز اعتماده وان کان فیه انحراف قلیل یجوز عند الحنفیة ولا یجوز عند الشافعیة، ومعرفة ذلك من ھذا العلم لاینکره احد ونحن علی علم بان الصحابة رضی اللہ تعالیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عنهم اعلم من غيرهم فاذا علمنا انهم وضعوا محرابا لا يعارضهم من هو دونهم و اذا علمنا ان محرابا وضع من غيرهم بغير علم لا نعتمده واذا لم نعرف شيئا وعلمنا كثرة المارين وتوالى المصلين على مرور السنين عملنا بالظاهر وهو الصحة وعند تحققنا بالخطأ زال الغطا وهو فى اختلاف الجهة بحيث يكون متجاوزا المشارق الى المغارب.

(الفتاوی الخیریة علی هامش الفتاویٰ الحامدیة ۱/۱۷)

ان ساری عبارتوں کو پیش کرنے کا مقصد یہی ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کی بنائی ہوئی مساجد کے علاوہ دیگر مساجد میں اگر دلائل سے معلوم ہوجائے کہ اس کی جہت درست نہیں ہے، تو اس کو درست کردیا جائے گا، ہاں معمولی فرق قابل انگیز ہے۔

اب آپ کے سوالات کے جوابات پیشِ خدمت ہیں:

(۱) اگر مسجدِ قدیم کے متعلق معلوم ہے کہ اس کی تعمیر ثقہ اور قابل اعتبار ماہر علماء کی نگرانی میں ہوئی ہے تو اس صورت میں اس کو شہید کرکے نئی تعمیر کی جانے والی مسجد کی سمت قبلہ وہی رکھی جائے جو مسجد قدیم کی تھی۔

(۲) از سر نو تعمیر کی جانے والی مسجد کے قرب وجوار میں دوسری مساجد مندرجۂ بالا نمبر ۱ رکے مطابق موجود ہیں تو اس نئی مسجد کی سمت قبلہ کے لیے قرب وجوار کی مسجد کو معیار بنایا جائے۔

(۳)، (۴) اگر صحابہ وتابعین کے زمانہ کی مساجد موجود ہیں تو سمت قبلہ کی تعیین کے لیے انہی کو معیار بنانا ضروری ہے، آلات رصدیہ کا کوئی اعتبار اس صورت میں نہیں ہوگا اور صحابہ وتابعین کے زمانہ کی مساجد کے نہ ہونے کی صورت میں اگر جواب (۱) میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مذکور نوع کی مساجد ہوں ان کو سمت قبلہ کی تعیین کے لیے معیار بنایا جائے، اور اگر اس نوع کی بھی کوئی مسجد موجود نہیں تو آلات رصدیہ کو صحیح استعمال کرنے والا ماہر موجود ہے اور اس نوع کے ماہرین کے اقوال میں آپس میں کوئی تعارض بھی نہیں پایا جاتا ہے تو اس صورت میں اس ماہر کی متعین کردہ سمت قبلہ کا اعتبار کیا جائے گا۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری علیہ الرحمۃ ''فتاویٰ خیریہ'' کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

وقال (فی حق قبول قول الفلکی) ومع ذلك يعمل به بلا شبهة اذا خلا عن المعارضة بما هو مثله او هو فوقه. (بغية الاريب فی مسائل القبلة والمحاريب ۷۶)

اور جیسا کہ آگے ہم اوپر نقل کر آئے، مختلف عبارات فقہیہ سے جو نتائج انھوں نے نکالے ہیں اس میں تو یہاں تک فرمایا ہے: العاشرة: ان من كان من اهل الاجتهاد فله ان يجتهد وجوبا فی المحاريب التی لم يعلم ناصبوها (بغية الاريب ۷۸)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ بھی تحریر فرماتے ہیں: اب صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آلاتِ رصدیہ اور حساباتِ ریاضیہ سے اگر اس میں کام لے لیا جائے تو جائز بھی ہے یا نہیں؟ اور جو جہت ان حسابات کے ذریعہ متعین کی جائے وہ شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس کے متعلق فیصلہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ کا یہ ہے کہ جس جگہ مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں تو باتفاق علماء ان آلات وحسابات سے کام لینا جائز ہے؛ بلکہ جس شخص کو یہ فن آتا ہو اس کے لیے ایسے مواقع میں جہاں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں ضروری ہے کہ بجائے دوسری علامات ونشانات کے ان آلات وحسابات سے کام لے؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیوں کہ محض تحری وتخمینہ سے زیادہ مفید ظنِ غالب ہے۔ (رسالہ سمت قبلہ جواہر الفقہ ۱/ ۲۶۸)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: سمت قبلہ کے موضوع پر ایک عربی تصنیف "بغية الاريب فی مسائل القبلة والمحاريب" کے نام سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے اس کا مطالعہ بھی ضرور فرمالیں، جواہر الفقہ کے مطالعہ کے بعد بھی کچھ گوشے تشنہ رہ جاتے ہیں مذکورہ رسالہ کے مطالعہ کے بعد اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

قبلہ سے ۲۷/ درجہ انحراف کی وجہ سے جماعتِ ثانیہ کا حکم

سوال: ہم نے مسجد کے لیے ایک جگہ آج سے ۵/ سال پہلے خریدی تھی، اُس میں سمت قبلہ ذرا بائیں جانب کی طرف مائل تھا، محراب بنانے سے قبل ہم نے کئی بار کمپاس کے ذریعے دیکھا کہ اگر صفوں کو سیدھا کر دیا جائے تو تقریباً ۲۷/ درجہ کا فرق آتا ہے، علمائے کرام سے مشورہ لے کر ہم نے اس وقت قبلہ سیدھا کر دیا، اور مسلسل ۵/ سال سے پانچ وقتوں کی نماز مع جمعہ وعیدین وغیرہ اِس قبلہ کی طرف ہورہی ہیں، اب ایک صاحب نے یہ مسئلہ کھڑا کیا کہ قبلہ ٹیڑھا کیا گیا ہے؛ اِس لیے وہ اسی مسجد کے تہہ خانے میں دوسری جماعت باقاعدہ ۵/ وقتی نماز کے علاوہ جمعہ وعیدین بھی ادا کریں گے، اور اُنھوں نے علی الاعلان اشتہار وغیرہ دے کر لوگوں کو فتنہ برپا کرنے کی غرض سے ابھارا بھی ہے؛ مگر ابھی تک وہ صاحب اپنی کوشش میں ناکام رہے ہیں؛ مگر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اُن کی اِس فتنہ بازی سے مصلیوں کی تعداد میں باقاعدہ نمازوں میں عموماً اور جماعت وغیرہ میں کافی اثر پڑا۔

اس لیے مندرجۂ ذیل مسائل میں آپ سے جوابات درکار ہیں، امید قوی ہے کہ آپ جوابات سے نوازیں گے:

① مسجد مذکورہ میں محراب سمت قبلہ سے تقریباً ۲/ ۷ درجہ کا فرق ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز صحیح ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

② ایک جماعت کے ہوتے ہوئے اُسی مسجد میں دوبارہ جماعت کی تشہیر اور دعوت دینا کیسا ہے؟

③ اس فتنہ بازی کرنے پر اگر ہم مذکورہ صاحب کو مسجد میں آنے سے روک دیں تو شریعت مطہرہ میں کہاں تک گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① فقہاء کی تصریح کے بموجب عین کعبہ سے پینتالیس (۴۵) درجے تک بھی انحراف ہو جائے، تو استقبال فوت نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اِس مسئلہ پر مستقل رسالہ ''سمتِ قبلہ'' کے نام سے موجود ہے، جو آپ کی تالیف ''جواہر الفقہ'' حصۂ اول کا ایک جزء ہے، اُس کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

② جس مسجد میں باقاعدہ پابندیٔ وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے، اور مکروہ کی دعوت اور تشہیر موجبِ گناہ ہے۔

③ اس آدمی کو نرمی اور محبت سے سمجھا کر اس سے باز رکھا جائے، اِس پر بھی باز نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آئے تو کوئی ایسی تدبیر عمل میں لائی جاسکتی ہے جس کے نتیجہ میں اُس کو باز رکھا جاسکے بہ شرطے کہ خود وہ تدبیر باعثِ فتنہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ /شعبان ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مسجد کی ظاہری خوب صورتی برقرار رکھنے کے لیے ۴۵ ڈگری منحرف کردینا

سوال: انگلینڈ میں اکثر مساجد، مکانات یا فیکٹریاں خرید کر بنائی گئی ہیں، جن میں سے اکثر میں قبلہ سے تھوڑا بہت انحراف ہے، اس ملک میں مسلمان نئے آباد ہوئے ہیں اس لیے یہاں پرانی مساجد نہیں ہیں، اب اکثر شہروں میں نئی مساجد بنائی گئی ہیں، جو کہ ۱۳۰ ڈگری جنوب مشرق کے قبلہ رخ پر بنائی گئی ہیں، ہمارے شہر میں دو نئی مسجد اور یہاں سے ۴۵ میل دور یورپ کا تبلیغی مرکز ہے، اس کی مسجد بھی ۱۳۰ ڈگری جنوب مشرق قبلہ رخ پر بنائی گئی ہے، یہاں اس ملک میں تقریبا سب علماءِ کرام کا اس ڈگری قبلہ رخ پر اتفاق ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلہ میں پہلے مکانات میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے، ان سب میں ۱۳۰ ڈگری پر نماز باجماعت ادا کی جاتی رہی اس ڈگری پر تقریبا پندرہ سال ہم نے نماز ادا کی، اب اسی سڑک اور اسی محلہ میں جہاں گزشتہ کئی برسوں سے مکان میں جماعت ہوتی رہی، ایک بڑی فیکٹری خرید کر مسجد بنائی ہے، جس میں تقریبا ایک ہزار آدمی باجماعت نماز ادا کرسکتے ہیں، جب کہ مکان میں صرف پچاس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ساٹھ آدمیوں کی گنجائش تھی؛ موجودہ جگہ میں مسجد کی خوب صورتی قائم رکھنے کے لیے پہلے قبلہ رخ سے تقریباً ۴۵ ڈگری جنوب کی طرف انحراف کر دیا ہے، اس انحراف قبلہ کی وجہ سے محلہ کے کچھ لوگ متفق نہیں ہیں؛ آپ تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ قبلہ سے کتنی ڈگری انحراف کی گنجائش ہے، کیا صرف مسجد کی خوبصورتی کو قائم رکھنے کے لیے ۴۵ ڈگری کے انحراف قبلہ میں نماز ادا ہو جائے گی؟

نیچے دئے گئے نقشہ میں پہلی جگہ اور موجودہ کے قبلہ رخ کو ملاحظہ فرمائیں، پہلے مکان اور موجودہ جگہ میں نمازیوں کی صفوں کی ترتیب اور رخ سرخ پنسل سے دکھایا گیا ہے، پہلا مکان اور موجودہ مسجد ایک ہی سڑک پر ہیں، اس وقت موجودہ مسجد میں تقریبا ایک سو آدمی نماز پڑھتے ہیں جب کہ گنجائش ایک ہزار نمازیوں کی ہے؛ براہِ کرم اس مسئلہ کا جواب اردو اور گجراتی زبان میں آسان الفاظ میں تحریر فرما کر مشکور فرمائیں، ان شاء اللہ آپ کا فتویٰ اس ملک کے لیے آنے والے زمانے کے لیے دلیل ہوگا۔

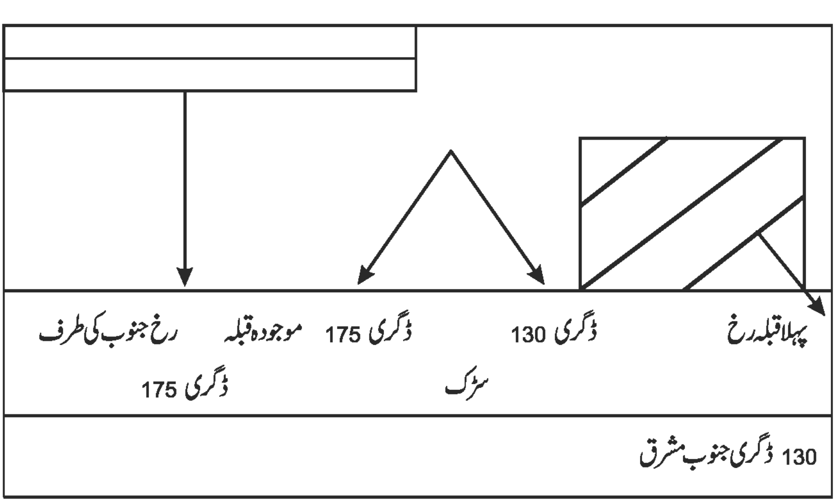

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وہ ممالک اور مقامات جہاں مساجدِ قدیمہ موجود نہ ہوں، وہاں شرعی طریقہ جو سلف سے ثابت ہے، یہ ہے کہ شمس وقمر اور قطب وغیرہ کے مشہور اور معروف ذرائع سے اندازہ قائم کر کے سمتِ قبلہ متعین کی جائے، اگر اس میں معمولی میلان اور انحراف بھی رہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے، اس لیے کہ ان بلاد بعیدہ میں تحری اور اندازہ سے قائم کردہ جہت ہی قائم مقام کعبہ ہے، اور اسی پر احکام کا مدار ہے۔

بخلاف ما اذا كان فى المفازة فينبغي وجوب اعتبار النجوم ونحوها فى المفازة بتصريح علماءنا وغيرهم لكونها علامة معتبرة فينبغي الاعتماد فى اوقات الصلوٰة وفى القبلة على ماذكره العلماء الثقات فى كتب المواقيت، وعلى ما وضعوه لها من الآلات كالربع والاصطرلاب فانها ان لم تفد اليقين تفد غلبة الظن للعالم بها، وغلبة الظن كافية فى ذلك.(شامی ۱/۳۱۷)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں مساجدِ قدیمہ موجود نہ ہوں، وہاں آلاتِ رصدیہ اور حسابات ریاضیہ سے کام لینا جائز بلکہ ماہر وواقف کے لیے ضروری ہے کہ دیگر علامات ونشانات کے بجائے ان آلات سے کام لے، اس لیے کہ محض تحری اور تخمینہ کے مقابلہ میں ان آلات کے ذریعہ زیادہ ظن غالب حاصل ہوگا۔ حسبِ تصریح فقہاء عین کعبہ سے ۴۵ ڈگری کا انحراف مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔

فعلم ان الانحراف اليسير لا يضر وهو الذى يبقى معه الوجه او شى ء من جوانبه مسامتا لعين الكعبة او لهوائها بأن يخرج الخط من الوجه او من بعض جوانبه ويمر على الكعبة او هوائها مستقيما ولا يلزم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان یکون الخط الخارج علی استقامة خارجا من جبهة المصلی بل منها او من جوانبها (شامی ۱/ ۳۱٦)

البتہ ایک قول کے مطابق عین کعبہ کی دونوں جانب ۲۴ / ۲۴ ڈگری انحراف جائز ہے یعنی مفسدِ صلوٰۃ نہیں اس سے زیادہ جائز نہیں؛ لیکن اس کو احتیاط پر محمول کیا گیا ہے۔

وقال ابو منصور: ینظر الی اقصر یوم فی الشتاء والی اطول یوم فی الصیف، فیعرف مغربیهما ثم یترك الثلثین عن یمینه والثلث عن یساره ویصلی فیما بین ذلك وهذا استحباب والاول للجواز اھ (منحة الخالق ۱ /۳۰۱)

آپ کے یہاں جب سمت قبلہ کے ۱۳۰ درجہ جنوب مشرق ہونے پر علماء متفق ہیں، اسی کے مطابق جدید مساجد بھی تعمیر ہو رہی ہیں اور اب تک کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے، اب محض مسجد کی ظاہری خوبصورتی کو قائم رکھنے کے لیے اس کا رخ ۴۵ درجہ تک منحرف کر دینا بالکل نامناسب ہے، اگرچہ ۴۵ درجہ کا انحراف بقول مفتی بہ انحراف معفو عنہ کی آخری حد ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز صحیح ہو جائے گی؛ لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا دوسرے قول (جس کو احوط قرار دیا گیا ہے) کے مطابق نماز صحیح نہیں ہوتی، اور نماز جیسی اہم اور عظیم عبادت میں احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اسی لیے مسجد حرام میں صرف حطیم کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تو فریضہ ادا نہ ہوگا جب کہ طواف میں حطیم کو بھی شامل کر لینا ضروری ہے۔ (ہدایہ ۱/ ۲۲۱)

دیکھئے نجاست غلیظہ کی قدر درہم مقدار معاف ہے یعنی اس کے ہوتے ہوئے نماز صحیح ہو جاتی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اس کے ازالہ پر قدرت ہونے کے باوجود اس کو باقی رکھتے ہوئے نماز پڑھی جائے؛ بلکہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرح نماز مکروہ ہوگی۔

بحرالرائق میں ہے: ومراده من العفو صحة الصلوة بدون ازالته لاعدم الكراهة لما فى السراج الوهاج وغيره ان كانت النجاسة قدر الدرهم تكره الصلوٰة معها اجماعا وان كانت اقل وقد دخل فى الصلوٰة نظر ان كان فى الوقت سعة فالافضل ازالتها واستقبال الصلوٰة وان كانت تفوته الجماعة (۱/۱۴۰)

ظاہری خوبصورتی کے مقابلہ میں معنوی وباطنی خوبصورتی کا لحاظ مقدم ہے، سمتِ قبلہ کا مستقیم ہونا محاسنِ باطنیہ میں سے ہے، اس لیے صورت مسئولہ میں سمتِ قبلہ کو درست کرلینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۲ھ

ریل گاڑی میں انحراف قبلہ کی حالت میں نماز

سوال: ریل گاڑی میں پندرہ آدمی سفر کررہے ہیں، قبلہ نما ساتھ ہے، مغرب کا وقت ہوچکا ہے، قبلہ کا رخ تھوڑا ٹیڑھا ہے، سب کو نماز پڑھنی ہے تو کیا کریں؟ انتظار کرتے ہیں تو وقت ختم ہوجاتا ہے، پڑھتے ہیں تو قبلہ کا رخ صحیح نہیں ہے، قبلہ کتنا ٹیڑھا ہوتو نماز نہیں ہوتی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بیت اللہ سے پینتالیس درجہ تک انحراف مفسد نہیں، اس سے زیادہ ہوتو مفسد ہے۔

(احسن الفتاوی ۲/ ۳۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب الأذان

اذان واقامت سے پہلے تعوذ وتسمیہ پڑھنا

سوال: اذان واقامت سے قبل اعوذ باللہ، بسم اللہ، درود شریف کا بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟ اگر پڑھتا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر نہیں پڑھتا ہے تو کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب لکھیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اذان یا اقامت سے پہلے اعوذ باللہ، اور بسم اللہ سراً یا جہراً پڑھنا ثابت نہیں ہے، اس لیے اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ بلند آواز سے پڑھے، نہ پست آواز سے پڑھے۔
(احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۸۷)

اذان واقامت سے پہلے بلند آواز سے یا آہستہ سے درود شریف پڑھنا بھی بدعت ہے۔

''طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح'' میں ہے: ومن المکروهات الصلوٰة علي النبي ﷺ في ابتداء الاقامة؛ لأنه بدعة (۱۰۸) اقامت کے شروع میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ یہ بدعت ہے۔

''احسن الفتاویٰ'' میں ہے: درود شریف کا موقع شریعت نے اذان کے بعد بتایا ہے، نہ کہ اذان سے پہلے؛ لہٰذا اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا، خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ؛ بہر کیف ناجائز اور بدعت ہے، اور دین میں اپنی طرف سے زیادتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی نماز کے آخر کے بجائے نماز شروع کرتے ہی سبحانک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللھم الخ کے بجائے درود شریف پڑھنے لگے، اور روکنے والے کو درود شریف کا منکر بتائے۔(۱/ ۳۶۹، از آداب اذان واقامت ۱۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اذان میں کوئی کلمہ چھوٹ گیا تو کیا کرے؟

سوال: اذان دیتے وقت اگر کوئی کلمہ بھول سے چھوٹ جائے تو کیا اذان دوبارہ دینا ہوگا یا جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے دہرانے سے اذان صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو کلمہ چھوٹ گیا ہے، اس کو کہہ کر اس کے بعد کے کلمات دہرا لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سفر میں اذان دینا مستحب ہے

سوال: پندرہ آدمی کی جماعت ہے، سفر کی حالت میں اذان دے کر نماز پڑھنا چاہیے یا بغیر اذان کے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سفر میں اگر سب رفقاء حاضر ہوں تو اذان مستحب ہے اور اقامت سنت مؤکدہ ہے، اقامت کا ترک مکروہ ہے، اذان کا نہیں، سفر عام ہے خواہ شرعی ہو یا لغوی۔ (بدائع الصنائع ۱/ ۳۷۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسجد میں اذان دینا

سوال: مسجد کے اندر ہی اذان دینا کیسا ہے؟ اور اگر اذان دے دی تو دوبارہ دینی ہوگی یا نہیں؟ اور بچہ کا اذان، اقامت کہنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اذان چوں کہ لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے مشروع ہوئی ہے، اس لیے بلند جگہ پر اذان کہنا مسنون ہے۔

ویسن الأذان في موضع عال (شامی ۱/ ۲۸۳)

اگر لاؤڈ اسپیکر ہے تو اونچی جگہ کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے، جہاں لاؤڈ اسپیکر ہے وہاں قبلہ رو کھڑا ہو۔ (آداب اذان واقامت ۳۹)

مسجد میں اذان دینا ممنوع نہیں ہے؛ لیکن اگر مسجد میں اذان دینے کی صورت میں آواز دور تک نہیں جاتی ہے؛ بلکہ اندر ہی دب کر رہ جاتی ہے تو باہر دینا چاہیے، اور اگر ایسا نہیں ہے، مثلاً لاؤڈ اسپیکر مسجد ہی میں رکھا ہوا ہے، تو مسجد میں بھی دے سکتے ہیں۔

قال ابن سعد بالسند إلى أم زيد بن ثابت، كان بيتي أطول بيت حول المسجد، فكان بلال يؤذن فوقه من أول ما أذن إلى أن بنى رسول مسجده، فكان بعد على ظهر المسجد وقد رفع له شيء فوق ظهره (شامی ۱/ ۲۸۵) قلت: وظهر المسجد داخل في المسجد، فثبت أن الأذان فى المسجد ليس بممنوع.

بہتر یہ ہے کہ موذن عاقل، بالغ، آزاد اور مرد ہو، مسائل اذان واقامت سے پوری طرح واقف ہو اور پرہیز گار ہو۔

وينبغي أن يكون المؤذن رجلا عاقلا، صالحا، عالما بالسنة (عالمگیری)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بچہ اگر ناسمجھ ہے تو اس کا اذان واقامت کہنا مکروہ ہے، اگر اس نے اذان کہہ دی تو اس کا لوٹانا بہتر ہے؛ لیکن اگر اقامت کہہ دی تو نہیں لوٹائی جائے گی، اور اگر بچہ سمجھ دار ہے تو اس کا اذان واقامت کہنا درست ہے؛ لیکن بالغ مرد کا اذان دینا افضل ہے۔

أذان الصبي العاقل صحيح من غير كراهة في ظاهر الرواية؛ ولكن أذان البالغ أفضل (عالمگیری) (از آداب اذان واقامت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اذان کی دعا میں والدرجة الرفيعة کے الفاظ ثابت ہیں؟

سوال: اذان کے بعد کی دعاء کے اندر "والدرجة الرفيعة" یہ الفاظ لگایا گیا ہے، اور یہ دعا ایک مسجد کے حوض کے اوپر لکھی گئی ہے، اور اس میں یہ الفاظ یعنی اوپر جو موجود ہیں وہ بھی اس میں موجود ہیں، تو میں نے وہاں کے امام صاحب سے کہا کہ مجھ کو ایسا لگتا ہے کہ یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں ہے، تو انہوں کہا، ہاں، پھر میں نے کہا کہ ایک حدیث اور ہے اس میں کہا گیا ہے کہ اگر میری بات کے اندر کسی نے زیادتی یا کمی کی، تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ حدیث کا مفہوم ہے، تو اس کے بعد امام صاحب نے کہا کہ یہ بات احکام کے اندر ہے، دعا کے اندر نہیں ہے، دعاء کے اندر کمی اور زیادتی کر سکتے ہیں، اور احکام کے اندر نہیں، اور یہ بات دعا کے اندر پائی گئی ہے، اس لیے کوئی گنہ گار نہیں، تو آپ مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ دعائے وسیلہ میں "والدرجة الرفيعة" اور "وارزقنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شفاعته یوم القیامة'' ثابت نہیں ہے؛ مگر صحیح یہ ہے کہ بعینہ یہی الفاظ تو کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئے ہیں؛ البتہ اس کے ہم معنیٰ الفاظ احادیث میں موجود ہیں، اس لیے ''إنك لا تخلف المیعاد'' کی طرح ''والدرجة الرفیعة'' اور ''وارزقنا شفاعته یوم القیامة'' کو بھی دعائے وسیلہ میں پڑھنا درست ہے۔ (آداب اذان واقامت ۱۲۰، ۱۲۱)

''میری بات میں کمی زیادتی کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے'' یہ کس حدیث کا مفہوم ہے؟ اور کس طرح؟ اس کی تفصیل آپ فرما دیجیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان دی ہے یا نہیں؟

سوال: ایک اشکال یہ ہے کہ اذان دینے کے فضائل بہت مذکور ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذان دینا ثابت نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اذان نہیں دی، اس کی علت آواز کی پستی بتلائی جاتی ہے مگر یہ وجہ قریب قیاس نہیں ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ہر نوعیت کے کمالات بدرجۂ اتم رکھے گئے تھے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان دی یا نہیں؟ یہ مسئلہ حضرات محدثین کے درمیان مختلف فیہ ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''باب ماجاء فی الصلاة علی الدابة فی الطین والمطر'' میں ایک روایت ذکر فرمائی ہے، اس میں ہے: فحضرت الصلوة فمطر السماء من فوقهم والبلة من أسفل منهم فأذن رسول الله ﷺ وهو علی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

راحلته الخ اس روایت کی بنا پر علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ راجح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اذان دی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن سعید بن منصور کی ایک روایت کے حوالہ سے فرمایا کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود اذان دینے کی صراحت موجود ہے، البتہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اذان نہ دینا ہی راجح ہے، اس صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ چوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب امامت پر فائز تھے اس لیے یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناسب مقام تھا۔ هذا ما سنح لی والله اعلم بحقيقة الحال. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حالت جنابت میں اقامت کی صورتیں

سوال: جنبی شخص اقامت کہے تو اقامت نہیں لوٹائی جائے گی، اس کی صورت کیا ہوسکتی ہے، جب کہ جنبی کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس کی مختلف صورتیں ممکن ہیں، مثلاً: گھر میں جماعت سے نماز ادا کی جارہی ہو، یا کسی کو اپنا جنبی ہونا یاد نہ رہا ہو اور مسجد میں داخل ہو کر اقامت کہہ دی، یا کوئی آدمی باوجود اپنا جنبی معلوم ہونے اور مسئلہ جاننے کے مسجد میں آگیا اور اقامت کہہ دی، بہت سے لوگ قصداً بھی تو فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نومولود کے کان میں عورت کا اذان کہنا

سوال: کسی گھر یا ہاسپٹل یا کسی غیر آباد جگہ جنگل وغیرہ میں کوئی نومولود بچہ پیدا ہو، اور وہ جگہ ایسی ہے کہ اب وہاں کوئی مرد موجود نہیں ہے اور تلاش کے بعد ملنا بھی مشکل ہے، تو اب مولود کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی کیا ہیئت رہے گی؟ نیز ولادت کے بعد اذان دینے میں زیادہ سے زیادہ کتنی دیر کی جاسکتی ہے؟ کیا کسی عربی کتاب میں اس کا حوالہ موجود ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کوئی مرد موجود نہ ہو تو عورت کو یہ اذان و اقامت کہنا درست ہے، نابالغ سمجھ دار بچہ بھی کہہ سکتا ہے، اگر کوئی نہ ہو تو بچہ کی ماں بھی کہہ سکتی ہے اگر وہ حالت نفاس میں نہ ہو، کسی وجہ سے اگر بعد ولادت بچہ کو غسل دے کر پاک صاف کر کے فوراً اذان نہ دی جاسکی تو بعد میں جب موقعہ میسر آئے دی جاسکتی ہے۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۲۱۸، ۲۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

اذان میں ''اللہ اکبر'' متعدد بار کیوں؟

سوال: اذان میں اول چار مرتبہ اللہ اکبر اور بعد میں دو مرتبہ، اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس کی حکمت نظر سے نہیں گذری، ممکن ہے کہ یہ وجہ ہو کہ شروع میں چار مرتبہ اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اکبر کہلوا کر چاروں جہت میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف واظہار ہو، اور آخر میں چوں کہ مضمون سابق کی تاکید مقصود ہے، اس لیے دو مرتبہ پر اکتفاء کیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/شوال ۱۴۱۸ھ

اذان، اقامت، ادعیۂ ماثورہ میں قوانینِ تجوید کی رعایت

سوال: قوانین تجوید کی رعایت جیسے تلاوت قرآن پاک میں ضروری ہے تو کیا اذان واقامت، ادعیۂ ماثورہ میں بھی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جن امور پر صحت ادا موقوف ہے اس کی رعایت تمام میں ضروری ہے، اکثر قواعد کا تعلق لغتِ عرب سے ہے۔ (کما قاله العلامة انور شاه فی فیض الباری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اذانِ اوّل کے بعد تلاوتِ قرآن

سوال: ایک آدمی بروزِ جمعہ اذان اول کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس طور پر کہ سعی الی الجمعہ پر عمل ترک ہو رہا ہے تو اس طرح تلاوت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہر وہ عمل جو سعی کے منافی ہو اور اس سے سعی چھوٹ رہی ہو وہ چھوڑنا ضروری ہے چاہے وہ تلاوت ہی کیوں نہ ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وجب السعی إلیها وترك البیع بالأذان الأول (تنویر الابصار) (قوله وترك البیع) أراد به كل عمل ینافی السعی وخصه اتباعا للآیة نهر (شامی۱/ ۶۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹ /محرم ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غیر مؤذن کا اقامت کہنا

سوال: مؤذن اذان دیتا ہے تو تکبیر دوسرا بول سکتا ہے یا نہیں؟ مؤذن سے اجازت لے کر تکبیر بولنے کا کہ موذن ہی تکبیر بول سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بول سکتا ہے۔

وفي الفتاوى الظهيرية: والأفضل أن يكون المقيم هو المؤذن ولو أقام غيره جاز. (بحر الرائق۱ /۲۷۰ شامی۲ /٦٤زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹیپ کی اذان ناکافی ہے

سوال: ٹیپ کی اذان کو ہر صلوٰۃ کے وقت لگا دیا جائے، تو درست اور کافی ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ٹیپ میں بند کی ہوئی اذان کو ہر نماز کا وقت آنے پر لگا دینا کافی نہیں ہے؛ اس لیے کہ اذان کا مقصود وقتِ نماز کے داخل ہونے کی خبر دینا ہے، اور یہ وہ خبر ہے جس کا تعلق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دیانت سے ہے، اور ایسی خبر کے معتبر اور مقبول ہونے کے لیے اسلام، عقل، بلوغ، عدالت وغیرہ کی ضرورت ہے، جو ٹیپ میں موجود نہیں ہے۔

أن المقصود الأصلي من الأذان في الشرع الاعلام بدخول أوقات الصلوٰة، ثم صار من شعار الاسلام في كل بلدة، أو ناحية من البلاد الواسعة على مامر، فمن حيث الاعلام بدخول الوقت، وقبول قوله لابد من الاسلام، والعقل، البلوغ، والعدالة الخ (شامی ۱/ ۲۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ڈاڑھی منڈے شخص کا اذان دینا

سوال: ① ایک صاحب کی عمر ۶۰ ر سال سے زیادہ ہے، بغیر داڑھی اذان دیتے ہیں۔

② یہی صاحب کبھی کبھی نماز پڑھتے ہیں، فلم دیکھنے کا شوق بھی ہے؛ مگر مسجد کے ٹرسٹی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور ہر جمعہ کو اذان دینے کا شوق ہے، جب کہ مسجد کے آس پاس کئی داڑھی والے رہتے ہیں۔ کیا یہ صاحب اذان دے سکتے ہیں؟ یہ صاحب ٹرسٹی بن سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① داڑھی منڈانے والے یا ایک مشت سے کم کرنے والے کی اذان واقامت مکروہ ہے؛ کیوں کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے۔

(آدابِ اذان واقامت، ص: ۹۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(۲) متولی عالم باعمل ہونا چاہیے، اگر ایسا میسر نہ ہو سکے تو صوم وصلوٰۃ کا پابند، امانت دار، مسائلِ وقف کا جاننے والا ہو، جس میں یہ صفات زیادہ ہوں اُسی کو متولی بنانا چاہیے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲/۱۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۳ رجمادی الاخری ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

باب مسائل الصفوف

افضل صف کونسی؟

سوال: نماز کی صفوں میں آگے پیچھے دائیں بائیں امام کے مقابل اور امام کے مقابل دائیں یا بائیں کھڑے ہونے میں ثواب کے اعتبار سے کچھ فرق ہے یا برابر ثواب ہے، اور دائیں طرف ہونے کا کون حقدار ہے ایک آدمی اپنے طاقت اور زور کی وجہ سے دائیں ہی طرف کھڑا ہونا چاہتا ہے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز کی صفوں میں پہلی صف سب سے افضل ہے، اور بعد کی صفوں کے مقابلہ میں اس میں زیادہ ثواب ہے، اور پہلی صف میں بھی جو شخص امام سے جتنا قریب ہوگا اس پر رحمت زیادہ اور پہلے متوجہ ہوتی ہے، اسی طرح دائیں کو بائیں پر فوقیت حاصل ہے۔

أفضل الصفوف أولها ثم الاقرب فالاقرب لما روى ان الله تعالى ينزل الرحمة اولا على الامام ثم تتجاوز عنه الى من يحاذيه فى الصف الاول ثم الى الميامن ثم الى المياسر ثم الى الصف الثانى الخ. (مراقى الفلاح ١٦٨)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسجد اور مجالس میں جو شخص پہلے آکر اس جگہ پر بیٹھتا ہے وہی اس کا حقدار ہوتا ہے، اس کو وہاں سے اٹھانا اور اس کی جگہ بیٹھنا جائز نہیں ہے گناہ ہے حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز میں قدم سے قدم ملانا

سوال: غیر مقلد کہتے ہیں کہ قدم سے قدم ملانا نماز کے وقت ضروری ہے، اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی ہے، اور دلیل میں بخاری کا حوالہ دیتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے جن مسائل کو دریافت فرمایا ہے وہ معروف ہیں اور اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ - جو جامع ہے- وہ پیشِ خدمت ہے: ''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی جو روایت ابوداؤد اور صحیح ابن خزیمہ کے حوالہ سے فتح الباری سے نقل کی گئی ہے، وہ صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرنے سے پہلے لوگوں کو صف سیدھی کرنے کا حکم فرمایا، اس وقت ہر شخص اپنے کندھے کو دوسرے کے کندھے سے اور ٹخنے کو دوسرے کے ٹخنے سے ملاتا تھا، اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ نماز شروع ہوجانے کے بعد نماز کے اندر بھی ٹخنوں کو ٹخنوں سے چپکانا چاہیے؟ کیوں کہ حدیث میں یہ نہیں ہے ''فرأیت الرجل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

منا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وكعبه بكعبه فى الصلوٰة" اگر فی الصلوٰۃ کا لفظ حدیث میں ہوتا تو اس وقت غیر مقلدین کا استدلال تام ہوسکتا تھا، اور اس کے بغیر استدلال تام نہیں، مطلب یہ ہے کہ جب حضور ﷺ نے تسویہ صف کا امر فرمایا، اس وقت محاذات اور برابری حاصل کرنے کے لیے کندھے کو کندھے اور ٹخنے کو ٹخنے سے ملا کر دیکھ لیا کرتے تھے کہ محاذات ہوگئی یا نہیں، باقی اس کا نماز میں باقی رکھنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ دوسرے ہمارے نزدیک الزاق سے مجازاً محاذات مراد ہے، امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نيل الأوطار" میں حدیث تسویۃ الصفوف کا یہی مطلب بیان کیا ہے: أي إجعلوا بعضها حذاء بعض بحيث يكون منكب كل واحد من المصلين موازيا لمنكب الآخر، ومسامتاً له فتكون المناكب والأعناق والأقدام على سمت واحد اهـ (٣/٦٥)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ صف برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گردن اور قدم اور کندھا ہر نمازی کا دوسرے کے محاذی اور مقابل ایک سمت میں ہو، ٹخنوں کا چپکانا اس کے لیے ضروری نہیں، اس لیے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول "الزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم" کو مبالغہ پر محمول فرمایا ہے۔ قال الحافظ: المراد بذلك المبالغة فى تعديل الصف (وتسويته) وسد خلله.اهـ (فتح الباری ٢/ ١٧٦) جس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل مقصود صف کا برابر کرنا اور درمیانی فرجات کو بند کرنا ہے، جس کو مبالغۃً الزاق القدم بالقدم سے تعبیر کردیا گیا۔

علاوہ بریں اگر مان لیا جائے کہ الزاق قدم بالقدم شرعاً مطلوب ہے، تو سوال یہ ہے کہ یہ نماز کی ابتداء سے انتہاء تک ہر رکن میں مطلوب ہے یا بعض ارکان میں،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صورتِ اولیٰ میں بتلایا جائے کہ بحالتِ قعود الزاق کی کیا صورت ہوگی؟ اور صورتِ ثانیہ میں بعض ارکان کی تخصیص کس دلیل سے کی جائے گی؟ اگر یہ کہا جائے کہ بحالتِ قعود الزاق متعذر ہے اس لیے یہ حالت مستثنیٰ ہے، تو ہم کہیں گے کہ بحالتِ قیام بھی یہ الزاق آسان نہیں، اس سے نمازیوں کو قیام میں بہت دشواری ہوتی ہے، چناں چہ تجربہ کر کے دیکھ لیا جائے، پس اس الزاق کو ابتداءِ صلوۃ کے ساتھ خاص کرنا چاہیے؛ نیز فتح الباری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابی کا یہ قول نقل کیا ہے: وزاد معمر في روايته: ولو فعلت ذلك بأحدهم اليوم لنفر كأنه بغل شموس. اھ (۲/ ۱۷۶) ترجمہ: معمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ اگر میں آج کل کسی کے ساتھ ایسا کروں (یعنی ٹخنے سے ٹخنا ملاؤں) تو وہ ایسا بھاگے گا جیسا سرکش خچر، اھ۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بعد وصالِ نبوی کے الزاق کعب بالکعب نہ کرتے تھے، اور یہ اس کی دلیل ہے کہ الزاق سنتِ مقصودہ نہیں ہے، ورنہ صحابہ کسی کی نفرت کی وجہ سے اس کو ہرگز ترک نہ کر سکتے تھے، اور نیز نفرت اس فعل سے ہوا کرتی ہے جو عام طور پر نماز میں نہ کیا جاتا ہو، اور جو فعل عام طور پر سب کرتے ہیں اس سے نفرت نہیں ہوا کرتی، پس اگر یہ الزاق سنتِ مقصودہ ہوتا تو سب صحابہ عام طور سے اس پر عمل کرتے، اور تابعین ان کے عملِ دائم و عام کو دیکھ کر سمجھ جاتے کہ یہ سنتِ صلوٰۃ ہے، پھر کسی کو کسی کے الزاق کعب سے نفرت ہونے کی کیا وجہ تھی؟ پس حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے جیسا یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگوں کی نفرت کے خیال سے الزاق نہ کرتے تھے، ایسے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فعل صحابہ اور تابعین میں عموماً متروک تھا، اور یہ دلیل ہے اس فعل کے سنتِ مقصودہ نہ ہونے کی، یہی وجہ ہے کہ احادیث قولیہ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الزاق کعب کا امر کہیں وارد نہیں۔ (کما أدّی الیه نظری) بلکہ حضور ﷺ کے اقوال میں "حاذوا بالمناکب وسدوا الخلل وتراصوا" وأمثالھا وارد ہیں، حضور ﷺ نے محاذات وفرجات بند کرنے اور مل کر کھڑے ہونے کا امر فرمایا، الزاق کعب وغیرہ یہ صرف صحابہ سے فعلاً منقول ہے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ صحابہ نے حضور ﷺ کے ارشادات پر مبالغہ کے ساتھ عمل کرنے کے لیے بعض دفعہ الزاق کیا، اور وہ بھی نماز شروع کرنے سے پہلے جیسا کہ ہم نے شروع میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔" (امداد الاحکام ۱/۱۹۷ تا ۱۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

نمازی کے سامنے سے گذرنے کی حد

سوال: مسجدِ صغیر وکبیر کی فقہاء نے کیا تحدید بیان کی ہے، یعنی مرور بین یدی المصلی کے مسئلہ میں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرہ یا صحن میں نماز پڑھ رہا ہو کہ اس کا کل رقبہ چالیس ہاتھ ۳۶ء۸/ مربع میٹر سے کم ہے، تو نمازی کے سامنے سے گزرنا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ قریب سے گزرے یا دور سے؛ بہر حال گناہ ہے؛ البتہ اگر کھلی فضاء میں یا ۳۶ء۸/ مربع میٹر یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے کمرے میں یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا ہے، تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالتبع نظر پہنچتی ہو وہاں تک گزرنا جائز نہیں، اس سے ہٹ کر گزرنا جائز ہے، بندہ نے اس کا اندازہ لگایا تو سجدہ کی جگہ سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک صف کے قریب ہوا؛ لہذا نمازی کے موضع قیام سے دوصف کی مقدار(تقریباً آٹھ فٹ ۲٫۴۴/ میٹر چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔(احسن الفتاویٰ ۳/۴۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نمازی کے آگے سے گزرنے اور ہٹنے میں فرق

سوال: نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت کہاں سے ہوسکتی ہے؟ اگر مسجد بڑی ہو تو نمازی کے کتنے فاصلے کے بعد آگے سے گزرنے کی اجازت ہے؟ اور اگر مسجد چھوٹی ہو تو کتنے فاصلے کے بعد گزر جائے؟ نمازی کے آگے سے ہٹنے اور گزرنے کا فرق بھی تفصیل سے بیان کریں۔ گزرنے والا وعید میں کب داخل ہوسکتا ہے اور کب نہیں؟ اس کو بھی بتائیں تو عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرہ یا صحن میں نماز پڑھ رہا ہو کہ اُس کا کُل رقبہ چالیس ہاتھ ۳۶٫۸/ مربع میٹر سے کم ہے، تو نمازی کے سامنے سے گزرنا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ قریب سے گزرے یا دور سے گزرے، بہر حال گناہ ہے؛ البتہ اگر کھلی فضاء میں ۳۶٫۸ مربع میٹر یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا ہے، تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالتبع نظر پہنچتی ہو وہاں تک گزرنا جائز نہیں، اس سے ہٹ کر گزرنا جائز ہے۔ بندہ نے اس کا اندازہ لگایا تو سجدہ کی جگہ سے ایک صف کے قریب ہوا؛ لہٰذا نمازی کے موضع قیام سے دوصف کی مقدار تقریباً آٹھ فٹ ۲٫۴۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میٹر چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۴۰۹)

اگر کوئی آدمی مصلی کے عین سامنے بیٹھا ہو تو وہ اٹھ کر جا سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۴۰۸)

اس کو اٹھنا یا ہٹنا کہا جاتا ہے، گزرنا نہیں، گزرنے کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کی ایک جانب سے دوسری جانب اس کے سامنے ہو کر جانا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

صف اول کا مطلب اور امام کے جانبین بچوں کو کھڑا رکھنا

سوال : ایک چھوٹی سی مسجد ہے جہاں صرف تین صف کی جگہ ہے، اگر امام صاحب والی صف کو چھوڑ دیا جائے تو صرف دو صف کی جگہ ہے، اور اس صورت میں امام صاحب کے پیچھے والی صف صف اول کہلائے گی، اور اس مسجد میں گاؤں کے بچے بچیوں کی تعلیم وتربیت یعنی درس قرآن بھی ہوتا ہے، تو مسئلہ زیر طلب یہ ہے کہ جس صف میں امام صاحب ٹھہرتے ہیں امام صاحب کے دونوں بازو میں (دونوں جانب) قرآن سیکھنے والے طلبا ٹھہرتے ہیں، اور صف اول میں یعنی امام صاحب سے لگ کر پیچھے صف میں بڑے لوگ ٹھہرتے ہیں، اور پھر آخری صف میں بچے بچیاں ٹھہرتے ہیں؛ کیوں کہ نمازی کی تعداد بہت کم رہتی ہے، چند ہی آیا کرتے ہیں، تو اس صورت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسا ٹھہرانا مکروہ ہے جب کہ تربیت کا معاملہ ہے اور جگہ کی تنگی کا سوال بھی ہے؟ اور پھر بڑوں کی صف کے اندر کوئی بچہ بھی نہیں ٹھہرتا ہے؛ لہٰذا بالتفصیل بہ حوالہ جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نوٹ: یہ صرف وقت مغرب کا سوال ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے امام والی صف کو صف اول کیوں نہیں سمجھا؟ یہ سمجھ میں نہیں آیا، حقیقت یہ ہے کہ جہاں کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ: امام کے پیچھے جو ہے وہ صف اول ہے، اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ وہ صف دیگر مقتدیوں کے پیچھے نہ ہو؛ اس لیے آپ نے جو سمجھا ہے وہ درست نہیں ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صف اول پر بحث فرماتے ہوئے آخر میں لکھا ہے: ویؤخذ من تعریف الصف الأول بما هو خلف الإمام أي: لاخلف مقتد آخر (شامی ۳۸۳/۱، نعمانیہ دیوبند)

صورت مسئولہ میں امام صاحب کے برابر میں دائیں بائیں صف بنا کر جو بچے کھڑے کیے جاتے ہیں، وہی صف اول ہے، آپ کو چاہیے کہ بچوں کی صف آخر میں بنائیں۔

درمختار میں ہے: ویصف أي یصفهم الإمام بأن یأمرهم بذلك .... الرجال، ثم الصبیان، ظاهره تعددهم فلو واحد دخل الصف .

(درعلیٰ هامش الشامیه ۳۸۴۱، ۳۸۲)

البتہ اگر بچہ ایک ہی ہو تو اس کو بڑوں کی صف میں کھڑا کیا جائے۔ اگر قرآن سیکھنے والے طلبا بالغ ہیں تو ان کو امام کے دائیں بائیں کھڑا کیا جاسکتا ہے؛ لیکن اس صورت میں یہ صف ان کے لیے خاص نہیں قرار دی جاسکتی، کہ ایسا کرنے سے دوسرے لوگوں کو صف اول سے محروم کرنا لازم آتا ہے، کوئی آکر اس میں پہلے سے شامل ہو گیا تو اس کو وہاں سے ہٹانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محراب حائل ہو تو پہلی صف کونسی شمار ہوگی؟

سوال: اکثر مسجدوں میں منبر محراب سے باہر ہوتا ہے، جس کے حائل ہونے کی وجہ سے جمعہ کے روز پہلی صف منقطع ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں وہ صف پہلی صف شمار ہوگی؟ اس میں کھڑا رہنے والا صف اول کا ثواب پائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وہ پہلی صف شمار ہوگی۔

فلاينقطع الصف ببنائها كما لاينقطع بالمنبر الذي هو داخلها فيما يظهر. (شامی ۱/۴۲۱)

جب وہ پہلی صف ہے تو اس میں کھڑے رہنے والے کو صف اول کا ثواب بھی ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

صفوں کی درستگی کے دو طریقے

سوال: عرض یہ ہے کہ تبلیغی اجتماع کے موقعہ پر نماز سے کچھ پہلے صفیں درست کروائی جاتی ہیں، پھر اقامت کہی جاتی ہے تو یہ طریق اقامت کے موضوع لہ کے خلاف ہے، اگر دوسرا طریق اختیار کیا جائے کہ پہلے اقامت کہہ دی جائے، پھر صفیں درست کروائی جائیں، تو تکبیر تحریمہ اور اقامت کے درمیان فصل طویل ہو جاتا ہے، جو محمود نہیں ہے؛ لہٰذا ایسے طریق کی طرف رہنمائی فرمائیں جس میں دونوں پہلو کی رعایت ہو جائے؛ نیز یہ کہ دور نبوی یا دور صحابہ میں مصلی حضرات کی کثرت کے باوجود

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس صورت کی نظیر ملتی ہے یا نہیں جو تبلیغی اجتماع کے موقعہ پر تسویۂ صفوف کے لیے اختیار کی جاتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے صفوں کی درستگی کے سلسلہ میں جن دو طریقوں کا تذکرہ اپنے سوال میں کیا ہے، شرعاً دونوں بلا کراہت درست ہیں۔

پہلے طریقہ کے متعلق ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے: صفیں سیدھی کرنے کے لیے تکبیر شروع کرنے سے پہلے سب مقتدیوں کا کھڑا ہونا جائز ہے، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لیے کہ عوام الناس کی سستی اور اہتمام کی کمی کے باعث حی علی الفلاح پر کھڑا ہونے سے امام کی تحریمہ کے وقت تک صفیں سیدھی نہیں ہوتیں؛ بلکہ پہلے کھڑے ہونے پر بھی دیر لگاتے ہیں، اس طرح اقامت اور امام کے تحریمہ (نیت باندھنے) میں فاصلہ ہو جاتا ہے یا پھر امام نیت باندھ لیتا ہے، اور لوگ صفیں سیدھی کرنے کے لیے کہتے رہتے ہیں جس سے لوگوں کو نیت باندھنے میں الجھنیں ہوتی ہے؛ پس اس ضرورت کی وجہ سے افضل وراجح یہ ہے کہ تکبیر (اقامت) شروع ہونے سے پہلے کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کر لی جائیں۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۵)

دوسرے طریقہ کے متعلق فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: صفوں کو درست کرنے کے لیے اگر کسی شخص کو مقرر کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو امام کسی کو بھی مقرر کر سکتا ہے اور صفوں کی درستگی تک نماز شروع کرنے میں تاخیر کر سکتا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے: روی عن عمر أنه كان يؤكل رجلاً باقامة الصفوف،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولا يكبر حتى يخبر أن الصفوف قد استوت وروي عن علی و عثمان انهما كانا يتعاهدان ذلك ويقولان استووا. (ترمذی، باب ماجاء فی اقامۃ الصفوف ۱/ ۳۱) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صفیں درست کرنے کے لیے ایک شخص کو مقرر کیا تھا اور جب تک آپ کو صفیں درست ہونے کی خبر نہ دی جاتی آپ تکبیر تحریمہ نہ کہتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا، اور فرماتے: "استووا" سیدھے کھڑے رہو۔

موطا امام مالک میں روایت ہے: مالك عن ابی النضر مولی عمر بن عبيد الله عن مالك بن ابی عامر أن عثمان بن عفان كان يقول فی خطبته قل مايدع ذلك اذا خطب: إذا قام الامام يخطب يوم الجمعة فاستمعوا وانصتوا، فان للمنصت الذی لا يسمع من الحظ مثل ما للمنصت السامع، فاذا قامت الصلاة فاعدلوا الصفوف، وحاذوا بالمناكب، فان اعتدال الصفوف من تمام الصلوة ثم لا يكبر حتى ياتيه رجال قد وكلهم بتسوية الصفوف فيخبرونه ان قد استوت، فيكبر

(مؤطا امام مالك، ماجاء فی انصات يوم الجمعة والامام يخطب ص:۳٦)

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے: جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے تو غور سے سنو اور خاموش رہو، جس کو خطبہ سنائی نہ دے اور وہ خاموش رہے تو اسے خطبہ سننے والے کے مثل ثواب ملتا ہے، جب نماز کھڑی ہو جائے تو صفیں درست کرو، اور کندھے برابر رکھو (یعنی کوئی بلند جگہ کھڑا نہ رہے؛ بلکہ برابر جگہ پر کھڑا رہے؛ تاکہ کندھے برابر رہیں) صفوں کی درستگی نماز کی تمامی میں سے ہے۔ ثم یکبر: آپ نے جن لوگوں کو صفیں درست کرنے کے لیے مقرر کر رکھا تھا جب وہ آپ کو صفیں درست ہونے کی اطلاع دیتے اس وقت آپ تکبیر تحریمہ کہتے۔ (فتاوی رحیمیہ ۸/ ۱۰۰، ۱۰۱)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس دوسری صورت کے متعلق آپ نے فصل طویل ہونے کا جو اشکال لکھا ہے وہ قابل اعتناء نہیں، اولاً تو اس لیے کہ آج کل لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مکبر کی آواز آخری صفوف تک شروع ہی سے پہنچ جاتی ہے، اذان تو پہلے ہی ہو چکی ہے اور لوگ نماز کے لیے تیار بیٹھے ہیں، ایسی حالت میں اقامت شروع ہونے کے بعد صفوف کی درستگی میں چند منٹ لگتے ہیں، جن کو فصل طویل سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

ثانیاً مندرجۂ بالا احادیث میں جب اس بات کی صراحت ہے کہ تسویۂ صفوف کے لیے مقرر کیے گئے حضرات جب یہ اطلاع دیتے کہ صفیں درست ہو گئیں ہیں، اس کے بعد نماز شروع کی جاتی تھی، ظاہر ہے مجمع اتنا بڑا ہوگا کہ ان کو صفوں کی درستگی کے لیے متوجہ کرنے اور تاکید کرنے کے واسطے امام کی آواز کافی نہیں ہوتی ہوگی، تب ہی تو پیچھے تک آدمی بھیجے جاتے تھے، ظاہر ہے یہ حضرات جب آکر اطلاع دیں گے تو اس صورت میں جو فصل ہوا ہوگا وہ یقیناً صورت مسؤلہ میں ہونے والے فصل سے زیادہ ہی ہوتا ہوگا۔

ثالثاً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ صورت مسؤلہ میں ہونے والا فصل احادیث میں وارد شدہ صورتوں میں ہونے والے فصل سے زیادہ ہے، تب بھی تسویۂ صفوف۔ جو نماز باجماعت کا ایک اہم جزو ہے۔ اس کے لیے اس کی اجازت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اقامت اور نماز کو شروع کرنے کے درمیان فصل کے بوقت ضرورت جائز ہونے کو بتلانے کے لیے اپنی کتاب "الجامع الصحیح" میں چند ابواب قائم کئے ہیں؛ چناں چہ ایک باب میں ہے۔ إذا قال الامام مكانكم حتى يرجع انتظروه۔ اس میں جو روایت پیش کی ہے، اس سے اگلے والے باب میں بھی اسی روایت کو لائے ہیں، روایت ملاحظہ ہو:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عن ابی هریرة أن رسول الله ﷺ خرج، وقد اقیمت الصلاة وعدلت الصفوف؛ حتی اذا قام فی الصلاة انتظرنا ان یکبر انصرف، قال:علی مکانکم، فمکثنا علی هیئتنا حتی خرج الینا ینطف رأسه ماء وقد اغتسل.

(فتح الباری۲ /۱۲۱)

اس روایت سے مستنبط ہونے والے مسائل کو بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

و(فیه) جواز الفصل بین الاقامة والصلوة (فتح الباری ۲ /۱۲۲)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اسی روایت کے ماتحت ”ومما یستفاد من هذا الحدیث“ کا عنوان قائم کر کے تحریر فرماتے ہیں:

وجواز الفصل بین الاقامة والصلوة(عینی شرح بخاری ۵/ ۱۵۶)

دوسرا واقعہ ملاحظہ کیجئے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب قائم کرتے ہیں:”باب الامام تعرض له الحاجة بعد الاقامة“ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت پیش فرماتے ہیں:

أقیمت الصلوة والنبی ﷺ یناجی رجلاً فی جانب المسجد فقام الی الصلاة حتی نام القوم.

اس روایت میں صراحت ہے کہ نماز کی اقامت کہی جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے ساتھ سرگوشی میں مشغول ہوئے؛ یہاں تک کہ لوگ سو گئے، یہ واقعہ چوں کہ عشاء کی نماز میں پیش آیا تھا، اس لیے سو جانے والی صورت بھی پیش آئی۔

”فتح الباری“ میں اسی روایت کے ماتحت ہے:وفیه جوا ز الفصل بین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الاقامة والاحرام إذا كان لحاجة، أما اذا كان لغير حاجة، فهو مكروه (۲/ ۱۲٤)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس روایت کے بعد اس سے مستفاد مسائل کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں: وفيه جواز الفصل بين الاقامة والاحرام للضرورة (۵/ ۱۵۸)

بہر حال تسویہ صفوف کی ضرورت کے پیش نظر ہونے والے فصل پر کوئی اشکال نہیں، اور نہ ہی اس کو غیر محمود کہا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جگہ کی تنگی کی وجہ سے ترچھی صفوں کی گنجائش کی حد

سوال: شہر بمبئی کے ایک گنجان آبادی والے علاقے میں ہم احباب نے ایک جگہ مسجد کے لیے خریدی ہے، پہلے سے تعمیر شدہ اس جگہ کی دیواریں بالکل قبلہ رخ نہیں ہیں، صفوں کو اگر بالکل قبلہ رخ رکھیں تو آگے پیچھے کافی جگہ چھوٹ جاتی ہے، اور بہت کم جگہ نمازیوں کے لیے نکلتی ہے، اس کے برخلاف اگر صفوں کو تھوڑا ترچھا کر دیں، تو کافی جگہ نکلتی ہے، کیا نمازیوں کی تعداد اور گنجان مسلم آبادی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس طرح صفوں کو ترچھا رکھنے کی شرعاً اجازت ہے؟ اگر یہ رعایت ہے تو صفوں کو دائیں یا بائیں جانب کتنی ڈگری تک ترچھا رکھا جا سکتا ہے، اور کیا اہلِ ہند کے لیے عین قبلہ کی جانب رخ کرنے کے بجائے صرف سمتِ قبلہ کی طرف رخ کرنے سے استقبال قبلہ ہو جائے گا؟ دور جدید کے رصدی آلات اور جدید قواعدِ ریاضی سے عین قبلہ رخ کا تعین کرنا کس حد تک صحیح اور درست ہے؟ بصورت دیگر استقبال قبلہ کس طرح کیا جائے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو شخص بیت اللہ شریف کے سامنے ہو، اس کے لیے عین کعبہ کا استقبال فرض ہے، اور جو اس سے غائب ہے، اس کے ذمہ جہت قبلہ کا استقبال ہے، عین کعبہ کا نہیں۔

كما في البدائع وتعتبر الجهة دون العين، وكذا ذكر الكرخي والرازي، وهو قول عامة مشائخنا بماوراء النهر (بدائع ۱/ ۱۱۸) ومثله في الهداية وعامة المتون والشروح. (جواہر الفقہ ۱/ ۲۵۳)

پھر جہت قبلہ کے استقبال کے معنی یہ ہیں کہ ایک خط جو کعبہ پر گذرتا ہوا جنوب وشمال پر منتہی ہو جائے، اور نمازی کے وسطِ جبہہ (درمیانی پیشانی) سے ایک خط مستقیم نکل کر اس پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے کہ اس سے موضع تقاطع پر دو زاویہ قائمہ پیدا ہو جاویں، وہ قبلہ مستقیم ہے، اور اگر نمازی اتنا منحرف ہو کہ وسط جبہہ سے نکلنے والا خط تقاطع کر کے زاویہ قائمہ پیدا نہ کرے؛ بلکہ حادہ یا منفرجہ پیدا کرے؛ لیکن وسط جبہہ کو چھوڑ کر پیشانی کے اطراف میں کسی طرف سے نکلنے والا خط زاویہ قائمہ پیدا کردے، تو وہ انحراف قلیل ہے اس سے نماز صحیح ہو جاوے گی اور اگر پیشانی کی کسی طرف سے بھی ایسا خط نہ نکل سکے جو خطِ مذکور پر زاویہ قائمہ پیدا کردے، تو وہ انحراف کثیر ہے، اس سے نماز نہ ہوگی۔ (ایضاً ۱/ ۲۵۴)

سمتِ قبلہ میں آلاتِ رصدیہ اور حساباتِ ریاضیہ سے کام لینا سلف کا طریقہ نہیں تھا، اور نہ شریعت نے اس کا امر کیا ہے، اور نہ کسی حال میں اس کی ضرورت ہے؛ بلکہ طریقہ معروفہ سلف کا یہ ہے کہ جن بلاد میں مساجدِ قدیمہ موجود ہوں، ان کا اتباع کیا جائے، جہاں نہ ہوں وہاں مشہور ومعروف ستاروں اور دوسرے آثارِ جلیہ سے کام لے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کر اندازہ قائم کر کے جہت متعین کر لی جاوے۔ بڑی وجہ ان آلات اور حسابات کے استعمال نہ کرنے کی تو یہی ہے کہ یہ چیزیں اتنی عام نہیں ہیں کہ ہر شخص کو ہر جگہ میسر آسکیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ درجہ ان آلات وحسابات کا بھی تخمینہ وتحری اور اندازہ اور اٹکل سے زائد نہیں، جس طرح تحری واندازہ میں خطا ہو سکتی ہے، ان آلات وحسابات میں بھی خطا ہو جانا ممکن؛ بلکہ واقع ہے.......... جب کہ حساباتِ ریاضیہ اور آلاتِ رصدیہ کا انجام وہی غلبۂ ظن بامارات وعلامات ہے، اور احتمالِ خطا وصواب اس میں بھی یکساں، تو سادہ سہل طریقۂ سلف کو کیوں چھوڑا جائے۔ (ایضاً ۱/ ۲۶۷، ۲۶۸)

بلادِ ہندوستان میں سہل اور احوط طریق سمتِ قبلہ معلوم ہونے کا یہ ہے کہ موسم گرما کے سب سے بڑے دن (یعنی ۲۲/ جون) اور اسی طرح سرما کے سب سے چھوٹے دن (یعنی ۲۲/ دسمبر) میں غروب شمس کا موقع دیکھا جائے، قبلہ ان دونوں موقعوں کے درمیان ہوگا، یعنی ان دونوں موقعوں کے درمیان درمیان جس نقطہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاوے گی، صحیح ہو جائے گی۔ (ایضاً ۱/ ۲۶۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

امام اور منبر کے درمیان ایک مصلی کی جگہ خالی رکھنا

(سوال): امام اور منبر کے درمیان بقدر ایک مصلی کے کھڑے رہنے کی جگہ خالی رہتی ہے، اب کوئی شخص اس جگہ میں کھڑا ہو لے، تو صف میں شمار ہوگا یا نہیں؟ نیز اس کے کھڑے رہنے سے نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آئے گی؟ اور اگر وہاں کوئی بھی کھڑا نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہے، تو صف میں جگہ خالی رہنے کی کراہت تو نہیں آئیگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

پہلی صف کا آگے بڑھ جانا اس طرح پر کہ مقتدی امام کے پیچھے سجدہ نہ کر سکیں، مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ اگر پیچھے جماعت خانہ میں یا برآمدہ اور صحن میں بھی جگہ نہ ہو، یا اگر ہو تو بارش یا شدید دھوپ کی وجہ سے کھڑا رہنا دشوار ہو، تو پھر کراہت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳/۴۵)

اور ایسی صورت میں امام اور منبر کے درمیان جو جگہ رہتی ہے، جس میں ایک آدمی کھڑا رہ سکتا ہے، اس کو خالی نہ رکھا جائے؛ بلکہ اگر امام کے ذرہ کھسکنے کی وجہ سے وہاں دو آدمیوں کی گنجائش ہو جاتی ہو، تو ایسا کر لیا جائے، ورنہ ایک آدمی ہی کھڑا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/شوال ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

لوگوں کو پھلانگ کر پہلی صف پُر کرنا

سوال: (۱) اگلی صف میں جگہ بن سکتی ہے اور پیچھے کی ساری صفوں میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی جماعت میں کچھ دیر ہے، ایک شخص آیا اس نے صفوں کو چیر کر اگلی صف میں جگہ لے لی، تو اب سوال یہ ہے کہ آنے والا صف کو پھلانگنے کی بناء پر گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ نیز اس کو صف اول کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

دوسری صف میں نماز پڑھنے والے کو صف اول کا ثواب نہیں ملے گا

سوال: (۲) ایک شخص مسجد میں آیا پہلی صف میں جگہ تھی؛ مگر دوسری صف میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیٹھا ہے، بعد میں آنے والوں نے پہلی صف پُر کردی تو پہلے سے آنے والا جو دوسری صف میں ہے صف اول کا ثواب پائے گا یا نہیں؟

جلدی آنے پر پہلی صف کا ثواب

سوال: ③ ایک آدمی مسجد میں اذان سے ۱۵ /منٹ پہلے آیا؛ مگر اتفاق سے مسجد بھری ہوئی تھی پچھلی صف میں جگہ ملی تو اس کو صف اول کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① پہلی صف میں جگہ ہے جس کو پیچھے والوں نے پُر نہیں کیا ہے، تو بعد میں آنے والا صفوف کو چیر کر وہاں جا سکتا ہے، اور وہ ایسا کرنے کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوگا، اور پہلی صف کے ثواب کا بھی حق دار ہوگا۔

ولو وجد فرجة في الأول لا الثاني، له خرق الثاني لتقصيرهم (درمختار) (قوله لتقصيرهم) عن ابن عباس رضى الله عنهما عنه ﷺ من نظر إلى فرجة في صف فليسدها بنفسه، فإن لم يفعل فمرّ مارٌّ فليتخط على رقبته فإنه لا حرمة له (شامی ۱/۴۲۲)

② پہلے آنے والا جس نے دوسری صف میں نماز پڑھی اس کو پہلی صف کا ثواب نہیں ملے گا؛ بلکہ مندرجۂ بالا عبارت سے تو مترشح ہوتا ہے کہ اس نے کوتاہی کی اس کی وجہ سے ممکن ہے گنہگار ہو۔

③ اس کو بھی پہلی صف کا ثواب نہیں ملے گا، پہلی صف میں نماز پر ملتا ہے جلدی آنے پر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ۴/ ۱۴۱۷ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

منبر کو توڑے بغیر صف اول

سوال: ایک مسجد جس میں سالہا سال سے منبر بن چکا ہے، خطبہ بھی اسی پر ہوتا ہے، اب جمعہ کے روز جم غفیر ہونے کی وجہ سے تنگی پڑتی ہے، اب اس پکے منبر کو منہدم کر کے لکڑی کا منبر بنایا جاسکتا ہے؟ تاکہ خطبہ کے بعد منبر کو ہٹالیا جائے، جس سے ایک صف کا اضافہ ہو جائے، اور بتائیں کہ دریں صورت صف اول کسے شمار کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس منبر کو توڑے بغیر بھی تو وہاں صف بن سکتی ہے، اور وہی صف اول کہلائے گی، صرف اتنا ہوگا کہ جس جگہ منبر ہے وہاں آدمی کھڑے نہیں رہ سکیں گے؛ لیکن اس کی وجہ سے وہ صف صف اول سے نکلے گی نہیں۔ شامی ۱/ ۴۲۱ میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ فتاوی رحیمیہ ۴/ ۳۳۶ کا بھی مطالعہ فرمالیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پہلی صف کون سی ہے؟

سوال: بعض مسجدوں میں جگہ کی قلت کی وجہ سے امام کے قریب سے صف بنتی ہے کیا یہ پہلی صف ہوگی یا امام کے پیچھے مکمل ایک صف والی صف پہلی صف ہوگی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام کے قریب سے جو صف بنتی ہے وہ پہلی صف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، یکم صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قلت جگہ کی وجہ سے امام کے پیچھے ایک آدمی کھڑا رہ سکتا ہے

سوال: ریل گاڑی میں جگہ کی قلت کی وجہ سے دو سیٹوں کے درمیان میں آگے امام کھڑا رہے، اور برابر اس کے پیچھے ایک مقتدی کھڑا رہے تو درست ہے، یا اکیلے ہی نماز پڑھنا بہتر ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز درست ہوگی، اور اکیلے نہ پڑھیں بلکہ جماعت کر لینا چاہیے، عذر کی وجہ سے اکیلے آدمی کے لیے امام کے پیچھے کھڑے رہنے میں حرج نہیں ہے۔

لان قیام الواحد خلف الامام مکروہ تنزیھاً کما صرح فی الدر ۱/ ۴۱۹ علی ھامش الشامی. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بچوں سے متعلق صفوف کے چند مسائل

محترم ومکرم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض ہے کہ میں بہت ہی مؤدبانہ التماس کے ساتھ مندرجہ ذیل سوالات آپ کی خدمت اقدس میں ارسال کر رہا ہوں، جن کے جوابات کی روشنی میں مسجد کے مصلی حضرات کی عمومی طور پر اور مسجد کے متولی حضرات کی خصوصی طور پر رہنمائی ممکن ہوگی۔ آپ کے جوابات کے لیے میں بلکہ سب کے سب مصلی بہت بہت ممنون اور مشکور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوں گے، دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خصوصی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین

سوال :① عام طور پر کتنی عمر کے بچے (لڑکے) مسجد میں فرض نماز ادا کر سکتے ہیں؟

② فرض نماز کی ادائیگی کے لیے بچوں کی (لڑکوں کی) صف کہاں بنانی چاہیے؟

③ عام طور پر کتنی عمر کے بعد بچے، بڑوں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں؟

④ اگر چھوٹی عمر کے لڑکے بڑوں کے ساتھ صف میں شامل ہو جائیں تو کیا اس طرح بڑوں کی نماز ضائع ہو جائیگی؟ اگر واقعی اس طرح نماز ضائع ہوتی ہے تو کس حد تک؟

⑤ کوئی مصلی دیر سے آیا جماعت کھڑی ہو چکی تھی اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا بچہ بڑوں کی صف میں کھڑا نماز ادا کر رہا ہے۔ تو کیا وہ مصلی چھوٹے بچے کو کھینچ کر پیچھے کی قطار میں لا سکتا ہے؟

⑥ کیا کوئی والد یا نگہبان چھوٹے لڑکے کو پہلی صف میں یا اس کے بعد کی صف میں اپنے ساتھ کھڑا کر سکتا ہے؟ ایک عالم کی رائے کے مطابق ایسے کرنا کوئی مکروہ فعل نہیں۔

⑦ کیا یہ ایک مناسب دلیل ہے کہ بچوں کو بڑوں کے ساتھ صف میں کھڑا کیا جائے کیوں کہ جب ان کو الگ پچھلی صف میں کھڑا کیا جاتا ہے تو وہ شرارتیں کر کے بڑوں کی نماز میں مخل ہوتے ہیں اور ان کی توجہ کو بٹانے کا سبب بنتے ہیں؟

⑧ انتظامیہ کمیٹی یا امام صاحب کے لیے یہ کس حد تک ضروری ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کریں کہ جماعت خانہ (مسجد) میں بچوں کی صف سب سے آخر میں بنائی جائے یا بڑوں کی صفوں کے بعد ایک یا دو قطاریں بچوں کے لیے مختص کر دی جائیں۔

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

① ایسے بچے جو نماز اور وضو وغیرہ کی تمیز رکھتے ہیں، اور آداب مساجد سے واقف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو کر اس کی بجا آوری کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کو مسجد میں لایا جا سکتا ہے، اور جو بچے نماز وضو وغیرہ کی تمیز نہیں رکھتے، اور آداب مسجد کی بجا آوری کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کو مسجد میں لانا درست نہیں۔ (ماخوذ از احسن الفتاوی ۳/ ۲۸۰)

② صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ نابالغوں کی مستقل صف بالغین کی صف سے پیچھے ہو، وہ بالغین کی صف میں نہ کھڑے ہوں؛ البتہ اگر نابالغ تنہا ہو تو وہ بالغین کی صف میں ہی کھڑا ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۲۹۷)

③ صفوں کی ترتیب میں شریعت نے بلوغ اور عدم بلوغ کو ملحوظ رکھا ہے، عمر کو ملحوظ نہیں رکھا، اگر لڑکا بالغ ہو تو وہ بڑوں کی صف میں شامل ہوگا۔

④ چھوٹی عمر کے لڑکوں کے بڑوں کے ساتھ شامل ہو جانے کی وجہ سے بڑوں کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۲۹۷) ایک بچہ ہونے کی صورت میں اس کو بڑوں کے ساتھ کھڑا کرنے کا حکم کتابوں میں صراحۃً موجود ہے، اگر نابالغ بچہ کے بڑوں کے ساتھ صف میں شامل ہونے سے بڑوں کی نماز خراب ہو جاتی تو یہ حکم نہ دیا جاتا۔

⑤ اگر ایک ہی چھوٹا بچہ بڑوں کی صف میں کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہے تو اس کا یہ عمل شرعاً درست ہے اس لیے کہ یہی حکم ہے۔ بعد میں آنے والا مصلی اس کو کھینچ کر پیچھے کیوں لائے گا؟

⑥ اگر چھوٹے بچوں کی صف مستقل بنی ہوئی ہے تو والد یا نگہبان کو ایسا کرنا مناسب نہیں؛ لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے چھوٹے بچہ کو اپنے ساتھ پہلی یا اس کے بعد کی صف میں کھڑا کیا تو یہ گناہ نہیں۔

⑦ جی ہاں! ''احسن الفتاوی'' میں ہے: ''اگر صرف ایک ہی نابالغ لڑکا ہو تو اس کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بالغوں کے ساتھ ہی کھڑا کیا جائے، اگر نابالغ لڑکے زیادہ ہوں تو ان کو پیچھے کھڑا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں، مگر اس زمانہ میں لڑکوں کو مردوں کی صفوف ہی میں کھڑا کرنا چاہیے؛ کیوں کہ دو یا زیادہ لڑکے ایک جگہ جمع ہونے سے اپنی نماز خراب کرتے ہیں بلکہ بالغین کی نماز میں بھی خلل پیدا کرتے ہیں''۔

قال العلامة الرافعی رحمہ اللہ تعالیٰ: (قوله ذکره فی البحر بحثاً) قال الرحمتی: ربما یتعین فی زماننا ادخال الصبیان فی صفوف الرجال لان المعهود منهم اذا اجتمع صبیان فاکثر تبطل صلوة بعضهم ببعض و ربما تعدّی ضررهم الی افساد صلوةالرجال انتهیٰ (التحریر المختار ۱/ ۷۳)

(از احسن الفتاوی ۳/ ۲۸۰)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''جو بچے بالکل کم عمر ہوں ان کو تو مسجد میں لانا ہی جائز نہیں، نابالغ بچوں کے بارے میں اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کی الگ صف بالغ مردوں کی صف سے پیچھے ہو لیکن آج کل بچے جمع ہو کر زیادہ اودھم مچاتے ہیں اس لیے مناسب یہی ہے کہ بچوں کو ان کے اعزہ اپنے برابر کھڑا کرلیا کریں، بچوں کو سمجھانا چاہیے اور پیار و محبت و شفقت سے ان کو نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ بتانا چاہیے، بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا''۔

مزید ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''اگر بچہ ایک ہو تو اس کو بالغ مردوں کی صف میں ہی کھڑا کیا جائے، اور اگر بچے زیادہ ہوں تو ان کی الگ صف بالغ مردوں سے پیچھے ہونی چاہیے، اور یہ حکم بطور وجوب نہیں، بطور استحباب ہے۔ تاہم اگر بچے اکھٹے ہو کر نماز میں گڑبڑ کرتے ہوں یا بڑا مجمع ہونے کی وجہ سے ان کے گم ہوجانے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا اندیشہ ہو تو ان کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہیے تا کہ ان کی وجہ سے بڑوں کی نماز میں خلل نہ آئے، اور یہ حکم ان بچوں کا ہے جو نماز اور وضو کی تمیز رکھتے ہوں، ورنہ زیادہ چھوٹی عمر کے بچوں کو مسجد میں لانا جائز نہیں''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/ ۲۲۲)

⑧ اوپر کے جوابات میں اس کی تفصیل آچکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاء: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۱۰/ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بچوں کو صف میں کہاں کھڑے کرے؟

سوال: ① (الف) مسجد میں کبھی کبھی ایک دو بچے مردوں کی صف کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو کیا ان کو مردوں کی صف میں دونوں کنارے کھڑا کر سکتے ہیں؟

(ب) ہمارے یہاں دیہات کی عیدگاہ میں نماز کی صف میں ہر آدمی اپنے اپنے بچوں کو (جن کی عمر ۳، ۴، ۵، ۶ تا ۱۳، ۱۴ سال ہوتی ہے) دائیں بائیں صف میں رکھتے ہیں، از ابتداء تا انتہاء تمام صفوں کی یہی حالت ہوتی ہے، بچوں کے لیے الگ سے صف نہیں لگتی اور نہ ہی کوئی شخص اپنے سے جدا صف کے دونوں کنارے کھڑا کرنے پر رضامند ہوتا ہے، شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا کرنا چاہیے؟

بچوں کی صف کے آگے سے گزرنا

سوال: ② کیا نابالغ غیر عاقل بچے نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کے آگے سے یہ سمجھ کر کہ ان پر نماز فرض نہیں ہے گزر سکتے ہیں، شرعاً کیسا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① الف: ایک ہی بچہ ہوتو اس کو بالغ مردوں کی صف میں کھڑا کیا جائے، اور اگر دو یا زیادہ ہیں تو بالغین کے پیچھے ان کی مستقل صف بنائی جائے۔

ب: شرعاً یہ درست نہیں، امام صاحب کو چاہیے کہ لوگوں کو مسائل سے واقف کریں اور اس کے مطابق عمل کی ترغیب دیں، ناسمجھ بچوں کو وہاں لانا بھی درست نہیں ہے۔

② جماعت کی اگلی صفوف کو پُر کرنے کی غرض سے اگر بچوں کی صف کے آگے سے گزرنا پڑے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ ورنہ بلا ضرورت ان کے آگے سے بھی نہ گزرے، یہ اس وقت ہے جب کہ وہ بچے نماز کی سمجھ بوجھ رکھتے ہوں، اور اگر وہ اتنے چھوٹے ہیں کہ نماز کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے تو چوں کہ وہاں نماز کا ہی تحقق نہیں اس لیے گزر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا امام کے لیے صفوں کی درستگی کا اعلان کرنا ضروری ہے؟

سوال: جب بہت سی صحیح روایات موجود ہیں پھر بھی ائمۂ صلاۃ نماز شروع کرنے سے قبل صفوں کے سیدھا کرنے کا حکم مقتدیوں کی طرف رخ کر کے کیوں نہیں دیتے؟ بعض حضرات مراقی الفلاح میں مکتوبہ مسئلہ ومن الأدب: شروع الإمام إلى إحرامه مذ قيل أي عند قول المقيم "قد قامت الصلاة" عندهما، وقال أبو يوسف: يشرع إذا فرغ من الإقامةوفي الطحطاوي: قوله: إذا فرغ من الإقامة أي بدون فصل سے استدلال کرتے ہیں، کہ تکبیر فوراً کہہ دینا چاہیے؟ کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حدیث کے مقابلے میں ان کا قیاس صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وفي الدر المختار:(ويصف) أي يصفهم الإمام بأن يأمرهم بذلك. قال الشمني: وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم ويقف وسطا.(درمختار علیٰ هامش الشامية ۴۲۰/۱)

عبارتِ بالا سے معلوم ہوا کہ امام کو چاہیے کہ صفوف کی درستگی کے سلسلے میں مقتدیوں کو ہدایت کرے، اور جب تک صفیں درست نہ ہو جائیں وہاں تک نماز شروع نہ کرے؛ البتہ اگر لوگ صفوں کی درستگی کے عادی بن چکے ہیں تو زبانی ہدایت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ بعض روایاتِ حدیث سے مترشح ہوتا ہے؛ اس لیے ایسی مسجد میں جہاں مقتدی حضرات خود ہی صفیں درست کر لیتے ہیں وہاں پر اگر امام زبانی طور پر تسویہ صفوف کی ہدایت نہیں کرتا، تو یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔

وفي حديث النعمان بن بشير يقول كان رسول الله ﷺ يسوينا في الصفوف كما يقوم كالقدح، حتىٰ إذا ظن أنّ قد أخذنا ذاك عنه فقهنا أقبل ذات يوم بوجهه إذا رجل منتبذ بصدره إلخ. (سنن ابو داؤد:٥٦٧)

البتہ نماز شروع کرنے سے پہلے امام کو چاہیے کہ صفوں پر ایک نظر ڈال کر ان کے درست ہونے کا اطمینان حاصل کر لے، جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴؍رجب ۱۴۲۲ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب الإمامة

امام اور مؤذن سے متعلق چند سوالات

سوال: ① کسی مسجد میں امام یا موذن رکھنے کے لیے شرعاً کیا طریقہ ہے؟ یعنی ان کو مقرر کرتے وقت اجرت اور کام کی نوعیت انہیں بتلادی جاوے یا گول مول بات کردی جائے؟ یا عرف میں جو کام کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے اسے ذکر کردیا جائے اور بعد میں بعض کاموں کی مزید ذمہ داری سونپ دی جائے جن کو یہ حضرات نہ کرسکے یا نہ کرنا چاہئے؟

② امام یا موذن اپنے نائب کتنے دنوں کے لیے مقرر کرسکتے ہیں؟ اگر وہ نائب مستقل امام یا موذن کے جیسی صلاحیت نہ رکھتا ہو؛ بلکہ اس کا پاسنگ بھی نہ ہوتو، کیا ایسے نائب مقرر کرکے جانا شرعاً درست ہے؟

③ اگر نئے امام یا موذن زیادہ صلاحیت کے حامل ہو یا مصلیان انہیں زیادہ پسند کرتے ہوں، تو کیا قدیم امام یا موذن کو منع کرکے نئے حضرات کو ہی جاری رکھا جاسکتا ہے؟ اس طرح امام یا موذن رخصت پوری ہونے کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق حاضر نہ ہوسکیں تو کیا نئے امام یا موذن مقرر کرلینے میں شرعاً کوئی قباحت ہے؟

④ ایسے نائب امام یا موذن سے مصلیان ناراض ہوں تو کیا متولیان کو اس کا اختیار ہے کہ نائبین کو معطل کرکے نیا امام یا موذن رکھ دے؟ تعطیلات کے بعد مستقل امام یا موذن واپس آجائے تو کیا نئے امام یا موذن کو مستعفی کرکے انہیں دوبارہ اپنے اپنے عہدے پر مقرر کیا جاسکتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑤ اگر امام یا موذن اپنے نائبین کو تنخواہ نہ دے یا اس میں کمی بیشی کردے تو کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟ کیا اس معاملہ میں متولیان کو کچھ کہنے سننے کا شرعاً حق ہے؟ کہ آپ تو مثلاً ایک ہزار تنخواہ پاتے ہیں اور اپنے نائب کو صرف چھ سو روپئے اور چار سو روپئے اپنی جیب میں ڈال لیے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

⑥ کسی عذر کے سبب چند وقتوں کے لیے اگر امام یا موذن کسی شخص کو تاکید کردے کہ وہ ذمہ داری سنبھال لے، اور وہ شخص قبول بھی کرلے؛ لیکن بعد میں اپنی بے درکاری کے سبب یا کسی عذر کے سبب ذمہ داری کو نہ نباہ سکے، تو کیا ایسی صورت میں متولیان کو حق ہے کہ وہ امام یا موذن کو تنبیہ کردے؟ یا فوت شدہ وقتوں کی تنخواہ میں سے رقم کاٹ لے؟

⑦ امام یا موذن کی کسی غلطی پر متولیان اگر تنبیہ کرنا چاہیں تو کس طریقہ سے کرے؟ کیا ایک عام آدمی کی طرح ان حضرات سے گفتگو کی جائے گی یا شریعت میں اس کے لیے کوئی فرق مرتبہ ہے؟

⑧ وہ کون کون سی غلطیاں ہیں جن کے سبب متولیان کو امام یا موذن کو معطل کردینے کا شرعی حق حاصل ہے؟ اگر کمیٹی میں دو متولیوں کی رائے معطل کی ہو اور وہ اپنی رائے میں بند ہوں؛ لیکن پانچ متولیان کی رائے اس کے خلاف ہو تو کن کا اعتبار ہے؟

⑨ وہ کون کون سے اعذار ہیں جن کے سبب متولیان کو امام وموذن پر تنخواہ کاٹنے کا حق حاصل ہے؟ نیز امام وموذن کے لیے جو تعطیلات اور رخصتیں شرعاً معتبر ہوں اور جن میں ان کی تنخواہ نہ کٹتی ہو اگر ان کی طرف نشاندہی فرمادی جائے تو تبرع ہوگا۔

⑩ امام یا موذن اپنی اپنی ملازمت سرکاری طور پر (گورنمنٹ میں) رجسٹرڈ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کروالے کہ انہیں بے جا طور پر کوئی ستا نہ سکے، اور نہ معمولی غلطی پر متولیان معطل کر سکے، تو آیا شرعاً ان کے لیے ایسا کرنے کی گنجائش ہے؟

(۱۱) فی زماننا اگر عمدہ اوصاف والا اور صحیح قرآن پاک پڑھنے والا امام یا موذن دستیاب نہ ہو سکے تو کیا موجودہ امام یا موذن کو عمدہ اوصاف اختیار کرنے اور صحیح قرآن پاک سیکھنے کے لیے ترغیب دی جائے یا مجبور کیا جائے؟ اگر رغبت دلانے سے اصلاح کی طرف توجہ نہ کرے تو کیا معطل کر دینے کی دھمکی دی جا سکتی ہے؟ اگر امام یا موذن کو کہنے والا کوئی نہ ہو یعنی کوئی نکیر نہ کرے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) کسی بھی آدمی کو کسی کام کے لیے اجرت پر مقرر کرتے وقت اجرت اور کام دونوں کی تعیین ضروری ہے، اس کے بغیر عقد اجارہ درست نہیں؛ البتہ تعیین کی ایک صورت تو یہ ہے کہ صاف صاف زبانی یا تحریری طور پر پوری تفصیل کے ساتھ بتلا دیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صاف صاف تفصیل سے تو نہیں بتایا گیا؛ بلکہ اجمالی طور پر کہہ دیا گیا کہ فلاں ذمہ داری آپ کو نبھانی ہے، تو اس صورت میں اگر عرف میں اس ذمہ داری کے ماتحت آنے والے امور لوگوں کو معلوم اور متعین ہیں تو یہ بھی کافی ہے، اس صورت میں ایسے کام جو عام طور پر عرف میں اس ذمہ داری کے ماتحت سمجھے نہیں جاتے، وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔

(۲) عام طور پر نائب کا تقرر اپنی غیر حاضری میں اپنے فرائضِ مفوضہ کی انجام دہی کے لیے کیا جاتا ہے؛ اس لیے جتنے دنوں کے لیے وہ غیر حاضر رہنے والے ہوں اتنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دنوں کے لیے نائب کا تقرر کیا جائے۔ رہی غیر حاضری تو اس کا مدار ذمہ داروں کی طرف سے امام کو دی جانے والی رخصت کے مطابق ہوگا۔ نائب کا تقرر فرائضِ مفوضہ کی انجام دہی کے لیے ہوتا ہے؛ اس لیے جس کو بھی نائب مقرر کیا جائے اس میں ان فرائض کی انجام دہی کی صلاحیت اور قابلیت ہونا کافی ہے، تمام کمالات اوصات اور خوبیوں میں نائب بنانے والے کا مساوی ہونا ضروری نہیں۔

③ مقرر کئے گئے نائب امام یا موذن سے مصلیوں کی ناراضگی کسی سببِ شرعی کی بنیاد پر ہو تو متولی حضرات اس نائب کو معطل کر کے کسی دوسرے لائق ایسے شخص کو جن کو مصلی پسند کرتے ہوں نائب مقرر کرلیں، چوں کہ مستقل امام کو ذمہ دار حضرات کی طرف سے معطل نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ رخصت دی گئی ہے اس لیے یہ تقرری مستقل طور پر نہ ہو؛ تاکہ مستقل امام یا موذن کی واپسی پر ان کو مستعفی کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے، ویسے بھی آج کل جن حضرات کو مستقل طور پر کسی کام کے لیے مقرر کیا جاتا ہے، ان کی بھی تقرری کے چند ماہ تک وقتی اور ہنگامی ہوتی ہے۔

④ قدیم امام یا موذن کو برخاست کرنے کے لیے عقدِ اجارہ کے اصول کے مطابق طریقہ اختیار کیا جائے، یعنی اگر یہ عقد مسانہۃً (یعنی سال بھر کے لیے) ہوا ہے تو درمیانِ سال اور اگر مشاھرۃً یعنی ماہ بھر کے لیے ہوا ہے تو درمیانِ ماہ ان کو برخاست نہ کیا جائے۔ امام یا موذن رخصت پوری ہونے کے بعد وعدہ کے مطابق حاضر نہ ہوں تو اس صورت میں عام طور پر عرف میں جتنی رعایت برتی جاتی ہے اتنی رعایت برتنی چاہیے۔ اس کے بعد نیا امام یا موذن مقرر کیا جاسکتا ہے۔ نیز اس کو برخاست کر کے نئے کی تقرری فتنہ کا موجب بن سکتی ہے، تو لوگوں میں فتنہ اور انتشار نہ ہو اس کا بھی خیال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکھنا ضروری ہے۔

⑤ اگر امام یا موذن نے اپنے نائب کے لیے تنخواہ کا کوئی معیار مقرر کیا ہے تو وہ نائب اس مقررہ مقدار کا مستحق ہوگا، اور اگر کوئی مقدار مقرر نہیں کی تو اجرت مثل کا حقدار رہے گا، امام نے یہ معاملہ اپنے نائب کے ساتھ از خود طے کیا ہے، درمیان میں متولیان کو ڈالا نہیں گیا ہے، تو اس صورت میں مناسب یہی ہے کہ متولیان اس میں دخل اندازی نہ کریں۔

⑥ جی ہاں! متولیان کو تنبیہ کرنے کا نیز اگر امام پانچوں وقت کی نماز کے لیے مقرر کیا گیا تھا تو فوت شدہ وقتوں کی تنخواہ کاٹنے کا حق ہے۔

⑦ شریعتِ مطہرہ نے فرقِ مراتب کا تو حکم دیا ہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "أنزلوا الناس منازلهم" نیز ارشاد نبوی ہے: "اکرموا کریم کل قوم" اور مثل مشہور ہے: "گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی" اس لیے ان کے مقام منصب اور مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے گفتگو کی جانی چاہیے۔

⑧ جن کوتاہیوں پر عقدِ اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے یا جن غلطیوں کی وجہ سے امام یا موذن کی اہلیتِ امام وتاذنین مجروح ہوتی ہے، ان کی بنا پر معطل کیا جا سکتا ہے۔ معطل کے سلسلہ میں متولیان میں اختلاف ہو تو اگر شرعی دلیل سے کسی ایک کی تائید ہوتی ہے، تو اس کی بات کا اعتبار ہوگا؛ ورنہ دستور کے مطابق عمل ہوگا۔

⑨ بلا رخصت غیر حاضری کی صورت میں یا مفروضہ ذمہ داری کی عدمِ ادائیگی کی صورت میں تنخواہ کاٹی جا سکتی ہے۔ تعطیلات اور رخصتوں کا مدار عرف پر ہے۔

⑩ کیا یک طرفہ رجسٹری ممکن بھی ہے؟ نیز چوں کہ اس رجسٹری میں واقعی غلطی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی صورت میں بھی معطلی دشوار ہوجاتی ہے؛ اس لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

⑪ موجودہ امام یا موذن اگر صحیح قرآن نہیں پڑھتا تو تصحیح کے لیے ترغیب دے کر آمادہ کیا جائے، اگر اس پر بھی آمادہ نہ ہو تو معطلی کی دھمکی دے کر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔ فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر تنبیہ کرنے کا کام متولیان کا ہے، مصلیان اگر یہ کام شروع کریں گے تو بدنظمی پیدا ہوگی؛ البتہ مصلیان ایسی کوتاہی سے متولیان کو آگاہ کریں کہ وہ حضرت تنبیہ ونکیر کا فریضہ انجام دیں؛ ورنہ دونوں گنہگار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۵؍رجب المرجب ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

امام کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: نماز کی امامت کے لیے امام رکھنے کا کیا معیار ہے، اور اس کو امامت سے برطرفی کا کیا معیار ہے، ہمارے یہاں بدقسمتی ہے کم از کم تنخواہ والا امام چاہیے، اس کو قرآن پڑھنا صحیح آتا ہو یا نہ آتا ہو، رکھ لیا جاتا ہے، اور جب تک وہ اہل تبلیغ کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے، اس کو برقرار رکھا جاتا ہے، ورنہ اس کو برطرف کر دیا جاتا ہے، لہٰذا امام کو رکھنے اور برطرف کرنے کا معیار کیا ہے؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام عاقل، بالغ، صحیح العقیدہ، نماز سے متعلق احکام ومسائل سے واقف، صحیح طریقہ سے پڑھنے والا، دیندار ہونا چاہیے، حدیث شریف میں ہے، کہ اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمہاری نماز درجۂ مقبولیت کو پہنچے، تو تم میں جو بہتر اور نیک ہو، وہ تمہاری امامت کرے، کہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے مابین قاصد ہے، فقہ کی مشہور کتاب ''نورالایضاح'' میں ہے، امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو دین کے امور کا زیادہ جاننے والا (خصوصاً نماز سے متعلق مسائل سے سب سے زیادہ واقف) ہو، پھر وہ جو تجوید سے پڑھنے میں زیادہ ماہر ہو، پھر جو زیادہ متقی اور پرہیز گار ہو، پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو، پھر وہ جو اخلاق میں اچھا ہو، پھر وہ جو خوبصورت باوجاہت ہو، پھر وہ جو نسباً زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز اچھی ہو، پھر وہ جو زیادہ پاکیزہ کپڑے پہنتا ہو۔ (۸۲/۸۳)

الغرض جو شخص اس ترتیب کے بموجب ان اوصاف میں بڑھا ہوا ہوگا، وہ دوسرے مقابلہ میں امامت کا زیادہ حقدار ہوگا، اعلیٰ اور مستحق چھوڑ کر ادنی کو امام بنانا غلط ہے، حدیث میں ہے، جب قوم کی امامت ایسا شخص کرے کہ اس کے پیچھے بہتر شخص موجود ہو تو وہ قوم ہمیشہ پستی میں رہے گی، دوسری حدیث میں ہے، کہ جو شخص کسی جماعت میں، کسی کام کی ذمہ داری، کسی شخص کے سپرد کردے، اور اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو، جو اس سے زیادہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے والا ہے، تو اس نے (اس غلط انتخاب سے) اللہ سے خیانت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت کی، نیز تمام مسلمانوں سے خیانت کی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/۱۵۹، ۱۶۰ ملخصاً) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/صفر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

امامت کو کورٹ کے ذریعہ رجسٹریشن کرالینا درست نہیں

(سوال): ہمارے گاؤں کی مسجد میں امام صاحب اور مؤذن صاحب تقریباً بائیس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سال سے خدمت انجام دے رہے ہیں، اور ماشاء اللہ امام صاحب اور مؤذن صاحب کو اچھی تنخواہ بھی دی جارہی ہے، امام صاحب کو تقریباً دس ہزار، اور مؤذن صاحب کو چھ ہزار کے قریب تنخواہ دی جارہی ہے، امام صاحب سے بہت سے گاؤں والے ناراض ہیں، لہٰذا گاؤں والوں نے موجودہ امام کو رخصت کر کے دوسرے امام کو منصب امامت سونپنے کا ارادہ کیا تھا، کہ امام صاحب کو گاؤں والوں کا حال معلوم ہوا لہٰذا امام صاحب اور مؤذن صاحب دونوں نے سرکاری عدالت (کورٹ) کے چکر لگا کر، اور روپیے خرچ کر کے اپنی امامت کو فکس اور مستقل کروالیا کہ گاؤں والے انہیں نکال نہ سکیں، اب گاؤں والے ان دونوں کو نکالنے کا ارادہ کرتے ہیں، تو امام صاحب پانچ لاکھ روپیے کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چوں کہ میں اب مستقل امام ہوں، لہٰذا اگر تم نے روپیے نہیں دیے تو ہمارا ہی خاندان کا کوئی فرد امام بنے گا، تو کیا امام صاحب کا مذکورہ معاملہ درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعتِ مطہرہ میں منصب امامت کے لیے کچھ اوصاف ضروری قرار دیے گئے ہیں، جس آدمی میں وہ اوصاف موجود ہوں وہ اس کا اہل سمجھا جاتا ہے، سرکاری رجسٹریشن اس کی بنیاد نہیں، چناں چہ فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: ’’امام عاقل، بالغ، صحیح العقیدہ، نماز سے متعلق احکام ومسائل سے واقف، صحیح طریقہ سے پڑھنے والا، دیندار ہونا چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ اگر تمھیں یہ پسند ہے کہ تمہاری نماز درجۂ مقبولیت کو پہنچے تو تم میں جو بہتر اور نیک ہو وہ تمہاری امامت کرے، کہ وہ تمھارے اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمہارے پروردگار کے مابین قاصد ہے۔ (شرح نقایہ ۱/۸۶)

دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے جو بہتر ہو اس کو اپنا امام بناؤ؛ کیوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ایلچی ہے۔ (حوالۂ مذکورہ)

فقہ کی مشہور کتاب ''نور الایضاح'' میں ہے ''امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو دین کے امور کا زیادہ جاننے والا (خصوصاً نماز سے متعلق مسائل سے سب سے زیادہ واقف) ہو، پھر وہ جو تجوید سے پڑھنے میں زیادہ ماہر ہو، پھر جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو، پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو، پھر وہ جو اچھے اخلاق والا ہو، پھر وہ جو خوبصورت، باوجاہت ہو، پھر وہ جو نسباً زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز اچھی ہو، پھر وہ جو زیادہ پاکیزہ کپڑے پہنتا ہو۔ (ص ۸۲، ۸۳)

الغرض جو شخص اس ترتیب کے بموجب ان اوصاف میں بڑھا ہوا ہوگا وہ دوسرے کے مقابلہ میں امامت کا زیادہ حق دار ہوگا، اعلیٰ اور مستحق کو چھوڑ کر ادنیٰ کو امام بنانا غلط ہے۔ حدیث میں ہے: ''اذا أم الرجل القوم و فیهم من هو خیر منه لم یزالوا فی سفال''۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱/۱۰۸)

جب قوم کی امامت ایسا شخص کرے کہ اس کے پیچھے بہتر شخص موجود ہے تو وہ قوم ہمیشہ پستی میں رہے گی۔ (کہ قابل قدر کی قدر نہیں کر رہی)۔

دوسری ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی جماعت میں کسی کام کی ذمہ داری کسی شخص کے سپرد کردے، اور اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اس سے زیادہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے والا، اور اللہ کے احکام کی زیادہ تعمیل کرنے والا ہے، تو اس نے (اس غلط انتخاب سے) اللہ سے خیانت کی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کی؛ نیز تمام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسلمانوں سے خیانت کی''۔ (فتاوی ابن تیمیہ ۱/ ۱۰۸، فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۱۶۰، ۱۵۹)

اس لیے امام صاحب کا اپنی امامت کو کورٹ کچہری کے ذریعہ رجسٹریشن کرا لینا شرعاً درست نہیں؛ نیز امامت میں شرعاً وراثت بھی جاری نہیں ہوتی، اس لیے امام صاحب کا یوں کہنا کہ میرے بعد میرا لڑکا ہی امام بنے گا شرعاً درست نہیں، نیز ان کا منصب امامت سے ہٹنے کے لیے گاؤں والوں سے پانچ لاکھ روپیے کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں، یہ ایک قسم کی رشوت ہے، جو ان کے لیے حرام ہے، ان کو امام مقرر کرتے وقت ان کے ساتھ امامت کا کام انجام دینے کے لیے عقدِ اجارہ کیا گیا تھا وہ شرعاً عقد اجارہ پر مرتب ہونے والے احکام کے پابند ہیں۔ رہا گاؤں والوں کا ان کی امامت سے ناراض ہونا تو اگر ان کی اس ناگواری اور ناراضگی کا سبب یہ ہے کہ امام میں کوئی خرابی ہے یا یہ لوگ امامت کے اس سے زیادہ مستحق ہیں وہ ان سے کم درجہ رکھتا ہے، تو اس کو امامت کرنا مکروہِ تحریمی ہے؛ چناں چہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو امامت کرے اور لوگ اس سے کراہیت محسوس کرتے ہوں، اور اگر واقعہ یہ ہے کہ امام ہی سب سے زیادہ امامت کا حق دار ہے (یعنی عالم، فاضل اور متقی ہے) اور لوگ اس سے کراہیت کرتے ہیں تو اس کراہیت کا وبال نمازیوں پر ہوگا۔

(درمختار مع الشامی) (فتاوی رحیمیہ ۱/ ۱۶۵، ۱۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عالم کا عامی کی اقتدا میں نماز پڑھنا

سوال: عالم اگر ایسے جاہل کے پیچھے نماز پڑھے جس کو نہ قرآن صحیح پڑھنا آتا ہو،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور نہ اسے مسائل سے واقفیت ہو، تو عالم کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ جاہل "قدر ماتجوز به الصلوٰۃ" قرأت (یعنی قرآن کی اتنی مقدار جس کے پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہو پڑھنے) پر قادر ہے، اور اس کی نماز میں کوئی مفسد صلوٰۃ بات پیش نہیں آئی ہے، تو اس کے پیچھے عالم کی نماز بھی درست ہے، اور اگر "قدر ماتجوز به الصلوٰۃ" قرأت پر قادر نہیں ہے، تو اس کے پیچھے عالم یعنی ایسے آدمی کی نماز جو اتنی مقدار قرأت پر قادر ہو، درست نہیں۔ (شامی ۱/۴۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

امام کی وجہ سے جماعت کو مؤخر کرنا

سوال: جماعت کا وقت ہونے کے بعد امام کے لیے پانچ منٹ انتظار کرنے میں کوئی حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ امام کو تاخیر کی عادت نہیں بنانی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کبھی کبھار مثل اول پر عصر پڑھنا

سوال: میں ایک ایسے شہر میں رہتا ہوں، جہاں غیر مقلدین حضرات کی کثرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے اور اس شہر کی تمام مساجد کے ائمہ بھی تقریباً غیر مقلدین ہی ہیں، اور وہ حضرات عصر کی نماز مثل اول پر پڑھاتے ہیں، بسا اوقات مجھے کبھی مسجد میں امامت کے لیے آگے کر دیا جاتا ہے، تو کیا میں مثل اول پر نماز پڑھا سکتا ہوں جب کہ میں حنفی المسلک ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتاوی محمودیہ میں ہے: ''قول مختار اور مفتی بہ تو یہی ہے کہ وقت عصر مثلین سے شروع ہوتا ہے، مگر دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مثل واحد کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے، اور اس وقت کی پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوتا''۔(۱۶/ ۳۱۸)

اس لیے کبھی اتفاقیہ نماز پڑھانے کی نوبت آجائے تو درست ہے، مستقلاً ہمیشہ مثل واحد پر نماز عصر ادا کرنا گویا امام ابوحنیفہ کے مذہب کو ترک کرنا ہے، اس لیے ایسا نہ کیا جائے، اگر ہو سکے تو چند حنفی حضرات دوسری مسجد میں جا کر مثلین پر جماعت کر لیا کریں، یہ بھی نہ ہو سکے کسی کمرہ یا عبادت گاہ میں جماعت کر لیا کریں''۔

(ماخوذ از فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۳۲۹، ۳۳۰)

غیر مقلدین کی اقتداء سے حتی الامکان احتراز لازم ہے مگر بوقت ضرورت ان کے پیچھے نماز پڑھ لے جماعت نہ چھوڑے۔(احسن الفتاوی ۳/ ۲۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بے ریش غیر مقلد کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال: وہاں کی مساجد کے ائمہ بے ریش ہوتے ہیں تو کیا ان کی اقتداء کر کے باجماعت نماز پڑھنا اولیٰ ہے یا منفرداً اپنے گھر میں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لیے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کریں، اگر نہ ملے تو جماعت نہ چھوڑیں؛ بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لیں۔ (ماخوذ از مسائل امامت ص ۵۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کپڑے کے موزوں پر مسح کرنے والے کے پیچھے نماز

سوال: وہ کپڑے کے موزے جن کو عام طور پر ہم سردیوں میں استعمال کرتے ہیں، وہاں کے ائمہ ان پر مسح کر کے نماز پڑھاتے ہیں، تو کیا ان کی اقتداء جائز ہے؟ یا کوئی اور صورت اختیار کی جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے جس سے حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو، اور متعصب نہ ہو تو اقتداء اس کی درست ہے۔

(مسائل امامت ص ۸۲، ۸۳)

صورت مسئولہ میں اگر امام ایسے موزے پر مسح کرتا ہے جس پر حنفیہ کے یہاں مسح درست نہیں، تو ایسے امام کی اقتداء درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غیر مقلد خطیب کی اقتداء میں جمعہ

سوال: اس شہر میں بروز جمعہ خطبہ تقریباً ۴۰ یا ۴۵ منٹ کا ہوتا ہے، جس میں پہلا خطبہ تقریباً ۳۰ منٹ کا ہوتا ہے، اور دوسرے خطبہ میں تسبیح، تحمید اور دعاء ہوتی ہے؛ نیز اس دوسرے خطبہ میں امام اور تمام حاضرین بوقت دعاء ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، اور خطبہ ۶۰ فیصد انگریزی میں ہوتا ہے، اور ۴۰ فیصد عربی میں، اب ایسی صورت میں ان ائمہ کی اقتداء کرنا اولیٰ ہے یا ظہر کی نماز پڑھنا؟ پورے شہر کی تمام مساجد کا یہی حال ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ان ائمہ کی اقتداء ہی کر لیں، ظہر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مہدوی فرقہ سے تعلق رکھنے والے حافظ کی اقتداء میں نماز

سوال: ہمارے یہاں بھروچ میں فرقۂ مہدویہ کے بہت زیادہ لوگ رہتے ہیں، اس فرقے کے بہت سارے بچے اپنے مدرسہ میں (مکاتب میں) پڑھتے ہیں، کچھ بچے اپنے ادارہ میں پڑھ کر حافظ ہوتے ہیں، اب یہ بچے رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن سنانا چاہتے ہیں، تو کیا اہل سنت والجماعت کی مسجد میں یہ قرآن سنا سکتے ہیں؟ اور اگر یہ تراویح اور نماز پڑھاویں، تو ان کی اقتدا میں ہماری نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس فرقہ کے متعلق مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ فرقہ کافر ہے۔ دیکھیے: کفایت المفتی جلد ۱/ ۳۲۱

اس کے متعلق ایک تفصیلی فتویٰ فتاوی رحیمیہ (۷/ ۳۹ تا ۶۱) میں موجود ہے، اس کا مطالعہ فرمالیں۔

ہمارے اطراف میں اس فرقے کے جو افراد موجود ہیں، ایک زمانہ سے ان کا تعلق دکن میں واقع اپنے مرکز سے نہ رہنے کی وجہ سے، اور ہمارے اہل سنت والجماعت سے تعلقات، ان کے ساتھ لین دین اور صحیح العقائد حضرات کی صحبت کی وجہ سے، ان میں سے بہت حضرات کی اصلاح ہو چکی ہے، صرف برائے نام مہدوی ہیں۔ لہٰذا جو لوگ صحیح العقیدہ ہو گئے ہیں، وہ مندرجۂ بالا حکم کے مصداق نہ ہوں گے؛ البتہ پچھلے چند سالوں سے دکن میں واقع مرکز کے ذمہ دار حضرات کا آنا جانا، اور ان حضرات کا ان سے رابطہ بڑھا ہے اس لیے احتیاط اور تحقیق حال ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مرضِ برص میں مبتلا آدمی کی امامت کیا مکروہ ہے؟

سوال: بندہ چھ سات سال سے ایک مقام کی جامع مسجد میں امامت کرتا ہے، اور مرضِ برص میں مبتلا ہے، تو کیا میں امامت کر سکتا ہوں یا نہیں؟ چند علماء کرام سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ برص میں مبتلا آدمی کی امامت مکروہ ہے، بہ شرطے کہ مقتدی کراہت محسوس کرتے ہوں، اور اگر مقتدی حضرات کراہت محسوس نہیں کرتے تو امامت بلا کراہت جائز ہے، لہٰذا آپ والا اس مسئلہ کو مدلل تحریر فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مرض برص اگر تمام جسم میں اس حد تک پھیل چکا ہے، کہ اس کی وجہ سے مقتدی نفرت وکراہت محسوس کرتے ہیں تو اس شخص کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔

''درمختار'' میں ہے: و''أبرص شاع برصه'' یعنی ایسے آدمی کی امامت جس کا مرض برص پھیل چکا ہو مکروہ (تنزیہی) ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اسکی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: والظاهر ان العلة النفر، ولذا قيد الأبرص بالشيوع. یعنی ظاہر یہی ہے کہ کراہت کی علت نفرت ہے، اور اسی لیے ابرص میں یہ شرط لگائی کہ اس کا مرض پھیل چکا ہو۔ (شامی ۱/۴۱۶)

اگر کسی کے علم وتقوی کی وجہ سے لوگوں کو (اس کی امامت سے) انقباض (نفرت و کراہت) نہ ہو تو کراہت تنزیہی بھی نہیں۔ (احسن الفتاوی ۳/۳۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹی۔وی دیکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: ہمارے مسجد کے امام صاحب ٹی۔وی، فلم دیکھنے کے بہت عادی ہیں، بار بار ان کو اس پر آگاہ کیا گیا، اور مفتیان کرام کے فتوؤں سے ان سے توبہ بھی کروائی گئی؛ لیکن پھر بھی وہ اپنی عادتِ شنیعہ سے باز نہیں آئے، ان کے گھر کے اندر (جو مسجد کے ٹرسٹیوں نے ان کو رہنے کے لیے دیا ہے) انھوں نے ایک ٹی۔وی لاکر رکھ دی ہے، اور وہ مع اپنے اہل وعیال کے ٹی۔وی دیکھتے ہیں، اور اب تو بعض حضرات نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیا ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک مرتبہ امام صاحب کے متعلق میٹنگ بھی قائم کی گئی تو امام صاحب نے عوام کو یہ شوشہ چھوڑ کر خاموش کر دیا کہ بتلاؤ تین داڑھی منڈے آدمی ہیں، اور جماعت کا وقت ہو چکا ہو لہٰذا جماعت ان پر واجب ہوگی، اب بتلاؤ کہ ان میں سے نماز کون پڑھائیگا، تو کسی نے جواب دیا کہ جو ان میں بہتر ہوگا وہ پڑھائے گا، پھر امام صاحب نے سوال کیا کہ کیا ان کی نماز ہو جائے گی؟ جواب دیا کہ نماز ہو جائیگی، پھر امام صاحب نے جواب دیا کہ جب داڑھی منڈا آدمی جو فاسق ہے امامت کرتا ہے، اور نماز بھی درست ہو جاتی ہے تو مجھ کو بھی انہی میں سے شمار کرو گویا میں بھی امامت کرا سکتا ہوں اور میرے پیچھے بھی نماز ہو جاتی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسا امام امامت کے لائق ہے؟ ایسے امام کو باقی رکھا جائے یا نکال دیا جائے، اور ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ٹیلی ویژن دیکھنا ناجائز ہے، اور ایسے امام کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

(احسن الفتاوی ۳/۲۸۸)

بار بار کی تنبیہ کے باوجود جب امام صاحب اپنی اس عادت شنیعہ سے باز نہیں آتے تو ان کو علاحدہ کر کے دوسرا متبع شریعت پرہیزگار اور نماز کے مسائل سے واقف، صحیح قرآن پڑھنے والا امام تجویز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ٹی وی پروگرام میں کردار ادا کرنے والے کی امامت

سوال: ٹی-وی دیکھنا اور اس کے پروگراموں میں شرکت کر کے کوئی کردار کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ نیز ان کی امامت اور ان کی اقتداء میں ادا کردہ نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ٹیلی ویژن دیکھنا ناجائز ہے اور ایسے امام کی اقتداء مکروہِ تحریمی ہے؛ مگر نماز ہوجائے گی، لوٹانا ضروری نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۲۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پتا کھیلنے اور ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب تاش کھیلتے ہیں، اور ٹی۔وی دیکھتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مؤذن کی اجازت سے دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے

سوال: مؤذن صاحب کی اجازت سے دوسرا شخص تکبیر کہنا چاہے تو کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کہہ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تنخواہ دار امام بہتر ہے یا غیر تنخواہ دار؟

سوال: مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے پیش امام تنخواہ لینے والا بہتر اور اچھا ہے یا وہ امام جو تنخواہ نہ لیتا ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام اعلم، اقرء اور اورع ہونا چاہیے، یعنی شرعی مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور متبع شریعت و پابندِ سنت ہو، اب اگر دو آدمی مذکورہ اوصاف میں برابر ہیں، اور ان میں سے ایک تنخواہ لیتا جب کہ دوسرا نہیں لیتا، تو اس صورت میں جو تنخواہ نہ لیتا ہو تو اس کو امام بنانا بہتر ہے۔

عن عثمان بن ابی العاص قال: قلت یا رسول اللہ اجعلنی امام قومی، قال: انت امامهم واقتد بأضعفهم واتخذ مؤذناً لا یاخذ علی اذانه اجراً. رواه احمد و ابوداؤد والنسائی (مشکوة شریف) ثم یدخل فی کونه خیاراً ان لا یأخذ اجراً (مرقاة ۲/ ۱۷۰)

باقی اگر کسی امام میں امامت کے لیے مطلوبہ اوصاف مفقود ہیں یا کمی ہے، تو محض اس بنا پر کہ وہ تنخواہ نہیں لیتا اس کو بہتر نہیں کہہ سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حرام کمائی سے دعوت کھانے والے امام کی امامت

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب پانچوں وقت کی نماز پڑھاتے ہیں، عام طور پر لوگ دعوت امام صاحب کی کیا کرتے ہیں، جماعت کے ایک آدمی جن کی اکثر کمائی حرام کی آمدنی ہے، جوا، بیٹنگ وغیرہ، وہ بھی امام صاحب کو مدعو کیا کرتے ہیں، ایسے اماموں کے پیچھے نمازیوں کا اقتداء کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسی آدمی کی اکثر آمدنی حلال ہے، تو اس کی دعوت کھانا درست ہے؛ البتہ اگر خاص وہ دعوت مال حرام سے ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اور اگر کسی کی اکثر آمدنی حرام ہے تو اس کی دعوت کھانا درست اور جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر خاص وہ دعوت مالِ حلال سے ہو تو اس کا کھانا جائز اور درست ہے، مثلاً: اس نے کسی سے قرض لے کر دعوت کی ہے، اب اگر امام صاحب ایسے آدمی کے گھر دعوت کھاتے ہیں جس کی اکثر آمدنی حرام ہے، تو وہاں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ اس آدمی نے حلال مال سے دعوت کی ہو، یا کسی سے قرض لے کر دعوت کی ہو، اس لیے محض اتنی بنیاد پر امام صاحب کی امامت پر کوئی حکم کراہت وغیرہ کا نہیں لگایا جاسکتا، مومن کے ساتھ خصوصاً جب کہ وہ امام بھی ہو حسنِ ظن رکھنا چاہیے، پھر بھی امام صاحب کو چاہیے کہ ایسے شخص کی دعوت سے احتیاط کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غیر منتشر آلہ والے کی امامت

سوال: اگر کوئی شخص کا ذکر منتشر نہ ہوتا ہو تو اس کے لیے امامت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ پہلی صف میں کھڑا رہ سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب جلد سے جلد روانہ کریں اور اس کی عمر ۲۵/سال سے زیادہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس کی عمر ۲۵/سال ہے؛ لیکن کمزوری کی وجہ سے اس کا ذکر منتشر نہیں ہوتا تو اس کی امامت درست ہے، بہ شرطے کہ اس میں اور کوئی مانع موجود نہ ہو؛ نیز ایسا آدمی پہلی صف میں کھڑا بھی رہ سکتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ۲/۱۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حرام خور اور کاذب کی امامت

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد کے پیش امام مٹکے واندے والے کے پاس کھانا کھاتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور قبرستان والے کی کمائی کھاتے ہیں، اور جھوٹ بہت بولتے ہیں، ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس آدمی کی تمام آمدنی یا زیادہ تر آمدنی حرام کی ہو اس کی دعوت کھانا درست نہیں ہے۔ جھوٹ بولنا حرام ہے، ایسا آدمی اگر توبہ نہیں کرتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ويكره إمامة عبد واعرابي وفاسق (تنویر الابصار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/صفر ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ناپسند امام کی امامت

سوال: زید تیسری اور چوتھی رکعت میں قیام اتنا طویل کرتا ہے۔ طویل سے مراد، جیسے: الحمد الحمد، اياك نعبد اياك نعبد، واياك نستعين- اتنے عرصہ میں مقتدیان الحمد دس مرتبہ پڑھ سکتے ہیں، گویا سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی پڑھ رہا ہے۔

زید کو حالتِ قیام میں وسوسہ آتا ہے، یعنی شک کی بناء پر کسی لفظ کو بار بار دہراتا ہے۔

زید التحیات، درود شریف، دعاء ماثورہ اتنی جلدی پڑھتا ہے کہ دوسرے لوگ صحیح طور سے التحیات بھی نہیں پڑھ سکتے۔

آواز اتنی پست ہے کہ قراءت اور نہ ہی تکبیر وغیرہ صحیح طور سے سننے میں آتی ہے، جس کی وجہ سے کوئی رکوع میں ہے اور کوئی سجدے میں۔

زید رکوع وسجود میں تسبیح اتنی جلد پڑھتا ہے کہ دوسرے لوگ صحیح طور سے ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھ سکتے، اگر کسی امام میں مندرجۂ بالا وجوہات پائی جائیں تو کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہوگی؟

تقریباً سبھی مصلیان ان وجوہات کی بنا پر اس امام سے متنفر ہو چکے ہیں، اگر مقتدیان امام سے متنفر ہوں تو ان کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ جواب مرحمت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرمائیں عین کرم ہوگا۔

نوٹ: اگر شافعی مسلک سے جواب عنایت فرمائیں تو زیادہ بہتر ہوگا؛ چوں کہ امام ومقتدیان سبھی شافعی المسلک ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کسی امام کی امامت کو مقتدی حضرات ناپسند کرتے ہیں، اور یہ ناپسندیدگی کسی ذاتی رنجش یا عداوت کی وجہ سے نہیں؛ بلکہ اس لیے ہے کہ امام میں شرعی طور پر ناپسندیدگی کی وجوہات پائی جاتی ہیں۔ (جیسا کہ سوال میں مذکور صورت میں زید کے حق میں ہے) تو ایسے امام کے لیے لوگوں کی امامت کرنا مکروہ ہے۔

ویکره أن یصلي الرجل بقوم، وأکثرهم له کارهون (قال الشارح) وإنما تکره إمامته إذا کرهوه لمعنی مذموم شرعاً، کوال ظالم أو یمحق هیئات الصلوٰ الخ (شرح مهذب ۲۷۶،۲۷۳)

تنبیہ: ہمارے یہاں سے فقہ حنفی کے مطابق جواب دیے جاتے ہیں، آپ کی طلب پر فقہ شافعی کے مطابق ''شرح مہذب'' سے جواب دیا گیا ہے، کسی شافعی مفتی کی تصدیق کے بعد اس پر عمل فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

فاسق کی امامت

سوال: کوئی امامِ مسجد ہے، جھوٹ بولتا ہے، یا زنا کرتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درست نہیں ہے؟ اگر کوئی امام خالص جمعہ پڑھاتا ہے، باقی نماز میں مسجد میں نہیں آتا؛ جب کہ گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے، کیا اس کی اقتداء صحیح ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے، جب تک وہ توبہ کر کے اپنی حالت درست نہ کر لے، وہاں تک اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

جو شخص بلا عذر ترکِ جماعت کا عادی ہو، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، بحالت مجبوری اس کے پیچھے جو نماز ادا کی جائیگی، اس کا اعادہ لازم نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۷۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فاسق کی امامت

(سوال): ایسا امام جو ڈاڑھی کترتا ہو اور منبر پر مخلوط خطبہ (عربی اور دیگر زبانوں میں) دیتا ہو اور ایسی تقریبات میں شرکت کرتا ہو جس میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط اور ویڈیو کیسٹ تیار کی جاتی ہو تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے یا شرعاً کوئی قباحت ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

ڈاڑھی قبضہ سے کم کرنا حرام ہے، اس طرح ڈاڑھی کٹانے اور منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ اس لیے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا شخص جبراً امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ نے بنادیا اور ہٹانے پر قادر نہ ہوں، تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کریں، اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑیں؛ بلکہ فاسق کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیچھے ہی نماز پڑھ لیں، اس کا وبال وعذاب مسجد کے منتظمین پر ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۰)

ایسی تقریبات جن میں مردوں کے ساتھ بے پردہ عورتوں کا اختلاط ہو اور اس کی ویڈیو کیسٹ تیار کی جارہی ہو میں شرکت کا عادی شخص فاسق ہے اور اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (ماخوذ از احسن الفتاویٰ ۳/۳۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

فاسق کی امامت

سوال: ایک شخص ریڈیو پر گانا سنتا ہے اور کبھی کبھی فلمی گانوں کو سن کر وجد میں آکر خود گانا شروع کر دیتا ہے، ڈاڑھی بھی کاٹتا ہے اور بسا اوقات سنن مؤکدہ کا بھی خیال نہیں کرتا ہے، وہ شخص مذکور امامت بھی کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؛ جب کہ ان تمام باتوں کو دیکھ کر اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے پر دل آمادہ نہیں ہوتا اگر منع کریں تو فساد کا اندیشہ ہے مدلل تحریر فرمائیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شخص مذکور فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور اس سے اچھا امام میسر ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے ورنہ جماعت ترک نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مودودی امام کی امامت

سوال : جماعتِ اسلامی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

مودودی عقائد والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(احسن الفتاویٰ ۳/۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

غیر مقلد کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال : اہلِ حدیث کے پیچھے جو کہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ مانے اور سب وشتم کریں ان پر، اسی طرح تبلیغی جماعت کو نہ مانے، تو آیا اس کے پیچھے نماز پنج وقتہ پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ یہاں تک کہ ایک مرتبہ جہاں پر وہ امامت کراتے ہیں، اس مسجد میں جماعت والے آکر چلے گئے، تو ان صاحب نے کہا، مسجد ناپاک ہوگئی: لہٰذا دھوڈالو؛ چناں چہ مسجد کو بھی دھوڈالنے کا امر کیا، اسی طرح اپنی طرف سے من گھڑت فتوے بگارتا ہو، مثلاً: یہ کہ قربانی میں سات سے زائد بھی شریک ہوسکتے ہیں، اسی طرح خاندان میں صرف ایک نے قربانی دی تو تمام کی طرف سے کافی ہوجائیگی، چاہے ان پر فرض ہو کہ نہ ہو، اور جس کا بیان مسجد میں ہنسی مذاق سے خالی نہ ہو، جس کی وجہ سے مسجد کے ادب کو بالکل محفوظ نہ رکھتا ہو، اور مسجد میں بغیر گھٹنے ڈھانکے رہ کر اسی حالت میں بیت الخلاء جاکر اسی حالت میں پھر مسجد میں آتا ہو، تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم ہے کہ نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اوران اوصاف کے ہونے کے باوجود ایسے کوامامت کے لیے مقرر کرسکتے ہیں کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر یہ یقین ہو کہ امام نماز کے ارکان وشرائط میں دوسرے مذاہب کی رعایت کرتا ہے، تو اس کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر رعایت نہ کرنے کا یقین ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔ اور جس کا حال معلوم نہ ہو، اس کی اقتداء مکروہ ہے۔ آج کل کے غیر مقلدین کی اکثریت صرف یہی نہیں کہ رعایت مذاہب کا خیال نہیں رکھتی؛ بلکہ اس کو غلط سمجھتی ہے اور عمداً اس کے خلاف کا اہتمام کرتی ہے اور اس کو ثواب سمجھتی ہے، اس لیے ان کی اقتداء سے حتی الامکان احتراز لازم ہے؛ مگر بوقتِ ضرورت ان کے پیچھے نماز پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے۔

قال في العلائية عن البحر: إن تيقن المراعاة لم يكره، أو عدمها لم يصح، وإن شك كره (رد المحتار ۱/۵۲۶)

یہ تفصیل اس وقت ہے کہ یہ امام صحیح العقیدہ ہو، اگر اس کا عقیدہ فاسد ہے، مقلدین کو مشرک جانتا ہے اور سبِّ سلف کرتا ہے، تو اس کی امامت بہر حال مکروہ تحریمی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

طامعِ دنیا، بناوٹی شافعی کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال: (۱) اس اطراف میں بعض لوگ امامت کے لیے آتے ہیں، اور روپیہ کے خاطر دوسرا مسلک حنفی ہوتے ہوئے مقتدیوں کے ہم مسلک ہو کر اسی کے مطابق نماز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پڑھاتے ہیں، اور دوسرے احکام بجالاتے ہیں، اور جب اپنے مکان جاتے ہیں تو وہی اپنا اصل مسلک اختیار کرتے ہیں، ایسی صورت میں خود امام کی نماز درست ہوئی یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ عدمِ صحت کی صورت میں قضا کا کیا حکم ہے؟

اس میں کئی شقیں ہیں: (۱) حنفی کی اقتداء شافعی کے پیچھے۔ (۲) شافعی کی اقتداء حنفی کے پیچھے۔ (۳) شافعی کی اقتداء بناوٹی شافعی کے پیچھے۔ (۴) حنفی کی اقتداء ایسے حنفی کے پیچھے جو بناوٹی شافعی ہو، پھر خود امام کا وقتی طور پر مسلک بدلنا (انتقال من مسلک الی مسلک) خواہ حقیقۃً یا طمعاً درست ہے؟ آیا یہ تلفیق تو نہیں؟ اگر یہ حرام ہے تو امام کو نکال دینا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے؟ نیز کبھی مقتدی حضرات بھی ہم مسلک امام نہ ملنے کی وجہ سے حنفی آئے ہوئے امام کو اپنے ہم مسلک کرا کے اسی کے پیچھے نماز پڑھنے پر راضی ہوجائیں، ایسی صورت میں خود مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے آیا مقتدیوں کے لیے ایسا کرنا، کرانا جائز ہے؟

براہِ کرم ہر مسئلہ کا مفصل مکمل ومدلل جواب دیں؛ بلکہ اگر کوئی اشکال پیدا ہوسکتا ہو تو اس کا جواب بھی عنایت فرمائیں؛ کیوں کہ اس اطراف میں بہت سے ائمہ (حقیقۃً حنفی) بناوٹی شافعی بنے ہوئے لوگوں کو ہانک رہے ہیں؛ تاکہ اس کا انسداد کیا جاسکے، اور مسلمانوں کی نماز کو ضیاع سے بچایا جائے۔

شافعی المسلک کی جماعتِ ثانیہ میں حنفی کی شرکت

سوال: (۲) یہاں کی مسجدیں عموماً اس وضع کی ہوتی ہیں کہ جماعت خانہ کے سوا باہر کوئی جگہ مستقلاً نہیں رہتی ہے، اور اسی میں شوافع حضرات جماعتِ ثانیہ کرلیتے ہیں، تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس جماعتِ ثانیہ میں کوئی حنفی المسلک شخص اقتداء کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

① فى الدر المختار: ارتحل إلى مذهب الشافعىّ يعزر سراجية. قال الشامى: (قوله ارتحل الى مذهب الشافعى يعزر) اى إذا كان ارتحاله لا لغرض محمود شرعاً، لما فى التاتارخانية: حكى أن رجلا من اصحاب أبي حنيفة خطب إلى رجل من أصحاب الحديث ابنته في عهد أبي بكر الجوزجاني، فابى إلا أن يترك مذهبه فيقرأ خلف الامام، ويرفع يديه عند الانحطاط، ونحو ذلك، فاجابه، فزوجه، فقال الشيخ: بعد ماسئل عن هذه واطرق راسه،النكاح جائز؛ ولكن أخاف عليه أن يذهب إيمانه وقت النزع؛ لانه استخف بمذهبه الذى هو حق عنده، وتركه لاجل جيفة منتنة، ولوان رجلا بَرِئَ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محمودا ماجورا، اما انتقال غيره من غير دليل؛ بل لما يرغب من غرض الدنيا وشهوتها، فهو المذموم الآثم المستوجب للتاديب والتعزير لارتكابه المنكر فى الدين، واستخفافه بدينه ومذهبهاه ملخصا وقال بعد ثمانية اسطر: قلت: وايضا قالوا العامى لامذهب له؛بل مذهبه مذهب مفتيه، وَعلّلَه فى شرح التحرير: بان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب على حسبه، أو لمن قرء كتابا فى فروع ذلك المذهب، وعرف فتاوى امامه واقواله، واما غيره ممن قال انا حنفى او شافعى لم يصر كذلك بمجرد القول كقوله انا فقيه او نحوىاه وتقدم تمام ذلك فى المقدمة اول هذا الشرح، وانما اطلنا فى ذلك لئلا يغتر بعض الجهلة بما يقع فى الكتب من اطلاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعض العبارات الموهمة خلاف المراد فيحملهم على تنقيص الائمة المجتهدين، فان العلماء حاشاهم الله تعالىٰ ان يريدوا ما الازدراء بمذهب الشافعى اوغيره؛ بل يطلقون تلك العبارات بالمنع من الانتقال خوفا من التلاعب بمذاهب المجتهدين نفعنا الله تعالى بهم و أماتنا على حبّهم اٰمين. يدل لذلك مافى القنية رامزا لبعض كتب المذهب ليس للعامىّ أن يتحول من مذهب الى مذهب ويستوى فيه الحنفى والشافعي اهـ(شامى ۳ /۲۰۹،۲۰۸)

وقال في الدر المختار فى الشهادات فى باب القبول وعدمه: ولا من انتقل من مذهب أبي حنيفة إلى مذهب الشافعى، قال العلامة الشامى (قوله من مذهب أبى حنيفة) اى استخفافا، قال فى القنية من كتاب الكراهية: ليس للعامي أن يتحول من مذهب الى مذهب، ويستوى فيه الحنفى والشافعى، وقيل لمن انتقل الى مذهب الشافعى ليزوج له: اخاف ان يموت مسلوب الايمان لاهانته للدين لجيفة قذرة، وفى آخر هذا الباب من المنح: وإن انتقل إليه لقلة مبالاته فى الاعتقاد والجراءة على الانتقال من مذهب الى مذهب كما يتفق له، ويميل طبعه اليه لغرض يحصل له فانه لاتقبل شهادته اهـ فعلم بمجموع ماذكرناه أن ذلك غير خاص بانتقال الحنفى، وانه اذا لم يكن لغرض صحيح فافهم، ولاتكن من المتعصبين فتحرم بركة الأئمة المجتهدين (شامى ٤ /٤٢٤)

قال العلامة الشامى فى تنقيح الفتاوى الحامدية: قال في جواهر الفتاوىٰ: لو ان رجلا من اهل الاجتهاد بَرِئَ من مذهبه فى مسئلة، او فى اكثر منها باجتهاد لما وضح له من دليل الكتاب او السنة او غيرهما من الحجج، لم يكن ملوما ولا مذموما؛ بل كان ماجورا محمودا وهو فى

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سعة منه، وهكذا افعال الائمة المتقدمين فاما الذى لم يكن من اهل الاجتهاد فانتقل من قول الى قول من غير دليل؛ لكن لما يرغب من غرض الدنيا وشهوتها فهو مذموم آثم مستوجب للتاديب والتعزير؛ لارتكابه المنكر فى الدين واستخفافه بدينه ومذهبه اه ونقل السيوطى فى رسالته المسماة: "بجزيل المواهب فى اختلاف المذاهب" من فصل الانتقال من مذهب الى مذهب وهو جائز- الى ان قال- وأقول للمنتقل احوال الاول ان يكون السبب الحامل له على الانتقال امراً دنيويا كحصول وظيفة، او مرتب او قرب من الملوك، وأهل الدنيا فهذا حكمه كمهاجر ام قيس؛ لان الامور بمقاصدها، ثم له حالان: الاول ان يكون عاريا من معرفة الفقه، ليس له فى مذهب امامه سوى اسم شافعى او حنفى كغالب متعممى زماننا ارباب الوظائف فى المدارس؛ حتى ان رجلا سأل شيخنا العلامة الكافيجى مرة يكتب له على قصة تعليقا بولاية اول وظيفة تشغر بالشيخونية، فقال له: ما مذهبك؟ فقال: مذهبي خبز وطعام، يعنى وظيفة اما فى الشافعية أو المالكية أو الحنابلة فإن الحنفية في الشيخونية لاخبز لهم ولا طعام، فهذا امره فى الانتقال أخف لا يصل إلىٰ حد التحريم؛ لانه الى الآن عامى لامذهب له يحققه فهو يستأنف مذهبا جديدا؛ ثانيهما: ان يكون فقيها فى مذهب، ويريد الانتقال لهذا الغرض، فهذا امره اشد وعندى انه يصل الى حد التحريم؛ لانه تلاعب بالاحكام الشرعية لمجرد غرض الدنيا الخ (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية۲ /۳۶۱،۳۶۰)

عباراتِ منقولہ بالا سے یہ بات ایک دم واضح طور پر معلوم ہوچکی کہ دنیا کمانے کے خاطر تبدیلِ مذہب (حنفی سے شافعی بننا یا شافعی سے حنفی بننا) ایک ایسا جرم ہے جو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موجبِ تعزیر ہے، اور ایسے آدمی کی شہادت قابلِ قبول نہیں ہے؛ بلکہ یہ طریقہ دین کے ساتھ ایک قسم کی کھلواڑ ہے، اس قسم کے آدمی کو امامت کے عظیم منصب پر فائز کرنا درست نہیں ہے، اب تک جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان کی قضاء نہیں ہے؛ البتہ آئندہ اس سے احتیاط ضروری ہے۔

② مسجد طریق (وهو مسجد ليس له امام ولا مؤذن، ويصلى الناس فيه فوجا فوجا) (شامی ۱/ ۴۰۸) کے علاوہ مسجد میں تکرارِ جماعت مکروہ تحریمی ہے۔

ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة فى مسجد محلة، لا فى مسجد طريق الخ (درمختار) (قوله ويكره) اى تحريما (شامی ۱/ ۴۰۸)

اس لیے حنفی المسلک کو چاہیے کہ ایسی جماعت میں شرکت نہ کرتے ہوئے تنہا پڑھے۔

خود حضرات شوافع کے نزدیک بھی مسجدِ محلہ میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرحِ مہذب (۴/ ۲۲۱ و ۲۲۲) میں اس کی تصریح کی ہے: وان حضر وقد فرغ الامام من الصلوٰة، فان كان المسجد له امام راتب، كره ان يستأنف فيه جماعة. آگے شرح میں فرماتے ہیں: اما حكم المسئلة: فقال اصحابنا ان كان للمسجد امام راتب، وليس هو مطروقا، كره لغيره اقامة الجماعة فيه ابتداء قبل فوات مجىء إمامه، ولو صلى الامام كره ايضا اقامة جماعة اخرىٰ فيه بغير اذنه، هذا هو الصحيح المشهور الخ

البتہ عبارتِ ہذا سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ امام راتب کی اجازت لے لی جائے تو کراہت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز عید شافعی امام کی اقتداء میں

ایک مسئلہ کا حل مطلوب ہے، وہ یہ کہ کوئی حنفی بھائی عید کی نماز میں کسی شافعی امام کی اقتداء کرے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ کیوں کہ شافعی امام تو اپنے مسلک کے مطابق پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ قرأت سے پہلے سات، اور اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہے گا؛ جب کہ حنفی مذہب میں پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہی جاتی ہیں؛ نیز کوئی شافعی کسی حنفی کی اقتداء کرے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر عید کی نماز میں کسی حنفی مقتدی نے شافعی امام کی اقتدا کرلی تو اس کی نماز درست ہے، اور اس حنفی مقتدی کو چاہیے کہ اپنے شافعی امام کی اقتداء میں تکبیراتِ زوائد بھی امام کے مطابق، یعنی پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ ادا کرے۔

درمختار میں ہے: ولو زاد تابعه الى ستة عشر؛ لانه ماثور (درمختار)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں: (قوله ولوزاد تابعه الخ) لانه تبع لإمامه، فتجب عليه متابعته، وترك رأيه برأى الامام لقوله عليه الصلوٰة والسلام "انما جعل الامام ليؤتم به" فلا تختلفوا عليه، فما لم يظهر خطؤه بيقين كان اتباعه واجبا، ولا يظهر الخطأ فى المجتهدات، فاما اذا خرج عن اقوال الصحابة فقد ظهر خطؤه بيقين، فلا يلزمه اتباعه الخ (شامی ۱/ ۶۱۵)

ایک دوسرے موقعہ پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: مثال ما تجب فيه المتابعة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مما يسوغ فيه الاجتهاد، ما ذكره القهستاني في شرح الكيدانية عن الجلابي بقوله: كتكبيرات العيد، وسجدتي السهو قبل السلام، والقنوت بعد الركوع في الوتراه والمراد بتكبيرات العيد مازاد على الثلاث في كل ركعة مما لم يخرج عن اقوال الصحابة، كما لو اقتدى بمن يراها خمسا مثلا كشافعي (شامی ۱/ ۳۴۸)

بدائع الصنائع (۱/ ۲۷۷) میں اس کی تصریح موجود ہے۔

کوئی شافعی مقتدی عید کی نماز میں حنفی امام کی اقتداء کرے تو شرحِ مہذب للنووی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درست ہے؛ البتہ وہ اپنے مسلک کے مطابق پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات کہے، یا حنفی امام کی اقتداء میں ہر رکعت میں تین تین پر اکتفا کرے۔ اس سلسلہ میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں قول نقل کئے ہیں؛ چناں چہ تحریر فرماتے ہیں: ولو صلى خلف من يكبر ثلاثا او ستا ففيه قولان: (احدهما) يكبر سبعا في الاولىٰ وخمسا في الثانية، كما لو ترك امامه التعوذ ونحوه (واصحهما) لا يزيد عليه لئلا يخالفه (شرح المهذب ۵/ ۱۸)

البتہ دوسرے قول یعنی امام حنفی کی اقتداء میں تین پر اکتفا کرنے کو اصح بتلایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ ذوالقعدہ ۱۴۰۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شافعی حافظ کی امامت کا حکم

سوال: پورے شہر میں حنفی مصلی اور مقتدی، مؤذن (حنفی) حنفی امام اور حافظ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موجود ہیں، ایسی صورت میں شافعی حافظ کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مستقل امامت کے طور پر نہیں؛ لیکن ایک آدھ دفعہ آگے بڑھا دیا تو کوئی حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شافعی امام کی اقتداء میں فجر کی نماز

سوال: کسی شہر یا بستی میں ساری مساجد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پر ساری نمازیں ادا کرتے ہیں، یعنی حنفی مصلی ہیں، فجر کی نماز فرض پڑھانے کے لیے شافعی مسلک کے شخص کو امامت کے لیے کھڑا کر دیا گیا اور وہ دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ اور سجدۂ سہو دونوں کو ترک کر دے تو وہ نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز ہوگئی۔

ظاهر الهداية أن الاعتبار لإعتقاد المقتدي ولا اعتبار لاعتقاد الإمام؛ حتى لو اقتدى بشافعي رآه مس إمرأة ولم يتوضاء فالأكثر على الجواز، وهو الأصح كما في الفتح (شامی ۱/ ٤٩٤)

البتہ آئندہ اس بات کا خیال رہے کہ حنفی امام میسر ہونے کی صورت میں شافعی کو امامت کے لیے آگے نہ بڑھایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حنفی کا شافعی امام کے پیچھے قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا

سوال: شوافع کے یہاں فسادات کی حالت میں پانچوں وقت قنوت نازلہ پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی حضرات شوافع کے پیچھے قنوت نازلہ کے وقت اگر ہاتھ اٹھائے جیسے شافعی اٹھاتے ہیں تو حنفیوں کی نماز ہوگی کیا ہاتھ اٹھا کر قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

احناف کے ہاں قنوت پڑھتے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲ رجب ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کیا حنفی امام نماز میں شوافع مقتدیوں کی رعایت کرے گا؟

سوال: حنفی شافعی کی رعایت کرتا ہو تو شوافع کی رعایت کرتے ہوئے انہی کے موافق (سورۂ فاتحہ کے بعد وقفہ دینا، صلوٰۃ فجر میں قنوت پڑھنا یا وقت دینا وغیرہ) نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حنفی کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۸/ذوالحجة ۱۴۱۴ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حنفی امام کا نماز میں مقتدیوں کے فقہی مسالک کی رعایت کرنا

سوال: میں سعودی میں امامت کرتا ہوں اور یہاں مالکی مذہب چلتا ہے۔ ہم لوگوں کو اسی حساب سے چلنا پڑتا ہے مثلا امامت کرتے وقت فجر، مغرب، عشاء میں سورۂ فاتحہ کے بعد امام آمین کہہ کر امام سمیت مقتدی سورۂ فاتحہ دل میں پڑھتے ہیں۔ میں حنفی ہوں تو خاموش رہتا ہوں مگر امام ہوں اور تین بار سبحان اللہ کہہ سکے اتنی دیر خاموش رہوں تو نماز ٹوٹ جائے گی تو اس سلسلہ میں علماء کیا فرماتے ہیں؟ اور اگر میں آمین اور بسم اللہ کو قراءت میں پڑھوں اور اتنا طویل کروں کہ ان کی سورۂ فاتحہ ختم ہو جائے تو یہ صحیح ہے کہ نہیں؟ اور دوسرا یہ لوگ رکوع میں جاتے وقت اور اٹھتے وقت اور سجدہ میں جاتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں میں تو نہیں اٹھاتا تو یہ صحیح ہے کہ نہیں؟ اور یہ لوگ کسی بات پر مجھے زبردستی نہیں کرتے مگر کہتے ہیں کہ ہمارے طریقہ پر سجدۂ سہو کرو ان کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات، درود، دعا پڑھ کر دونوں سلام نہیں کرتے بلکہ دو سجدے کرتے ہیں پھر بعد میں سجدہ سے اٹھ کر بغیر کچھ پڑھے سلام پھیرتے ہیں تو یہ صحیح ہے کہ نہیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ حنفی ہیں اور اس کی رعایت آپ پر ضروری ہے آپ اپنے مسلک کے مطابق نماز پڑھائیں۔ مقتدی حضرات کو یہ منظور ہے تو فبہا ورنہ مقتدیوں کے فقہی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے آپ کا اپنے اس مسلک کو جس کو حق سمجھتے ہیں ترک کرنا درست نہیں ہے بلکہ مذموم اور موجبِ اِثم ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قال فی جواهر الفتاوی لو ان رجلا من اهل الاجتهاد بری من مذهبه فی اسئلة او فی اکثر منها باجتهاد لما وضح له من دلیل الکتاب او السنة او غیرهما من الحجج لم یکن ملوما ولا مذموما بل کان مأجورا محمودا وهو فی سعة منه و هکذا افعال الائمة المتقدمین فاما الذی لم یکن من اهل الاجتهاد فانتقل من قول الی قول من غیر دلیل لما یرغب من غرض الدنیا و شهوتها فهو مذموم اٰثم مستوجب للتادیب و التعزیر لارتکابه المنکر فی الدین و استخفافه بدینه و مذهبه۱ھ (تنقیح الفتاوی الحامدیة۲ /۳۲۷)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سات ماہ میں پیدا ہونے والے کی امامت

(سوال): ایک مسلمان کی لڑکی نے ایک مسلمان سے محبت کی اور اسی محبت میں اسے دو مہینہ کا حمل ہو گیا تھا، پھر اس لڑکی نے دوسرے مسلمان آدمی سے نکاح کرلیا، اور نکاح کرنے کے ساتویں مہینہ لڑکا پیدا ہوا، اور وہ لڑکا بروقت حافظ ہو گیا ہے، اور مسجد میں نماز پڑھاتا ہے تو اس کے پیچھے ہمیں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کہیں مسجد میں نماز پڑھا سکتا ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

وہ لڑکا شرعاً ثابت النسب ہے، اس لیے اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

ان الفراش علی اربع مراتب (درمختار) وقوی هو فراش المنکوحة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ومعتدة الرجعی؛ فانه فیه لا ینتفي إلا باللعان (شامی ۲/ ٦٨٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نصف آستین کا کرتہ پہن کر نماز پڑھانا

سوال: ایک آدمی غیبت کرتا ہے، اور جھوٹ بولتا ہے، ایک دوسرے کی بات دوسرے سے لگاتا ہے، اور ہاف (نصف) آستین کا کرتہ پہن کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے ہمیں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مکروہ ہے۔

ویکرہ إمامة عبد وإعرابي وفاسق وأعمیٰ (تنویر الأبصار ۱/ ٥٦٠) ولو صلیٰ رافعا کلیه إلی المرفقین کرہ (خانیه ۱/ ۱۳٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کفریہ عقیدہ رکھنے والے بریلوی کے پیچھے نماز

سوال: ہمارے یہاں ایک امام آیا ہوا ہے پاکستان سے بریلوی خیالات کا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر وناظر مانتا ہے، اور تمام وہ باطل عقیدے۔ جو بریلویوں کے اندر معروف ہیں۔ ان پر وہ عقیدہ رکھتا ہے، جس کے نتیجہ میں یہاں پر بڑا فتنہ عوام میں برپا ہو رہا ہے، اس وجہ سے ’’موزمبیق‘‘ میں مجلس العلماء کی طرف سے بعض سوالات کئے جا رہے ہیں، امید ہے کہ ہمیں مدلل ومطمئن جواب دیں گے قرآن اور احادیث کی روشنی میں؛ کیوں کہ اگر قرآن اور احادیث نبویہ کی روشنی میں ایسے عقائد رکھنے والے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرات صاف طور پر شرک کا ارتکاب کرر ہے ہیں، جیسا کہ علماء کرام کی کتابوں سے بھی صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے، مثل مولانا سرفراز خان صاحب اور دیگر کتابوں سے؛ لیکن پھر بھی ہمارے علماء دیو بند نے احتیاط پر عمل کرتے ہوئے ان کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا؛ لہٰذا ہم لوگ یعنی ''موزمبیق'' کے تمام علماء آپ حضرات سے مندرجۂ ذیل سوالات کا جواب انتظار کرر ہے ہیں۔

① بریلوی عقائد رکھنے والا قرآن واحادیث کی روشنی میں مسلمان ہے یا مشرک؟

② اگر یہ مشرکانہ عقیدہ ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو علمائے دیو بند کافر یا مشرک قرار نہیں دیتے؟

③ بریلوی عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ نکاح یا صلوٰۃ الجنازہ پڑھایا ہوا مقبول اور جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر جب کہ یہ لوگ ہمارے پیچھے نماز کو جائز نہیں سمجھتے ہیں، اور ہمارا پڑھایا ہوا نکاح باطل جانتے ہیں، اور ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔

④ اگر ایک مسجد میں ایسے عقیدے رکھنے والا امام موجود ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ وہ، اور کیا یہ دوسری جماعت پہلی جماعت شمار ہوگی یا نہیں؟

⑤ کن حالات میں دوسری جماعت جائز ہے؟ اور ان حالات میں کیا دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

امید ہے کہ ان مسائل کا جواب کما حقہ ادا کیا جائے؛ تا کہ اس فتنہ کا قلع قمع ہوسکے جو کہ ہمارے ملک میں پہلی دفعہ داخل ہورہا ہے، اور ہم چاہتے ہیں اس کی برائیاں نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جمنے پائیں اور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں، امید ہے کہ جلد از جلد جواب ملے؛ کیوں کہ یہ اس فتنہ کی ابتداء ہے، اور لوگ اس وقت مذبذب ہیں، امید ہے کہ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد از جلد جواب دیں گے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بریلوی عقائد کیا ہیں؟ اس کی تحقیق کر کے ان کی تصریح کے ساتھ سوال کیجئے، جس شخص کا عقیدہ کفریہ ہو اس کا امام بنانا اور اس کی اقتداء کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

ویکرہ إمامة عبد، وأعرابي، وفاسق، وأعمی إلا أن یکون أعلم القوم، ومبتدع لایکفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً (تنویر الابصار)

(فتاوی محمودیہ ۲/ ۷۰، ۷۳)

امام کا عقیدہ کفریہ ہونے کی صورت میں جب نماز ہی درست نہیں ہوتی تو الگ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بریلوی عقائد والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال: کیا ہم بریلوی امام کی اقتداء کر سکتے ہیں؛ جب کہ ان کے عقائد میں شرک کا وجود ہے، جیسے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے برابر سمجھنا، ان عقائد کے باوجود کیا ان کے پیچھے نماز ہوگی؟ اگر نہ ہوگی تو پچھلی نمازوں کو دہرانا پڑے گا؟ کیا بریلوی حضرات پر کفر کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عالم الغیب ہونے کی خود نفی فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنے علم غیب کی نفی کردیں۔ ﴿قل لا أقول لکم عندی خزائن الله ولا أعلم الغیب، قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا الله﴾ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے، اسی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر و برابر نہیں ﴿ولم یکن له کفوا احد﴾۔

اس لیے سوال میں مذکور عقائد قرآن وحدیث واجماعِ امت کے خلاف ہیں، ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز درست نہیں۔

وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها، کقوله إن الله تعالیٰ جسم کالاجسام، وانکاره صحبة الصدیق فلا یصح الاقتداء به اصلا فلیحفظ. (درمختار علی هامش الشامی ۱/ ٤١٥)

اگر یہ معلوم ہوجائے کہ امام کے یہ عقائد ہیں تو پچھلی نماز بھی دہرا لینی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اہل حدیث کی امامت

سوال: میں اپنے گاؤں میں امامت کرتا ہوں اور وہاں پر ایک عالم ہیں اور وہ اہل حدیث ہیں اور چاروں اماموں کو نہیں مانتے اور میری غیر موجودگی میں وہ نماز پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں میں نے بہت سے علما سے اس کی تحقیق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی کوئی کہتا ہے کہ ہو جاتی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں ہوتی کوئی معقول جواب نہیں ملا اور وہ ہمارے تمام جوان ساتھیوں پر محنت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ساتھی ان کی ہی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور دعوت کا کام کرنے کے لیے بہت سے گاؤں میں پیدا ہوتی ہیں اور ہم ایسے وقت میں کیا کریں اس وقت میں اور ہماری مسجد وار جماعت کے ساتھی پریشان ہو چکے ہیں آپ ہمیں بتائیں کہ ہم ان سے بچ رہیں یا ان کی باتوں پر عمل کریں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جو اہل حدیث تقلید کو شرک نہیں کہتا اور ائمۂ مجتہدین و سلف صالحین کو سب و شتم نہیں کرتا اور حنفیہ کے مذہب کی رعایت کر کے نماز پڑھاتا ہے اس کے پیچھے حنفیہ کی نماز درست ہے جو حنفیہ کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا اس کے پیچھے درست نہیں اور جس کے متعلق رعایت اور عدم رعایت کے متعلق علم نہیں اس کے پیچھے مکروہ ہے مگر نماز درست ہو جائے گی جب تک امام کے متعلق کسی وصف مفسد صلاۃ کا علم نہ ہوا گر علم ہو جائے مثلاً امام کے بدن سے خون نکلا جو اس کے مذہب کے موافق ناقض وضو نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ناقض وضو ہے تو نماز نہیں ہوئی حنفی کو اپنی نماز کا اعادہ لازم ہے اور جو اہل حدیث تقلید کو شرک کہتا ہے اور ائمۂ مجتہدین اور سلف صالحین پر سب و شتم کرتا ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اس کو امام بنانا ہی جائز نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ۹/ ۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری ۱۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرقۂ مہدوی سے متعلق شخص کی امامت

سوال: ہمارے یہاں بھروچ میں فرقۂ مہدویہ کے بہت زیادہ لوگ رہتے ہیں اس فرقے کے بہت سارے بچے اپنے مدرسے میں (مکاتب میں) پڑھتے ہیں کچھ بچے اپنے ادارہ میں پڑھ کر حافظ ہوتے ہیں اب یہ بچے رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن سنانا چاہتے ہیں تو کیا اہل سنت و جماعت کی مسجد میں یہ قرآن سنا سکتے ہیں یا نماز پڑھا سکتے ہیں؟ اور اگر یہ تراویح اور نماز پڑھاویں تو ان کی اقتدا میں ہماری نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس فرقہ کے متعلق مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ فرقہ کافر ہے۔ دیکھیے کفایت المفتی ۱/۳۲۱۔ اس کے متعلق ایک تفصیلی فتویٰ فتاویٰ رحیمیہ ۷/۳۹ تا ۶۲ میں موجود ہے اس کا مطالعہ فرمالیں۔

ہمارے اطراف میں اس فرقہ کے جو افراد آباد ہیں ایک زمانہ سے ان کا تعلق دکن میں واقع اپنے مرکز سے نہ رہنے کی وجہ سے اور ہمارے اہل سنت و جماعت سے تعلقات ان کے ساتھ لین دین اور صحیح العقائد حضرات کی صحبت کی وجہ سے ان میں بہت سے حضرات کی اصلاح ہو چکی ہے صرف برائے نام مہدوی ہے لہٰذا جو لوگ صحیح العقیدہ ہو گئے ہیں وہ مندرجۂ بالا حکم کے مصداق نہ ہوں گے البتہ پچھلے چند سالوں سے دکن میں واقع مرکز کے ذمہ دار حضرات کا آنا جانا اور ان حضرات کا ان سے ربط بڑھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے اس لیے احتیاط اور تحقیق حال بہت ضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲؍ربیع الاول ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تارکِ فجر کی امامت

سوال: امجد ایک شخص ہے جو غسالی کا پیشہ کرتا ہے، اور مردوں کو نہلانے کا کام کرتا ہے، دوسرے یہ کہ صبح کی نماز برسوں میں ادا نہیں کرتا، صرف چار ٹائم نماز ادا کرتا ہے، اور جانوروں کی ذبحیت کا کام کرتا ہے، اور اناج کی سرکاری دوکان ہے، اور وہ اناج کارڈ والوں کو نہ دیتے ہوئے بلیک مارکیٹ کرتا ہے، اور خود کو بہت بڑا متقی اور پرہیزگار سمجھتا ہے، کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ادا ہوسکتی ہے جو کہ کبھی کبھی امام کا کام انجام دیتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو شخص فجر کی نماز نہ پڑھتا ہو وہ فاسق ہے، ایسے آدمی کو امام بنانا مکروہ ہے، اور ایسے آدمی کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

إن إمامة الفاسق مكروهة تحريما (طحطاوى على مراقى الفلاح ١٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶؍رجب ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دواعیٔ زنا کے مرتکب کو امام ومدرس رکھنا

سوال: زید ایک دینی مدرسے میں مدرس اور مدرسے کی مسجد میں امامت کرتا تھا،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور فارغ اوقات میں جھاڑ پھونک بھی کیا کرتا تھا، زید کا ایک شخص کے یہاں مدت سے آنا جانا تھا، اور وہاں ایک لڑکی بھی آتی جاتی تھی، زید کو اس لڑکی کے ساتھ دواعیٔ زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے محلے کی عورتوں نے دیکھا، اور چرچا ہونے پر مردوں کو بھی اس کا علم ہوا، جس پر زید کے ایک دوست نے از خود جا کر زید کو دواعیٔ زنا کرتے ہوئے دیکھا، اور پھر اس کی اطلاع اراکین مدرسہ کو دی، اسی دوران کچھ شر پسند لوگوں نے بہ ذریعۂ پمفلٹ زید پر زنا کا الزام لگایا اور اسے خاموشی سے تقسیم کیا، جس پر زید سے تعلق رکھنے والوں نے ایک پنچ کمیٹی بنائی اور اراکینِ مدرسہ کی اجازت سے اخبار میں اعلان دیا، کہ زید کے زنا کے تعلق سے کسی کے پاس ثبوت ہو تو تین دن میں پنچ کمیٹی کے سامنے پیش کرے؛ لیکن کسی نے زنا کے تعلق سے ثبوت پیش نہیں کیا، کیوں کہ چشم دید گواہوں نے زید کو دواعیٔ زنا کرتے ہوئے دیکھا، اور پنچ کمیٹی کا مطالبہ ثبوت زنا کا تھا، نیز زید نے اراکین مدرسہ کے تحقیق کرنے پر اقرار وانکار نہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی، اور یہ کہا کہ: اب مدرسہ نہیں آؤں گا، آپ لوگ میرے خلاف تحقیق کرنا ختم کر دیں، اور تحریر دی کہ: آپ لوگ جب مدرسہ بلاؤ گے آ جاؤں گا، اور از خود امامت ترک کر دی اور مدرسہ آنا جانا بند کر دیا؛ اس لیے زید کی درخواست اور پمفلٹ کے تدارک کے پیش نظر اراکین نے خاموشی اختیار کی، جس پر پنچ کمیٹی نے زید کی براءت کا فیصلہ کر دیا، اور زید کو منصب امامت تفویض کیے جانے اور تدریس پر واپس لینے پر اصرار کرنے لگے، اور بہ شمول زید کچھ لوگ مدرسے کے مفادات کو نقصان پہنچانے اور اراکین کو پریشان کرنے کے درپے ہیں، نیز زید نے چند افراد کے پاس زنا کے انکار کے ساتھ دواعیٔ زنا کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

①زید اپنے اقرار اور دواعیٔ زنا کے گواہوں کے پیش نظر شرعاً مجرم ہے یا نہیں؟

②اور کیا اس حالت میں اسے امامت کرنا چاہیے؟ جب کہ مصلی حضرات اراکین سے پوچھتے تھے: ہماری نمازوں کا کیا ہوگا؟ آیا مصلیوں کی ناراضگی کے باوجود زبردستی امامت کرنا کیسا ہے؟ شریعت نے کیا فیصلہ دیا ہے؟

③ پنچ کمیٹی جو زید سے متعلق الزامات کی تحقیق کے لیے بنی تھی، اس کا صرف زنا سے متعلق ثبوت مانگنا اور دواعیٔ زنا کو نظر انداز کر کے براءت کا فیصلہ کرنا، اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے یا کوتاہی کے مترادف ہے؟

④ چشم دید گواہ زید کا دوست اور حافظ قرآن ہے، رمضان المبارک میں تراویح اور دیگر نمازوں میں بسا اوقات امامت کرتا ہے، اس کا اس جرم سے باخبر رہ کر ذمہ داروں کو باخبر کرنا شرعاً گناہ ہے؟ اور اس وجہ سے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی؟

⑤زید نے لوگوں سے ایسا کہا ہے کہ: اگر میں نے زنا کیا ہو تو میری بیوی مجھ پر حرام، اگر زید نے زنا کیا ہو تو اس کی بیوی پر کونسی طلاق واقع ہوگی اور کتنی؟ کیا زید کو بیوی سے دوبارہ نکاح کے لیے حلالہ کی ضرورت ہوگی یا صرف خاموشی سے نکاح کر لینا کافی ہوگا؟

⑥ ثبوت زنا کے لیے چار گواہ ضروری ہیں، کیا دواعیٔ زنا کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہوگی؟

⑦دینی ادارے تعلیم گاہ کے ساتھ ساتھ تربیت گاہ بھی ہوتے ہیں، ان حالات میں زید کو تدریسی منصب پر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے اس استفتا سے پہلے ایک استفتاء اس سلسلے میں دارالافتاء میں آچکا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جس کا جواب مفتی عبدالقیوم صاحب سلمہ لکھ چکے ہیں، اس میں تحریر فرمودہ نوعیت کچھ مختلف ہے؛ اس لیے جواب بھی اس کے مطابق ہے، آپ کی تحریر فرمودہ نوعیت کے مطابق جواب دیا جارہا ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ دونوں فریق ایک متفقہ استفتاء پیش فرماتے تو معاملہ بہ سہولت حل ہو جاتا۔

① دواعیٔ زنا کا زید خود اقرار کر چکا ہے تو مجرم ہے، اسی طرح دواعیٔ زنا پر شرعی گواہ موجود ہیں تو ان کی شہادت سے بھی جرم ثابت ہو چکا؛ البتہ دواعیٔ زنا کا شمار کبائر میں ہے یا صغائر میں؟ تو صاحب بحر علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مستقل رسالہ میں ان کو صغائر بتلایا ہے (دیکھیے مجموعۃ الرسائل ص: ۹۴) لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ اس کا ارتکاب ایک آدھ مرتبہ ہوا ہو؛ لیکن اگر بار بار ان کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اصرار علی الصغیرہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

② جب تک یہ معاملہ صغیرہ کی حد تک رہا ان کی امامت پر زد نہیں پڑی؛ البتہ اگر یہ کبیرہ کی حد میں آچکا تھا تو امامت میں کراہت آگئی۔ استفتا میں مذکور صورت میں جس انداز سے اس کا چرچا ہوا اور پنچ کمیٹی نے ثبوت طلبی کے لیے جو انداز اختیار کیا، یہ تمام باتیں زید سے بدگمانی کا سبب بن سکتی ہیں، جس کے نتیجے میں اراکین مدرسہ اور مصلی حضرات زید سے ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی درست ہے۔ اگر زید اپنے جرم سے توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کریں تو امامت سے علاحدہ کیے جا سکتے ہیں، زید کو خود چاہیے کہ اپنی امامت کے لیے اصرار نہ کرے۔

③ پنچ کمیٹی کا قیام اگر زید سے متعلق تمام الزامات کی تحقیق کے لیے عمل میں آیا تھا تو اس کی ذمہ داری تھی کہ صرف ایک جزء پر اکتفا نہ کرتی؛ لیکن اگر اس کا قیام پمفلٹ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں لگائے گئے الزام زنا کے لیے ہی عمل میں آیا تھا، جیسا کہ آپ نے شروع سوال میں لکھا ہے، تو اس کو کوتاہی سے تعبیر کرنا درست نہیں ہے۔

④ چشم دید گواہ نے اگر زنا کی تہمت نہیں لگائی ہے؛ بلکہ صرف دواعیٔ زنا کی بات کہی ہے، تو اس کی امامت میں کراہت نہیں آئے گی، خصوصاً جب کہ زید کو بھی اس کا اقرار ہے اور دوسرے گواہ بھی موجود ہیں۔

⑤ لفظ حرام طلاق صریح بائن ہے، اس سے بدون نیت بھی طلاق بائن واقع ہوجاتی ہے۔ وسيأتي وقوع البائن بلانية في زماننا (شامي ۲/۵۰۳) اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، عدت میں یا بعد عدت نکاح کر لینا کافی ہے۔

⑥ دواعیٔ زنا کے لیے چار گواہوں کی ضرورت نہیں ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: زنا کی سزا اسلام میں سب جرائم کی سزاؤں سے زیادہ سخت ہے، اس کے ساتھ اسلامی قانون میں اس کے ثبوت کے لیے شرائط بھی بہت سخت رکھی گئی ہیں، جن میں ذرا بھی کمی رہے یا شبہ پیدا ہوجائے تو زنا کی انتہائی سزا جس کو حد کہا جاتا ہے وہ معاف ہوجاتی ہے، صرف تعزیری سزا بہ قدر جرم باقی رہ جاتی ہے، تمام معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ثبوت کے لیے کافی ہوجاتی ہے الخ۔ (معارف القرآن ۶/۳۳۶)

⑦ یہ انتظامی معاملہ ہے، اگر زید کو تدریسی منصب پر باقی رکھنے میں طلبہ کے اخلاق یا ان کی تربیت مجروح ہوسکتی ہے تو منتظمین علاحدہ کر سکتے ہیں، اس صورت میں پنچ کمیٹی یا دیگر حضرات کا اراکین مدرسہ پر زید کو منصب تدریس پر برقرار رکھنے پر اصرار کرنا، اور کچھ حضرات کا مفادات مدرسہ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہونا مذموم حرکت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، اور اگر زید توبہ کرلیتا ہے اور تدریس پر باقی رکھنے میں مندرجۂ بالا خرابی نہیں ہے، تو منتظمین حضرات کو اس کا بھی اختیار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

ٹرسٹی نامزدگی کے لیے غلط عریضہ دینے والے امام کی امامت

سوال: امام مسجد نے ایک عریضہ چیریٹی کمشنر کے دفتر میں داخل کیا ہے کہ انھیں ٹرسٹی نامزد کیا جائے، کیوں کہ اس ٹرسٹ کے ٹرسٹی حضرات لاپتہ ہیں، یا امام مسجد کو ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں، اور وہی پچھلے کئی سالوں سے مسجد کے انتظام کی نگرانی دیکھ بھال اور انتظامات انجام دے رہے ہیں۔ مذکورہ بالا عریضہ غلط اور گمراہ کن باتوں پر مبنی ہے؛ کیوں کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، امام مسجد درحقیقت ٹرسٹ کی ملازمت میں ہے، اور باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ تنخواہ ٹرسٹ سے وصول کرتا ہے، اور امام کو ٹرسٹی حضرات کی موجودگی کا پورا علم ہے، چوں کہ امام مسجد نے حقیقت سے انحراف کیا ہے اور حقائق وسچ کو درپردہ رکھ کر جھوٹ اور غلط کا سہارا لیا ہے، کیا ایسا شخص امام ہونے کے لائق ہے؟ اور کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز درست اور صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر واقعتاً امام مذکور نے یہ حرکت کی ہے تو وہ اپنی کذب بیانی اور ٹرسٹ کے حقیقی ٹرسٹیوں کو بلاوجہ شرعی اپنے منصب سے ہٹانے کی اپنی اس گھناؤنی سازش کی وجہ سے موجبات فسق کا مرتکب ہوا، اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مشیٰ في شرح المنية علیٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، لما ذكرنا. (شامي ٣٧٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تولیت کا مستحق کون ہے؟

سوال: مذکورہ امام نے مندرجۂ بالا عریضہ کے ساتھ ایک اسکیم بھی اپنی مرضی اور موافقت کے مطابق چیریٹی کمشنر کے دفتر میں داخل کی، کہ ٹرسٹ میں کم از کم تین ٹرسٹی ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ بھی تین ٹرسٹی ہوں گے، اور مذکورہ امام اس ٹرسٹ کا تاحیات چیرمین ہوگا، اور ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا چیرمین ہوگا، اور یہ سلسلہ اسی طرح نسل درنسل چلتا رہے گا، یعنی مسجد اور مذہبی ٹرسٹ میں خاندانی اجارہ داری اور وراثت کی دخل اندازی، آیا مسجد و مذہبی ٹرسٹ کے معاملات میں شریعت کی رو سے خاندانی اجارہ داری اور وراثت کی کوئی گنجائش ہے؟ جب کہ خلفائے راشدین کی زندگی اور ان کے معاملات اس کے بالکل برعکس و برخلاف رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں امام مسجد کی شخصیت مشکوک دکھائی دیتی ہے، آیا ایسا متنازعہ شخصیت والا شخص کیا امام ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلياً و مسلماً

جس آدمی نے مسجد بنائی ہے یا کوئی وقف کیا ہے، اگر وہ اس کی تولیت (ٹرسٹی شپ) اپنی زندگی میں اپنے لیے اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لیے مخصوص کرتا ہے تو شرعاً درست اور جائز ہے؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس میں صفت امانت اور دیگر شرائطِ تولیت موجود ہوں۔

جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع، وكذا لو لم يشترط لأحد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فالولاية له عند الثاني وهو ظاهر المذهب.(درمختار علىٰ هامش الشامية ۳/۳۸٤)

وفي أنفع الوسائل عن وقف هلال: لو قال: ولايتها إلىٰ ولدي وفهم الصغير والكبير يدخل القاضي مكان الصغير رجلا، وإن شاء أقام الكبار مقامه إلخ (شامي ۳/۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے والے کی امامت

سوال: (۱) ایک شخص نے دو سگی بہنوں سے نکاح کرلیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ دوسری بات یہ کہ وہ نماز جمعہ یا دوسری نمازیں پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ناحق قتل کرنے والے اور منکر قرآن کی امامت

سوال: (۲) جو آدمی کسی مسلمان کا ناحق خون بہائے یا قرآن کا منکر ہو، وہ بھی امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کی مجلس میں ایسے شخص کو بیٹھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ جلد از جلد جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

(۱) دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الأُخْتَيْنِ﴾

اب اگر کسی آدمی نے ایسا کرلیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک صورت تو یہ ہے کہ پہلے سے ایک بہن نکاح میں موجود تھی، اور دوسری سے نکاح کیا، اس کا حکم یہ ہے کہ پہلا نکاح باقی ہے، دوسرا باطل ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ بیک وقت ایک ہی عقد سے دونوں سے نکاح کیا تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے لیے ضروری ہے کہ دونوں سے علیحدگی اختیار کرلے۔

وإن تزوجهما معا أي الاختين أو مَن بمعناهما أو بعقدين ونسى النكاح الأول فرق القاضي بينه وبينهما (درمختار)(قوله نسى الأول) فلو علم فهو الصحيح، والثاني باطل، الخ (شامي ٢ /٣١٠)

اگر وہ شخص دو سگی بہنوں کو اپنے پاس بیوی بنا کر رکھے ہوئے ہے تو مرتکبِ حرام ہے جو فاسق ہے، اس کی امامت جائز نہیں، ایسے آدمی کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

ويكره فاسق (درمختار) (قوله فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر، كشارب الخمر، والزاني، وآكل الربا، ونحو ذلك الخ (شامی ١ /٤١٤)

② کسی مسلمان کا ناحق خون بہانا بھی کبیرہ گناہ ہے، اس لیے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ جو شخص قرآن کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں، اس نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورةً كفر بها، فلا يصح الاقتداء به أصلاً (درمختار على هامش الشامي ١ /٤١٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ رجب ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

پتلون پہن کر امامت کرنا

سوال: پینٹ (پتلون) پہن کر امامت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ مسنون لباس پہنے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لنگی پہن کر امامت کرنا

سوال: لنگی پہن کر امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جس آدمی کا لباس لنگی ہی ہے وہ کرا سکتا ہے؛ لیکن جو آدمی اونچی مجالس میں اس لباس کے ساتھ جانا اپنے لیے پسند نہیں کرتا، اس کے لیے مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

شیعہ کی امامت

سوال: کیا شیعہ امام کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وہ شیعہ اثنا عشریہ ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال: ہماری دوکان کے قریب دونوں مسجدوں میں محبین حضرات کا قبضہ ہے، اور ان کا عقیدہ بالخصوص امام کا عقیدہ دیوبندی حضرات کے بارے میں منافق کا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور دوسرا ان کا عقیدہ قبر والوں سے حاجات مانگنے کا ہے، یہ دونوں عقیدے ایسے ہیں جس کو براہِ راست بندے نے سنا ہے، اور آگے ان کے کیا کیا عقائد ہیں؟ وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کیا ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ہماری نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آج کل کے فرقہ مبتدعہ کے عقائد حدِّ شرک تک پہنچے ہوئے ہیں، اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؛ البتہ اگر کوئی بدعتی شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو؛ بلکہ موحد ہو، صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو، اس کی امامت مکروہِ تحریمی ہے۔

قال في الشامية: فهو (الفاسق) كالمبتدع، تكره إمامته بكل حال. (رد المحتار ۱/ ۵۲۳)

وقال العلامة الحلبي: بعد ماحرر من أن كراهة تقديم الفاسق كراهة تحريم، ويكره تقديم المبتدع أيضاً؛ لأنه فاسق من حيث الاعتقاد، وهو أشد من الفسق من حيث العمل؛ لأن الفاسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق، ويخاف ويستغفر، بخلاف المبتدع، والمراد بالمبتدع: من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده أهل السنة، والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن مايعتقده يؤدى إلى الكفر عند أهل السنة إما لوكان مؤديا إلى الكفر فلا يجوز أصلا. (غنية ۴۸۰)

کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے، ورنہ اسی کے پیچھے پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے، بدعتی کے اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے؛ مگر واجب الاعادہ نہیں۔ یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو، شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۹۰)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امام کا دیوبندی حضرات کو منافق سمجھنا شرکیہ عقیدہ نہیں، اہل قبور سے حاجات، ان کو حاجت روا سمجھ کر مانگی جاتی ہیں تو یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال: محلہ میں ایک ہی مسجد ہو اور اس مسجد میں سخت بدعت ہو، کیا اس مسجد میں جا کر جماعت میں نماز پڑھنا چاہیے یا اپنے مکان میں اکیلا پڑھنا بہتر ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر یہ بدعتی امام ایسی بدعت میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کفر عائد ہو جاتا ہے۔ (مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب مانتا ہے) تو اس کی امامت جائز نہیں، اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی، اگر اس کی بدعت ایسی بدعت نہیں، اور وہ نماز کے فرائض و واجبات کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۸۱)

پہلی صورت میں مکان پر نماز پڑھ لیجئے یا دوسری مسجد میں پڑھیے، دوسری صورت میں اگر قریب میں دوسری مسجد ہے تو وہاں؛ ورنہ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بدعتی امام کی اقتدا میں نماز

سوال: یہاں ماپوت کی جمعہ مسجد کے امام صاحب بدعتی ہیں، ہم کو کسی موقع پر میت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یا شادی وغیرہ میں ماپوت جانا پڑتا ہے تو ہمیں جمعہ مسجد میں اس بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑتی ہے تو کیا ہم اس بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ جب کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر کہتے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بھی مانتے ہوں، اب جو لوگ اس جمعہ مسجد کے پاس رہتے ہیں وہ لوگ اس بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا کسی دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں؛ کیوں کہ وہ لوگ نہ تو اس بدعتی کو نکال سکتے ہیں۔ نہ وہاں الگ دوسری جماعت کر سکتے ہیں، اگر ایسا کرنے جاویں تو بڑا افساد ہو جاوے، ایک مرتبہ ایسا ہوا بھی تھا، آج سے قریب تین سال پہلے رمضان جیسے مبارک مہینہ میں لوگوں کو جیل میں جانا پڑا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں مذکور عقائد حد شرک تک پہنچے ہوئے ہیں، اس لیے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی؛ البتہ اگر کوئی بدعتی شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو؛ بلکہ موحد ہو صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۰)

جو لوگ اس مسجد کے پاس رہتے ہیں، اگر وہ اس امام کو ہٹانے پر قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان کو چاہیے کہ کسی مکان میں اپنی الگ جماعت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بدعتی کی امامت

سوال: زید حافظ قرآن ہے اور نائب امام بھی ہے؛ مگر درگاہ کی صاف صفائی بھی کرتا ہے اور لوبان، اگربتی بھی قبر پر جلاتا ہے اور درگاہ پر پھول بھی چڑھاتا ہے اور بیت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الخلاء پیشاب خانہ وغیرہ بھی صاف کرتا ہے، درگاہ پر ایک حافظ قرآن اور نائب امام کا قبر پر پھول چڑھانا اگربتی، لوبان وغیرہ جلانا کیسا ہے؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قبر پر پھول چڑھانا اگربتی اور روشنی کرنا بدعت ہے، ان امور کا مرتکب اگر توبہ نہ کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے، بیت الخلاء اور پیشاب خانہ کی صفائی کے ساتھ اگر وہ جسم اور لباس کی طہارت کا خیال رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بدعتی امام کی اقتدا

سوال: مسجد میں ایک امام صاحب کا تقرر ہوا ہے، کہتے ہیں کہ وہ بریلی سے فارغ ہوئے ہیں، امام صاحب بعد نماز عصر کتابی تعلیم کرتے ہیں، ''فیضانِ سنت'' یہ کتاب ''مولوی محمد الیاس صاحب قادری'' کی لکھی ہے، ایک دن احقر بھی نماز عصر میں شریک تھا، اس دن فضائل درود شریف کی بہت سی احادیث پڑھی گئی، اس میں ایک حدیث اس طرح ہے، کہ جو شخص جمعرات اور جمعہ کو درود پڑھتا ہے، اس کو میں خود سنتا ہوں۔ نماز کے لیے دو منٹ قبل جماعت سے مصلی پر جا بیٹھتے ہیں، اور مقتدیوں کو کہتے ہیں کہ وہ بھی بیٹھے رہیں، حی علی الصلوۃ کہنے سے پہلے نہ اٹھیں، جہری نماز میں اکثر سورہ بقرہ کی مختصر آیات تلاوت کرتے ہیں، ہر نماز کے فوراً بعد داہنی طرف تھوڑا سا ٹیڑھے ہو کر بیٹھتے ہیں دعا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے ہیں، دعا میں ہمیشہ صلوۃ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وسلام عليك يا رسول الله ﷺ اور خصوصیت سے فجر کی دعا میں، ہمیں قادری رکھ، قادری بنا، اور قادریوں میں اٹھا، حضرت عبدالقادر قدرت نما کے واسطے، اور بعض دفعہ صبح مکمل کردیتے ہیں، ایک دفعہ دیکھا گیا کہ وہ حسب عادت دو منٹ قبل مصلی پر جارہے تھے، اور ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، یہ دیکھتے ہوئے نمازی کے سامنے سے قصداً گزر گئے، سنتے ہیں کہ اکثر جمعہ کے دن کہتے ہیں کہ جنت کا ٹکٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ دیں گے، اور ایک دن اس طرح اعلان کئے کہ جو کوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہوں وہ بیٹھیں، اور جو کوئی نہ رکھتے ہوں وہ چلے جائیں وغیرہ، مسجد کے ذمہ دار اور کچھ لوگ بھی امام کی تائید کرتے ہیں، اس سے پہلے کبھی ایسے امام کا تقرر نہیں ہوا تھا، بعض لوگ اس مسجد میں نماز پڑھنا اس امام کے پیچھے ترک کردیئے ہیں، ان لوگوں کا غالب گمان یہ ہے، کہ ایسے اعتقاد رکھنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، نماز میں کوئی غلطی کی طرف توجہ دلائی جائے، تو اس شخص کو اس طرح کہنے سے سختی سے منع کرتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز سے قبل دو منٹ اس طرح امام کا مصلی پر جا کر بیٹھ جانا، کسی حدیث یا عمل صحابہ یا اقوال ائمہ یا کتاب فقہ سے ثابت نہیں ہے، نماز میں مسنون قرأت، جیسا کہ فقہا نے تصریح فرمائی ہے، فجر وظہر میں طوال مفصل، یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک، اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل، یعنی بروج سے سورہ لم یکن تک، اور مغرب میں قصار مفصل، یعنی سورہ لم یکن سے آخر تک ہے، اس کی رعایت کرنا چاہیے، امام اگر نماز میں، قرأت میں کوئی غلطی کرے، تو مقتدیوں کو چاہیے کہ مناسب اصلاح دیں، اسی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرح دیگر مواقع پر امام کی غلطی پر ٹوکنے والے کی بات اگر درست ہے، تو اس کے ساتھ نزاع اور ممانعت مناسب نہیں ہے۔

بدعتی امام کی بدعت حد کفر کو پہنچی ہوئی نہیں ہے، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور اگر حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے، تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ (درمختار شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

داڑھی منڈانے والے کی امامت

سوال: جو شخص داڑھی نہیں رکھتا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

داڑھی کتروانا یا منڈانا اور ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے اور اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کا اظہار اور شریعت کی مخالفت ہے، یہ گناہِ کبیرہ؛ بلکہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بدتر ہے کہ داڑھی کٹانے کا گناہ سوتے جاگتے ہر وقت ساتھ لگا ہوا ہے، نیز یہ قومِ لوط کی خصلت ہے، ایسا شخص کھلا ہوا فاسق وفاجر ہے، اس کی امامت اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز مکروہِ تحریمی ہے، اگر کسی جگہ ایسا امام ہو اور اس کے ہٹانے پر فتنہ کا اندیشہ ہو تو دوسری مسجد میں نیک امام تلاش کرے، ورنہ بدرجۂ مجبوری اسی کے پیچھے پڑھ لینا بہتر ہے، تنہا پڑھنے کے بجائے جماعت کے ساتھ اسی کے پیچھے پڑھ لینا بہتر ہے، اس کا جو کچھ وبال ہوگا امام بنوانے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

والے پر ہوگا۔ (مسائلِ امامت مدلل: ۱۸۳)

العبد احمد خانپوری، ۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح عباس داؤد بسم اللہ

داڑھی تراشنے والے امام کی امامت

سوال: کیا اس امام کے پیچھے نماز ہوجائے گی جس کی داڑھی ایک مشت سے کم ہو؟ مراد یہ ہے کہ وہ ڈاڑھی تراشتا رہتا ہے، ایک مشت سے بھی کم رکھتا ہو، باوجودیکہ بارہا امام صاحب کو اس فعل پر متنبہ بھی کیا گیا ہو؛ مگر وہ اس پر مصر ہی نظر آتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ڈاڑھی قبضہ سے کم کرانا حرام ہے، ایسا آدمی فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لیے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، اگر کوئی ایسا شخص جبراً امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ نے بنا دیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو، تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کرے، اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے؛ بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت واذان

سوال: ڈاڑھی کاٹنے والے کی اذان، اقامت اور امامت کیسی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ایک مشت سے کم تک کترتا ہے تو اس کی امامت اور اذان دونوں مکروہ ہیں۔ فقط

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

داڑھی کٹوانے والے کو امام بنانا مکروہِ تحریمی ہے

سوال: ایک امام صاحب نے پہلے داڑھی رکھی تھی پھر بعد میں داڑھی بالکل صاف کروادی، اور داڑھی کی توہین کی، کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسے شخص کو امام بنانا مکروہِ تحریمی ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: داڑھی کی توہین سے آپ کی مراد کٹوانا اور صاف کروانا ہے تو یہی حکم ہے، اور اگر دوسری مراد ہے اس کی تشریح کیجیے۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قرآن مجید غلط پڑھنے والے کی امامت

سوال: اس امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے جو قرآن کریم میں لحن جلی اور خفی کی رعایت نہ کرتا ہو؛ جب کہ بارہا انہیں تنبیہ بھی کی جا چکی ہو؛ مگر وہ بدستور اپنے حال پر باقی ہو؛ نیز اس امام کی اقتداء میں دو طرح کے لوگ شریک ہوتے ہوں: ایک تو عالم یا قاری، دوسرا جاہل، تو ان دونوں میں سے ہر ایک کی نماز کا کیا حکم ہے صحت اور عدم صحت کے اعتبار سے؟ جواب مع حوالہ کتب دے کر احسان فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بے احتیاطی اور بے پرواہی سے قرآن مجید غلط پڑھنا سخت گناہ ہے، الثغ کے متعلق فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر صحت ادا کی سعی نہ کرے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔

درمختار میں ہے: وحرر الحلبي وابن الشحنة: أنه بعد بذل جهده دائما حتماً كالأمي، فلا يؤم إلا مثله، ولا تصح صلوته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض ممالا لثغ فيه هذا هو الصحيح المختار في حكم الألثغ، وكذا من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف الخ

جب ترک جہد کی صورت میں الثغ کی نماز فاسد ہے؛ حالاں کہ وہ معذور بھی ہے، تو غیر معذور اگر صحت ادا کی کوشش نہیں کرتا؛ بلکہ بے پرواہی برتتا ہے تو اس کی نماز بطریق اولیٰ صحیح نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ جمادی الاولی ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قرآن شریف غلط پڑھنے والے کی امامت

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب ناظرہ خواں ہیں، وہ قراءت لحن جلی کے ساتھ پڑھتے ہیں، جیسے حرف بڑھانا، گھٹانا، جی چاہے وہاں وقف کرنا، مخرج بھی ادا نہیں کرتے؛ گویا پوری قراءت میں لحن جلی واقع ہوتا ہے، تو ان کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر قرآن شریف ایسا غلط پڑھتا ہے کہ جس سے معنیٰ بگڑ جاتے ہیں، تو اس کے پیچھے بالکل ان پڑھ لوگوں کی جن کو تین آیتیں بھی صحیح یاد نہیں نماز درست ہے، اور جن کو تین آیتیں صحیح یاد ہیں، ان کی نماز درست نہیں، کسی صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہیے۔ (فتاوی محمودیہ ۷/۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ رجب ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

غلط خواں امام کی امامت

سوال: ہماری سوسائٹی کی مسجد میں ۲۰ سے ۲۵ مقتدی نماز کے لیے آتے رہتے ہیں، امام صاحب کسی اسکول سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، نہ ہی کسی دار العلوم سے سند یافتہ ہیں، نماز میں اور وعظ میں غلطیاں کرتے ہیں؛ حتیٰ کہ نماز کے دوران قرآن مجید کی تلاوت میں بھی غلطیاں کرتے ہیں، مقتدیوں میں سے بار ہا حافظ اور عالم نے غلطیوں کی نشان دہی کی ہیں؛ مگر امام صاحب اپنی غلطیوں کو درست کرنے کے بجائے مقتدیوں سے بغض لیے بیٹھے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا امام صاحب امامت جاری رکھ سکتے ہیں؟ کیا مقتدیوں کو اپنی نماز دہرانی چاہیے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام قرآن مجید کی تلاوت میں کس قسم کی غلطی کرتا ہے؟ اس کی تفصیلات آپ نے نہیں لکھی، اس لیے کہ بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو دہرانا پڑتا ہے، اور بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور دہرانے کی ضرورت نہیں رہتی؛ جب تک غلطی معلوم نہ ہو وہاں تک اس کا حکم نہیں بتلایا جاسکتا۔

اگر امام صاحب واقعۃً غلطی کرتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ بتلانے پر اس کی اصلاح کرلیں، اور بتلانے والے کا شکریہ ادا کریں، یہ نہیں کہ ان سے بغض لے کر بیٹھ جائیں، امام صاحب ایسا کرتے ہیں تو ان کی یہ روش غلط ہے، امام کا عاقل، بالغ، صحیح العقیدہ، نماز سے متعلق احکام ومسائل سے واقف، دیندار اور صحیح طریقہ سے قرآن پڑھنے والا ہونا ضروری ہے، مسجد کے متولیان کی ذمہ داری ہے کہ اسی قسم کا امام مقرر فرمائیں، اہل اور اعلیٰ اوصاف کا حامل آدمی میسر ہونے کے باوجود ادنیٰ اور کمتر کو امام بنانا غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

قواعد تجوید سے ناواقف اور ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت

سوال: ایسا امام جو غیر مشروع ڈاڑھی رکھتا ہے، اور کلام پاک مجہول اور بغیر تجوید کے پڑھتا ہے، تجوید کا مطلب، غنہ، اخفاء، اظہار، اقلاب، قلقلہ وغیرہ جو موٹے موٹے قاعدے ہیں، ان تمام قواعد سے امام جاہل ہے اور اپنی من مانی تلاوت کرتا ہے، جس مقام پر مد کرنا ہے وہاں مد نہیں کرتا ہے، اور جس مقام پر مد نہیں کرنا ہے وہاں کرتا ہے، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ دوسرے لوگ اس سے زیادہ امامت کے مستحق ہیں، یعنی دوسرے کی وضع قطع بھی شرعی ہے، تجوید سے کلام پاک بھی پڑھتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، اسلیے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، اگر کوئی ایسا شخص جبراً امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ نے بنا دیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کرے، اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے؛ بلکہ فاسق کے پیچھے بھی نماز پڑھ لے، اس کا وبال وعذاب مسجد کے منتظمین پر ہوگا۔ (احسن الفتاوی: ۲۶۰/۳)

کلامِ پاک تجوید سے نہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ امام حروف کو صحیح طریقہ سے مخارج سے ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، اور قریب سے سننے والے تمام حروف کو بخوبی صاف اور واضح طور پر نہ سمجھ سکیں تو اس کی امامت درست نہیں ہے۔

جو امام تجوید کے قواعد کے خلاف پڑھتا ہے، یعنی غنہ، اخفاء، اظہار وغیرہ کی رعایت نہیں کرتا، اس کے پیچھے نماز درست ہوجاتی ہے۔

(قوله فلو فى اعراب) ككسر قواماً مكان فتحها، وفتح باء نعبد مكان ضمها، ومثال ما يغير وفى النوازل لاتفسد فى الكل وبه يفتى بزازية وخلاصة (قوله أو تخفيف مشدد) وفى الفتح عامة المشائخ على أن ترك المد والتشديد كالخطاء فى الاعراب الخ. (شامی ۴٦٧/۱)

البتہ مسجد کی منتظمہ کے لیے ضروری ہے کہ ایسے شخص کو جو قواعد تجوید کے خلاف قرآن پڑھتا ہے (جب کہ صحیح طریقہ سے پڑھنے والے موجود ہوں) امام مقرر نہ کرے، اگر اس کے باوجود منتظمہ نے ایسے آدمی کو امام تجویز کیا، اور اس کو ہٹانے میں فتنہ ہے، اور اس پر قدرت نہیں، اور دوسری مسجد میں صحیح پڑھنے والا امام میسر نہیں ہے، تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، سارا وبال منتظمہ پر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم ذو القعدہ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نس بندی کرانے والے کی امامت

سوال: ایک شخص نے رگ کٹوائی ہے جس کو نس بندی کہتے ہیں ایسے شخص کو امامت کروانا اور اس کے پیچھے اقتدا کرنا کیسا ہے اور یہ شخص کچھ عرصہ سے سرکاری نوکری میں تھا جب حکومت کی زبردستی پر یہ رگ کٹوائی تھی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کسی نے اپنی رضامندی وخوشی سے نس بندی کرائی تو چوں کہ اسلام میں یہ فعل حرام ہے اس لیے ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر جبراً وقہراً یعنی زبردستی اس کی نس بندی کی گئی اس میں اس کی رضا کا کوئی دخل نہ تھا تو اس کی امامت جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ کسی دوسرے نیک وصالح کو امام مقرر کیا جائے اور اگر کوئی امامت کا اہل موجود نہ ہو تو پھر اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (مسائل امامت ص: ۲۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

امامِ مسجد کا سفرِ تبلیغ کرنا

سوال: ایک مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے امام مقرر ہو تو وہ امام دعوت دین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے لیے تبلیغی سفر کرسکتا ہے؟ (اور اس مسجد میں امامت کے لیے دوسرا شخص قابل نہیں)۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اپنی جگہ مناسب آدمی کا انتظام کرکے جاسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اونچی تنخواہ کے خاطر حنفی مسلک چھوڑ دینا

سوال: زید جو کہ دیوبندی اور حنفی تھا، ۵۰۰۰/ ماہانہ تنخواہ پر امام تھا، اب زید کا ۸۰۰۰/ تنخواہ کی لالچ میں آکر دیوبندی اور حنفی مسلک چھوڑ کر بریلویوں اور غیر مقلدین کی مسجد میں امامت کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اسی طرح ہمارے ملک کے بہت سارے علماء وقراء جو اونچی تنخواہوں میں قطر وغیرہ جاتے ہیں اور حنفی ہونے کے باوجود آٹھ رکعت تراویح پڑھتے اور اگر امامت کا موقع مل جائے تو حنفی مسلک کے علاوہ دوسرے مسلک کے اعتبار سے نماز پڑھاتے ہیں ان کا یہ فعل کس حد تک درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دیوبندی حضرات کا مسلک عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے؛ لہٰذا زید کا دیوبندی مسلک چھوڑ کر بریلوی اور غیر مقلدین کے مسلک کو اختیار کرنا ناجائز وحرام ہے۔

حنفی اس کو کہتے ہیں جو اعتقاداً وعملاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع کرے؛ لہٰذا حنفی امام کے لیے تراویح کی بیس رکعت پڑھنا اور پڑھانا ضروری ہے، دنیوی غرض اور مال ومتاع کی حرص کی خاطر اپنا مسلک چھوڑ کر دوسرے مسلک پر عمل کرنے یا وقتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طور پر اپنا مسلک بدل دینے کا اختیار نہیں، بالخصوص بدبودار دنیا کے خاطر اپنا مسلک بدلنے میں سوئے خاتمہ کا بھی اندیشہ ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جو ائمہ تنخواہ کے خاطر اپنا مسلک چھوڑ کر دوسرے مسلک پر عمل کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل ذہنی آوارگی اور دینی بیزاری کے سوا کچھ نہیں، بہت ڈرنے کی ضرورت ہے۔

فتویٰ نویسی کے رہنما اصول میں ہے: فالمقلد إذا عمل بحكم من مذهب لا يرجع إلى آخر من مذهب آخر ترجمہ: مقلد نے جب ایک مذہب کے حکم پر عمل کرلیا تو دوسرا حکم دوسرے مذہب کا اختیار نہیں کرے گا۔

الغرض! جب کسی شخص نے کسی ایک امام کا دامن تھام لیا تو اب بلاعذر یا بلاضرورت محض اپنی طبیعت چاہنے کی بنیاد پر دوسرے امام کے مذہب کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔ الأمان، الحفيظ!

حتیٰ کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی تاتارخانیہ کے حوالہ سے واقعہ لکھا ہے کہ ایک حنفی شخص نے کسی صاحب حدیث کی لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا، اس صاحب حدیث نے جواب دیا کہ جب تک تم اپنے حنفی مذہب کو چھوڑ کر ہمارے مذہب کے مطابق فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین وغیرہ پر عمل پیرا نہ ہوگے، میں اپنی بچی تمہارے نکاح میں نہ دوں گا، حنفی نے ان شرائط کو مان لیا اور محض نکاح کی خاطر حنفیت چھوڑ کر صاحب حدیث کے زمرہ میں شامل ہوگیا، اس واقعہ کی خبر جب شیخ ابوبکر جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے سر جھکایا اور فرمایا کہ نکاح تو خیر درست ہوگیا؛ لیکن مجھے خطرہ ہے کہ آخری وقت میں اس کا ایمان نہ جاتا رہے، اس لیے کہ اس نے اپنے اس مذہب کا استخفاف کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے جسے وہ حق سمجھے ہوئے تھا، اوراس نے محض ایک بدبودار دنیائے مردار کے حصول کی غرض سے ترک کردیا ہے۔ (شامی کراچی ۴/ ۸۰)

اسی بنا پر حضرات فقہاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ارتحل إلى مذهب الشافعي يعزر (در مختار مع الشامی ٦ /١٣٢) ترجمہ: مذہب شافعی کی طرف خواہ مخواہ جو شخص منتقل ہوجائے اس کو سزادی جائے گی؛ (اس لیے کہ عموماً ایسا کرنا ہوائے نفس کی بنا پر ہوتا ہے)۔

اسی طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''منح'' سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

وإن انتقل إليه لقلة مبالاته فى الاعتقاد والجرأة على الانتقال من مذهب إلى مذهب كما يتفق له ويميل طبعه إليه لغرض يحصل له فإنه لاتقبل شهادته (شامی ٥/ ٤٨١، كتاب الشهادت)

ترجمہ: عقیدہ میں لاابالی پن اور دنیوی غرض کے حصول کے لیے کیف ما اتفق اور حسبِ طبیعت ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف ہونے کی جرأت اور جسارت کی وجہ سے جو شخص دوسرا مذہب اختیار کرلے اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

حاصل یہ کہ کوئی کھیل تماشہ نہیں کہ جب چاہیں جس کا قول لے کر عمل کرلیں؛ بلکہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک متعین مذہب سے وابستہ ہوکر عمل کرنا پڑے گا، اوراس کے خلاف بلاکسی داعیۂ شرعیہ کے عمل کرنا دیانت وثقاہت کے خلاف ہوگا۔

(فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ٣٦٨، ٣٦٩)

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاقِ مغلظہ دے دی پھر غیر مقلد کے فتویٰ پر عمل کرکے بلا حلالہ بیوی کو رکھنا چاہا، ایسے خواہش پرست شخص کے متعلق حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صورت مسئولہ میں غیر مقلد سامرودی کے نام نہاد فتویٰ کا (جو نصوص قطعیہ شرعیہ قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے) سہارا لے کر مطلقہ مغلظہ کو رکھ لینا قطعی حرام کاری وزنا کاری اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے، اور اپنے حق مذہبِ حنفی؛ نیز دیگر مذاہب حقہ شافعی، مالکی اور حنبلی کے متفقہ فیصلہ کی خلاف ورزی ہے، ایسے شخص کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ (شامی ۲/ ۲۶۳، فتاوی رحیمیہ کامل ۴/ ۴۵۷)

ابن الدہان نحوی کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے جب آمدنی کے خاطر حنفیت چھوڑ کر شافعیت اختیار کرلی، تو ایک شاعر نے چند اشعار لکھے جن سے سوال میں ذکر کردہ مذہبی بیزاری اختیار کرنے والے ائمہ کو سبق لینے کی ضرورت ہے۔

چناں چہ ابن الدہان کے حالات میں مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شیروانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

ابن الدہان پہلے حنبلی تھے، پھر حنفی ہوگئے، مدرسہ نظامیہ میں واقف کی جانب سے یہ شرط تھی کہ فن نحو کا مدرس شافعی مذہب ہو، اس منصب کے لیے حنفیت کو چھوڑ کر شافعی بن گئے، ایک شاعر کو ان کی مذہبی آزادی دیکھ کر بہت غصہ آیا اور یہ شعر لکھے:

ومن مبلغ عنى الوجيه رسالة		وإن كان لا تجدى إليه الرسائل
تمذهبت للنعمان بعد ابن حنبل		وذلك لما أعوزتك المآكل
وما اخترت قول الشافعي تديناً		ولكنما تهوى الذى منه حاصل
وعما قليل أنت لا شك صائر		إلىٰ مالك فأفطن لما أنا قائل

ترجمہ: میری طرف سے کوئی یہ پیام وجیہ کو پہونچادے، گرچہ پیاموں سے اس کو کچھ نفع نہیں کہ امام ابن حنبل کے بعد تو نے ابوحنیفہ کا مذہب اختیار کیا، اور یہ اس وقت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب کہ کھانے پینے کی تنگی ہوئی، امام شافعی کا مذہب تو نے دیانت داری سے تھوڑا ہی قبول کیا ہے؛ بلکہ جو اس سے آمدنی ہوگی وہ پیش نظر ہے، اس میں شبہ نہیں کہ تو ایک روز خدا کے سامنے جائے گا، پس جو میں کہتا ہوں اس کو غور سے سن لے۔ (علمائے سلف اور نابینا علماء ۱۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد عبد القیوم راجکوٹی، ۲۱ / رجب المرجب ۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک امام کے قابل اصلاح افعال

سوال: ① حافظ قرآن امام امامت کا منصب سنبھالے ہوئے قرآن شریف کو بھول جائے، تو کیا وہ امامت کے قابل ہے؟

② مسجد کا سامان رکھنے کے لیے ایک روم لیا گیا تھا، اور اس میں مسجد کا سامان رکھا جاتا تھا؛ لیکن موصوف امام صاحب نے کچھ ٹرسٹیوں سے گٹھ جوڑ کر کے روم کو اپنے نام کروالیا، اور فی الحال اسی روم میں رہتے ہیں، جس سے بھی لیا گیا تھا اس کے مانگنے پر بھی واپس نہیں کیا گیا، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟

③ امامت کی جگہ سے ہٹنے کے لیے سروس فنڈ طلب کرتے ہیں، امامت کے علاوہ اور بھی ذریعہ معاش ہے؛ صرف امامت ہی نہیں۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟

④ جو حافظ قرآن قرآن بھول گیا ہو۔

⑤ جو قرآن کا حافظ نہیں ہے، اور اپنے آپ کو حافظ بتاتا ہے۔

⑥ جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا ہے۔ ⑦ جو سنت کے خلاف عمل کرتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑧ جو سنت کی مخالفت کرتا ہو۔	⑨ جو مسجد کا حساب غلط لکھتا ہو۔

⑩ جو جھوٹی گواہی دیتا ہو۔	⑪ جو جھوٹ بولتا ہو۔

⑫ جو فریقین کے درمیان بجائے صلح کے جھگڑا لگاتا ہو۔

⑬ اپنی امامت کو برقرار رکھنے کے لیے ٹرسٹیوں کی جھوٹی تعریف عوام میں کرتا ہو۔

⑭ چوراہے پر بیٹھ کر غلط آدمیوں کے ساتھ دنیا کا مزا لیتا ہو۔

⑮ جو مسجد میں قتل اور گالی گلوچ اور بد کلامی کرتا ہو۔

⑯ جس امام کے پیچھے نماز ادا نہ ہونے کا شک ہے، کیا ایسی حالت میں نماز دہرانا غلط ہے؟

نمبر چار سے پندرہ تک کی باتیں لکھی گئی ہیں کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے؟ جس امام سے اکثر مقتدی ناراض ہوں اس شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کا تفصیل وار جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① قرآن مجید بھولنے پر جو وعید ہے، وہ اس وقت ہے کہ دیکھ کر پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو۔ (فتاوی محمودیہ ۱/۳۱) اس لیے اگر وہ دیکھ کر پڑھنے پر قادر ہے تو اس کی امامت پر زد نہیں پڑے گی۔

② غلط و نامشروع طریقوں سے کسی کا مکان ہتھیا لینا غصب ہے، جو بڑا گناہ ہے۔ (مجموعة الرسائل لابن نجيم ۹۴) گر امام اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے تو اس سے بہتر شخص کی موجودگی میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی؛ البتہ اگر وہ تائب ہو جائے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کراہت باقی نہ رہے گی۔

③ اگر مسجد کے دستور میں امام کو سروس فنڈ دینے کی بات ہے، تو امام کا مطالبہ درست ہوگا؛ ورنہ ان کا یہ مطالبہ لغو ہے۔

④ نمبر ایک میں جواب آ گیا۔

⑤ یہ کذب وفریب ہے، جو گناہ ہے۔

⑥ اس کے صحیح نہ پڑھنے کی نوعیت واضح کیجئے، اس کے بعد اس کا حکم بتلایا جاسکتا ہے۔

⑦، ⑧ اس کی بھی تشریح کیجئے کہ وہ مخالفت وخلاف کیا ہے؟

⑨ حساب غلط لکھتا ہے، اس کی بھی وضاحت کیجئے۔

⑩ جھوٹی گواہی دینا بڑا گناہ ہے۔

⑪ جھوٹ بولنا گناہ ہے۔

⑫ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا اور نزاع پیدا کرنا بھی گناہ ہے۔

⑬ یہ بھی ناجائز ہے۔

⑭ اس کی مزید وضاحت فرمائیں۔

⑮ قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور مسجد میں اس کا ارتکاب اور زیادہ شنیع ہے، مسجد میں گالی گلوچ بھی بڑا گناہ ہے۔

⑯ محض شک وشبہ کا اعتبار نہیں ہے۔

اگر امام میں کوئی نقص نہ ہو تو مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز میں کچھ نہیں، امام کی نماز بلا کراہت درست ہے، اور گناہ مقتدیوں پر ہے، اور اگر امام میں کچھ شرعی نقص ہو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور مقتدی اس وجہ سے ناخوش ہوں، تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اور اس کا امام بننا مکروہ ہے۔ (مسائل امامت ۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ایک امام صاحب کا قابلِ اصلاح طریقۂ نماز

سوال: مسجد کے امام صاحب کی چند باتیں نماز کے متعلق سرفہرست ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے، مثلاً تکبیرات کے متعلق یہ ہے کہ رکوع سے اٹھتے ہیں اور سجدہ میں جاتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں، اس انداز سے تکبیر کہتے ہیں کہ گویا کہ سجدہ سے جلسہ میں بیٹھتے ہیں، یعنی اتار چڑھاؤ میں کسی قسم کا امتیاز نہیں رکھتے ہیں، اور رکوع سے اٹھ کر سجدہ کے لیے جاتے ہیں تو اس طرح جاتے ہیں کہ ابتداءً ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں، اور اسی طرح سجدہ سے قیام کے لیے اٹھتے ہیں تو گھٹنہ پر ہاتھ رکھے بغیر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور رکوع وسجدہ کی تسبیحات میں اتنی تعجیل کرتے ہیں جیسا کہ جلدی سے ایک سانس میں تین تسبیح پڑھ لی، اور اسی طرح بعض دفعہ ظہر وعصر کی پہلی رکعت میں اتنا طول اختیار کرتے ہیں گویا کہ کسی حافظ نے تین یا چار رکوع پڑھ لیے، اور بعض دفعہ عشاء وفجر میں ایسی کاہلی برتتے ہیں کہ قراءت مسنونہ کی بالکل رعایت نہیں رکھتے ہیں، مثلاً سورۂ عصر وکوثر وغیرہ، لہٰذا ان ساری وجوہات کے پیش نظر تفصیلاً جواب قلم بند کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تکبیر میں اتار چڑھاؤ ضروری نہیں ہے؛ البتہ جب قومہ سے سجدہ میں جانے لگے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس وقت شروع کر کے سجدہ میں پہنچنے پر ختم کرنا مناسب ہے، سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھنا چاہیے، اس کے بعد ہاتھ؛ لیکن اگر معذوری ہے، تو پہلے ہاتھ رکھ سکتے ہیں، امام کو چاہیے کہ رکوع وسجدہ کی تسبیحات اس طرح جم کر ادا کرے کہ اتنی دیر میں مقتدیوں کو اپنی تسبیحات پوری کرنے کا موقعہ مل جائے، قراءت میں بعض دفعہ قراءت مسنونہ نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے؛ بہر حال امام صاحب کو امور مذکورہ کی رعایت کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز میں سو جانے والے شخص کی امامت

سوال: جو امام اکثر فجر کی نماز میں تشہد کی حالت میں سو جاتا ہو، نماز ہو گی یا دہرانی پڑے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر سونے کی ہیئت وہی ہے جو قعدہ میں مسنون طریقہ پر بیٹھنے کی ہے، تو اس سے نماز تو فاسد نہیں ہوئی؛ البتہ امام کے اندر یہ نقص ہونا بالکل نامناسب ہے، ان کو اس پر تنبیہ کی جائے، اگر وہ اپنی عادت ٹھیک کرلیں تو فبہا؛ ورنہ دوسرے شخص کو امام مقرر کیا جائے جو منصب امامت کے تمام تقاضوں پر پورا اترتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مقتدیوں میں سے کس کو امام بنایا جائے؟

سوال: امام کی غیر حاضری میں مقتدی میں سے کسی کو امام بنا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے؟ یا اکیلے طور پر پڑھنا بہتر ہے؟ پوچھنے کا سوال یہ ہے کہ مقتدیوں میں کسی کے پاس سنت کی پابندی ہے، کسی کے پاس پابندی نہیں ہے، کوئی قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے، اور کوئی صحیح نہیں پڑھتا، اسی مقتدی میں سے امام بنا کر نماز پڑھنا بہتر ہے یا نہیں؟ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر مقتدیوں میں ایسا آدمی موجود ہو، جس کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے، تو اکیلے نماز پڑھنے کے بجائے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بینک کے ملازم کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال: جن بینکوں میں سودی معاملات چلتے ہیں، وہاں پر ملازمت کرنے والے کے پیچھے نماز ہو گی یا نہیں؟ اور ان کے گھر کا کھانا، پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ایسے آدمی کو چاہیے کہ دوسری ایسی ملازمت تلاش کرے جہاں یہ صورت نہ ہو، اور دوسری ملازمت یا ذریعۂ معاش میسر آنے تک اس کو گناہ سمجھتے ہوئے استغفار کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے، اس درمیان اگر کوئی اس سے بہتر شخص امامت کے لیے موجود نہیں ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو اس کی اقتداء میں نماز درست ہو جائے گی، اس کی دعوت کھانے سے احتیاط کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سفید داغ والے امام کی امامت

سوال: ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں کہ برسوں سے امامت کر رہے ہیں، بڑے خوش اخلاق ہیں؛ لیکن کچھ مہینوں سے ان کے ہونٹوں پر برص (کوڑھ) کے داغ نمایاں ہو رہے ہیں، اور نمازیوں کا کہنا ہے کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں، لہٰذا ہمیں حدیث وفقہ کے حوالہ سے آگاہ فرمائیں کہ آیا ایسی بیماری والے کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سفید داغ کا اثر اگر پورے جسم پر پھیلا ہوا نہیں ہے تو ایسے آدمی کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر وہ تمام جسم میں پھیل چکے ہیں؛ لیکن ان کے علم واخلاق کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں جذبۂ نفرت نہیں ہے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر جذبۂ نفرت پایا جاتا ہے اور ان سے اچھا آدمی امامت کے لیے موجود ہے، تو ان کی امامت مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہوگی۔

وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع أبرصه (درمختار) (وقوله: كذا تكره خلف أمرد) الظاهر أنها تنزيهية أيضاً والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع ليكون ظاهراً (شامی ١/ ٤١٦) فقط

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ذو القعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

کچی پیاز کھا کر امامت کرانا

سوال: ایک شخص مسجد میں کچی پیاز کھا کر آتا ہے اور امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، مقتدیوں کو یہ بات پسند نہیں؛ لیکن وہ اس بات پر ہنگامہ برپا کرنے یا قیل وقال کے بھی روادار نہیں ہیں، تو کیا ایسی صورت میں وہ مذکورہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہیں گے، اور کیا ایسی نماز شریعت کے مقتضا کے موافق سمجھی جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسجد میں لہسن اور پیاز اور مولی لانا اور اس کو کھا کر مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔

(درمختار، طریقۂ محمدیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "من أكل هذه الشجرة المنتنة، فلا يقربنَّ مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس" (بخاری ومسلم) ترجمہ: جو شخص کہ بدبودار درخت (یعنی پیاز) کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس لیے کہ فرشتوں کو بھی ان تمام چیزوں سے ایذاء پہنچتی ہے جن سے انسانوں کو ایذاء ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب تک اس کی بدبو منہ سے نہ جائے اس وقت تک مسجد میں داخل نہ ہو، اور یہی حکم ہے ہر بدبودار چیز کا، جیسے حقہ اور سگریٹ اور لہسن وغیرہ کا، جیسا کہ فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔

(منية الساجد في آداب المساجد۱۱، درمختار شامي ۱/ ۴۸۹)

یہ نص حدیث ہے جب پیاز کی بدبو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ایسی حالت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں مسجد میں داخل ہونا بھی ممنوع اور ناجائز ہے، تو کسی شخص کا اس حالت میں مسجد میں داخل ہوکر امامت کرانا کیوں کر جائز ہوسکتا ہوگا؟ حدیث کی معروف کتاب ''سنن ابی داوٗد'' میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی، اسے تھوک آیا تو قبلہ جانب تھوک دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوگیا، تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ یہ شخص آئندہ تمہاری امامت نہ کرے، اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا، تو لوگوں نے اس کو روک دیا اور بتادیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے، یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا تھا، راوی بیان کرتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تم نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی تھی۔ (ابوداوٗد شریف ۱/۷۶) اس لیے امام مذکور کو چاہیے کہ اپنی اس روش سے فوراً باز آجائیں اور تائب ہوجائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داوٗد بسم اللہ عفی عنہ

سودخور امام کی امامت

سوال: زید ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے؛ لیکن سود (بیاج) کھانے سے دریغ بھی نہیں کرتا، (ظاہر ہے سود کے شرعی حکم اور شناعت وقباحت سے وہ نابلد بھی نہیں) اس سلسلہ میں اس کے مقتدیوں میں سخت تشویش پائی جاتی ہے، لہذا یہ بتایا جائے کہ مذکورہ بالا مقتدیوں کو اس بارے میں کیا رویہ اپنانا چاہیے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسے شخص کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے،اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔(فتاویٰ محمودیہ ۲/۸۲)

مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کی فہمائش کریں،اگر وہ اپنی اس حرکت سے باز آ کر سچی توبہ کرلیتا ہے توٹھیک؛ ورنہ ذمہ دار حضرات سے کہہ کر کسی صالح امام کوتجویز کرائیں، اگر کوئی صالح امام میسر نہ ہو، یا ذمہ دار حضرات اس امام کو معزول نہیں کرتے ہیں،تو بحالت مجبوری اس کے پیچھے جونماز ادا کی جائے گی اس کا اعادہ لازم نہ ہوگا؛البتہ دوسری صورت میں ذمہ دار حضرات پر سارا وبال ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح:عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سودخور کی امامت

سوال: بینک کا سود ہو یا لاٹری کا پیسہ کھانے والا،کیا اس کی نماز پڑھنا درست ہے؟ کیا اس آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے (یعنی اس آدمی کی نماز ہوتی ہے)؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کوئی آدمی سود حاصل کرنے کے لیے ہی رقم بینک میں ڈالتا ہے،تواس کا یہ فعل حرام ہے،سود لینا اور دینا دونوں شریعت میں حرام ہیں،اسی طرح لاٹری بھی جوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے،اگر ایسا آدمی اپنی اس حرکت سے باز آکر توبہ نہیں کرتا،تواس کی امامت مکروہ تحریمی ہے،وہ خود جونماز پڑھتا ہے اس کا ذمہ بری ہوجاتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بجلی چوری کرنے والے امام کی امامت

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب دو عالم فاضل حافظ وقاری ہیں، وہ بجلی کی چوری کے مرتکب ہیں، بار بار اصرار پر بھی وہ بجلی کی چوری پر مصر ہیں وہ مدرسہ بھی چلاتے ہیں، کیا بجلی کی چوری شرعاً گناہ ہے، اس گناہ کا مرتکب منصب امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بجلی کی چوری بھی چوری ہی کی ایک قسم ہے؛ بلکہ قومی املاک کی چوری ہونے کی وجہ سے اس کی قباحت وشناعت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے۔ امام صاحب کو چاہیے کہ اس حرکت سے توبہ کرلیں ورنہ ان کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۳؍شعبان ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

قبلیہ سنت پڑھے بغیر امامت کرنا

سوال: ظہر کی چار رکعت سنت پڑھے بغیر امام فرض نماز جماعت سے پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسا کبھی کبھار ہوجائے تو حرج نہیں ہے؛ لیکن عادت نہ بنالے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امامت کی تنخواہ اور ثواب

سوال: امام اگر امامت کا پیسہ لے تو اس کو نماز کا بھی ثواب ملے گا یا نہیں؟ اگر ملے گا تو لے کر امامت کرنا افضل ہوگا یا ناجائز؟ نیز کن لوگوں کے لیے امامت کا پیسہ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے، اگر یہ نیت ہے کہ اگر مجھ کو اس سے زیادہ کہیں روپیہ ملا تو میں اس کو چھوڑ کر اس کو اختیار کر دوں گا، تب تو ثواب نہ ملے گا، اور اس کو اجرت محضہ کہا جائے گا، اور اگر یہ نیت رہے کہ زیادہ کے لیے بھی اس کو نہ چھوڑوں گا تو ثواب ضائع نہ ہوگا، اور اس کو اجرت نہ کہا جائے گا؛ بلکہ نفقۂ حبس و کفایت، مثل رزق قاضی کہا جائے گا۔ (امداد الفتاوی ۳/۳۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۹/ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حروف میں "أأ" بولنے والے کی امامت

سوال: دو مہینہ سے قدرتی بیماری لاحق ہوئی ہے، جس کی وجہ سے نماز پڑھانے میں دشواری ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ اکبر، الحمد للہ، السلام علیکم کے حروف میں بولنے سے اُ اُ ہو جاتا ہے، اور ڈیڑھ مہینہ پہلے تو بہت زیادہ تکلیف ہوتی تھی، خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فی الحال کافی اچھا ہے، کبھی کبھی تکلیف ہوتی ہے تو آیا ایسی صورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور نماز پڑھا سکتا ہوں یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب مصلیان حضرات بھی بہت ہی خوش ہیں، اور ابھی میں پونے دو مہینہ سے نماز نہیں پڑھاتا ہوں، ہمارے متولیان حضرات نے آرام کے لیے کہا ہے، اس لیے اب مجھے دوبارہ نماز پڑھانا شروع کرنا ہے تو اس کے لیے یہ سوال میں نے آپ حضرات سے پوچھا ہے؛ کیوں کہ میں جو نماز پڑھاؤں گا تو آیا وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ صحیح ہوگئی تب تو کوئی سوال ہی نہیں؛ لیکن اگر صحیح نہیں ہوئی تو اس کی دو وجہ ایک تو مع الکراہت اور ایک بلا کراہت، اب کراہت میں سے تحریمی یا تنزیہی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر نماز کی تکبیر تحریمہ کی ادائیگی میں زائد ہمزہ کی آواز پیدا ہو جاتی ہے تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی، اور اگر درمیان نماز کسی تکبیر میں یہ صورت پیش آتی ہے تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس لیے جب تک یہ مرض ہے آپ امامت نہ کریں۔

تعمد مد الهمزة من لفظ الجلالة أو اكبر كفر لكونه استفهاما يقتضى أن لايثبت عنده كبرياء الله تعالىٰ وعظمته كذا في الكفاية وعلى هذا فينبغى أن يقال ان تعمد المد لايكفر إلا إذا قصد به الشك لانتفاء احتمال التقدير، واما الفساد وعدم صحة الشروع فثابتان وإن لم يتعمد المد أو الشك لأنه تلفظ يمحتمل الكفر فصار خطأ شرعا. (شامی ۱/ ۳۵۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ ذوالقعدۃ ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کم ڈاڑھی والے کی امامت

سوال: صلوۃ التراویح کا امام اگر جوان ہے، اور ڈاڑھی کو کاٹتا ہے تو ایسے جوان امام کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جوان ہونا تو منافیٔ امامت نہیں؛ البتہ اگر وہ ایک مٹھی سے کم داڑھی کو کترواتا یا منڈواتا ہے تو وہ فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہِ تحریمی ہے۔ (فتاوی دار العلوم "عزیز الفتاویٰ" ۱/ ۲۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک ہاتھ والے کی امامت

سوال: جس کا ایک ہاتھ نہ ہو، کیا اس کو امامت کرنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر ایک ہاتھ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس کی امامت کو ناپسند سمجھتے ہیں تو مکروہ تنزیہی ہے۔ شامی میں ہے: ومن له يد واحدة فتاوى الصوفية عن التحفة، والظاهر أن العلة النفرة الخ (شامی ۱/ ٤١٦)

البتہ اگر اس کے علم وفضل کی وجہ سے ناپسندیدگی باقی نہیں رہی تو کراہت نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بے شادی شدہ کی امامت

سوال: ① غیر شادی شدہ امامِ مسجد کتنی مدت ماہ، سال تک نماز پڑھا سکتا ہے؟

کان کی لَو سے نیچے بال والے کی امامت

سوال: ② سر کے بال کتنے طریقوں سے رکھ سکتے ہیں، اگر کان کی لو سے نیچے تک یعنی پوری گردن تک امام کے بال ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ٹخنہ سے نیچے پائجامہ والے کی امامت

سوال: ③ جامہ، شلوار اور پائجامہ کتنا نیچا لمبا رکھ سکتے ہیں؟ اور امام کا شلوار ٹخنوں کے نیچے ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① امامت کے صحیح ہونے کے لیے امام کا شادی شدہ ہونا شرط نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۶/۳۵۱)

② کان کی لو سے نیچے تک بال رکھنا بھی مطابقِ سنت ہے، اس کی وجہ سے امامت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

③ پائجامہ یا شلوار ٹخنہ سے اوپر رکھنا ضروری ہے، اگر ٹخنہ چھپ جاتا ہے اس طرح پہنا ہے تو یہ متکبرین اور فساق کا طریقہ ہے، اگر اس نیت سے ہو کہ ان کے ساتھ تشبہ اختیار کیا جائے یا تکبر کی نیت سے ہو تو حرام ہے، ورنہ مکروہ ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۱۱۴)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس پر بہت ہی وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس لیے ایسے کو امام بنانا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۲۹۶) اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز ہوگئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/شوال ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زکوۃ کھانے والے صاحبِ نصاب امام کی امامت کا حکم

سوال: صدقہ، زکوۃ کھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ صاحب نصاب ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

وہ شخص جو غریب و محتاج نہیں؛ بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ خوشحال ہے، صاحب نصاب ہے، گھر کا کھاتا، پیتا باعزت ہے اور وہ بلا وجہ شرعی قصداً محض مال کی ہوس و لالچ میں زکوۃ کی مد کی رقم وصول کرتا اور کھاتا ہے، اور غریبوں کی حق تلفی کرتا ہے، تو زکوۃ کے پیسے جو درحقیقت میل کچیل ہیں غنی کے لیے کھانا شرعاً حرام و ناجائز ہے، اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (مسائل امامت ۲۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دو اماموں میں سے کونسا امام امامت کا حق دار ہے

سوال: زید کسی مسجد میں تقریباً دو سال سے امامت کر رہا ہے، اور اکثر مقتدی زید کی امامت سے خوش ہیں، اور فی الحال بھی زید کو اکثر مقتدی منصب امامت پر باقی رکھنا چاہتے ہیں؛ لیکن اقلیت یعنی چند افراد زید کو منصب امامت سے سبکدوش کر کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسرے امام کو ان کی جگہ تقرر کرنا چاہتے ہیں، تو ایسی صورت میں اکثریت کی رائے کا احترام ضروری ہے یا اقلیت کی رائے کو تسلیم کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر دونوں امام علم وفضل اور ورع وتقویٰ میں برابر ہیں تو قوم میں سے اہلِ صلاح کی اکثریت کا اعتبار کیا جائے۔

فإن استووا يقرع أو الخيار إلى القوم، فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم، ولو قدموا غير الأولى أساؤا بلا إثم (در مختار)(احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۵/ رجمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

نکاحِ حلالہ میں خطبۂ نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: (الف) ایک امام صاحب نے حلالہ کے لیے نکاح میں صرف خطبہ پڑھایا تھا، مقتدی کہتے ہیں کہ: اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔

(ب) اس لیے کہ اس امام نے راز کو پوشیدہ رکھنے کے لیے جھوٹ بولا تھا؛ لیکن بعد میں اقرار کرلیا تھا، اب کیا اس امام کے پیچھے نماز ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شرعی اصول کے مطابق کیے جانے والے حلالہ کے نکاح کے لیے خطبہ پڑھنا؛ بلکہ نکاح کا ایجاب وقبول کرانا کوئی غلط کام نہیں ہے جس کی بنیاد پر امام صاحب کے پیچھے نماز درست نہ ہونے کا حکم لگایا جاسکے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

راز کو چھپانے کے لیے جو کلام کیا گیا اس کی پوری تفصیل معلوم ہونے کے بعد ہی اس پر جھوٹ کا حکم لگایا جا سکتا ہے، ممکن ہے لوگ جس کو ''جھوٹ'' سے تعبیر کر رہے ہیں اس میں بولنے والے نے ''توریہ'' سے کام لیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷؍ شوال ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

چار بیوی رکھنے والے کی امامت

سوال: امام صاحب کی ذاتی زندگی بھی نہایت پرکیف ہے، یہ حضرت تین یا چار بیویاں رکھتے اور ان کی کفالت کرتے ہیں، (جب کہ آج کے موجودہ دور میں ایک بیوی کا پالنا محال ہے)، ایسے متنازعہ امام کے پیچھے مصلیان کی نماز درست ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر حدود شرع میں رہ کر ایک سے زیادہ نکاح کرتا ہے اور اپنی تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتا ہے، تو وہ قابلِ اعتراض اور قابل ملامت نہیں ہے؛ بلکہ معترضین حضرات اگر نفسِ تعددِ نکاح کو برا سمجھتے ہیں تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴؍ ذی القعدہ ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

مسجد کی جگہ پر امام کا قابض ہونا

سوال: مسجد کے ٹرسٹی حضرات نے امام کی سہولت کے لیے مسجد کے صحن سے لگی ہوئی متصل جگہ امام کے رہنے کے لیے بغیر کسی کرایہ اور معاوضہ کے لیے دی ہے، امام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب وہاں اپنے اہل وعیال کے ساتھ قیام پذیر ہے، اور اس نے اپنی سہولت وآرائش کے مطابق مذکورہ جگہ میں کافی ردو بدل اور تبدیلی بھی کی ہے، اور مسجد کی دوسری مزید جگہ پر قابض ہو کر اسے بھی اپنی رہائش گاہ میں شامل کرلیا ہے، کیا ذاتی عیش وآرام کے لیے مسجد کی ملکیت کو اپنی سہولت کے مطابق تبدیل کرنا درست ہے، اور مسجد کا صحن اور اس سے لگی ہوئی متصل مسجد کی جگہ پر اہل خاندان کے ساتھ رہنا درست ہے؟ جب کہ امام مسجد کی اپنی ملکیت میں مسجد کے قریب ہی اپنا ذاتی رہائشی مکان ہے، اور امام بہ ذات خود تعویذ گنڈے کے کاروبار کے ذریعے معاشی اعتبار سے آسودہ وخوش حال ہے، اور بہ وقتِ ضرورت مزید اپنا نیا ذاتی مکان خریدنے کی استطاعت وطاقت رکھتا ہے۔

مسجد کے صحن میں کچھ قبریں اور مزارات تھیں، امام ہذا نے ان قبروں کو مسمار کر کے زمین دوز کر دیا اور صحن کے ایسے کچھ حصہ پر باورچی خانہ تعمیر کروایا، شرع کے مطابق قبروں کا مسمار کرنا اور زمین دوز کرنا کیسا عمل ہے؟ اور کیا ایسی جگہ کا ستعمال ذاتی مقصد کے لیے جائز ہو سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب ٹرسٹی حضرات نے یہ جگہ امام کو رہائش کے لیے دی، اس وقت اس میں رہائش کے جواز وعدم جواز کا سوال آپ نے کیوں نہیں کیا؟ امام نے جو ردو بدل کیا ہے اس کی وجہ سے اگر مسجد کی ملکیت کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اور مزید درستگی ہوئی ہے تو وہ کیوں قابل اعتراض ہے! البتہ مسجد کی مزید جگہ پر امام کا قابض ہونا درست نہیں ہے۔

جو قبریں اتنی پرانی ہو چکی ہوں کہ ان میں دفن شدہ اموات مٹی ہو چکی ہیں، تو ان کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسمار اور زمین دوز کرنا شرعاً جائز ہے، اور اس جگہ تعمیر بھی درست ہے۔

ولو بلي الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه.
(تبيين الحقائق شرح كنزالدقائق للزيلعي ٢٤٦/١)

البتہ اس جگہ کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

امام صاحب کا سنن ونوافل مصلے پر ہی ادا کرنا

سوال: امام صاحب مصلے پر سنت نمازیں ادا کرتے ہیں، کیا سنت ونوافل نمازیں فرض کے بعد اور فرض سے پہلے مصلے پر کھڑے ہوکر ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

امام فرض نماز کے بعد سنتوں کو ادا کرنے کے لیے مصلی سے آگے یا پیچھے یا دائیں بائیں طرف ہٹ جائے، امام کے اسی ہیئت پر مستقبل قبلہ رہنے میں نو وارد کو بقائے جماعت کا اشتباہ ہوسکتا ہے، خطرہ ہے کہ کوئی اقتداء کرے اور اس کی نماز صحیح نہ ہو؛ اس لیے امام کا ہیئت نہ بدلنا مکروہ ہے۔ بدائع الصنائع ۱/۱۶۰ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۳۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/رجب ۱۴۱۵ھ

امام کا کسی امتیازی جگہ کھڑا رہنا اور اس کی اقتدا

سوال: مسجد اس طرح ہے کہ پہلا حصہ محراب کے ساتھ چھوٹا ہے اس حصہ میں دو صف ہوتے ہیں، اس کے بعد کمان ہے، دوسرا حصہ کشادہ ہے، اس کے بعد لوہے کی جالی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے اس کے بعد صحن ہے، اگر امام صاحب مصلی کی کمان کے کسی قدر اندر رہ کر قیام کریں، یا دوسرا حصہ جو لوہے کی جالی کا ہے، اس کے اندر قیام کریں، اور مقتدیاں جو دوسرا کشادہ حصہ ہے، وہاں صف بنائیں، تو اقتداء صحیح ہوگی، اسی طرح اگر امام صاحب لوہے کی جالی کے حصہ میں قیام یعنی امامت کے لیے ٹھریں، اور مقتدی مسجد کے صحن میں صف بنائیں، تو اقتداء درست ہوگی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اقتداء صحیح نہیں ہوگی، تو پھر نماز بھی صحیح نہ ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام کا کسی ایسی جگہ میں اکیلا کھڑا رہنا جس سے اس کی امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے وہ مکروہ ہے۔

وقیل مایقع به الامتیاز وهو الا وجه ذکر الکمال وغیره (درمختار)
(قوله وقیل الخ)هو ظاهر الروایة کما فی البدائع قال فی البحر والحاصل ان التصحیح قد اختلف والاولی العمل لظاهر الروایة واطلاق الحدیث وکذا رجحه فی الحلیة (شامی ۱/۴۷۸)

آپ نے سوال میں جو صورت دریافت فرمائی ہے، اس میں اور امام صاحب اکیلے اندر کھڑے رہیں، اور تمام مقتدیاں باہر ہوں؛ تو یہ مکروہ ہوگا؛ لیکن اقتدا بلا کراہت درست ہے، اور اگر امام صاحب کے ساتھ کچھ لوگ (ایک صف) کھڑے ہوجائیں یا امام صاحب لوگوں کے ساتھ باہر ہی کھڑے رہیں؛ البتہ بوقت ضرورت سجدہ سر اندر رکھیں تو مکرہ نہیں ہے، بہر حال یہ بات یاد رہے، کہ نماز ہر حال میں صحیح ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مقتدیوں کی ناراضگی کے باوجود امامت کرنا

سوال: پیش امام سے اگر دو مقتدی ناراض ہے، اور وہ امام کے پیچھے نماز ادا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تب ایسی حالات میں امام کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مقتدیوں کی ناراضگی امام سے اگر دنیوی معاملہ کی وجہ سے ہے تو ان کا امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا امام کے حق میں مضر نہیں ہے؛ بلکہ وہ حضرات قصوروار ہیں اور اگر دینی وجہ سے ہے تو امام کو چاہیے کہ اپنے اس نقص کو دور کرے ورنہ امام گنہگار رہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب الجماعة

تعمیرِ مسجد کے دوران کسی اور مکان میں جماعت کرنا

سوال: ہمارے محلہ میں ابھی تک کوئی مسجد نہیں؛ مگر سب محلہ والے آہستہ آہستہ مسجد کی تعمیر کے لیے رقم جمع کرر ہے ہیں، اس لیے ہم ایک مکان (جس میں ابھی کوئی نہیں رہتا) میں نماز ادا کرتے ہیں؛ لیکن ہم نے مکان کے مالک کی اجازت حاصل کی ہے، اور اس نے دو تین مہینوں کے لیے اجازت دی ہے، آپ مہربانی کرکے یہ واضح کردیں کہ یہاں نماز پڑھنا کس حد تک جائز ہے؟ ہم اس میں اذان وغیرہ اور ہر طریقہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جو مسجد میں اپنائے جاتے ہیں قائم کرتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسجد کا نظم ہونے تک کسی کے ذاتی مکان میں اس کی اجازت سے نماز باجماعت کا اہتمام اسی طرح جس طرح مسجد میں ہوتا ہے بہت عمدہ چیز ہے، اس صورت میں آپ حضرات کو جماعت کا ثواب ملے گا، احادیث میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس گنا اور بعض میں ستائیس گنا زیادہ آیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ

تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

سوال: ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے یہ رواج چلا ہے کہ عورتیں جماعت سے نماز پڑھتی ہیں، جس میں عورتوں کا امام بھی عورتوں ہی میں سے کوئی عورت ہوتی ہے، تو کیا اس طرح عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا درست ہے؟ بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے امامت کرانا منقول ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تنہا عورتوں کی آپس میں جماعت مکروہ تحریمی ہے؛ لہٰذا عورتوں کو الگ الگ ہی نماز پڑھنا چاہیے۔

کرہ جماعۃ النساء وھو یدل علی انھا کراھۃ تحریم (البحر الرائق ۱/۳۷۲)

(کتاب الفتاوی ۲/۲۶۸)

درمختار میں ہے: ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح

(در علی ھامش الشامیۃ ۱/ ۴۱۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "تنہا عورتوں کی جماعت" کے سلسلہ میں پوچھے گئے ایک سوال جس میں عورتوں کی جماعت کے جواز سے متعلق روایتیں پیش کی گئی ہیں، اس کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اخرج الهيثمى فى مجمع الزوائد عن عائشة أن رسول الله ﷺ قال: لاخير فى جماعة النساء إلا فى المسجد أو فى جنازة قتيل رواه احمد والطبرانى فى الأوسط الا أنه قال: "لاخير فى جماعة النساء إلا فى المسجد جماعة" وفيه ابن لهيعة وفيه كلام الخ. (١/ ١٥٥)

قلت: قد حسن له الترمذى واحتج به غير واحد كما فيه ايضاً (١/ ١٢٦)

ولا يخفى أن جماعة النساء فى مسجد الجماعة لا تكون إلا مع الرجال، فمعنى الحديث: لا خير فى جماعة النساء إلا مع الرجال فعلم ان جماعة النساء وحدهن مكروهة لنهيه ﷺ الخيرية عنها، وقد اجمعت الأمة على كراهة خروج النساء إلى مسجد الجماعة ايضاً، ولو خرجن فلم يجوز أحد من الأئمة ان يجمعن وحدهن؛ بل لا بد لهن من الصلوة خلف الرجال فافهم وكل ما ورد عن عائشة رضى الله عنها وام سلمة رضى الله عنها فى امامتها النساء فلا يخلو عن مثل ليث ابن ابى سليم وابن ابى ليلى وغيرهما ممن فيه مقال، فلم يكن راجحا على اثر ابن لهيعة هذا، ورواية ابراهيم عن عائشة رضى الله عنها منقطعة فلا ترجيح له ايضاً، ولا يخفى ترجيح المرفوع على الموقوف، ولم يتبين مخالفة عمل الراوى لروايته، هل كانت قبل الرواية أو بعدها فلا يعل بفعل عائشة رضى الله عنها اثرها المرفوع فافهم والبسط فى الاعلاء (٢/ ١١٥، ١١٤)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روایاتِ مذکورۂ سوال کا جواب تو عبارت عربی میں دے دیا گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی جماعت میں خیر نہیں ہے، اسی پر حنفیہ کا عمل ہے، اور اسی سے ان کے قول کی ترجیح معلوم ہوتی ہے، پس عورتوں کو باہم جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (امداد الاحکام ۱/۴۲۵)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

میاں بیوی کا با جماعت نماز پڑھنا

سوال: کیا میاں بیوی نفل نماز یا فرض نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض آدمی شادی کی پہلی رات میں نفل نماز جماعت سے پڑھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ اور جماعت سے تو نہیں مگر دونوں میاں بیوی گھر میں نماز کو پاس میں کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں نفل اور فرض ایک ہی صف میں تو یہ صحیح ہے؟ اگر مرد ظہر کی فرض پڑھتا ہے اور عورت ظہر کی سنت پڑھتی ہے تو پاس میں پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

میاں بیوی نفل یا فرض با جماعت پڑھ سکتے ہیں البتہ اس صورت میں عورت پیچھے کھڑی رہے گی۔

أما الواحدة فتتأخر (در مختار) وتأخر الواحدة محله اذا اقتدت برجل لا بامرأة مثلها (شامی ۱/۴۱۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شادی کی پہلی رات میں میاں بیوی دو رکعت پڑھیں دونوں اپنے اپنے طور پر پڑھ لیں یہ آداب میں سے لکھا ہے۔ (شرح شرعۃ الاسلام ۴۴۳)

میاں بیوی کا اپنی اپنی نماز پاس میں کھڑے ہو کر اس طرح پڑھنا کہ درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو مکروہ ہے۔

فمحاذاة المصلية لمصل ليس فى صلاتها مكروهة لا تفسد (در مختار علی هامش الشامي ١/ ٤٢٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

مسجد شرعی میں تکرار جماعت مکروہِ تحریمی ہے

(سوال): ہمارے کالج میں جماعت سے نماز ہوتی ہے جو امام صاحب پڑھاتے ہیں، لیکن جو حضرات جماعت میں شامل نہیں ہو پاتے، وہ بعد میں اپنی الگ جماعت بنا لیتے ہیں اور ایسی چار پانچ مرتبہ جماعت بنائی جاتی ہے، کیا اس طرح بار بار جماعت بنا کر پڑھنا درست ہوگا؟

(الجواب): حامداً ومصلياً ومسلماً

آپ کے کالج میں جس جگہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے وہ جگہ اگر مسجد شرعی ہے تو امام صاحب کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھا چکنے کے بعد میں آنے والوں کا جماعت کر کے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

در مختار میں ہے: ويكره تكرار الجماعة الخ۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (قوله ويكره) اى تحريماً (شامی ١/ ٤٠٨)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور اگر وہ جگہ مسجدِ شرعی نہیں ہے صرف نماز کی ادائیگی کے لیے اسکو مخصوص کرلیا گیا ہے، مسجدِ شرعی کی نیت نہیں کی گئی ہے، تو اس صورت میں بعد میں آنے والوں کے لیے دوسری جماعت کر کے نماز ادا کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

طلبہ کی راحت کی خاطر مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا

سوال: بمبئی میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم (ہارون کمپاؤنڈ کرلا میں) ایک مدرسہ ہے، جس میں ۱۵۰/ طلبہ حفظ وناظرہ کے قیام وطعام کے ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہیں، یہ مدرسہ ایک مسجد کے پچھلے حصہ میں ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگلا حصہ مسجد کا ہے اور پچھلا حصہ جس میں صحنِ مسجد اور ضروریاتِ مسجد مثلاً وضوخانہ، استنجاء خانہ، دروازہ، سیڑھی وغیرہ ہیں، اس حصہ کے اوپر والے حصہ میں مدرسہ ہے جس میں چھ سات درسگاہیں ہیں، اب مسجد میں چوں کہ محلے والے آتے ہیں؛ اس لیے نماز کے اوقات ان ہی کی رعایت سے رکھے گئے ہیں، اب مغرب بعد طلبہ کو کم از کم دو گھنٹہ سبق وغیرہ یاد کرنے مل جاوے اس واسطے طلبہ کی عشاء کی نماز مسجد کے پہلے منزلہ پر مسجد کی حدود کے اوپر مسجد کی عشاء کی نماز سے تقریباً ایک گھنٹہ بعد میں ہوتی ہے، اور عشاء بعد طلبہ کھانا کھا کر سوجاتے ہیں، اگر مسجد کے وقت پر طلبہ کو نماز پڑھا کر کھلا کر پھر سے بٹھایا جائے تو سستی آ ہی جاتی ہے، اسی طرح طلبہ کو فجر سے ایک گھنٹہ قبل جگادیا جاتا ہے؛ تاکہ اس وقت میں بھی یاد کریں جس کی بناء پر دوپہر میں گیارہ بجے کھانے کے بعد آرام کرنے دیا جاتا ہے، اور پونے دو بجے جگایا جاتا ہے اور طلبہ کی جماعتِ ظہر سوا دو بجے مسجد کے اوپر والے حصہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں ہوتی ہے، جب کہ مسجد میں ڈیڑھ بجے کی جماعت ہے، طلبہ کو اتنا آرام دینے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ آرام مل جائے، رات کی پڑھائی میں نیند نہ آوے اور رات چھوٹی ہونے کی صورت میں نیند پوری ہو جائے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مدرسہ میں استنجاء خانے صرف دو ہیں اور وضو خانہ بھی چھوٹا ہے، لہٰذا نمازوں کے اوقات میں بعض مصلی طلبہ سے الجھ جاتے ہیں کہ مسجد کے استنجاء خانہ میں تمہاری وجہ سے بھیڑ ہو جاتی ہے؛ جب کہ فجر میں ایک گھنٹہ پہلے جگایا جاتا ہے تو اذان سے بہت پہلے ہی طلبہ مسجد کے استنجاء خانہ سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں، اور عصر اور مغرب میں یہ دشواریاں نہیں ہوتیں، لہٰذا ان اعذار کی بناء پر ظہر وعشاء میں مسجد کی حدود میں جو جماعت ثانیہ ہوتی ہے کیا اس کی گنجائش ہے؟ اگر نہیں ہے تو کیا صورت اختیار کی جائے؟ امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے نواز کر مشکور فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں دوسری جماعت مکروہ تحریمی ہے، اس لیے اس سے احتراز ضروری ہے، سوال میں جو ضرورتیں بیان کی گئی ہیں ان کی وجہ سے کراہت ختم نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کالج میں مخصوص جگہ میں تکرارِ جماعت

سوال: ہمارے کالج میں جماعت سے نماز ہوتی ہے جو امام صاحب پڑھاتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں؛ لیکن جو حضرات جماعت میں شامل نہیں ہو پاتے وہ بعد میں اپنی الگ سے جماعت بنا لیتے ہیں اور ایسی چار پانچ مرتبہ جماعت بنائی جاتی ہے، کیا اس طرح بار بار جماعت بنا کر پڑھنا درست ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے کالج میں جس جگہ پر نماز ہوتی ہے وہ جگہ اگر مسجد شرعی ہے تو امام صاحب کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکنے کے بعد میں آنے والوں کا جماعت کر کے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، درِ مختار میں ہے: ''ویکرہ تکرار الجماعۃ الخ''، علامہ شامی فرماتے ہیں: ''قولہ ویکرہ'' أي تحریما. (شامی ۱/ ۴۰۸)

اور اگر وہ جگہ مسجدِ شرعی نہیں ہے، صرف نماز کی ادائیگی کے لیے اس کو مخصوص کر لیا گیا ہے، مسجد شرعی کی نیت نہیں کی گئی ہے تو اس صورت میں بعد میں آنے والوں کے لیے دوسری جماعت کر کے نماز ادا کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح عباس داؤد بسم اللہ

بغرض تعلیم مسجد کے بجائے مدرسہ میں جماعت سے نماز پڑھنا

ایک مسجد میں اوپر اور نیچے الگ الگ جماعت کرنے کا حکم

سوال: مدرسے سے متصل محلے کی مسجد ہے، اور مسجد دو منزلہ ہے، پہلے منزلے پر محلے کے مسلمان باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، اسی جماعت کے ساتھ اسی امام کی اقتدا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرتے ہوئے طلبہ دوسرے منزلے پر نماز ادا کرتے ہیں؛ البتہ نماز فجر وعشا طلبہ مدرسے میں الگ سے باجماعت ادا کرتے ہیں، نماز فجر وعشاء میں کچھ طویل قیام کو چھوٹے طلبہ برداشت نہیں کر پاتے، فی الحال نماز فجر اذان فجر ہوتے ہی جماعت کے ساتھ مدرسے میں ادا کرتے ہیں؛ تاکہ جلد از جلد تعلیم کے کام میں مصروف ہوں۔ سوال یہ ہے کہ مدرسے میں درسگاہیں چھوٹی چھوٹی ہونے کی وجہ سے تمام طلبہ ایک درسگاہ میں نہیں آپاتے، اذان فجر کے بعد فوراً طلبہ کی جماعت نماز فجر مسجد کے دوسرے منزلہ پر ادا ہوجائے، اور پہلے منزلے پر حسب معمول ۳۰/منٹ بعد نماز فجر کی جماعت قائم ہو تو یہ عمل یعنی فجر کی نماز کی دو جماعتیں کرنا مسجد کے دونوں منزلوں میں الگ الگ، شرعاً کوئی حرج والا ہے یا نہیں؟ طلبہ کی جماعت سے عامۃ المسلمین کی جماعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے نہ اہمیت میں فرق آتا ہے، نہ قلت وکثرت پر کوئی فرق پڑتا ہے۔ توضیح فرمائیں کہ یہ عمل مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو نابالغ طلبہ ہیں ان کے لیے تو مدرسہ میں جماعت کا بندوبست کیا جاسکتا ہے؛ لیکن جو بالغ طلبہ ہیں اور مدرسین اور ملازمین کا نماز فجر وعشاء میں مستقلاً مسجد چھوڑ کر مدرسے میں باجماعت ادا کرنا درست نہیں، یہ فعل بدعت اور مکروہ تحریمی ہے۔

(احسن الفتاویٰ ۳/۲۷۴)

مسجد کے دو منزلوں میں الگ الگ جماعت کرنا درست نہیں ہے، مکروہ ہے، آپ کا یہ سمجھنا کہ اس سے عامۃ المسلمین کی جماعت میں کوئی اثر نہیں پڑتا، فقہاء کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تصریحات کے پیش نظر نا قابل قبول ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تہ خانہ میں اور بالائی منزل پر اقتداء

سوال: مسجد کے تین حصے ہیں: ① زمین کے برابر یعنی راستہ سے لگا ہوا۔ ② زمین کے اوپر کا۔ (دومنزلہ) ③ زمین کے نیچے کا، یعنی تہ خانہ، اگر امام نے زمین کے برابر کا یعنی راستہ سے لگے ہوئے حصہ پر ٹھہر کر مقتدیوں کے ساتھ فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو اوپر کے اور زمین کے نیچے (تہ خانہ میں) ٹھہرے ہوئے مقتدیوں نے اس امام کی اقتداء کی، یعنی اس امام کے تابع ہو کر نماز پڑھی تو سب کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

سب کی نماز ہوگئی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جماعت خانہ کے باہر اقتداء

سوال: صلوۃ التراویح میں ایک بڑی تعداد کے مصلی جماعت خانہ سے باہر نماز ادا کرتے ہیں اس امام کے پیچھے جو جماعت خانہ میں ہے، مطلب یہ کہ باہر پڑھنے والے مصلی اور جماعت خانہ کے اخیر صف کے مصلی کے درمیان دو تین صف خالی رہتی ہیں، ایا اس صورت میں باہر پڑھنے والے کی نماز و اقتداء صحیح ہے یا باطل؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے۔

وفناء المسجد في حكم المسجد، يجوز الاقتداء فيه وإن لم تكن الصفوف متصلة (طحطاوی علی مراقي الفلاح ۱۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسبوق کو نائب بنانا

سوال: دو مسافر نمازِ ظہر باجماعت ادا کر رہے تھے، بعد ایک رکعت کے ایک مقیم آ ملے، اب امام صاحب آگے بڑھے، بعدہ امام کا وضو فاسد ہوا، اب امام صاحب نے داہنی طرف یعنی مقیم نمازی کو اپنا قائم مقام بنایا:

① اب مسافر نمازی اپنی نماز کس طرح مکمل کرے؟

② اب پرانے امام تیسری رکعت میں باوضو آ ملے، اب یہ صاحب اپنی نماز کس طرح مکمل کرے؟

③ مقیم امام کے پیچھے ایک مسافر چوتھی رکعت میں آ کر ملے، بعد سلام کے یہ مسافر اپنی بقیہ نماز کو کس طرح مکمل ادا کرے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام صاحب کو درمیانِ نماز حدث پیش آنے کی صورت میں اگر استخلاف (کسی کو جانشین ونائب بنانے) کی ضرورت پیش آئے تو اس کو چاہیے کہ ایسے آدمی کو نائب بنائے جو اس امام کی نماز پوری کرانے کی قدرت رکھتا ہو، اور وہ مدرک (یعنی ایسا مقتدی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جو شروع سے امام کے ساتھ شریک ہو) ہے، مسبوق (یعنی جو ایک رکعت کے بعد امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا ہو اس) کو نائب نہ بنائے، اور خود مسبوق کو بھی چاہیے کہ وہ امام کا نائب نہ بنے؛ لیکن اس کے باوجود اگر امام نے مسبوق کو نائب بنا دیا اور مسبوق نائب بن گیا تو جائز ہوگا یعنی نماز فاسد نہیں ہوگی، اب اس مسبوق کو چاہیے کہ امام کی بقیہ نماز پوری کرا کے جب سلام کا وقت آئے تو وہ خود پیچھے آ کر ایسے آدمی (یعنی مدرک) کو آگے کر دے جو سلام پھرا کر امام والی نماز کو ختم کرائے۔

اس لیے صورتِ مسئولہ میں اولاً تو مقیم نمازی کو چاہیے تھا کہ وہ امام کا نائب نہ بنتا؛ اس لیے کہ وہ امام والی نماز کو پوری کرانے کی قدرت دو وجہ سے نہیں رکھتا تھا: ایک تو مسبوق ہونے کی وجہ سے، دوسری مقیم ہونے کی وجہ سے؛ لیکن جب وہ آگے بڑھ ہی گیا تو اب اس کو چاہیے تھا کہ دوسری رکعت پوری کرا کر جب سلام کا وقت آیا تو پہلے سے امام کے ساتھ موجود مسافر مقتدی (جو مدرک ہے اس) کو آگے کر دیتا؛ تاکہ وہ سلام پھرا کر امام والی نماز کو ختم تک پہنچاتا، یوں خود اس کی نماز مکمل ہوتی اور وہ مقیم مسبوق جس کو امام نے اپنا نائب بنایا اور جو امام کی نماز سلام تک پہنچا کر خود پیچھے آ گیا اپنی بقیہ نماز پوری کر لے، اس جواب سے دوسرا اور تیسرا سوال جو آپ نے قائم فرمایا ہے وہ خود ہی ختم ہو جاتا ہے۔

''تبیین الحقائق'' شرح کنز الدقائق کی عبارت پیش خدمت ہے، جس میں مذکورہ بالا تمام مسائل مصرح ہیں:

(وصح استخلاف المسبوق) أي أجاز للإمام أن يستخلف المسبوق بركعة أوأكثر لوجود المشاركة في الصلوة، وإنما يصير منفرداً فيما يقضى

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعد فراغ صلوة الإمام، والأولیٰ أن يستخلف المدرك لما روينا ولكونه أقدر على الإتمام وأعلم بحال الإمام، وينبغى لهذا المسبوق أن لايقبل وأن لا يتقدم لعجزه عن التسليم، فإن تقدم جاز، ويستخلف مدركا عند إتمام صلوة إمامه ليسلم بهم ويسجد للسهو إن كان على الإمام سهو، وعلى هذا لو كان الإمام مسافراً ينبغي له أن لا يقدم مقيما لعجزه عن اتمام صلوة الإمام؛ لأنهم لم يلتزموا متابعته فيما زاد على ركعتين إذ لا يلزمهم الإتمام باستخلافه كما لا يلزمهم بنية المستخلف بعد الاستخلاف، أو بنية خليفته، ولو قدمه أي قدم المقيم ينبغي له أن لايتقدم لما قلنا، وإن تقدم جاز لوجود المشاركة فيها، فإذا أتم صلوة الإمام وهى الركعتان قدم مسافراً يسلم بهم، ثم يصلى كل مقيم ركعتين منفردا؛ لأن اقتدائهم انعقد موجبا للمتابعة إلى هذه الحالة، ولو قام فاقتدوا به بطلت صلوتهم، وكذا إذا استخلف مسافراً فقام فاقتدوا به بطلت صلوة المقيمين دون المسافرين المدركين، وهذا ظاهر، ونظيره ما لو كان الخليفة مسبوقا فقام بعد فراغ صلوة الإمام وتابعوه تبطل صلوة المسبوقين واللاحقين دون المدركين (تبيين الحقائق١ /١٥١)

یہ یادرہے کہ پرانا امام جب تیسری رکعت میں آکر ملاتو اس کی نماز باطل ہوگئی، اورکسی مسافر کا چوتھی رکعت میں آکراس مقیم کی اقتداء کرنا بھی درست نہیں ہوا، اس لیے اس مسافر کی نماز بھی باطل ہوگی۔ (كماهو مصرح فى العبارة المذكورة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حرم شریف میں تہجد کی جماعت میں شریک ہونا

(سوال): حرم شریف میں رمضان کے اخیری عشرہ میں تہجد کی جماعت ہوتی ہے، ان میں احناف کے لیے شرکت کا کیا حکم ہے؟ بعض حضرات منع فرماتے ہیں۔ فتاوی قاضی خان اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق کوئی اس میں شرکت کرنا چاہے تو اس کا جواز ہے۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

تراویح، استسقاء اور کسوف کے علاوہ دوسری نفلوں کی جماعت اگر بالتداعی ہو تو بہر صورت مکروہِ تحریمی ہے خواہ وہ نفلیں رمضان میں باجماعت تہجد کی شکل میں پڑھی جائیں یا غیرِ رمضان میں، یہی مسلک عام فقہاء ومحدثین کا ہے، اور اسی پر سلفِ صالحین کا فتویٰ اور تعامل ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا اس موضوع پر رسالہ "فقہی مقالات" (۲/ ۳۳ تا ۵۶) میں ہے، اس کا مطالعہ فرمالیں، اس میں حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے دلائل کے تشفی بخش جوابات دیئے گئے ہیں، رسالہ کے اخیر میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح بایں الفاظ موجود ہے: للہ در المجیب حیث أصاب فیما اجاب، واجاد فیما افاد مع ملاحظة ادب الاكابر، وَفّقه الله تعالى لما يحب ويرضى۔

بندہ: محمد شفیع عفا اللہ عنہ، صدر دار العلوم کراچی۔

ہمارے اکثر اکابر نفلوں کی جماعت بالتداعی کو مکروہ کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے: فتاوی رشیدیہ جو تالیفاتِ رشیدیہ میں ہے ص ۲۹۶، امداد الفتاوی ۱/ ۳۷۷،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فتاوی محمودیہ ۲/ ۱۶۰، فتاوی رحیمیہ ۱/ ۱۷۷۔۱۷۸، فتاوی حقانیہ ۳/ ۲۵۹۔

نظام الفتاویٰ میں ہے: جب چار مصلی یا اس سے زیادہ مصلیوں کے ساتھ تہجد کی جماعت کی جائے تو یہ جماعت و نماز بکراہتِ تحریمی مکروہ ہوگی اور یہ مسئلہ جمہور احناف کا ہے، اختلافی کہنا صحیح نہیں۔ کما صرح بہ فی الشامیۃ و غیرھا من الکتب الفقھیۃ المعتبرۃ عند الاحناف (نظام الفتاوی، جدید ترتیب ۶/ ۳۱، ۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

امام کی اقتدا کی نیت ضروری ہے؟

سوال: مقتدیوں کے لیے امام کی نیت کرنا کیسا ہے؟ بغیر امام کی نیت کے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر کوئی شخص کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے، تو اس کے لیے بوقتِ نیت یہ ضروری ہے کہ امام کی متابعت و اقتداء کی نیت کرے۔

وینوي المقتدي المتابعۃ الخ (درمختار مع الشامي ۱/ ۳۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

گھر پر رہ کر امام کی اقتداء کرنا

سوال: ایک شخص مسجد کے قریب والی بلڈنگ میں رہتا ہے، بہت ہی معذور ہے، مسجد میں آنے کی طاقت نہیں ہے، تنہا گھر میں نماز پڑھتا ہے، مگر وہ چاہتا ہے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھوں، امام کی آواز گھر تک پہنچتی ہے، کیا وہ آواز پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ امام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی اتباع کرسکتا ہے؟ مسجد میں اسپیکر ہے کہ اس کی آواز پر اگر کوئی معذور نماز امام کی اتباع میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں اگر مسجد سے لے کر آدمی کے گھر تک صفوف کا اتصال ہے، تو اقتداء درست ہوگی۔

ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد، وبيت في الأصح قنية ولاحكماً عند اتصال الصفوف، ولو اقتدى من سطح داره المتصله بالمسجد لم يجز لاختلاف المكان الخ (درعلی هامش الرد١/ ٤٣٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

امام سے پہلے رکوع سجدے میں چلے جانا

سوال: ہمارے یہاں ایک مسجد میں ایک امام صاحب طبیعت کے اعتبار سے ذرا موٹے ہیں اور ان کو نماز کے اندر انتقال کے اندر بڑی دشواری ہوتی ہے؛ یہاں تک کہ مقتدیان حضرات ان سے پہلے رکوع، سجدے میں چلے جاتے ہیں اور قیام کے لیے بھی ان سے پہلے ہی اٹھ جاتے ہیں، تو کیا ان امام صاحب کے لیے نماز پڑھانا مناسب ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

افعالِ صلاۃ کی ادائیگی میں امام سے قصداً سبقت کرنا مکروہ ہے۔

''مراقی الفلاح'' میں ہے: يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئاً تقريباً

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لا تحديداً: ترك واجب أو سنة كمسابقة الإمام لما فيها من الوعيد على ما في الصحيحين: اما يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الامام الخ.
(مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي١٨٩)

اور یہ مسئلہ تمام ائمہ کے درمیان متفق علیہ ہے۔

وبالجملة نفى التقدم كلاً وجزءاًوالتأخركلاً متفق بين الائمة (معارف السنن ٣ /٦٠) حدیث پاک میں اس پر وعید آئی ہے، كما مرفي عبارة المراقي -

اب اگر امام صاحب موٹے ہیں، اس لیے ان کو انتقالات میں دیر ہوتی ہے، تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ انتظار کریں اور جب امام صاحب رکوع، سجدہ میں پہنچ جائیں، تب مقتدی حضرات رکوع، سجدہ میں جائیں، اسی طرح امام صاحب رکوع، سجدہ سے اٹھ جائیں، تب مقتدی اٹھیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: إني قد بدنت، فإذا ركعت، فاركعوا، وإذا رفعت، فارفعوا، وإذا سجدت، فاسجدوا، ولاألفينّ رجلا يسبقني إلى الركوع ولا إلى السجود (سنن ابن ماجه:٦٨، باب النهي عن أن يسبق الامام بالركوع والسجود)
میرا جسم موٹاپا اختیار کر چکا ہے، اس لیے جب میں رکوع میں پہنچ جاؤں، تب تم لوگ رکوع میں جاؤ اور جب میں (رکوع سے) سر اٹھالوں، تب تم لوگ (رکوع سے) سر اٹھاؤ اور جب میں سجدہ میں پہنچ جاؤں، تب تم سجدہ کے لیے جاؤ، خبردار! میں تم میں سے کسی کو اپنے سے پہلے رکوع سجدہ میں جاتے ہوئے نہ پاؤں۔

بلکہ ایک روایت میں صراحۃً امام سے سبقت کرنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا گیا ہے: فإن الإمام يسجد قبلكم، ويرفع قبلكم، فتلك بتلك (نسائی وابوداؤد)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس روایت پر تفصیل کلام فرماتے ہوئے علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں تحریر فرمایا ہے: وإذن لا يكون نصا مسوقا في المعاقبة؛ بل يكون مسوقا لنفي المسابقة (معارف السنن ۳/ ۵۸)

اس لیے مقتدیوں کو چاہیے کہ جلد بازی ترک کردیں اور اپنے عمل کی اصلاح کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

واجب الاعادہ نماز میں شرکت

سوال: امام کے پیچھے فرض نماز ادا کررہے ہو اور امام کو سہو کا سجدہ واجب ہوگیا اور امام بھول گیا ہو، پھر نماز دہرائی جارہی ہو، پوچھنے کا سوال یہ ہے کہ اس پہلی جماعت میں مَیں نہیں تھا، پھر دوسری جماعت میں اس امام کے پیچھے میری فرض نماز پوری ہوگی؟ کیا اس دوسری جماعت میں میری نماز ادا ہوگئی یا نہیں؟ یا پھر سے میری نماز دہرانی چاہیے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جو لوگ صرف بعد والی نماز میں شریک ہوئے ہیں ان کی نماز صحیح نہ ہوئی، اعادہ کرلیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۱۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مائک کی خرابی کی وجہ سے امام کی آواز نہ پہنچے تو مقتدی کیا کریں؟

سوال : جمعہ کی ایک رکعت ہو چکی تھی اچانک لاوڈ سپیکر کی آواز بگڑ گئی اور ایسی بگڑی کہ نہ امام کی آواز سنائی دے رہی ہے اور نہ ہی مکبر کی، کچھ دیر کے بعد لاؤڈ سپیکر کی آواز درست ہو گئی مگر امام صاحب نماز سے فارغ ہو کر دعاء میں مشغول تھے تو اب جن لوگوں کو امام کی آواز نہیں آئی ہے وہ اپنی نماز کس طرح پوری کریں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

وہ حضرات لاحق کے حکم میں ہیں اب جب کہ معلوم ہوا کہ امام صاحب نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو وہ اپنی بقیہ رکعت بلاقرأت پوری کر کے قعدہ کر لیں اور سلام پھیر دیں۔ (شامی ۱/۴۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا

سوال : (۱) نمازِ مغرب کی جماعت مسجد کے برآمدہ میں ہو رہی ہے، اور ایک شخص بغیر جماعت کے نماز اندر مسجد میں پڑھ رہا ہے، یہ شخص جماعت کے آگے نماز پڑھتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) جماعت ہو رہی ہے؛ لیکن یہی شخص جماعت والی صف میں بغیر جماعت کے نماز پڑھتا ہے تو کیا ایسی صورت میں اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟ ایسی صورت میں امام و مقتدی کی نماز میں کچھ فرق آئے گا یہ نہیں، مفصل جواب سے مستفیض فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① جب وہ اپنی نماز تنہا پڑھ رہا ہے تو نماز تو اس کی ہو جائے گی؛ لیکن جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا شدید مکروہ ہے۔

② جواب نمبر ۱ رکے مطابق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد خانپوری، ۲۳؍محرم الحرام ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس بسم اللہ عفی عنہ

باب القراءۃ وزلۃ القاری

فجر میں قرأت کے طول وقصر کا مدار

سوال: ① ینظر إلی طول اللیالی و قصرھا (ھدایہ ۱/۱۰۰)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سردیوں میں طویل قرأت فجر ہو اور گرمیوں میں قصیر مثل چالیس تا ساٹھ آیات، کیا اس عبارت سے یہ سمجھا جائے کہ چوں کہ موسم سرما میں طویل قرأت ہے اس لیے طویل وقت فجر ہے اور موسم گرما میں چوں کہ قصیر قرأت ہے اس لیے موسم گرما میں وقت فجر بھی قصیر ہے۔

② وأیضاً یقرأ فی الظھر مثل (قراءۃ الفجر) لاستوائھما فی سعۃ الوقت (ھدایہ ۱/۱۰۰) أی لاستواء الظھر و الفجر فی سعۃ الوقت.

(عینی شرح ھدایہ ص: ۷۰۲)

کیا اس عبارت سے یہ مطلب سمجھا جائے کہ فجر اور ظہر کا وقت مساوی ہے، جب کہ متعدد مفتیان و علماء کرام بشمول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بوادر النوادر ۴۳۰، مفتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کفایت اللہ کفایت المفتی ۳/ ۳۵، مفتی عبد الرحیم لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۳۴ میں تصریح کر چکے ہیں کہ فجر اور مغرب کا وقت مساوی ہوتا ہے اور موسم گرما میں یہ وقت زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ اور کم از کم ایک گھنٹہ ۱۰/ منٹ کا ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو: امداد الفتاوی جدید ۱/ ۱۵۴؛ نیز امداد الاحکام ۱/ ۱۲۳۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① سردیوں میں طویل قرأت فجر، اور گرمیوں میں قصیر قرأت فجر کی کوئی صریح تعلیل وتوجیہ باوجود تتبع اور تلاش کے مجھے نہیں ملی، اس لیے اس سے وقت فجر کے طویل اور قصیر ہونے پر استدلال درست نہ ہونے کے ساتھ ساتھ خلاف مشاہدہ بھی ہے، میرے ذہن میں اس کی توجیہ یہ آرہی ہے کہ قرأت کے طویل اور قصیر ہونے کا مدار مصلیوں کی رغبت اور ملال پر ہے، چناں چہ ہدایہ ہی میں صراحۃً ہے: انہ یقرأ بالراغبین مائۃ و بالکسالی أربعین و بالأوساط مابین خمسین الی ستین۔ اسی بنیاد پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ سردی کی راتیں طویل ہونے کی وجہ سے آرام کا پورا وقت مل جاتا ہے، اور لوگ شروع وقت ہی سے نماز فجر کے لیے آجاتے ہیں، اور رات بھر نیند پوری کر لینے کی وجہ سے طویل قرأت کا رغبت کے ساتھ تحمل کر لیتے ہیں، جب کہ گرمیوں میں یہ بات نہیں۔

② اس عبارت سے فجر اور ظہر کے وقت کے مساوی ہونے پر استدلال خلاف مشاہدہ ہے، غالباً دونوں کے وقت مستحب کی وسعت مراد ہے بایں طور کہ فجر کا تو پورا وقت ہی مستحب ہے اور مشغولی نہیں بلکہ فرصت کا وقت ہے، اگر اسفار میں شروع کر کے اسفار ہی میں ختم کرے تب تو ظاہر ہے، اور اگر غلس میں شروع کر کے اسفار میں ختم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرے تب تو مزید ظاہر ہے، اور ظہر بھی مشغولیت کا لحاظ کر کے گرمیوں میں ابراد کے ساتھ پڑھی جائے اور مثل اول سے پہلے پوری کرلی جائے۔ اس کی تائید فتح القدیر کی عبارت سے بھی ہوسکتی ہے، چناں چہ متن کی عبارت والعصر والعشاء سواء کی تشریح کرتے ہوئے صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں۔ یعنی فی سعة الوقت علی جهة الاستحباب۔ رہا فجر اور مغرب کے وقت کا مساوی ہونا وہ نفس مقدار وقت کے اعتبار سے ہے ورنہ اشتباک نجوم تک مغرب کی تاخیر مکروہ ہے، اس معنی کر کے وقت مستحب میں دونوں برابر نہیں رہیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں مفصلات پڑھنے کا حکم

سوال: آج کل اکثر مساجد کے ائمۂ کرام نمازوں کے اندر ''مفصلات'' کی قرأت نہیں کرتے؛ بلکہ اکثر و بیشتر قرآن مجید کے مختلف مقامات سے قرأت کرتے ہیں، خاص کر وہ رکوعات جو تجوید پڑھنے کے درمیان مشق کروائے جاتے ہیں، عام طور پر اس کی قرأت کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ''مفصلات'' کی قرأت نماز کے اندر کس درجہ کی سنت ہے؟ نیز اکثر و بیشتر ان کو ترک کر کے اور جگہ سے تلاوت کرنے میں کیا کوئی قباحت تو نہیں ہے؟ اور مفصلات کی قرأت کو ترک کر کے دوسری جگہ سے نماز میں تلاوت کرنے کی عادت بنالینا کیسا ہے؟

''مفصلات'' کی ابتدا اور انتہا کی بھی وضاحت فرمائیں، نیز ''مفصلات'' کی کونسی مقدار کونسی نمازوں میں پڑھی جائے گی اس کو بھی وضاحت سے لکھیں تو بڑا کرم ہوگا!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عمدۃ الفقہ میں ہے: (۱) حضر میں یعنی جب کہ سفر میں نہ ہو اور اطمینان کی حالت میں ہو کسی قسم کا اضطرار نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا چالیس یا پچاس آیتیں پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ سے سو تک پڑھے، ظہر کی دونوں رکعتوں میں بھی فجر کی مثل یا اس سے کم پڑھے، عصر اور عشا کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا پندرہ یا بیس آیت پڑھے، اور مغرب کی ہر رکعت میں پانچ آیتیں یا کوئی چھوٹی سورۃ پڑھے، اور مستحسن و مستحب ہے کہ حضر میں فجر و ظہر کی نماز میں ''طوالِ مفصل'' پڑھے اور وہ سورۂ ''حجرات'' سے سورۂ ''بروج'' تک کی سورتیں ہیں (سورۂ بروج اس میں شامل ہے) عصر اور عشا میں ''اوساطِ مفصل'' پڑھے اور وہ سورۂ ''والطارق'' سے ''لم یکن'' تک ہیں اور مغرب میں ''قصارِ مفصل'' یعنی چھوٹی سورتیں پڑھے اور وہ ''اذازلزلت'' سے آخرِ قرآن یعنی ''والناس'' تک ہیں۔ ''مفصلات'' کا پڑھنا الگ سنت ہے اور مقدارِ معین یعنی آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے جو اوپر مذکور ہوئیں پڑھنا الگ سنت ہے، جب جیسا موقع ہو جس پر چاہے عمل کرے، لیکن ''مفصلات'' کا اختیار کرنا مستحسن ہے۔ (۲) اگر حضر میں اضطرار ہو اور وہ یہ ہے کہ وقت تنگ ہو یا اپنی جان و مال کا خوف ہو تو سنت یہ ہے کہ اس قدر پڑھ لے جس سے وقت اور امن فوت نہ ہو جائے۔
(عمدۃ الفقہ ۲/۱۱۶)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ شامی کے حوالے سے مذکورہ بالا مضمون نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: تحقیقِ مذکور سے ثابت ہوا کہ سنت قرأۃ سے متعلق دو روایتیں ہیں: ایک میں آیات کی متعین تعداد کو سنت قرار دیا ہے اور دوسری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں ''سورِ مفصل'' کو، ان میں صورتِ تطبیق یہ بیان کی ہے کہ ''سورِ مفصل'' میں سے آیات کی متعین تعداد مسنون ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اشکال ظاہر فرمایا ہے اور اس کو ترجیح دی ہے کہ یہ دونوں مستقل روایتیں ہیں اور سورِ مفصل کی روایت عام متون کی ہے، اور یہی راجح ہے۔ پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ پوری سورت پڑھنا افضل ہے، اور اگر جزءِ سورت پڑھنا چاہے تو آخر سے پڑھے، آخرِ سورت کا ترک مکروہِ تنزیہی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۷۳)

قرأت کی اس مقدار کا پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ، اور عادۃً اس کو چھوڑنا نہیں ہے؟ اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: اس سنت کے مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہونے کی تصریح نہیں دیکھی؛ البتہ امام اور منفرد کا حکم مقدارِ قرأت میں یکساں ہے، کمافی شرح السنۃ، ص: ۲۰۳ والدر المختار علی الشامی: ۱/ ۵۰۴ والبحر الرائق: ۱/ ۲۴۷، ومراقی الفلاح: ۱۴۳ اس تفصیل کو فقہا اہتمام سے ذکر کرتے ہیں اور اس کے دلائل بھی لکھتے ہیں، بعض کتب میں سنن کو جداگانہ بیان کیا ہے اور مستحبات کو جداگانہ اور اس تفصیل کو ''سنن'' میں شمار کیا ہے۔ عادتاً ایسا کرنا خلافِ اولیٰ کو اختیار کرنا ہے، توجہ دلانا چاہیے۔ بأن الأفضل في كل ركعة الفاتحة وسورة تامة. (شامی ۵۵، فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۶۳-۶۴)

اور اسی سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غرضیکہ مفصل سور پڑھنا سنت ہے، اس کے خلاف جو معمول بن چکا ہے وہ صحیح نہیں، خانیہ ومنیہ میں قرأۃِ مفصل کا استحباب مذکور ہے؛ مگر علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہاں استحباب سے سنت مراد ہے، اور بغرضِ استحباب بھی اس کے ترک کو مکروہِ تنزیہی قرار دیا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ترکِ سنت یا استحباب، اور کراہتِ تنزیہیہ کا ارتکاب بالخصوص اس پر دوام واصرار قابلِ اصلاح ہے، 'سورِ مفصل' کے سوا جہاں کہیں کسی سورت کا ثبوت ملتا ہے وہ احیاناً مقتضائے حال پر مبنی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۷۳)

(ب) اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۲/ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

فجر میں اسفار، فجر کی سنت جماعت کھڑی ہونے کے بعد ادا کرنا، سنتِ فجر کی قضاء اور فجر کی قرأت کی تفصیل

سوال: (۱) ہمارے یہاں بعض مسجدوں میں خود امام صاحب محترم اور مصلیان کی رعایت کرتے ہوئے طلوعِ آفتاب سے بیس بائیس منٹ پہلے فجر کی جماعت کا وقت مقرر کیا جاتا ہے، کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ اگر مسنون اور حد جواز والے وقت کی نشاندہی فرمادیں تو بہتر ہے۔

(۲) اگر امام کو نماز فجر میں حدث یا کوئی مفسدۂ صلاۃ پیش آجائے اور نماز دوبارہ دہرانی پڑے، تو کیا وہی قراءۃ (طوال مفصل) پڑھیں گے جو پہلی نماز میں پڑھی تھی، یا پھر اوساط مفصل یا قصار مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھی جاسکتی ہے، جب کہ وقت طلوع ہوجانے کا اندیشہ بھی ہو؟

(۳) فجر کی جماعت کھڑی ہوجانے کے قریب یا بعد میں کچھ آدمی صف میں ہی، اور کچھ آدمی صحن میں سنتیں ادا کرتے ہیں، اس طرح امام دوسری رکعت کے قعدہ تک پہنچ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جاتا ہے، اور سلام کے قریب پہنچنے تک بعض مصلی آ آ کر جماعت میں شریک ہوتے رہتے ہیں، تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ فجر کی سنتیں جماعت شروع ہو جانے کے بعد کب تک ادا کر کے جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں؟

④ متروکہ فجر کی سنتوں کو اگر کوئی شخص اشراق کے وقت ادا کرے یا اشراق کی نماز میں ہی فجر کی سنتوں کی نیت کر لے تو آیا شرعاً درست ہے؟ اس طرح اگر کوئی شخص ظہر کی سنتوں سے پہلے دو رکعت فجر کی سنت قضا کی نیت سے ادا کرے تو کیا شرعاً صحیح ہے؟

⑤ فجر کی فرض نمازوں میں طوال مفصل کی قراءۃ کے بارے میں تشریح کر دی جائے کہ ایک مکمل سورۃ دو رکعتوں میں قراءت کریں، یا دو پوری پوری سورتیں الگ الگ رکعتوں میں قراءت کریں؟ بعض امام ٹھہر ٹھہر کر یا خوب قراءۃ ولہجہ سے پڑھتے ہیں، اور بعض امام ذرا تیز وسیدھے سادے لہجہ میں مگر تجوید کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں، عام طور پر فجر کی نماز دس بارہ منٹ میں پوری ہوتی ہے، لہٰذا امام کو روزانہ یا اکثر دنوں میں فجر کی نماز میں کس طرح اور کتنی دیر قراءت کرنی چاہیے کہ مسنون قراءۃ کی فضیلت حاصل ہو جائے اور مصلیان پر بار بھی نہ پڑے؟

⑥ طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل والی سورتیں ہی آیا مختلف نمازوں میں پڑھنا مسنون ومطلوب ہے یا یہ محض اصطلاحیں ہیں اور ایک طرح کی پیمائش وضابطہ ہے کہ اتنی اتنی مقدار کی آیتیں کلام پاک میں جہاں سے جی چاہے پڑھ سکتے ہیں، کوئی قید نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① عمدۃ الفقہ میں ہے: ”فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لیکن اتنی تاخیر نہ کرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ سورج نکلنے کا شک ہو جائے بلکہ جب اسفار یعنی اجالا ہو جائے اور اتنا وقت ہو کہ سنت کے موافق اچھی طرح نماز ادا کی جائے اور قرأت مستحبہ یعنی چالیس سے ساٹھ تک آیتیں ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کے) دونوں رکعتوں میں پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت باقی رہے کہ اگر شاید کسی وجہ سے یہ نماز درست نہ ہوئی ہو خواہ طہارت میں خلل واقع ہو یا نماز میں تو طہارت کر کے دوبارہ قرأت مستحبہ مذکورہ کے ساتھ سنت کے موافق سورج نکلنے سے پہلے نماز پڑھی جا سکتی ہو ایسے وقت نماز پڑھنا افضل ہے اور یہ حکم ہر زمانہ میں ہے، لیکن نحر (قربانی) کے روز حج کرنے والوں کے لیے مزدلفہ میں اس کے خلاف ہے اور وہاں اندھیرے میں یعنی نہایت اول وقت فجر کی نماز پڑھنا افضل ہے۔ عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز اول وقت (اندھیرے) میں مستحب ہے"۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۱۸)

امداد الاحکام میں ہے: "نماز فجر میں اسفار مستحب ہے، یعنی روشنی پھیلنے سے پہلے شروع نہ کی جاوے۔

وهو المختار كما فى الرد المحتار وهو ظاهرالرواية كما فى البحر عن العناية خلافاًللطحاوى فانه قال ان كان من عزمه تطويل القرأة فالأفضل ان يبدأ بالتغليس و يختم بالاسفار وان لم يكن من عزمه تطويل القرأة فالاسفار (اى الابتداء فى الاسفار) افضل من التغليس، وجه المختار أن فيه تكثير الجماعة كما قاله الشمس الائمة فى المبسوط.

اور روشنی پھیلنے کا وقت احقر نے جو تجربہ کیا تو طلوع شمس کے نصف پر ہے، اور طلوعین میں کم از کم فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے، اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۵ منٹ، پس اسفار کا وقت بعض ایام میں طلوع شمس سے ۴۰ منٹ پیشتر ہوگا، اور بعض ایام میں تقریباً ۵۰ منٹ، جیسا کہ اسلامی جنتری سہارنپور سے واضح ہے۔

یہ تو نماز فجر کے وقت مستحب کی ابتداء ہے، اور انتہاء کے متعلق شامی میں ہے: وحد الاسفار ان یمکنه اعادة الطهارة ولو من حدث اکبر کما فی النهر و القهستانی و اعادة الصلوة علی الحالة الاولیٰ قبل طلوع الشمس (ای بحیث یرتل اربعین آیة الی ستین) اور اس کا تخمینہ آدھا گھنٹہ کیا گیا ہے پس وقت مستحب کا انتہائی حصہ یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جاوے اس وقت کم از کم نصف گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا، کہ وقت مستحب کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے کوئی ایسا وقت معین نہیں ہے جس میں ذرا سی کمی بیشی سے یہ فضیلت فوت ہو جاوے؛ بلکہ بعض ایام میں طلوع آفتاب سے ۴۰ منٹ پہلے شروع کرنا بھی وقت مستحب کی حد میں داخل ہے، اور بعض میں ۵۰ منٹ قبل طلوع بھی، اور علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وقت فجر کا کوئی حصہ مکروہ نہیں، پس اگر کوئی اسفار سے قبل نماز پڑھے یا زیادہ تاخیر کردے تو اس پر ملامت نہیں"۔ (امداد الاحکام ۱/ ۳۱۸، ۳۱۹)

نوٹ از احقر: مندرجۂ بالا جواب میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کے فاصلہ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار جو تحریر فرمائی ہے وہ سہارنپور کی جنتری کے اعتبار سے ہے، گویا سہارنپور اور اطراف کا یہ حکم ہے، ہر جگہ یہ فاصلہ اتنا ہی نہیں ہوتا جو جواب میں مذکور ہے؛ بلکہ اس جگہ کے عرض البلد اور طول البلد کے مختلف ہونے سے اس فاصلہ میں بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرق ہوتا رہتا ہے، آپ اپنے یہاں کی جنتری دیکھ کر اس کی تعیین کر سکتے ہیں۔ فقط

(۲) اس کا جواب اوپر آ چکا البتہ اگر طوال مفصل پڑھنے کی صورت میں دوران نماز سورج نکل آنے کا اندیشہ ہو تو پھر اسکے مطابق قرأت کی مقدار رکھی جائے۔

(۳) عمدۃ الفقہ میں ہے: ”جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل نماز کا شروع کرنا جائز نہیں سوائے سنت فجر کے پس اگر کوئی شخص گھر سے فجر کی سنتیں پڑھ کر نہیں آیا اور مسجد میں جماعت ہو رہی ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ سنتیں پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی خواہ قعدہ ہی مل جائے تو سنتیں پڑھ لے؛ مگر صف کے برابر کھڑا ہو کر نہ پڑھے، اور ایسے شخص کو مسجد کے دروازے پر سنتیں پڑھنا افضل ہے، اس کے بعد اگر امام اندر کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو باہر کے حصہ میں سنتیں پڑھنا افضل ہے، اور اگر امام باہر کے حصہ میں نماز پڑھتا ہو تو اندر سنتیں پڑھنا افضل ہے، اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا دیوار یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے جو کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے، اور صفوں کے پیچھے بغیر کسی حائل کے سنتیں پڑھنا مکروہ ہے، اور سب سے سخت مکروہ یہ ہے کہ جماعت کی صف میں مل کر سنتیں پڑھے، یہ سب صورتیں اس وقت ہیں جب امام جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو۔ امام کے نماز شروع کرنے سے پہلے جہاں چاہے نماز پڑھے اور خواہ وہ کوئی سی سنتیں ہوں۔ لیکن اگر وہ یہ جانتا ہے کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہو سکے گا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس کے سبب صف قطع ہوتی ہو۔ امام کو رکوع میں پایا اور یہ معلوم نہیں کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا تو فجر کی سنتیں بھی ترک کر دے، اور جماعت میں مل جائے“۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۰۹، ۳۱۰)

(۴) فجر کی سنتیں اگر فرض کے ساتھ فوت ہو جائیں یعنی فجر کی نماز ہی قضا ہو جائے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اگر سورج نکلنے کے بعد زوال سے قبل ادا کرے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کو بھی قضا کرے، اور اگر زوال کے بعد قضا کرے تو سنتیں اس سے ساقط ہو جائیں گی صرف فرضوں کی قضا کرے، یہی صحیح ہے۔ اور اگر فجر کی سنتیں بغیر فرض کے قضاء ہوں جیسا کہ جماعت جاتے رہنے کے خوف سے جماعت میں شامل ہو گیا، اور سنتیں رہ گئیں تو شیخین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کو طلوع آفتاب کے بعد قضا نہ کرے، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب سورج نکل آئے اور ایک نیزہ بلند ہو جائے اس کے بعد زوال سے پہلے پہلے تک قضا کرلے، اس کے بعد قضا نہ کرے، اور فرض کے بعد طلوع آفتاب سے قبل بالاتفاق سنت فجر یا کوئی نفل پڑھنا مکروہ تحریمی وممنوع ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۲۹۸)

⑤ افضل یہ ہے کہ فرض کی ہر رکعت میں الحمد کے سوا ایک پوری سورت پڑھے، اور اگر عاجز ہو تو ایک سورت دو رکعتوں میں تمام کرے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۱۱۸)

فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قرأت کرے اور ہر حرف کو جدا جدا پڑھے، اور تراویح میں متوسط انداز پر، اور رات کے نوافل میں (تہجد میں) جلد پڑھنے کی اجازت ہے، اس لیے کہ رات کی نوافل یعنی تہجد پڑھنے والوں کی عادت زیادہ قرآن پڑھنے کی ہوتی ہے تو جلد پڑھنے سے ان کا ورد پورا ہو سکتا ہے مگر جلدی کے یہ معنی ہیں کہ مد زیادہ نہ کھینچے بلکہ مد کا کم سے کم درجہ جو قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، اور ایسی جلدی نہ کرے کہ سمجھ میں بھی نہ آوے ورنہ ترک ترتیل کی وجہ سے حرام ہے کیوں کہ قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۱۲۰)

⑥ عمدۃ الفقہ میں ہے: ”حضر میں یعنی جب کہ سفر میں نہ ہو اور اطمینان کی حالت میں ہو کسی قسم کا اضطرار نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چالیس یا پچاس آیتیں پڑھے، اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ سے سوتک پڑھے۔ ظہر کی دونوں رکعتوں میں بھی فجر کی مثل یا اس سے کم پڑھے۔ عصر اور عشاء کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا پندرہ یا بیس آیتیں پڑھے، اور مغرب کی ہر رکعت میں پانچ آیتیں یا کوئی چھوٹی سورۃ پڑھے، اور مستحسن و مستحب ہے کہ حضر میں فجر وظہر کی نماز میں طوال مفصل پڑھے، اور وہ سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتیں ہیں، (سورۂ بروج اس میں شامل ہے) عصر اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھے، اور وہ سورۂ والطارق سے لم یکن تک ہے، اور مغرب میں قصار مفصل، یعنی چھوٹی سورتیں پڑھے، اور وہ اذا زلزلت سے آخر قرآن یعنی والناس تک ہے۔ مفصلات کا پڑھنا الگ سنت ہے، اور مقدار معین یعنی آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے جو اوپر مذکور ہوئی پڑھنا الگ سنت ہے۔ حسب موقع جس پر چاہے عمل کرے لیکن مفصلات کا اختیار کرنا مستحسن ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۱۱۶)

احسن الفتاوی میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں ردالمحتار کی طویل عبارت نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ: ”تحقیق مذکور سے ثابت ہوا کہ سنیتِ قراءۃ سے متعلق دو روایتیں ہیں، ایک میں آیات کی متعین تعداد کو سنت قرار دیا ہے، اور دوسری میں سور مفصل کو، نہر میں صورت تطبیق یہ بیان کی ہے کہ سور مفصل میں سے آیات کی متعین تعداد مسنون ہے، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اشکال ظاہر فرمایا ہے، اور اس کو ترجیح دی ہے کہ یہ دونوں مستقل روایتیں ہیں، اور سور مفصل کی روایت عام متون کی ہے اور یہی راجح ہے، پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ پوری سورت پڑھنا افضل ہے، اور اگر جزءِ سورت پڑھنا چاہے تو آخر سے پڑھے، آخر سورت کا ترک مکروہ تنزیہی ہے؛ غرضیکہ مفصل سور پڑھنا سنت ہے، اس کے خلاف جو معمول بن چکا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے وہ صحیح نہیں، خانیہ ومنیہ میں قراءۃ مفصل کا استحباب مذکور ہے، مگر علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں استحباب سے سنت مراد ہے، اور بفرض استحباب بھی اس کے ترک کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، ترک سنت یا استحباب اور کراہت تنزیہیہ کا ارتکاب بالخصوص اس پر دوام واصرار قابل اصلاح ہے، سور مفصل کے سوا جہاں کہیں کسی سورت کا ثبوت ملتا ہے وہ احیاناً مقتضائے حال پر مبنی ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۶/ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بروز جمعہ فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

سوال: ایک مسجد کے امام صاحب ہر جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ اور سورہ دہر پڑھتے ہیں، جس کی وجہ سے مقتدی اکتاتے ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ تو جمعہ کے دن فجر کی نماز گھر میں ادا کر لیتے ہیں، تو امام صاحب کا اس طرح ہر جمعہ کے دن مذکورہ سورتوں کا پڑھنا کیسا ہے، کیا مقتدی کا امام کو ان سورتوں کے پڑھنے سے روک سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز فجر میں جمعہ کے روز پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھنا فی نفسہ مستحب ہے؛ لیکن اس پر مداومت مکروہ ہے؛ تاکہ عوام اس کو واجب نہ سمجھنے لگیں۔

ویکرہ التعیین کالسجدۃ وھل أتی لفجر کل جمعۃ بل یندب قراء تھا احیانا (درمختار)

وفی الشامیۃ: وقول حاصل معنی کلام لھذین الشیخین بیان وجہ الکراھۃ فی المداومۃ، وھو انہ ان رأی ذلک حتما یکرہ من حیث تغییر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المشروع؛ والا یکرہ من حیث ابهام الجاهل. (شامی ۱/۴۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جمعہ کے روز فجر میں مسنون قرأت پر کراہت کے شبہ کا ازالہ

(سوال): کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین حسبِ ذیل مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ہر جمعہ کو فجر میں ''سورۂ سجدہ'' اور ''سورۂ دہر'' اور جمعہ میں ''سورۃ الاعلیٰ'' اور ''غاشیۃ'' ہمیشہ بلا ناغہ تلاوت کی جاتی ہے، تو اس طریقہ سے ہمیشہ ایک ہی طرح کی سورتیں نماز میں تلاوت کرتے رہنا کیسا ہے؟ حالاں کہ اس طرح کسی نماز کے لیے سورتیں مقرر کرنا مکروہ لکھا ہے، جیسا کہ امداد الفتاویٰ جلد ۱ / ۲۵۶ پر لکھا ہے:

سوال: جس طرح فرائض میں سورتیں متعین کرنا مکروہ ہے، نوافل میں بھی مکروہ ہیں یا نہیں؟

الجواب: فرائض اور نوافل دونوں کا حکم یکساں ہے۔ فی العالمگیریة ویکرہ ان یوقت شیئا من القرآن بشیء من الصلوۃ ۱/۴۹۔

اسی طرح احسن الفتاویٰ ۳ / ۸۰ میں ''سنت فجر اور وتر میں متعین سورتیں پڑھنا'' کے جواب میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ: اگر سورۂ غیر ماثورہ بغرضِ سہولت یا سورۂ ماثورہ بنیت تبرک اختیار کرتا ہے، تو اس میں کوئی کراہت نہیں؛ مگر اس کو لازم نہ سمجھے، اور کبھی کبھی اس کو ناغہ کر دینا بہتر ہے؛ البتہ وتر کی امامت میں ان سورتوں پر دوام مکروہ ہے، اس لیے کہ اس سے ناواقف کو شبۂ وجوب ہو سکتا ہے، اسی لیے فرائض کی امامت میں بھی کسی مخصوص سورت پر دوام مکروہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آگے صفحہ ۸۱ پر بروزِ جمعہ فجر میں سورۃ سجدہ پڑھنا کے سوال کے جواب میں لکھا ہے: نماز فجر میں جمعہ کے روز پہلی رکعت میں سورۃ سجدہ، اور دوسری رکعت میں سورۃ دہر، پڑھنا فی نفسہ مستحب ہے لیکن اس پر مداومت مکروہ ہے؛ تاکہ عوام اس کو واجب نہ سمجھنے لگیں، آج کل ائمہ مساجد نے اس امر کو بالکل ہی ترک کر رکھا ہے، یہ غفلت ہے، اور اس کی اصلاح لازم ہے: قال فی الدر: ویکرہ التعیین کالسجدۃ وھل اتی بفجر کل جمعۃ بل یندب قراءتھما احیانا الخ

ان وجوہات کی بنا پر ہمارے یہاں اس کی اصلاح ضروری ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں امام ہر وقت بدلتے ہیں، قراءت نہیں بدلتی، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ نمازوں میں یہی سورتیں پڑھی جائیں گی جو ایک طرح کا متعین کرنا ہی ہوا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز میں کسی سورت کو متعین کر لینا مکروہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں اس سورت کو اس طرح یقینی واجب سمجھ لے کہ اس کے سوا اور سورت کو ناجائز یا مکروہ سمجھے، نیز معین کر لینے سے باقی قرآن کا چھوڑنا اور معینہ سورت کے افضل ہونے کا وہم لازم آتا ہے، لیکن اگر آسانی کے واسطے کوئی سورت مقرر کر لے یا جو سورت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوئی ہے اس کو تبرکاً پڑھا کرے، مثلاً: جمعہ کے روز کی نماز فجر میں پہلی رکعت میں الم سجدہ، اور دوسری میں سورۃ دہر پڑھا کرے، تو اس میں کراہت نہیں؛ لیکن اس میں بھی شرط ہے کہ اس کے سوا کبھی کبھی اور سورت بھی پڑھا کرے؛ تاکہ کوئی ناواقف یہ نہ سمجھ لے کہ اس کے سوا اور کوئی سورت جائز نہیں۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۱۱۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علامہ شامیؒ نے ''درمختار'' کی اس عبارت کی شرح میں جو آپ نے احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے نقل کی ہے تفصیلی بحث فرما کر یہی ثابت کیا ہے۔

وقید الطحاوی والاسبیجابی الکراهة بما اذا رأی ذلك حتما لا یجوز غیره، اما لو قرأه للتیسیر علیه او تبرکا بقراءته علیه الصلوة والسلام فلا کراهة؛ لکن بشرط ان یقرأ غیرها احیانا لئلا یظن الجاهل ان غیرها لا یجوز الخ (شامی ۱/۴۰۲)

خلاصہ یہ ہوا کہ علت کراہت دو امور میں سے ایک ہے۔ (۱) اس کو یقینی اور واجب سمجھ کر پڑھنا۔ (۲) کسی جاہل وناواقف کا یہ سمجھ لینے کا اندیشہ کہ اس کے علاوہ اور کوئی سورت جائز نہیں۔

(۱)واقول: حاصل معنی کلام هذین الشیخین بیان وجه الکراهة فی المداومة وهو انه ان رأی ذلك حتما یکره من حیث تغییر المشروع والا یکره (۲): من حیث ایهام الجاهل الخ (شامی ۱/۴۰۲)

ہمارے یہاں امام بدلتا ہے، اور ہر امام اس بات سے واقف ہے کہ یہ قراءت مسنون وماثور ہے واجب نہیں ہے، اس لیے کراہت کی پہلی علت مفقود ہے؛ نیز چوں کہ امامت کا فریضہ انجام دینے والے وہ طلبہ ہیں جن کو فرائض امامت کی ادائیگی کے لیے تربیت دی جارہی ہے، اگر ابھی انھوں نے اس کا اہتمام نہ کیا تو آئندہ جہاں فریضہ امامت انجام دیں گے سال میں ایک مرتبہ بھی وہ یہ قراءت نہیں کریں گے جیسا کہ عام طور پر مشاہدہ ہے، جیسا کہ علامہ ابن الہمامؒ (شارح ہدایہ) نے تحریر فرمایا ہے: وفی فتح القدیر لان مقتضی الدلیل عدم المداومة، لا المداومة علی العدم کما یفعله حنفیة العصر (شامی ۱/۴۰۲) (یعنی دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیشہ نہ پڑھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائے (بلکہ گاہے نہ پڑھے) نہ کہ ہمیشہ نہ پڑھا جائے، جیسا کہ دورِ حاضر کے احناف کر رہے ہیں) کراہت کی دوسری علت ''ایہام جاہل'' بھی یہاں مفقود ہے، اس لیے کہ مقتدیان بحمد اللہ تعالیٰ مسائل سے واقف ہیں۔

ہمارے اکابر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ کے متعلق سنا کہ خود بھی اس سنت کا اہتمام فرماتے تھے، اور اگر کوئی امام نہ پڑھتا تو تنبیہ فرماتے تھے، اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کو احقر نے خود دیکھا کہ اس سنت کا اہتمام کراتے تھے، ویسے ہمارے یہاں بھی گاہے بعض امام دوسری قرأت کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ سے متعلق الجمعیۃ کے شیخ الاسلام نمبر کا اقتباس الگ سے نقل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرتؒ کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا، فجر میں طوال مفصل، عشاء میں اوساط، مغرب میں قصار، بارہا ایسا ہوا کہ عشاء میں کسی جگہ امام نے اوساط کو ترک کر کے قصار میں سے یا کہیں اور سے قرأت کی نماز ختم ہوتے ہی فوراً تنبیہ فرماتے، اگر کہیں خلاف سنت قراءت ہوتی اس سے منقبض ہوا کرتے، کبھی کبھی اس ترک سنت پر اظہار ناراضگی بھی فرمایا کرتے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہی ہے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ، اور دوسری رکعت میں سورۃ دہر تلاوت فرمایا کرتے تھے، اسی طرح جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ، اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ کا معمول تھا، احقر راقم الحروف کو زمانہ طالب علمی کے آٹھ سال اور رفاقت سفر کے ڈھائی سال، دس سال سے زیادہ کی مدت میں ایک مرتبہ بھی یاد نہیں پڑتا کہ بغیر کسی عذر قوی کے جمعہ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فجر میں سورۃ سجدہ تلاوت نہ فرمائی ہو، اسی طرح جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ، اور دوسری میں غاشیہ ترک فرمائی ہو، سفر میں بھی اگر ممکن ہوتا تو اسی پر عمل فرمایا کرتے تھے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۱۵۳)

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سورتیں ترتیب سے پڑھنے کا حکم فرائض کے ساتھ خاص ہے

سوال: ترتیب سور کے اعتبار سے نمازوں میں کراہت وعدم کراہت کا حکم صرف فرائض وسنن سے متعلق ہے یا وتر میں بھی یہی حکم ہے؟ آیا وتر کی پہلی دو رکعت میں بالترتیب سورہ کافرون ونصر پڑھنے کے بعد تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟ فقہاء نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے یا وتر کو اس شرعی حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری رکعت میں درمیان کی ایک سورت چھوڑ کر بعد کی سورت پڑھی تو اگر درمیان کی سورت چھوٹی ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے، لیکن یہ حکم فرائض کے لیے ہے نوافل میں ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا إلا اذا ختم، فيقرأ من البقرة وفى القنية: قرأ فى الاولى الكافرون وفى الثانية الم تر او تبت ثم ذكر يتم وقيل يقطع ويبدأ ولا يكره فى النفل شىء من ذلك.

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (قوله ولا يكره فى النفل شىء من ذلك) عزاه فى الفتح الى الخلاصة، ثم قال: وعندى فى هذه الكلية نظر فانه ﷺ نهى بلالا عن الانتقال من سورة الى سورة، وقال له اذا ابتدأت سورة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فاتمها علی نحوها حین سمعه ینتقل من سورة الی سورة فی التهجد. اھ واعترض ح ایضاً بانهم نصوا بان القرأة علی الترتیب من واجبات القرأة فلو عکسه خارج الصلوٰة یکره فکیف لایکره فی النفل تأمل واجاب ط بان النفل لا تساع بابه نزلت کل رکعة منه فعلا مستقلا فیکون کما لو قرأ انسان سورة ثم سکت ثم قرأ مافوقها فلا کراهة فیه (شامی ۱/ ۴۰۴)

درباب قرأت وتر بھی بحکم نفل ہے۔

فان الوتر من حیث القراء ة ملحق بالنوافل .(کبیری ۳۵۵)

اس لیے وتر کی پہلی دو رکعت میں سورۂ کافرون اور سورۂ نصر پڑھنے کے بعد تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں دو سورتوں کے درمیان ایک سورت ترک کرنا

(سوال): نماز میں قرأت کرتے ہوئے ترتیب وار ایک سورت چھوڑ کر دوسری سورت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ جیسے پہلی رکعت میں سورۂ لہب اور دوسری رکعت میں سورۂ فلق پڑھی اور درمیان میں سورۂ اخلاص ترک کردی۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

فرض نماز میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے اور غیر اختیاری طور پر یا نفل میں مکروہ نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز میں خلاف ترتیب قرآن پڑھنا

سوال: پہلی رکعت میں ۳۰ پارہ میں سے امام صاحب مدظلہ نے تلاوت فرمائی اور دوسری رکعت میں ۲۹ میں سے تلاوت فرمایا تو کیا اس طرح پڑھنے سے نماز میں کچھ خرابی پیدا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام صاحب نے اس طرح کی قرات قصداً فرمائی ہے تو یہ مکروہ ہے اور سہواً ایسا ہوگیا تو مکروہ بھی نہیں ہے۔

ان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا (شامی ۱/۴۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز میں قراءۃ سبعہ پڑھنا

سوال: نماز میں قرأت سبعہ کا پڑھنا اس شخص کے لیے جو اس کا جاننے والا ہو کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس صورت میں بھی نماز صحیح اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، یکم صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ظہر وعصر میں قرأت سراً اور مابقیہ نمازوں میں جہراً کیوں؟

سوال : ظہر وعصر میں قرأت سری اور مغرب، عشاء وفجر میں بلند آواز سے کیوں؟ پھر مغرب وعشاء کی ابتدائی دو رکعت میں جہراً اور آخری رکعت میں سراً کیوں؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعتِ مطہرہ کے تمام احکام بے شمار مصالح وحکم پر مبنی ہیں، جن میں سے بہت سی مصالح کو حضرات علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اسی موضوع پر ہے۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو زبان میں ایک کتاب ''المصالح العقلیۃ'' نامی اسی موضوع پر تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ کو بھی اگر دلچسپی ہے تو اس کا مطالعہ فرمائیں۔ باقی مومن کا مزاج یہ ہونا چاہیے کہ حکم ومصالح میں پڑے بغیر خدائی حکم سمجھ کر اس کی بجا آوری میں دل وجان سے مصروف ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

منفرد اپنی قرأت آہستہ کرے یا زور سے؟

سوال : مسجد میں اذان ہونے کے بعد اگر کوئی نمازی نہ آئے اور امام تنہا ہو تو تکبیر اور قرأت وغیرہ زور سے کرے یا آہستہ؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

جہری نماز اپنے وقت میں کوئی شخص تنہا پڑھے تو اسکو اختیار ہے کہ جہر کے ساتھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرأت کرے اور یہ افضل ہے اور سراً قرأت کرے تو بھی درست ہے۔ (درمختار علی ھامش الشامی ۱/ ۳۹۴) تکبیرات انتقالی کو جہراً کہنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رکوع میں یاد آیا کہ سورت نہیں پڑھی تو کیا کرے؟

سوال: ایک شخص چار رکعت فرض پڑھ رہا تھا، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا بھول گیا اور سیدھا رکوع میں چلا گیا، پھر رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا کہ سورۃ نہیں پڑھی، تو کیا ایسی صورت میں رکوع میں یاد آنے کے بعد سورۃ پڑھنے کی طرف نہ لوٹنے سے نماز فاسد ہو جائیگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس صورت میں جب کہ اس کو رکوع میں یاد آیا کہ میں نے سورۃ نہیں ملائی تو اس کو چاہیے کہ قیام کی طرف لوٹ کر سورت پڑھ کر رکوع کا اعادہ کرلے اور سجدۂ سہو کرلے، لیکن اگر وہ قیام کی طرف نہیں لوٹا بلکہ نماز جاری رکھی تو نماز فاسد نہیں ہوگی البتہ سجدۂ سہو واجب ہے۔

ولو تذكرها فى ركوعه قرأها و أعادالركوع (قوله و لو تذكرها) اى السورة (قوله قرأها) اى بعد عوده الى القيام الخ (درمختار مع الشامی ۱/۵۴۷)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر وہ شخص سورت پڑھنے کے لیے قیام کی طرف لوٹا تو اس صورت میں سورت پڑھنے کے بعد رکوع کا اعادہ ضروری ہے اور اگر اس نے رکوع نہیں لوٹایا تو نماز فاسد ہوگی۔ غالباً آپ کو اسی سے غلط فہمی ہوئی کہ سورت پڑھنے کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرف نہ لوٹنے سے نماز فاسد ہوگی حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

آیت چھوڑنے سے نماز میں نقص نہیں آتا

سوال: زید نے فجر کی نماز پڑھائی، دوسری رکعت میں ایک آیت ﴿وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا﴾ اتنا پڑھا تھا اور اگلی آیت بھول گئے ﴿انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا إلا فاجرا كفارا﴾ یہ پوری آیت چھوڑ گئے، سلام پھیرنے کے بعد ایک مقتدی نے بطورِ یاد دہانی کے کہا کہ ایک آیت چھوٹ گئی ہے، اس پر امام صاحب سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے مجمع عام کے سامنے میری بے عزتی کی، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح قرآن چھوٹ جانے سے نماز ہوئی یا نہیں؟ اور جس ایک آیت کی تلاوت امام نے کی وہ "قدر مایجوز به الصلوٰۃ" کی مقدار ہو جاتی ہے؟ تشویش ہے کہ اس صورتِ مذکورہ میں نماز ہوگئی یا کہ فاسد ہوئی، جس کا اعادہ ضروری ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ امام کے قرأت چھوڑ دینے پر اگر اس کو یاد دلایا جائے، تو کیا واقعی یہ بے عزتی ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں اگر امام نے سورۂ فاتحہ کے بعد صرف یہی ایک آیت ﴿وقال نوح رب﴾ الخ پڑھی ہے، تب بھی نماز درست ہوگئی، نہ تو نماز فاسد ہوئی اور نہ سجدۂ سہو واجب ہوا، آگے والی آیت چھوڑنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رہا مقتدی کا امام کو یہ بتلانا کہ ایک آیت چھوٹ گئی، اس میں امام کی کوئی بے عزتی نہیں ہے، امام کو چاہیے تھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ مقتدی کو مسئلہ بتلا کر مطمئن کر دیتا، اس سے ناراض یا اس پر غصہ ہونے کی ضرورت نہیں تھی اور اگر مقتدی نے بتلانے کے لیے کوئی ایسا نامناسب طریقہ اختیار کیا ہو جس سے امام کی دل آزاری ہوئی، تو یہ اس کی غلطی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز میں سورۂ توبہ سے قبل أعوذ باللہ من النار پڑھنے کا حکم

سوال: ایک حافظ صاحب نماز تراویح میں قرآن سنا رہے تھے، سورۂ انفال ختم کرنے کے بعد انہوں نے تعوذ تسمیہ نہ پڑھی؛ بلکہ اس کی جگہ اعوذ باللہ من النار پڑھ کر سورۂ توبہ شروع کی، کیا درمیان نماز میں سورہ توبہ سے پہلے اعوذ باللہ من النار پڑھ سکتا ہے؟ یہ دو رکعت صحیح ہوگئی یا دہرانی پڑے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے؛ لیکن اگر پڑھ لیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، دہرانے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

درمیان قراءت میں چند آیات چھوڑ کر آگے پڑھنا

سوال: نمازِ تراویح میں اگر حافظ بھول جائے، سامع نہ ہو، جس مقام پہ بھولا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وہاں تونہیں، اس کے بعد کی آیتیں یاد آرہی ہوں؛ تو کیا بعد کی آیتیں پڑھ کر نماز مکمل کرسکتا ہے؟ جو آیات چھوڑا ہے اس کو کسی اَور رکعت میں یا کسی اَور دن تراویح میں پڑھ دے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بعد کی آیتوں کو اس کے ساتھ ملانے سے فساد نماز لازم نہ آتا ہو تو ملا سکتا ہے، یا اگر مقدارِ واجب پڑھ چکا ہے تو رکوع میں جا سکتا ہے۔

بل ينتقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوة، او الى سورة أخرى، او ركع الخ (شامی ١/٤٦٠)

جو آیات چھوڑ دی ہیں ان کو بعد والے شفعہ میں پڑھ لے، دوسرے دن بھی پڑھ سکتا ہے، اگر نہیں پڑھا تو ختم قرآن مجید والی سنت ادا نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳؍رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دو سورتوں کے بیچ میں بسم اللہ پڑھنا

سوال: دو چھوٹی سورتوں کو ایک رکعت میں پڑھنی ہو تو بیچ میں بسم اللہ پڑھنی ہے کہ نہیں؟ عشاء کی نماز میں پڑھنی ہو تو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فرض کی ایک رکعت میں دو سورتوں کو جمع کرنا مناسب نہیں ہے، پھر بھی اگر ایسا کیا اور دونوں ساتھ کی ہے تو مکروہ نہیں، اور اگر دونوں کے درمیان ایک یا زیادہ سورتوں کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فصل ہے تو مکروہ ہے اور جمع کرنے کی صورت میں درمیان میں بسم اللہ نہ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نوافل کی جماعت میں جہراً قراءت کرنا

سوال: دن میں نوافل جماعت سے پڑھنا اور اس میں جہراً قرأت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

نوافل کی جماعت (چاہے دن میں ہو یا رات میں) اگر علی سبیل التداعی ہے تو مکروہ ہے، علی سبیل التداعی کا مطلب یہ ہے کہ امام کے علاوہ چار مقتدی ہوں، اور اگر مقتدی تین ہوں تو کراہت میں اختلاف ہے، ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ جماعت اگرچہ بلا کراہت جائز ہے؛ مگر اس میں بھی جماعت کی فضیلت اور ثواب نہیں۔

يكره ذلك لو على سبيل التداعي؛ بأن يقتدى أربعة بواحد، كما في الدرر (درمختار) قال ابن عابدين الشامي: أما اقتداء واحد بواحد، أو اثنين بواحد فلايكره، وثلاثة بواحد فيه خلاف، بحر عن الكافي وهل يحصل بهذا الاقتداء فضيلة الجماعة؟ ظاهر ما قدمناه من أن الجماعة في التطوع ليست بسنة يفيد عدمه، تأمل (درمختار مع الشامي١/ ٥٢٤)

دن میں پڑھی جانے والی نفل میں قرأت سراً ہی کی جائے گی، جہراً درست نہیں۔

كمتنفل بالنهار فإنه يسر (درمختار على هامش الشامی ١/ ٣٩٤)

اگر جہراً قرأت کرے گا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

والجهر للإمام، والاسرار للكل فيما يجهر فيه ويسر (درمختار) قال ابن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عابدین: والاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیه الخ (شامی ۱/۳۴۶)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سورۂ ماعون سے سورۂ نصر تک چار رکعت میں پڑھنا

سوال: چار رکعات سنت، اول رکعت میں سورۂ ماعون، دوسری میں کوثر، تیسری میں کافرون، چوتھی میں نصر پڑھ سکتے ہیں؟ کیوں کہ درمیان میں سورۂ کوثر کافرون سے چھوٹی ہے کوئی کراہیت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

پڑھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

زلۃ القاری کا ایک مسئلہ

سوال: (۱) امام نے فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ غاشیہ اس طریقہ سے تلاوت کی ﴿هل اتٰك حديث الغاشية وجوه يومئذ ناعمة لسعيها راضية﴾ إلخ یعنی کہ ﴿وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة﴾ إلى ﴿وجوه يومئذ ناعمة﴾ یہ چھ آیتیں تھیں وہ سب کی سب حذف کر دیں۔

الحاصل ﴿هل اتٰك حديث الغاشية﴾ کو ملا دیا ﴿وجوه يومئذ ناعمة﴾ کے ساتھ آخر سورت تک، کیا اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد تو نہیں ہوئی؟ متکلم جل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شانہ کی مراد کے خلاف تو کوئی بات نہیں؟

② دوسری رکعت میں اسی امام نے سورۂ اعلیٰ پڑھی، کیا یہ خلاف ترتیب ہونے سے مکروہ تحریمی نہیں ہوئی؟

③ تین دفعہ لقمہ دیا؛ لیکن امام صاحب نے لقمہ نہیں لیا، اور بتایا کہ ایسی باتوں میں کوئی حرج نہیں ہے، نماز ہوجاتی ہے۔ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔

② خلافِ ترتیب قصداً پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر سہواً ایسا ہوا ہے تو مکروہ بھی نہیں ہے۔

③ امام صاحب کی بات درست ہے، لقمہ دینے والے کو بھی اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

ان اللہ لا یحب المتقین پڑھنا

سوال: ایک مسئلہ درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ امام صاحب نے فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ شروع کی ایک صفحہ پورا پڑھنے کے بعد امام صاحب اس آیت پر اٹک گئے ﴿انا نسینٰکم وذوقوا﴾ پھر اس کے بعد پڑھا ﴿لا ریب فیه، ان الله لا یحب المتقین﴾ دو مرتبہ یہی پڑھا، پھر رکوع کیا تو اب ایسے پڑھنے کی وجہ سے نماز ہوئی یا نہیں؟ ایک عالم صاحب فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۳۰۹ کے حوالہ سے کہہ رہے ہیں کہ نماز نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوئی، اور دوسرے عالم صاحب کہہ رہے کہ نماز ہوئی نور الایضاح کے حوالہ سے، تو اب تحقیقی جواب دے کر ہمیں ممنون و مشکور فرمائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام صاحب کے نماز میں ﴿ان اللہ لایحب المتقین﴾ پڑھنے سے نماز فاسد ہوگئی، اس کا لوٹانا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ شعبان ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

"یدافع عن الذین کفروا" پڑھ دیا

سوال: امام صاحب نے فجر کی نماز میں ﴿ان اللہ یدافع عن الذین کفروا﴾ پڑھا اور مقتدی حضرات میں سے کسی نے اصلاح نہیں کی تو کیا نماز دہرانا پڑے گی؟ کیا اس قسم کی غلطی مفسدِ صلوۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں آیت کے معنی میں تغیرِ فاحش پیدا ہو چکنے کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی، اس کا اعادہ ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ شعبان ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

﴿ھم عن صلاتھم﴾ کی جگہ "ھم صلاتھم" پڑھنا

سوال: "سورۂ ماعون" کے اندر ﴿ھم عن صلاتھم﴾ کی بجائے "ھم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صلاتھم" سے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور وہ بھی امام کی تین مرتبہ یہ غلطی نکالنے کے باوجود وہ اپنی غلطی کا اقرار نہ کرے اور اسی حالت میں نماز کو پوری کرے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں نماز ہوجائے گی، ایک مرتبہ لقمہ دینے کے بعد بھی امام کسی غلط فہمی کی وجہ سے لقمہ قبول نہ کرے، تو لقمہ دینے والے کو اصرار نہ کرنا چاہیے، نماز کے بعد تنبیہ کردے، حالت نماز میں مقتدی کا لقمہ پر اصرار کرنا مناسب نہیں، اسی طرح امام کا اس کو قبول نہ کرنا بہ شرطے کہ امام کا یہ فعل قصداً ہو، اگر وہ قبول نہیں کررہا ہے کہ اپنی قرأت کو صحیح سمجھ رہا ہے تو وہ معذور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

﴿فاقرة﴾ کی جگہ ﴿فراق﴾ پڑھنا

سوال: اگر امام نے نماز میں ﴿تظن ان يفعل بها فاقرة﴾ میں "فاقرة" کی جگہ "فراق" پڑھا، تو نماز میں کوئی حرج تو نہیں ہوا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں نماز فاسد نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ، ۲۱/محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

﴿وتواصوا بالصبر﴾ پھر ﴿وتواصوا بالحق﴾ پڑھنا

سوال: امام نے نماز میں سورة العصر میں پہلے ﴿وتواصوا بالصبر﴾ پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

﴿وتواصوا بالحق﴾ پڑھا، پھر بعد میں صحیح پڑھ لیا، تو نماز صحیح ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں نماز درست ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں إنك بالمرصاد پڑھ دیا

سوال: امام صاحب نے فجر کی نماز میں سورۂ فجر کی آیت ﴿انّ ربّك لبالمرصاد﴾ کے بہ جائے غلطی سے "انّك بالمرصاد" پڑھ دیا تو کیا نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اگر نہیں ہوگی تو اس کی وجہ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

رصد، یرصد (باب نصر) کا اصلی معنیٰ گھات کرنے کے لیے تیار ہو جانا۔

رصاد: ظرف مکان مفرد، گھات لگانے کی جگہ۔

مفردات امام راغب میں ہے: "المرصد موضع الرصاد قال تعالیٰ واقعدوا لهم كلّ مرصد و المرصاد نحوه لكن قال للمكان الّذى اختص بالمرصد قال تعالیٰ انّ جهنّم كانت مرصادا تنبيها انّ عليها مجاز الناس (ص:۱۹۶،۱۹۵)

انّ ربّك لبالمرصاد اى يرصد عمل كلّ انسان الخ (تفسیر قرطبی ۲۰/ ۵۰)

انّك بالمرصاد پڑھنے کی صورت میں معنوی طور پر فساد فاحش نہیں آتا اس لیے نماز درست ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرآن میں ﴿وسبِّحه﴾ کی جگہ سبِّه پڑھا تو نماز فاسد ہوگی؟

سوال: امام صاحب نے فجر کی نماز میں سورۃ الدھر پڑھنا شروع کیا، پہلی رکعت میں تقریباً تیرہ چودہ آیتیں پڑھی اور رکوع کیا پھر دوسری رکعت میں بقیہ آیتیں پڑھی اور آیت نمبر ۲۶ میں ﴿وسبِّحه﴾ کی جگہ "سبِّه" پڑھا تو کیا نماز ہو جائیگی؟ اور نماز کا اعادہ کرنا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام نے اگر واقعۃً اسی طرح پڑھا ہے تو چوں کہ معنی میں تغیر فاحش پیدا ہو گیا ہے، اس لیے نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

والقاعدة عند المتقدمين أن ماغير تغييراً يكون اعتقاده كفراً يفسد فی جميع ذلك، سواء كان فی القراٰن أولم يكن (كبيری ص۴۷۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قرأت میں فاحش غلطی کر کے صحیح پڑھا تو کیا نماز ہو جائیگی؟

سوال: ایک امام نے نماز میں ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ کے بجائے "من المشركين" پڑھا اور سلسلۂ قرأت جاری رکھتے ہوئے ﴿الا ذوحظ عظيم﴾ تک پہنچ گئے، پھر لقمہ دیا گیا تو پہلی غلطی کی اصلاح کی اور پھر پوری قرأت کی، اس صورت میں نماز کے فساد و اعادہ کا کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہمارے اکابر کے فتاویٰ دونوں قسم کے موجود ہیں، اس لیے لوٹا لینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں ﴿یعلمون﴾ کی جگہ "لا یعلمون" پڑھنا

(سوال): یہاں مدرسہ میں ایک استاذ نے فجر کی نماز میں سورۃ المعارج پ ۲۹ کی قرأت کی، پوری سورت پڑھی؛ لیکن آگے ﴿أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ، كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا لايَعْلَمُونَ﴾ پڑھا جب کہ "لا یعلمون" کے بجائے "یعلمون" ہے، کسی نے لقمہ نہیں دیا، نماز پوری ہونے کے بعد مدرسے کے اساتذہ سے تحقیق کر کے نماز کا اعادہ کیا گیا، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس صوت میں نماز کا اعادہ صحیح ہے یا نہیں؟ جلد از جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع فراہم فرمائیں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں اعادۂ صلوۃ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

فرض قرأت کے بعد فاحش غلطی سے نماز کا فساد

(سوال): اگر امام فرض نماز میں مایجوز به الصلوٰۃ قرأت کرنے کے بعد کوئی مفسدِ صلوٰۃ غلطی قرأت میں کرے، تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ جیسے سورہ بینہ میں ﴿إِنَّ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلٰئِكَ هِمْ شَرُّ الْبَرِيَّة ﴾ پڑھ لیا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فاسد ہوگی۔

وإن تغير المعنى بأن قرأ: ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ جَحِيْم﴾ ﴿وإِنَّ الْفُجَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ﴾ أو قرأ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّة﴾ أو قرأ: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ، أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنونَ حَقّاً﴾ تفسد صلوٰته؛ لأنه أخبر بخلاف ما أخبرالله تعالىٰ به، وقال بعضهم: لا تفسدصلوٰته لعموم البلوى، والأول أصح (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية ١/ ١٥٤،١٥٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ ذو القعدہ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز میں قراءت کی چند غلطیاں

سوال: (۱) امام صاحب نے عشاء کی نماز میں سورۂ "والنّازعات" پڑھی اور ﴿فانّ الجحيم هی المأوی﴾ کی جگہ پر ﴿فانّ الجنّة هی المأوی﴾ پڑھ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۲) امام صاحب نے فجر کی نماز میں ﴿والله يعلم انّهم لكٰذبون﴾ کی جگہ ﴿الله يحبّ المحسنين﴾ پڑھ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۳) امام صاحب نے ﴿فاراه الاية الكبرىٰ﴾ کی جگہ "قبریٰ" بڑا قاف پڑھ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

④ امام صاحب نے نماز میں ﴿لو انزلنا هذا القرآن﴾ کی جگہ ﴿هذا القرآن﴾ پڑھ دیا نماز ہوئی یا نہیں؟

⑤ نماز کے تین آیات کے برابر قرآن شریف صحیح پڑھ لینے سے بعد کی آیت میں اگر کوئی ایسی بھول ہوجائے جس سے قرآن شریف کے معنی اور مطالب میں بہت زیادہ فرق ہوجاتا ہے تو نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟ ہمارے یہاں ایک آدمی کا کہنا ہے کہ تین آیت کے برابر قرآن شریف صحیح پڑھ لینے کے بعد چاہے جیسی بھی بھول ہو جائے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ تو صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اگر اگلی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا ہے یعنی ﴿ فامّا من طغی واٰثر الحیوة الدّنیا فانّ ﴾ الخ پڑھا ہے تو نماز فاسد ہوگی۔ اور اگر ﴿الدّنیا﴾ پر وقف کیا تھا اس کے بعد ﴿فانّ الجنّة هی المأوی﴾ پڑھا تو فاسد نہیں ہوگی۔ (شامی ۱/۴۶۶)

② اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ (ایضا)

③ نماز فاسد نہیں ہوئی۔ (ایضا ۱/۴۶۸)

④ نماز ہوگئی۔ (ایضا ۱/۴۶۷)

⑤ ان صاحب کی بات کی تصدیق کسی عبارت فقہیہ سے نہیں ہوتی بلکہ طحطاوی شرح مراقی سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

وفتحه على امامه جائز ولو قرأ المفروض او ينتقل الى آية اخرى على الصحيح لاصلاح صلاتهما (مراق الفلاح) (لاصلاح صلاتهما) لانه لو لم يفتح ربما يجرى على لسانه ما يكون مفسدا ليكون فيه اصلاح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صلوۃ الامام و باصلاحها تصلح صلوۃ المقتدی.(طحطاوی علی المراقی:۱۸۳)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ / رجب المرجب ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اعراب کی تبدیلی مفسد صلاۃ نہیں

سوال: ہمارے مدرسہ میں امام صاحب نے عشاء کی نماز میں سورۂ والشمس تلاوت فرمائی اور اس میں آیت ﴿فدمدم علیهم ربهم بذنبهم فسوّاها﴾ لفظ "ربّهم" میں بجائے "ربُّ" کے رفع کے جر یعنی "ربِّهم" پڑھا تو بندہ کو اس کا حکم چوں کہ کتابوں میں صراحتاً نہیں ملا تو بندہ نے مندرجۂ ذیل تحقیق کی۔ تحقیق: صورت مذکورہ "ربُّهم" کو مجرور پڑھا جائے تو اس میں غور کرنا ہوگا کہ ترکیب نحوی کے اعتبار سے کیا بن سکتا ہے؟ تو اس سلسلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ مبتدا، خبر وغیرہ متبوع نہیں بن سکتا لہٰذا لامحالہ تابع بنانا ہوگا اب اس صورت میں دیکھنا ہوگا کہ توابع کی اقسام خمسہ میں کس کی صلاحیت رکھتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ نعت وصفت نہیں بن سکتا ہے؛ کیوں کہ نعت بنانے کی صورت میں ھم ضمیر موصوف ہوگی حالاں کہ " المضمر لا یوصف ولا یوصف به" (کافیه ص ۵۸) لہٰذا صفت تو نہیں بن سکتا اور ایسے ہی عطف بھی نہیں ہوسکتا کیوں کہ درمیان میں حرف عطف نہیں ہے اور ایسے ہی تاکید بھی نہیں بن سکتا کیوں کہ تاکید لفظی میں بعینہ اسی لفظ کی تکرار ہوتی ہے۔ اور معنوی کے الفاظ متعین ہیں۔ اور وہ دونوں یہاں مفقود ہیں۔ لہٰذا اس میں لامحالہ اس کو یعنی ربهم کو علیهم کی هم ضمیر سے بدل بنانا ہوگا۔ چوں کہ بدل اور مبدل منہ اسم مضمر بھی ہو سکتے ہیں۔ کما

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فی الکافیۃ و یکونان ظاھرین و مضمرین و مختلفین. (کافیہ ص۶۳)

خلاصۂ کلام: صورت مذکورہ میں ترکیب نحوی کے اعتبار سے "ربُّھم" بدل بن سکتا ہے۔ اور رہا یہ شبہ وخلجان کہ مبدل منہ یعنی "ھم" ضمیر جمع ہے۔ اور بدل "رب" واحد ہے اس کی تاویل یہ کی جاسکتی ہے کہ "ھم" کی ضمیر جمع تعظیما ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات مثلا "انا ارسلنا نوحا الی قومہ" میں جمع کی ضمیر استعمال فرمائی ہے اور جب "ربُّھم" بدل ہوگا تو معنی میں تغیر فاحش لازم آئے گا یعنی معنی یہ ہوں گے کہ ہلاکت گری ان پر یعنی ان کے رب پر العیاذ باللہ اور جب زلۃ القاری ایسی ہو کہ معنی تغیر فاحش کے ساتھ متغیر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں نماز فاسد ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔ یہ بندہ کی تحقیق ہے حضرت والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ بندہ کو جواب باصواب عطا فرمائیں کہ یہ تحقیق درست ہے یا نہیں اور مذکورہ نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اعراب میں ہونے والی غلطی کے متعلق مشائخ متأخرین کا اتفاق ہے کہ وہ مفسد صلوۃ نہیں ہے۔

و اما المتأخرون کابن مقاتل وابن سلام واسماعیل الزاھد وابی بکر البلخی والھندوانی وابن الفضل والحلوانی فاتفقوا علی ان الخطأ فی الاعراب لا یفسد مطلقا ولو اعتقادہ کفرا لان اکثر الناس لا یمیزون بین وجوہ الاعراب قال قاضی خان وما قالہ المتأخرون اوسع وما قالہ المتقدمون احوط (شامی ۱/۴۶۶)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آگے چل کر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب درمختار کے قول ”فلو فی اعراب“ کی شرح فرماتے ہوئے فتاویٰ بزازیہ اور خلاصۃ الفتاویٰ کے حوالہ سے عدم فساد والے قول کا مفتی بہ ہونا نقل فرمایا ہے۔ وفی النوازل لا تفسد فی الکل وبه یفتی بزازیة و خلاصة (شامی ۱/٤٦٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اللہ کے ہمزہ اور اَکبر کے با کو کھینچ کر پڑھنے سے نماز کا حکم

سوال: (۱) ایک امام صاحب نماز میں تکبیر تحریمہ وانتقالی تکبیرات کو بالمد کھڑے زبر سے کھینچ کر ادا کرتے ہیں تو کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ مثلاً (آللہ)۔

(۲) اکبر کی ہمزہ کو اور اکبر کی باء کو کھینچ کر پڑھنے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ مثلاً: آکبار۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱)، (۲) دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوگی۔

وإذا أراد الشروع في الصلوٰة كبر للإفتتاح بالحذف إذ مد أحد الهمزتين مفسد وتعمده كفر وكذا الباء في الأصح. (در مختار مع الشامی ۱/ ۳٥٤، ۳٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، مؤرخہ ۱۲/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۴ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

التجارہ کے بہ جائے التجارۃِ پڑھنے سے نماز کا حکم

سوال : ایک مسجد میں امام صاحب مدظلہ نے فرض نماز میں سورہ جمعہ تلاوت فرمائی تو سورہ جمعہ کے اخیری رکوع ﴿قل ما عند اللہ خير من اللهو ومن التجارة﴾ پر وقف فرمایا تو التجارہ کی بجائے التجارۃِ پڑھ دیا تو کیا اس طرح نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں حالت وقف میں تاء مدورہ کو ھا سے بدل کر پڑھنے کے بجائے تاہی پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ (شامی ۱/۴۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زلۃ القاری کے اصول کے مراجع

سوال : نماز میں قرأت میں کن کن غلطیوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ اس کے لیے مفتیٰ بہ اصول کیا کیا ہیں؟ حوالہ کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ ایک مستقل موضوع ہے، جو تفصیلات وتمثیلات، اصول وضوابط اور فروع وجزئیات پر مشتمل ہے، ایک فتویٰ میں اس کا احصاء دشوار ہے، اس موضوع پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مراقي الفلاح" کے حاشیہ میں اصولی کلام فرمایا ہے اور حضرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نور الایضاح میں بطور تکمیل "باب زلة القاري" کے عنوان سے اس کا اضافہ مزید فرمایا ہے، اس کو ملاحظہ فرمالیں، انشاء اللہ آپ کے لیے کافی اور شافی ثابت ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/